

اُردو

من لا يحضره الفقيه

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی
ابن الحسین بن موسی بن بابویه القمی
المتوفی ۳۸۱ ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی



الکساء پبلیشرز

آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	من لائحہ فیہ الفقہ (اردو)
مولف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
مترجم	سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)
ترتیب	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافکس سینٹر
اشاعت اول	نومبر ۱۹۹۲ء
اشاعت دوم	جولائی ۱۹۹۶ء



الکساء پبلشرز

آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی



بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست (جلد چہارم)

باب	عنوان	صفحہ	باب	عنوان	صفحہ
	پیش لفظ	۹	۱۵	مردار خون اور سہ کا گوشت کھانے والے کی حد (سزا)	۶۹
	کچھ مترجم کے بارے میں	۱۵	۱۶	جس شخص پر کئی حد (سزائیں) مجتمع (؟) ہو جائیں	
۱	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند منہیات (چند امور جن کے نہ کرنے کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی)	۲۰	۷۰	اس کے متعلق کیا واجب ہے	۷۰
	ہدایت فرمائی)		۷۰	حدود کے متعلق تا در احادیث	
۲	جو احادیث عورتوں کی طرف نگاہ کرنے کے متعلق آئی ہیں	۳۱	۱۸	انسانی اعضاء اور اس کے جوڑوں کا خوبہ اور نطفہ	
۳	زنا کے متعلق احادیث	۳۳	۱۹	اور علاقہ اور مضغہ کا خوبہ اور ہڈی اور جان کا خوبہ	۷۳
	کتاب الحدود		۸۶	باقی کسی کے خون بہانے یا اس کا بل لینے کی حرمت	
۴	زنا کے جرم میں سزا حد و درجم و شہر بدری کب اور کیا واجب ہے	۳۵	۲۰	یا ایسا سلوک جو حلال نہیں اور قتل عمد اور خطا سے توبہ	۸۶
	اگر کوئی مسافر مجبوری (بیوی یا کنیز نہ ہو) میں زنا کر لے تو اسے رجم نہیں کیا جائے گا	۳۹	۲۱	قسامت (قسم)	۹۱
۵	زنا کر لے تو اسے رجم نہیں کیا جائے گا	۳۹	۲۲	وہ شخص جو کسی کو زخمی یا قتل کر دے تو اس پر کوئی دیت لازم نہ ہو	۹۲
۶	لواط اور حتی کی حد (سزا)	۵۰	۲۳	قصاص اور دیت کی رقم	۹۶
۷	زنا کے جرم میں غلاموں کی حد (سزا)	۵۱	۲۴	وہ شخص جس کی حفاظت عمد ہے	۱۰۲
۸	چانور سے بد فعلی کرنے والے کی حد اور سزا	۵۳	۲۵	وہ شخص جس کا عمد بھی خطا ہے	۱۰۳
۹	زنا اور لواط کی طرف ولالی کرنے والے کی حد اور سزا	۵۴	۲۶	وہ شخص جس نے حرم کی حد سے باہر کوئی جرم کیا	
۱۰	قتل کی حد (عورت پر زنا کی بہتان لگانے کی سزا)	۵۴	۲۷	اور بھگ کر حرم میں پناہ لے لی	۱۰۴
۱۱	شراب نوشی پر حد (شرعی سزا) اور گانے اور ادا و لعب کے متعلق جو کچھ وارد ہوا ہے	۵۹	۲۸	اس شخص کے لئے حکم جسکو دو آدمیوں یا اس سے زائد نے قتل کر دیا اور دو آدمیوں کے قتل پر مجتمع ہو جائے	۱۰۴
۱۲	حد سرقہ (چوری کی سزا)	۶۲	۲۹	عورتوں اور مردوں کے درمیان جراحات و قتل	۱۰۷
۱۳	موگے، بہرے اور امانہ پر حدود جاری کرنا	۶۹	۳۰	ایک شخص اپنے بیٹے یا اپنے باپ یا ماں کو قتل کر دیتا ہے	۱۰۸
۱۴	سود خور کیلئے حد (سزا) ثبوت و گواہی کے بعد	۶۹	۳۱	ایک مسلمان کسی کافر ذمی یا غلام یا غلام بدیر یا غلام	
			۳۲	مکاتب کو قتل کر دیتا ہے یا وہ لوگ اسکو قتل کر دیتے ہیں	۱۰۹

باب	عنوان	صفحہ	باب	عنوان	صفحہ
۳۰	نفس کی دیت کے علاوہ پوری دیت اور نصف دیت	۱۳۰	۳۰	کہاں کہاں از سر ہے	۱۳۰
۳۱	انگلیوں اور منوں کی دیت	۱۳۱	۳۱	جو شخص عورت کی شرمگاہ پر لٹ رہے اور عورت	۱۳۱
۳۲	ایک شخص قتل ہوتا ہے تو اس کے بعض ورثہ و عاقب	۱۳۲	۳۲	کا انیس ہونے کا اب اس کو بخش نہیں آئے گا تو اس شخص	۱۳۲
۳۳	نکرو دینا چاہتے ہیں بعض قصاص لین چاہتے ہیں	۱۳۳	۳۳	پر کیا لازم آتا ہے	۱۳۳
۳۴	اور بعض دیت	۱۳۴	۳۴	انگلیوں کے جوڑ کی دیت	۱۳۴
۳۵	ما قذ (یعنی قاتل کے اس مانندان سے دیت کی وصولی)	۱۳۵	۳۵	انسان کے دونوں بیٹوں کی دیت	۱۳۵
۳۶	ایک شخص نے ایک آدمی کو برائو اب اس کا پیشاب	۱۳۶	۳۶	ایک عام ایک آزاد مرد ایک آزاد عورت اور ایک	۱۳۶
۳۷	نہیں رکنا مسلسل جاری ہے مسئلہ تحقق روایت	۱۳۷	۳۷	غلام کے تب پاروں سے مل کر ایک آدمی کو قتل کیا اس	۱۳۷
۳۸	نصفہ اور علقہ اور مفقہ و عظم (بڈی) اور جبین (بچہ شکم)	۱۳۸	۳۸	سے متعلق حکم	۱۳۸
۳۹	کی دیت	۱۳۹	۳۹	وہ شخص جو اپنے غلام کو قتل کرے اس سے کہ وہ مر جائے اس	۱۳۹
۴۰	ایک مسلمان ارض شرک میں رہنا تھا اسے مسلمانوں	۱۴۰	۴۰	کے لئے کیا لازم ہے	۱۴۰
۴۱	سے قتل کر دیا اور امام کو بعد میں اطلاع ملی اس سے متعلق	۱۴۱	۴۱	ولد الزنا کی دیت	۱۴۱
۴۲	حکم	۱۴۲	۴۲	جو شخص اپنی زمین پر کسی اور کی زمین پر کنوئیں وغیرہ	۱۴۲
۴۳	ایک شخص نے ایک آدمی کے پیٹ کو کھیل دیا اور اس	۱۴۳	۴۳	کھودے اور اس میں کوئی انسان گر کر ہلاک ہو جائے	۱۴۳
۴۴	کے کپڑوں میں پھانسی لگا کر آیا	۱۴۴	۴۴	اس کے لئے کیا حکم ہے	۱۴۴
۴۵	ایک شخص نے عورت کے ساتھ جامعہ میں زیادتی	۱۴۵	۴۵	ان کو کوئی سواری کسی آدمی کو اپنے پیچھے یا اگلے پاؤں	۱۴۵
۴۶	کی (یعنی آگے کے بدن سے چھپے سے دخول کیا) اور	۱۴۶	۴۶	سے گزرنے پر پھانسی دے تو اس کے لئے کیا لازم ہے	۱۴۶
۴۷	اس پر اتنا ڈنک دیا کہ وہ مر گئی	۱۴۷	۴۷	وہ آدمیوں نے مل کر ایک آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا اس	۱۴۷
۴۸	گوشت کے کی زبان کی دیت	۱۴۸	۴۸	سے لئے کیا حکم ہے	۱۴۸
۴۹	انفہ (عورت کی شرمگاہ پھاڑ دینے) پر کیا واجب ہے	۱۴۹	۴۹	وہ شخص جس نے کسی عورت کا سر کاٹا اس پر کیا لازم ہے	۱۴۹
۵۰	اس شخص پر کیا عائد ہوگا جس نے ایک آدمی کے سر	۱۵۰	۵۰	اس طمانچہ کیلئے حکم جس سے چہرہ سیاہ ہو یا سرخ	۱۵۰
۵۱	پر کھوٹا ہوا پانی اٹھ لیا دیا اور اس کے مارے بال	۱۵۱	۵۱	پر ہونے	۱۵۱
۵۲	جھڑ گئے	۱۵۲	۵۲	اس شخص پر کیا لازم ہے جو ایک آدمی کے پاس گیا	۱۵۲
۵۳	کسی کی ڈاڑھی کے بال اگر کوئی سونڈ سے تو اس پر کیا	۱۵۳	۵۳	وہ مرد ہاتھ برب و اس کی پشت پر پہنچا تو وہ جاگ	۱۵۳
۵۴	عائد ہوگا	۱۵۴	۵۴	گئی اور اس نے اس کو قتل کر دیا	۱۵۴
۵۵	جو شخص اپنی زوجہ کی فرج (شرمگاہ) کاٹ لے اس	۱۵۵	۵۵	تین آدمی ایک دوسرے کے سرے میں شریک تھے اور	۱۵۵
۵۶		۱۵۶	۵۶	وہ دیکھو اس میں سے ایک پر گرجی اور وہ مر گیا	۱۵۶

باب	عنوان	صفحہ	باب	عنوان	صفحہ
۵۷	ایک آدمی قتل کر دیا جاتا ہے اس پر قرض ہے	۱۳۷	۷۱	دیتوں کے متعلق مادر احادیث	۱۳۴
۵۸	اس دایہ اور دودھ پلائی کی ضمانت جو بچے پر کروٹ	۱۳۷	۷۲	وصیت کا سلسلہ حضرت آدم کے وقت سے ہے	۱۳۷
	لیکراٹ پڑے اور وہ مر جائے یا بچے کو کسی دوسری		۷۳	اللہ تعالیٰ یہ احسان کرتا ہے کہ اپنے بندے پر وفات	
	دایہ کو حوالے کر دے اور وہ اسے لیکر بھاگ جائے	۱۳۷		کے وقت اس کی آنکھ کان اور عقل کو واپس کر دیتا ہے	
۵۹	اگر کسی شخص کا ستر کسی کو کاٹ لے تو کتے والے کی		۷۴	تا کہ وہ وصیت کر لے	۱۵۱
	کیا مذہب داری ہے	۱۳۸	۷۵	وصیت ترک کرنے پر اللہ کی جنت	۱۵۳
۶۰	ایک ام ولد نے اپنے مالک کو عہد ایاطا قتل کر دیا	۱۳۸	۷۶	وصیت ہر مسلمان پر فرض ہے	۱۵۳
۶۱	اگر کوئی شخص کسی قوم کے گھر میں آگ لگا دے اور		۷۷	زکوٰۃ میں جو کسی روہ جاتی ہے اسکی تکمیل وصیت سے	
	گھر اور اس کے رہنے والے مل جائیں تو اس کی			ہو جاتی ہے	۱۵۳
	کیا سزا ہے	۱۳۹	۷۸	ثواب اس شخص کا جو وصیت کرے اور ان میں سے	
۶۲	اگر کسی شخص کا بھتی (خراسانی اونٹ) بد مستی میں کسی		۷۹	کسی کے ساتھ نا انسانی اور کسی کو ضرر نہ پہنچائے	۱۵۳
	کو قتل کر دے تو اس پر کیا لازم آتا ہے	۱۳۹	۸۰	اس شخص کے متعلق جو اپنے ان اقرباء کیلئے وصیت نہیں	
۶۳	قصاص کو زندہ رکھنے کے لئے کیا لازم ہے	۱۳۹		کرتے جو اس کے مال میں میراث پانے والے نہیں	
۶۴	ایک چور زبردستی ایک عورت کی شرمگاہ پر قابض ہو		۸۱	چیں کم کیلئے وصیت کرے یا زیادہ کیلئے	۱۵۳
	جاتا ہے اور اس کے بچے کو قتل کر دیتا ہے	۱۴۰	۸۲	جو شخص موت کے وقت اچھی وصیت نہ کر سکا	۱۵۳
۶۵	ایک عورت اپنے شوہر کے گھر میں کسی شخص کو داخل		۸۳	اس شخص کا ثواب جس کا خاتمہ اچھے قول یا اچھے عمل پر ہو	۱۵۳
	کر لیتی ہے تو اس کا شوہر اس شخص کو قتل کر دیتا ہے		۸۴	داروں کو ضرر پہنچانے کے متعلق جو کچھ حدیث میں ہے	۱۵۳
	تو عورت اپنے شوہر کو قتل کر دیتی ہے	۱۴۱	۸۵	وصیت میں عدل اور جور (ظلم)	۱۵۴
۶۶	جو شخص عیدوں کی بھیڑ بھاڑ میں یا عرفہ میں یا کسی		۸۶	مکناہان کبیرہ کے متعلق وصیت میں ظلم و جور	۱۵۴
	کنوئیں یا کسی ہل پر مر جائے اور نہ معلوم ہو کہ اسے		۸۷	کس مقدار میں وصیت کرنا مستحب ہے	۱۵۵
	کس نے قتل کیا ہے	۱۴۱	۸۸	میت کو اپنے مال میں سے کتنا حق (وصیت) ہے اور	
۶۷	ایک شخص قتل ہوتا ہے اور اس کے اعضاء متفرق		۸۹	وصیت کو نیکی کی طرف پلانے کیلئے کیا لازم ہے	۱۵۶
	مقامات پر پائے جاتے ہیں	۱۴۲	۹۰	وصیت نامہ	۱۵۷
۶۸	شجاج (ذبحی) اور اس کے مختلف نام	۱۴۲	۹۱	وصیت پر لوگوں کو گواہ بنانا	۱۶۲
۶۹	وہ شخص جو کسی آدمی کو قتل کر کے بھاگ جائے اس		۹۲	میت کے ترکہ میں سے جو چیز پہلے شروع کی جائے	۱۶۳
	کے لئے کیا حکم ہے	۱۴۳	۹۳	ایک شخص مر جاتا ہے اور اس پر قرض اس کے گھن کی	
۷۰	مر کے زخموں اور جراحتوں کی دیت	۱۴۳		قیمت کے برابر ہے	۱۶۳

باب	عنوان	صفحہ	باب	عنوان	صفحہ
۹۰	وارث کے لئے وصیت	۱۶۳	۱۰۷	غلام مکاتب اور ام ولد کیلئے وصیت	۱۷۹
۹۱	وصیت کے قبول کرنے سے انکار	۱۶۳	۱۰۸	ایک شخص نے ایک آدمی کیلئے تلواریا صندوق یا سفینہ کی وصیت کی	۱۸۰
۹۲	عمر کی وہ حد کہ جس پر لڑکا پہنچ جائے تو اس کی وصیت جائز ہے	۱۶۵	۱۰۹	جس نے کوئی وصیت نہ کی ہو اور اس کے بہت سے ورثاء ہوں تو اس کا ترکہ کس طرح تقسیم یا فروخت ہو	۱۸۱
۹۳	کتابت اور اشارے سے وصیت	۱۶۶	۱۱۰	ایک شخص وصیت کرتا ہے اس کا وہی ایک بات کے سوا سب کو فراموش کرو دیتا ہے۔ یا نہیں رکھتا	۱۸۱
۹۴	اپنی وصیت سے پھر جانا	۱۶۷	۱۱۱	میت کا مال اگر فروخت ہو رہا ہے تو اس کا وہی اس کو زیادہ پر خرید سکتا ہے	۱۸۲
۹۵	وہ شخص جس نے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کر دی اس کے ورثاء گواہ تھے انہوں نے اجازت دیدی کیا ان ورثاء کو حق ہے اس کے مرنے کے بعد وصیت کو توڑیں	۱۶۷	۱۱۲	باپ کا بیٹے کو میراث سے خارج کر دینا کیونکہ اس نے اس کی ام ولد کے ساتھ جماع کیا تھا	۱۸۲
۹۶	وصیت کا نافذ کرنا واجب اور اس میں تبدیلی کرنا منع ہے	۱۶۸	۱۱۳	یتیم کا قیمتی سے منقطع ہونا	۱۸۳
۹۷	انسان کے اندر جب تک ذرا سی بھی روح ہے وہ اپنے مال کا زیادہ مقدار ہے	۱۶۹	۱۱۴	وہ شخص جو بالغ ہونے کے بعد بھی اپنا مال لینے سے انکار کرتا ہے	۱۸۵
۹۸	جو شخص عداوت دشمنی کر لے اس کی وصیت رد آدھیں کو وصیت کی جاتی ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک ترکہ میں سے نصف لیکر جدا ہو جاتے ہیں	۱۷۰	۱۱۵	وارث کے بالغ ہونے کے بعد بھی وصی نے اس کو ترکہ کا مال دینے سے انکار کیا جس کی وجہ سے وہ شادی نہ کر سکا اور نہ نکاح کر سکا	۱۸۵
۱۰۰	اپنے مال میں سے تھوڑی شے یا ایک سہم یا ایک جز یا کثیر کے لئے وصیت	۱۷۱	۱۱۶	ایک شخص نے وصیت گنئی کی اور غلام بھی آزاد کیا جبکہ اس کے اوپر قرض بھی تھا	۱۸۶
۱۰۱	ایک شخص کسی مال کی وصیت فی سبیل اللہ کرتا ہے مرنے والے کی وصیت میں اگر وصی تبدیلی کرے گا تو اس کا ضامن رہے گا	۱۷۲	۱۱۷	مرنے والا قرض سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص قرض خواہوں سے ادائیگی کا ضامن ہو جائے	۱۸۷
۱۰۳	اقرباء اور دوستداروں کے لئے وصیت	۱۷۳	۱۱۸	فروخت شدہ مال بے عینہ موجود ہو اور خریدار مر جائے اور اس مال کی قیمت باقی ہو اور کچھ دوسروں کا قرض بھی باقی ہو	۱۸۷
۱۰۴	بالغ اور بالغ دونوں کی وصیت	۱۷۵	۱۱۹	دینت میں سے قرض کی ادائیگی	۱۸۸
۱۰۵	وصیت کرنے والے سے پہلے وہ شخص مر جاتا ہے جس کے بارے میں وصیت کی گئی یا جس مال کی وصیت کی گئی اس پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی مر جاتا ہے	۱۷۵	۱۲۰	عورت کو وصیت کرنا اور وصی بنانا مکروہ ہے	۱۸۸
۱۰۶	غلام کو آزاد کرنے صدقہ کرنے اور حج کیسے وصیت	۱۷۶	۱۲۱	وصی کے وصی پر وصیت پر عمل کرنے کے متعلق کیا	

باب	عنوان	صفحہ	باب	عنوان	صفحہ
۱۲۱	لازم ہے	۱۸۸	۱۲۱	پوتے کے ساتھ والدین کی میراث	۲۱۶
۱۲۲	ایک آدمی ایک شخص کے لئے اپنے مال کے ایک حصے کی وصیت کرتا ہے پھر وصیت کرتے ہوئے غلط فعل ہو جاتا ہے	۱۸۹	۱۲۲	پوتے کی میراث زوج اور زوجہ کے ساتھ	۲۱۷
۱۲۳	ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنی اولاد اور اپنے مال کی وصیت کی اور وصیت کے وقت اس کو اجازت دی کہ وہ مال سے کوئی کام کرے اور نفع اس کے اور اس کی اولاد کے درمیان تقسیم ہوگا	۱۹۰	۱۲۳	ماں باپ اور بھائیوں اور بہنوں کیلئے میراث	۲۱۷
۱۲۴	کسی مریض کا اپنے کسی وارث سے قرض لینے کا اقرار بعض وارثوں کا غلام کے آزاد ہونے یا قرض کا اقرار	۱۹۱	۱۲۴	ماں، باپ، شوہر اور بہن سے بھائی بہن کی میراث	۲۱۷
۱۲۵	ایک شخص مر گیا اس پر قرض ہے اور اس کے مال بچے ہیں اور وہ صاحب مال ہے	۱۹۱	۱۲۵	زوج اور زوجہ کی میراث بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ	۲۲۳
۱۲۶	وصیت کے متعلق ثار احادیث	۱۹۱	۱۲۶	داداؤں اور دادیوں کیلئے میراث	۲۲۳
۱۲۷	وقف و صدقہ اور عطیہ	۱۹۲	۱۲۷	رشتہ داروں کی میراث	۲۳۰
۱۲۸	سکنی و عمری اور قسمی	۲۰۳	۱۲۸	آزاد کردہ غلاموں کے ساتھ رشتہ داروں کی میراث	۲۳۲
۱۲۹	کتاب الفرائض و میراث	۲۰۶	۱۲۹	موالی کی میراث	۲۳۳
۱۳۰	وارثوں میں عول کا باطل ہونا	۲۰۹	۱۳۰	ان لوگوں کی میراث جو ذوق کر مر گئے یا ان پر مکان گر پڑا اور دب کر مر گئے اور یہ نہیں معلوم کہ ان میں سے کون پہلے مرا	۲۳۳
۱۳۱	صلی اور لاکھ میراث	۲۱۰	۱۳۱	وہ بچے جو مال کے پیٹ میں ہوں یا نوزائیدہ ہوں یا قطع شدہ ہوں ان کی میراث	۲۳۶
۱۳۲	والدین کیلئے میراث	۲۱۱	۱۳۲	ایسے لڑکے یا لڑکی کی میراث جن کی آپس میں شادی ہوئی تھی اور ان میں سے ایک مر گیا	۲۳۷
۱۳۳	زوج اور زوجہ کے لئے میراث	۲۱۱	۱۳۳	طلاق دینے والے مرد اور طلاق پانے والی عورت کی میراث	۲۳۸
۱۳۴	اپنی صلی اولاد اور ماں باپ کے لئے	۲۱۲	۱۳۴	ایک شخص نے حالت مرض میں کسی عورت سے نکاح کیا یا طلاق دی تو اس کی میراث	۲۳۸
۱۳۵	شوہر کیلئے میراث اولاد کے ساتھ	۲۱۳	۱۳۵	اس عورت کی میراث جس کا شوہر مر گیا	۲۳۹
۱۳۶	لڑکے کے ساتھ زوجہ کیلئے میراث	۲۱۳	۱۳۶	میراث مخلوع (عاق شدہ)	۲۳۹
۱۳۷	شوہر کے ساتھ لڑکے اور والدین کیلئے میراث	۲۱۳	۱۳۷	میراث حیل	۲۴۰
۱۳۸	زوجہ کے ساتھ والدین اور اولاد کیلئے میراث	۲۱۳	۱۳۸	مخلوک اولاد کی میراث	۲۵۰
۱۳۹	زوج اور زوجہ کے ساتھ والدین کیلئے میراث	۲۱۳	۱۳۹	ایسے لڑکے کی میراث جس کا باپ اس کی ولادت سے	۲۵۰
۱۴۰	پوتے (بٹے کے بیٹے) کیلئے میراث	۲۱۶	۱۴۰		

باب	عنوان	صفحہ
	اقرار کرنے کے بعد انکار کر دینا ہے	۲۵۱
۱۶۲۔	میراث ولد الزنا	۲۵۲
۱۶۳۔	قاتل کی میراث اور ہیبت کا کون وارث ہوگا اور کون نہیں ہوگا	۲۵۳
۱۶۴۔	میراث ابن ملاء (مقیم بیوی سے پیدا ہونے والی اولاد)	۲۵۵
۱۶۵۔	جو شخص میراث کے وقت اسلام لایا ہو یا آزاد ہوا	۲۵۸
۱۶۶۔	میراث غنمی (غیر اہل)	۲۵۸
۱۶۷۔	اس مولود کی میراث جس کے دو (۲) سر ہوں	۲۶۱
۱۶۸۔	گم شدہ شخص کی میراث	۲۶۱
۱۶۹۔	مرتد کی میراث	۲۶۲
۱۷۰۔	ایسے شخص کی میراث جس کا کوئی وارث نہیں	۲۶۳
۱۷۱۔	مختلف قوموں کی میراث	۲۶۳
۱۷۲۔	مملوک (غلام) کی میراث	۲۶۶
۱۷۳۔	غلام مکاتب کی میراث	۲۶۸
۱۷۴۔	ججوسیوں کی میراث	۲۶۹
۱۷۵۔	میراث کے متعلق نادوران و بیٹ	۲۷۱
۱۷۶۔	نوادیر اور یہ اس کتاب کا آخری باب ہے (جی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتیں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کیلئے)	۲۷۳
۱۷۷۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ چھوٹے بھوتے فقرات (جملے) جو اس سے پہلے بیان نہیں کیے گئے	۲۹۴
۱۷۸۔	راویوں کے اسمائے گرامی	۳۲۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

پروردگار عالم نے سورہ رحمن میں ایک حمد کی تکرار کی ہے اور وہ حمد ہے ”فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ“ (تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد تم لوگ یہ حمد کہا کرو ”لَا بُشَىٰ مِنْكَ إِلَّا بِكْرِ رَبِّكَ أَكْذِبُ“ (پروردگار ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلا سکتے) بے شک بندے اس کا شکر ادا کرنے کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ اس کی نعمتیں بے شمار ہیں جن میں سے ہم کچھ کا ادراک کر سکتے ہیں اور لاتعداد نعمتیں ایسی ہیں جن کا ہم نہ تو ادراک کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کا شمار کر سکتے ہیں۔ اپنی بے بسی اور لاچاری کا اظہار کرنا ہی اس کا شکر ادا کرنے کے برابر ہے۔ ان تمام نعمتوں کے علاوہ اکثر اوقات وہ اپنے بندوں سے ایسے ایسے کام لے لیتا ہے جس کے وہ لوگ بظاہر اہل نظر نہیں آتے۔ ایسے ہی لوگوں میں ہمارا شمار پروردگار عالم نے کروا دیا۔ ہم لوگ علم اور دولت کے اعتبار سے خود کو اس اعزاز کے قابل نہیں سمجھتے۔ مگر اس معبود برحق نے ہمیں مذہب اثناعشری کی بنیادی کتب میں سے من لایحضرہ الفقیہ کا اردو ترجمہ شائع کرانے کا شرف بخشا۔ اس کے اس فصل و کرم کے لئے ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

من لایحضرہ الفقیہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی جلد اول کا اردو ترجمہ ۱۹۹۳ء میں۔ جلد دوم کا اردو ترجمہ ۱۹۹۵ء میں جلد سوم کا اردو ترجمہ ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا اور جلد چہارم کا اردو ترجمہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پروردگار عالم کی بارگاہ میں ہماری دعا ہے کہ وہ چہارہ معصومین علیہم السلام کے صدقے میں زیادہ سے زیادہ اہم اور بنیادی کتب کا اردو ترجمہ شائع کرانے کی ہمیں سعادت نصیب کرے اور تمام اراکین کو صحت کلی کے ساتھ طویل عمر عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

بے شک کتب اربعہ مذہب حدیث اثناعشری کی بنیادی کتب ہیں جو احادیث معصومین علیہم السلام کا بہت بڑا ذخیرہ ہیں۔ ان میں پہلی ”الکافی“ ہے جو محمد بن یعقوب کلینی نے آٹھ (۸ جلدوں میں) لکھی ہے۔ جن کا سن پیدائش ۲۵۰ھ اور سن وفات ۳۲۸ھ ہے (عمر ۷۸ سال)۔ دوسری کتاب ”من لایحضرہ الفقیہ“ ہے جو جناب شیخ الصدوق نے چار (۴) جلدوں میں لکھی ہے۔ جن کا سن پیدائش ۳۰۶ھ اور سن وفات ۳۸۱ھ ہے (عمر ۷۵ سال) تیسری اور چوتھی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

پروردگار عالم نے سورہ رحمن میں ایک جملہ کی تکرار کی ہے اور وہ جملہ ہے ”فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ“ (تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد تم لوگ یہ جملہ کہنا کرو ”لَا بُشَىٰ مِنْكَ إِلَّا كَذِبٌ“ (پروردگار ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلا سکتے) بے شک بندے اس کا شکر ادا کرنے کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ اس کی نعمتیں بے شمار ہیں جن میں سے ہم کچھ کا اور اک کر سکتے ہیں اور لاتعداد نعمتیں ایسی ہیں جن کا ہم نہ تو اور اک کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کا شمار کر سکتے ہیں۔ اپنی بے بسی اور لاپرواہی کا اظہار کرنا ہی اس کا شکر ادا کرنے کے برابر ہے۔ ان تمام نعمتوں کے علاوہ اکثر اوقات وہ اپنے بندوں سے ایسے کام لے لیتا ہے جس کے وہ لوگ بظاہر اہل نظر نہیں آتے۔ ایسے ہی لوگوں میں ہمارا شمار پروردگار عالم نے کروا دیا۔ ہم لوگ علم اور دولت کے اعتبار سے خود کو اس اعزاز کے قابل نہیں سمجھتے۔ مگر اس معبود برحق نے ہمیں مذہب اثناعشری کی بنیادی کتب میں سے من لایحضرہ الفقیہ کا اردو ترجمہ شائع کرانے کا شرف بخشا۔ اس کے اس فضل و کرم کے لئے ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

من لایحضرہ الفقیہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی جلد اول کا اردو ترجمہ ۱۹۹۳ء میں۔ جلد دوم کا اردو ترجمہ ۱۹۹۵ء میں جلد سوم کا اردو ترجمہ ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا اور جلد چہارم کا اردو ترجمہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پروردگار عالم کی بارگاہ میں ہماری دعا ہے کہ وہ چہارہ معصومین علیہم السلام کے صدقے میں زیادہ سے زیادہ اہم اور بنیادی کتب کا اردو ترجمہ شائع کرانے کی ہمیں سعادت نصیب کرے اور تمام اراکین کو صحت کلی کے ساتھ طویل عمر عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

بے شک کتب اربعہ مذہب حدیث اثناعشری کی بنیادی کتب ہیں جو احادیث معصومین علیہم السلام کا بہت بڑا ذخیرہ ہیں۔ ان میں پہلی ”الکافی“ ہے جو محمد بن یعقوب کلینی نے آٹھ (۸) جلدوں میں لکھی ہے۔ جن کا سن پیدائش ۲۵۰ھ اور سن وفات ۳۲۸ھ ہے (عمر ۷۸ سال)۔ دوسری کتاب ”من لایحضرہ الفقیہ“ ہے جو جناب شیخ الصدوق نے چار (۴) جلدوں میں لکھی ہے۔ جن کا سن پیدائش ۳۰۹ھ اور سن وفات ۳۸۱ھ ہے (عمر ۷۲ سال) تیسری اور چوتھی

کتاب "الاستبصار" اور تہذیب الاحکام ہیں۔ جو چار (۴) اور دس (۲۰) جلدوں میں بالترتیب جناب شیخ طوسی نے لکھی ہیں۔ جن کا سن پیدائش ۳۸۵ھ اور سن وفات ۴۶۰ھ ہے (عمر ۷۵ سال) احادیث معصومین علیہم السلام کی تعداد تقریباً چوالیس ہزار (۴۳۰۰۰) سے زیادہ ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ طرح طرح کے مصائب و آلام برداشت کرنے کے باوجود ائمہ طاہرین علیہم السلام اور معزز محدثین کرام (خدا ان کے درجات بلند کرے) اس پر آشوب اور شدید مخالفانہ دور میں دین کی کتنی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ یہ ایک عجیب حقیقت ہے کہ ہماری کتب اربعہ کے تمام مؤلفین کے اسماء گرامی "محمد" اور کنیت "ابو جعفر" ہے۔ کتب اربعہ کے اردو تراجم نہ ہونے کی وجوہات ہم نے من لا یحضرہ الفقیہ کی جلد اول کے ترجمہ کے پیش لفظ میں لکھی تھیں۔ احادیث معصومین علیہم السلام ہمارے لئے قرآن حکیم کے بعد نفل ہیں ان کی اہمیت پر ہم نے اسی کتاب کی دوسری جلد کے اردو ترجمہ کے پیش لفظ میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ جن کا دھارنا مقصود نہیں ہے۔ صرف یاد دہانی کے لئے درج ذیل اشارے کافی ہیں۔ جو ان اقتباسات کے ماخذ ہیں۔ (۱) الشافی جلد اول صفحہ ۳۴۔ طبع ۱۹۸۶ء (۲) الشافی۔ جلد اول صفحہ ۸ طبع ۱۹۸۶ء۔ (۳) الشافی جلد اول صفحہ ۲۵۔ طبع ۱۹۸۶ء (۴) اصول کافی۔ کتاب ایمان والکفر۔ باب الشریک (مندرجہ بالا حوالے اردو ترجمہ کی کتب کے ہیں) (۵) روضۃ الکافی جلد ۸ صفحہ ۱۲۵۔ ۱۲۶ (۶) احتجاج طبری۔ صفحہ ۲۷۰ (۷) اصول کافی۔ کتاب الحجۃ۔ باب فرض الطاعت ائمہ علیہم السلام (یہ حوالے عربی کتب کے ہیں)۔

اگر اقوال معصومین علیہم السلام عوام الناس کے پاس ہوتے تو یقیناً اسلام تفرقہ بازی کا شکار نہ ہوتا۔ اور امت واحدہ ہوتی۔ اب بھی اگر اقوال معصومین علیہم السلام کی جانب عوام متوجہ ہو جائیں تو آپس کے تمام اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔ باب مدینۃ العلم حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی معرّفی اپنا فریضہ گردلنے ہوئے مومنین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ساری دنیا کے مسلمان حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو مشکل کشا۔ اور مظہر العجائب مانتے ہیں مگر چند لوگ منبروں سے حضرت علی علیہ السلام کی کچھ اس طرح تصویر پیش کرتے ہیں جو مولائے کائنات کے شایان شان نہیں ہے اور ایڑی چوٹی کا زور خلافت میں اول اور چوتھی پوزیشن پر صرف کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ بات قطعاً نظر انداز کر دیتے ہیں کہ اس حکومت کی عزت و وقعت خود حضرت علی علیہ السلام کی فطرت میں کیا ہے۔ اس سلسلے میں بیچ البلاغہ سے ایک قول پیش کیا جا رہا ہے۔

عبداللہ ابن عباسؓ سے اپنی پھٹی ہوئی جوتی مرمت کرتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا وَاللّٰہِ لَہٰی اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَمْرِ تَکْمُ اِلَّا اَنْ اَقِیْمَ حَقًّا وَاَدْفَعُ بَاطِلًا (اے ابن عباس اگر میرے پیش نظر حق کا قیام اور باطل کا مٹانا نہ ہوتا تو تم لوگوں پر حکومت کرنے سے یہ جوتی مجھے کہیں زیادہ عزیز ہے۔)

(نیچے البلاغہ جس کا اردو ترجمہ مفتی جعفر حسین (مرحوم) نے کیا ہے صفحہ ۱۵۴) اس جملہ میں جو خاص اعلان ہے وہ یہ ہے کہ انتقال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ۱۱ھ سے ۳۶ھ تک پچیس (۲۵) سال میں باطل قائم ہو کر جزیرہ پر گیا ہے جس کو اب میں دفع کر کے حق قائم کروں گا۔

مولا علی علیہ السلام کا یہ جملہ "انا النقطة تحت الباء" (میں بسم اللہ کے ب کے نیچے کا نقطہ ہوں) تو سب کو یاد ہے مگر اس جملے کے ساتھ اور کیا اعلانات تھے وہ یا تو لوگوں کو معلوم نہیں یا عمداً چھپاتے ہیں۔ سید محمد صالح کشتی (مرحوم) جو السنن کے قابل قدر محقق ہیں نے اپنی کتاب "کو کب دری" (جو شاہجہان کے کہنے پر لکھی گئی تھی) کے صفحہ ۳۵ پر ان اعلانات کا یوں انکشاف کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

انا وجه اللہ ، انا جنب اللہ ، انا ید اللہ ، انا عین اللہ ، انا القرآن
الناطق ، انا البرہان الصادق ، انا للوح المحفوظ ، انا القلم الاعلیٰ ،
انا آلم ذلک الکتب ، انا کھیعص ، انا طہ انا حاء الحوامیم ، انا طاء
الطواسین ، انا الممدوح فی ہل اتی ، وانا النقطة تحت الباء

(اس واضح کلام کو ترجمہ کی احتیاج نہیں)

اسی کتاب کو کب دری کے صفحہ نمبر ۱۹۳ پر ایک اور حدیث ملاحظہ کیجئے۔ ام المؤمنین عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے سنا رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت علی علیہ السلام سے فرماتے تھے۔ "اے علی (علیہ السلام) تمہارے لئے یہ بات کافی ہے کہ تمہارے دوست کے واسطے مرنے کے وقت افسوس اور پریشانی نہیں۔ اور قبر میں اس کو کسی قسم کی وحشت اور خوف نہیں۔ اور قیامت کے دن اس کو کسی قسم کا اضطراب اور گھبراہٹ نہیں۔"

اللہ کا ارشاد ہے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ

مِنْكُمْ (اے ایمان لانے والوں اللہ کی اطاعت کرو۔ رسول کا حکم مانو صاحبان امر کا حکم مانو جو تم میں سے ہوں۔)

(سورہ نساء آیت نمبر ۵۹) اس حکم کے بعد دین کے معاملے میں قیاس قطعاً حرام ہے۔ اس سلسلے میں ہم مزید آپ کی توجہ

علل الشرائع کے باب ۵۴ کی طرف مبذول کراتے ہیں جہاں اس حدیث کا صرف ایک پیرا گراف نقل کر رہے ہیں۔

"اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے امور قیاسات پر محمول نہیں

کئے جاسکتے اور جس نے امر الہی کو قیاس پر محمول کیا وہ خود ہلاک ہوا اور اس نے دوسروں کو ہلاک کیا۔

چنانچہ پہلی معصیت اور گناہ ابلیس لعین کی انانیت کی وجہ سے ظہور میں آئی جس وقت اللہ تعالیٰ نے ملائکہ

کو آدم علیہ السلام کے لئے سجدے کا حکم دیا تو تمام ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدے سے انکار کیا

تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ جب میں نے تجھے حکم سجدہ دیا تو تجھے سجدہ سے کیا امر مانع ہوا۔ تو اس نے

جواب دیا کہ میں ان سے بہتر ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور انہیں مٹی سے پیدا کیا۔ چنانچہ اس کا کہنا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ پہلا کفر تھا اس کے بعد اس کا قیاس کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور انہیں مٹی سے۔ اس کہنے پر اللہ نے اسے اپنے دربار سے نکالا۔ اس پر لعنت کی اور اس کا نام رجیم رکھا اور میں اللہ کے عروج کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کوئی شخص اپنے دین میں قیاس کرے گا وہ اللہ کے دشمن ابلیس کے ساتھ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوگا۔

امریا المعروف اور نبی عن المنکر بھی ہر مسلمان پر فرض کئے گئے ہیں کہ جو بات اس کے علم میں آئے وہ اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اسی امر کے پیش نظر ہم نے اسی کتاب کی تیسری جلد کے اردو ترجمہ کے پیش لفظ کے بعد ایک نادر دعا جو ہفت ہیکل کے نام سے ہے پیش کی تھی کہ مومنین اس دعا کے ذریعہ ہر آفت و پریشانی سے محفوظ رہیں اور اپنی جان و مال و عورت و آبرو کی حفاظت کریں اس وقت ہم ایک مخصوص نماز یعنی نماز اعرابی پیش کر رہے ہیں جو مفتاح الجنان (اردو) میں صفحہ نمبر ۱۹۷ کے حاشیہ پر درج ہے۔ اس نماز کا تذکرہ تحفۃ العوام مقبول کے صفحہ ۶۵ پر بھی ہے۔ جس کی توثیق صداقت حقیق سید احمد علی صاحب مجتہد العصر، پرنسپل ناظمیہ عربیہ کالج۔ لکھنؤ نے کی ہے۔ تقریظ صداقت خطیب جناب محمد بشیر صاحب دام ظلہ نے لکھی ہے اور دیباچہ سید نجم الحسن کراروی۔ پشاور نے لکھا ہے۔

مفتاح الجنان کسی آचारف کی محتاج کتاب نہیں ہے۔ اس کے مؤلف جناب شیخ عباس قمی ہیں۔ اس کا اردو ترجمہ شیخ البامعدہ تھبہ الاسلام جناب اختر عباس صاحب (مرحوم) پرنسپل جامعہ المنتظر۔ لاہور نے کیا اور جسے امامیہ کتب خانہ لاہور نے شائع کیا ہے۔ ہم یہ نماز مع مختصر اسناد مفتاح الجنان سے صفحہ نمبر 10 پر نقل کر رہے ہیں جو لوگ نماز جمعہ تک پہنچنے کے قابل نہ ہوں وہ اس پر عمل پیرا ہو کر مطلوبہ ثواب حاصل کریں۔

ہم ان حضرات کے بے حد ممنون ہیں جنہوں نے ہماری کوتاہیوں اور خامیوں کے ساتھ ہماری ہمت افزائی کرتے ہوئے ہماری کوششوں کو سراہا اور ایسے ایسے القاب و آداب اور دعائیہ کلمے لکھے جن کے ہم اہل نہیں ہیں۔ بہت سے حضرات نے ہماری شائع کردہ کتب فرید کر طالبان علم، مدرسوں اور لائبریریوں میں ہدیہ کیں اس طرح وہ دہرے ثواب کے مستحق بنے۔ ایک تو ان کتب کو خرید کر ترویج اقوال معصومین علیہم السلام میں شریک ہوئے دوسرے جب تک ان کتب سے لوگ فیض حاصل کرتے رہیں گے ان کو ثواب ملتا رہے گا۔ گویا انہوں نے اپنے لئے ثواب جاریہ کی بنیاد رکھ لی ہے۔ ہم ان تمام مومنین و مومنات کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمارے اس کام میں کسی نہ کسی طرح مدد کی ہے۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے ان کے درجات دنیا و آخرت میں بلند کرے اور انہیں سوائے غم حسین علیہ السلام کے کوئی اور غم نہ دے۔ ہم ایک خط جو پروفیسر ڈاکٹر اسد ارشد صاحب نے لکھا ہے اسے صفحہ نمبر B پر شائع کر رہے ہیں۔

من لا یحضرہ الفقیہ کی چاروں جلدوں کا اردو ترجمہ عوام الناس کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اس میں جن موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے ان پر اقوال معصومین علیہم السلام موجود ہیں یعنی احکامات طہارت و نجاست، نماز، وضو، غسل، جنابت، حیض و نفاس، اذان و اقامت، زکوٰۃ، خمس، خراج، جزیہ، قرض، صدقہ، روزہ، فطرہ، اعتکاف، حج، سفر، حقوق، قصا، عدالت، شہادت، حق تلفی، سود، وصیت، وکالت، کفالت، حریت، غلامی، کنیزی، سرپرستی، ولایت، کسب معاش، صنعت و سہرمنندی، تجارت، مفارقت، کاشتکاری، مزدوری، غارت، ودیعت، رهن، شکار، ذبیحہ، نکاح، مہر، حدود، خونہا، قتل، قسم، قصاص، دیت، وقف، صدقہ، عطیہ، وراثت وغیرہ وغیرہ۔

بعض احباب نے ابتدائی تین جلدوں پر یہ اعتراض اٹھایا تھا کہ ان میں علل الشرائع کی طرح ہر حدیث پر تمام راویوں کے نام کیوں نہیں تو یہ حقیقت ہے کہ ابتدائی جلدوں میں خود جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس کا التزام نہیں کیا لیکن جو تھی جلد کے آخر میں تمام سلسلہ ہائے اسناد کو پیش کر دیا ہے۔ جن کی تعداد چار سو (۴۰۰) سے کچھ کم ہے۔ غالباً یہ اسناد اگر ہر حدیث کے ساتھ تحریر کئے جاتے تو کتاب کی ضخامت میں خاصا اضافہ ہو جاتا۔ اسی لئے مؤلف جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔

ہم ہمیشہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ انسان ہر کام میں غلطی کر سکتا ہے کیونکہ وہ غلطی کا پتلا ہے۔ ہم بھی بحیثیت انسان اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم سے غلطیاں ہوتی ہیں اور پروردگار ہماری غلطیوں کو معاف کرتا ہے۔ ہم نے حتی الامکان اس امر کی کوشش کی ہے کہ ان کتب کی اشاعت غلطیوں سے پاک ہو اور پروردگار عالم سے بھی دعا ہے کہ رب العزت ہمارے اس کام کو غلطیوں، کوتاہیوں سے پاک شائع کر دے۔ اس کے باوجود اگر کوئی غلطی اور خامی نظر آئے تو ہماری طرف سے پیشگی معذرت قبول کی جائے اور ازراہ کرم اس کی نشاندہی کر دی جائے تاکہ آئندہ اس کا ازالہ آپ کے شکریہ کے ساتھ کیا جاسکے۔ ہم اپنی اس کوشش کو امام العصر علیہ السلام کی بارگاہ میں نذر کرتے ہیں اور ان کے توسط سے پروردگار عالم سے دعا کرتے ہیں کہ کل مومنین و مومنات کو احکامات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے وسیلے سے ہمیں دنیا و آخرت میں سکون و عافیت عطا فرمائے۔ پروردگار تو ہمیں اس امر کی استطاعت دے کہ ہم غیر معصوم کے احکام کو چھوڑ کر معصومین علیہم السلام کے احکام پر عمل پیرا ہوں اور جہنم سے نجات حاصل کریں۔

اللہ بجزائکم علی خیرۃ المحدثین

احقر

سید اشفاق حسین نقوی

الکسا۔ پبلیشرز



مولانا سید حسن امداد ممتاز لا فاضل غازی پوری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کچھ مترجم کے بارے میں

آج سے چند برس پہلے کچھ ہم خیال احباب نے اس امر کی ضرورت محسوس کی کہ ہماری اہم کتب کا ترجمہ اردو میں ہونا چاہیے، جو اب تک نہیں ہوا۔ لہذا انکسواء پیسیٹرز کی بنیاد ڈالی گئی اور عربی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے اہل علم حضرات کی تلاش کا کام شروع کیا گیا۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ آسان، عام فہم اور بامحاورہ کرنا ہر کس و نا کس کا کام نہیں ہے اس کو وہی انجام دے سکتا ہے جو دونوں زبانوں پر عبور رکھتا ہو۔ خوش قسمتی سے ہماری رسائی جناب سید حسن امداد صاحب مدظلہ العالی (سمتہ الافاضل) تک ہو گئی جو ایک مستند اور معروف مترجم ہیں۔ اور ہندوپاک کے معروف علمی خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم نے اپنے خیالات اور گزارشات ان کے سامنے رکھے اور درخواست کی کہ اگر آپ مذہب اشاعرہ کی اہم اور بنیادی کتب کا اردو زبان میں ترجمہ کر دیں تو قوم پر آپ کا احسان عظیم ہوگا اور تاقیامت اس کا صلہ آپ کو ملتا رہے گا۔ جناب سید حسن امداد صاحب نے ہماری گزارش سن کر کمال شفقت و محبت سے وعدہ فرمایا کہ وہ ہمارے اس کارخیز میں پوری طرح شریک رہیں گے۔ اور حسب وعدہ انہوں نے سب سے پہلے جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی شہرہ آفاق کتاب علل الشرائع کا ترجمہ نہایت عرق ریزی کے ساتھ مکمل کیا جسے ادارہ کی جانب سے ۱۹۹۲ء میں شائع کیا گیا۔ اس کے بعد انہی بزرگ کی کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" جو کتب اربعہ میں سے ایک ہے اور چار (۴) جلدوں پر مشتمل ہے کا اردو میں ترجمہ کیا۔ اس وقت اس کتاب کی چوتھی جلد آپ کے ہاتھ میں ہے۔

ان چند سالوں میں ہم نے جناب سید حسن امداد مدظلہ العالی کو بے انتہا مہربان، مشفق، راست گو، بزلہ سنج اور صاف و ستمرے کردار کا مالک پایا۔ حرم و دہوا، مکرد فریب کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ سید حسن امداد صاحب اس قلم الربال کے زمانے میں مستند صاحبان علم میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جب پروردگار عالم کسی کے درجات بلند کرنا اور فائدہ پہنچانا چاہتا ہے تو ایسے افراد سے اچھے اور نیک کام کراتا ہے۔ جو اُن کے لئے نیک نامی، ثواب اور درجات کی بلندی کا باعث بنتے ہیں۔ یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے۔ کہ جناب سید حسن امداد صاحب کے اعمال کو پروردگار عالم

نے شرف قبولیت بخشا اور ان سے ایسا کام لیا جو تاقیامت ثواب جاریہ کا باعث ہے۔ چنانچہ وہ کتب جو تقریباً ایک ہزار سال سے بھی زیادہ عرصے سے عربی زبان میں موجود مگر محتاج ترجمہ تھیں۔ پروردگار عالم کو یہ کام جناب سید حسن امداد مدظلہ العالی سے لینا تھا اور یہ سعادت کسی اور کے نصیب میں نہ تھی۔ ہماری دعا ہے کہ معبود برحق ان کو صحت کمالی کے ساتھ طویل عمر عطا کرے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت انجام دے سکیں۔

آباؤ اجداد:

سید حسن امداد مدظلہ العالی یکم جولائی ۱۹۱۳ء کو موضع ملنا پور، ضلع غازی پور۔ یوپی۔ انڈیا میں پیدا ہوئے۔ آپ نسلاً اور عقیدتاً جعفری ہیں۔ ان کے خاندان میں ایسی ایسی بزرگ ہستیاں گزریں ہیں جن کے علم و فضل، زہد و تقویٰ کا شہرہ اپنے دیار میں دور دور تک تھا۔ آپ کے والد جناب سید علی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ۔ ملنا پوری۔ پیش نماز و ناظم امور دینیات، کھگڑا اسٹیٹ۔ ضلع پورنیہ۔ بہار۔ آپ کے عم بزرگ اور خسر معظم سید علی مردان صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ۔ ازرائی پور۔ امام جمعہ و جماعت شیعہ مسجد، شہر غازی پور۔ یوپی۔ آپ کے بھوپنجا ایک مشہور طبیب حاذق سید احمد حسین صاحب ملنا پور تھے۔ آپ کے خالو حاجی سید علی انصاری صاحب کدلی پور۔ بکولی۔ اعظم گڑھ جو مصنف مسائل جعفریہ منسفر مریاست پیر پور۔ ضلع فیض آباد تھے۔ آپ کے عم زاد برادر محترم و فاضل جمید سید محمد صاحب ازرائی پوری۔ ہیڈ مولوی۔ گیا پور ہائی اسکول۔ بنارس اسٹیٹ۔ بنارس۔ یوپی۔ آپ کے دوسرے عم زاد برادر محترم و استاد جناب سید ابن حسن صاحب ممتاز الافاضل ازرائی پوری۔ ہیڈ مولوی آریہ سماج ہائی اسکول۔ شہر بنارس۔ آپ کے بھوپنجا زاد بھائی جناب سید محمد علی حسینی صاحب مدظلہ العالی فاضل ناظمیہ عربک کالج لکھنؤ و پیش نماز شیعہ مسجد رانی منڈی۔ الہ آباد۔

آپ کا گھرانہ بہت دولت مند گھرانہ تو نہ تھا مگر محمد نہ اچھے کھاتے پیتے خوش حال گھرانوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ زمینیں اور باغات وغیرہ کافی تھے۔ اگرچہ کہ مغربی تعلیم آسانی سے حاصل کر سکتے تھے مگر خاندانی ماحول کے مطابق آپ کے والد بزرگوار اعلیٰ اللہ مقامہ نے آپ کو جامع المقدمات تک خود عربی کی تعلیم دی۔ پھر ۱۹۲۸ء میں (۱۳ سال کی عمر میں) ناظمیہ عربک کالج لکھنؤ میں داخل کروادیا۔ وہاں ۱۹۳۶ء تک آپ نے عالم۔ فاضل قابل۔ اور ممتاز الافاضل کے درجات طے کئے۔ اسی دوران الہ آباد بورڈ لکھنؤ یونیورسٹی سے اردو فارسی اور عربی کی اعلیٰ اسناد بھی حاصل کر لیں۔ برہنائے ضرورت، انگریزی میں میٹرک بھی کر لیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اعظم گڑھ کے ایک ہائی اسکول میں بحیثیت اردو ٹیچر کی ملازمت اختیار کی۔ تقسیم ہند کے بعد وہاں کے حالات نے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہاں قیام رکھ سکیں تو ۱۹۵۰ء میں وطن چھوڑ کر پاکستان تشریف لائے۔ اور چند ماہ کے اندر محکمہ تعلیم میں بحیثیت معلم السنہ شرقیہ ملازم ہو گئے۔ جہاں سے ۱۹۶۴ء میں ریٹائرڈ ہوئے اور پنشن پائی۔ اور اب گھر پر رہ کر دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

دینی خدمات:

۱۹۷۴ء میں ملازمت سے فراغت کے بعد تعلیم و تدریس کا سلسلہ تو منقطع ہو گیا مگر کتابوں کا ساتھ نہ چھوڑا۔ خاندانی ماحول کا اثر تھا جس کی وجہ سے طبیعت کا ارتقان دین ہی کی طرف رہا۔ دینی کتب و رسائل جو عربی و فارسی میں تھے پڑھنے کا شوق رہا۔ ہماری تمام تراجم اور بنیادی کتب احادیث عربی زبان میں ہیں۔ جو عوام الناس کے لئے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ہمارے بزرگ، محدثین نے احادیث معصومین علیہم السلام جمع کر کے ایک بہت بڑا ذخیرہ چھوڑ کر قوم پر احسان عظیم کیا ہے۔ جناب سید حسن امداد صاحب نے ان کتب میں سے چند کا ترجمہ کیا ہے یوں تو آپ کے تراجم کی فہرست بہت طویل ہے جن میں سے بیشتر شائع ہو کر عوام الناس تک پہنچ چکی ہیں۔ اور بہت سی ابھی تک محروم اشاعت ہیں۔ آپ نے اب تک جن اہم اور نفیس کتب کے تراجم کئے ہیں اور جو شائع ہو کر عوام تک پہنچ چکے ہیں ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بحار الانوار:

علامہ باقر مجلسی نے اسے بہت سی جلدوں میں تحریر کیا ہے۔ جس کی ابھی تک صرف بارہ (۱۲) جلدیں آپ نے ترجمہ کیں ہیں۔

۲۔ علل الشرائع:

جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اسے دو (۲) جلدوں میں تالیف کیا ہے۔ ان دونوں کا ترجمہ آپ نے کیا ہے۔

۳۔ من لایحضرہ الفقیہ

اس کتاب کے مؤلف بھی جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ ہیں جنہوں نے اسے چار (۴) جلدوں میں تالیف کیا ہے۔

اس کا ترجمہ بھی آپ نے کیا ہے۔

شاعری:

آپ ہمیشہ شاعر ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ آپ کے کلام میں عربی شاعری کا لطیف پہلو۔ دین اور ادب کا پرتو۔ استعارہ۔ کنایہ مجاز و مرسل اور تشبیہ وغیرہ پائی جاتی ہیں۔ کردار نگاری۔ زبان کی بندش آپ کے کلام کا نمایاں پہلو ہے۔ آپ کی شاعری مترنم بحروں کا انتخاب ہے۔ شعر گوئی انسان کے محاسن میں سے ایک ہے۔ آپ کی شاعری اور زندگی دونوں اپنے خاندانی ماحول میں پردان چڑھی اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی ذاتی پسند و ناپسند کو بالائے حاق رکھا اور قرآن و سنت کی پسند و ناپسند کو اپنایا۔ جن افراد اور ہستیوں کا ذکر اور تعریف اللہ اور اس کے رسول نے کی انہی افراد اور

ہستیوں کا ذکر اور تعریف آپ نے بھی کی اور وہ افراد خیالی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی انسان ہیں۔ پروردگار نے ان کے کردار کو اسوہ حسنہ اور ساری انسانیت کے لئے بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ آپ نے حکمت و عرفان کے دقیق ترین مسائل پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ مثال کے طور پر دو اشعار پیش کر رہا ہوں۔

وہ خط جو نظر آ نہیں سکتا ہے مگر ہے
جو دیکھ لے اس کو وہ بڑا اہل نظر ہے
وہ خط کہ تپہ جس کا کسی نے بھی نہ پایا
وہ خط کہ جہاں دھوپ سے نکراتا ہے سایا

• تقدم ولدی • ایک بھرپور نظم ہے۔ جس کا مرکزی خیال حضرت امام حسین علیہ السلام کا حکم ہے۔ اس کے جواز اور پس منظر کی اس سے اچھی عکاسی اردو کے رثائی ادب میں کم یاب ہی نہیں بلکہ نایاب ہے۔ اس میں جتنی گہرائی اور گیرائی پائی جاتی ہے وہ صرف شاعری کے بس کی بات نہیں جب تک کہ مقتل پر پوری نظر نہ ہو۔ مندرجہ ذیل چند بند پیش کر رہا ہوں جو عجیب و غریب تاثر کے حامل ہیں۔

لو وہ دیکھو حلف دشمن سے کہاں دار بڑھے
دم بدم کرتے ہوئے تیروں کی بوچھاڑ بڑھے
تیغیں تولے ہوئے پیدل بڑھے اسوار بڑھے
سینے تانے ہوئے اس سمت سے انصار بڑھے

ان پہ آنج آئے نہ زہار تقدم ولدی
کر بلا ہو چکی تیار تقدم ولدی
وقت یہ وہ ہے کہ توار اٹھالیں ہم لوگ
دین حق کو کسی صورت سے بچالیں ہم لوگ
کیوں کسی اور پہ اس بار کو ڈالیں ہم لوگ
کیوں نہ یہ معرکہ خود آپ سنبھالیں ہم لوگ
کھینچ کر نیام سے توار تقدم ولدی
کر بلا ہو چکی تیار تقدم ولدی

یہ نظم ایک مرتبہ علامہ رشید ترائی (مرحوم) مدظلہ العالی کی حیات میں ان کی خطابت سے پہلے نشر و پراک کی ۹ محرم الحرام کی مجلس میں پڑھی گئی جس نے وہاں قیامت کا سامنظر پیش کر دیا تھا۔ اس نظم کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ

اس روز سے ذاکر کی خطابت سے پہلے اس نظم کے علاوہ کوئی اور کلام نہیں پڑھا جاسکتا مومنین کچھ اور سننے کو تیار نہیں۔

اولادیں:

پروردگار عالم نے اولاد کی دولت سے بھی نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں عطا کیں۔ خدا کے فضل سے سب کے سب سعادت مند اور لائق ہیں۔ سارے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اندرون ملک اور بیرون ملک اعلیٰ مہدوں پر فائز ہیں۔ بلکہ اس وقت تو پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ آپ نے پاکستان میں کسی قسم کا کوئی کلیم نہ داخل کیا اور نہ حاصل کیا۔ اللہ پر بھروسہ کیا جس نے آپ کو ہر طرح کی دولت (عزت، شہرت، سکون قلب) سے نوازا۔ پروردگار عالم نے اپنی دی ہوئی ایک نعمت (سید تنویر احمد) کو واپس لے لیا۔ جس کا صدمہ آپ نے حوصلہ کے ساتھ برداشت کیا۔

اللہ اکبر علی خیر العباد

سید اشفاق حسین نقوی

الکساء پبلیشرز



شروع اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے

ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لئے سزاوار ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور اللہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور ان کے تمام پاک و پاکیزہ اہلبیت پر۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند منہیات (چند امور جن کے نہ کرنے کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی)

اس کتاب کے مصنف ابو جعفر محمد بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قتی فقیہ مقیم شہر رے نے بیان کیا کہ (۳۹۶۸) شعیب بن واقد سے روایت ہے انہوں نے حسین بن زید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آباؤں کے کرام علیہم السلام سے انہوں نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت جنابت میں کچھ کھانے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اس سے فقر پیدا ہوتا ہے۔ اور دانت سے ناخن کترنے کو اور حمام میں صواب کرنے کو اور مسجد میں بلغم نکلنے کو منع فرمایا ہے۔ اور چوہے کا جھونا کھانے کو منع فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ مسجد کو گذرگاہ (راستہ) نہ بناؤ جب تک کہ اس میں دو رکعت نماز نہ پڑھ لو۔ اور پھلدار درخت کے نیچے یا بیچ راستے میں پیشاب کرنے کو منع فرمایا ہے اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ کوئی انسان اپنے باتیں ہاتھ سے کچھ کھائے یا کسی شے پر ہنسی لگا کر کھائے۔ اور مقبروں کو بختہ کرنے اور ان میں نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے۔ نیز فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کھلے میدان میں غصہ کرنے تو اس کو چلبٹے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو ڈھانک لے۔ اور تم میں سے کوئی شخص برتن کے قبضہ سے پانی نہ پئے اس لئے کہ وہاں گندگی جمع رہتی ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کو منع فرمایا اس لئے کہ اس سے عقل جاتی راتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پاؤں میں ہوتا بہن کر پٹنے کو اور کھڑے ہو کر جوتا پہننے کو منع فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص پیشاب کرے اور اس کی شرمگاہ سورج یا چاند کے سامنے کھلی رہے۔ نیز فرمایا کہ جب تم لوگ پائخانہ کیلئے جاؤ تو قبلہ کی طرف رخ کر کے یا پشت کر کے نہ بیٹھو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصیبت کے وقت جھنجھنے چلانے کو منع فرمایا۔ اور مرنے والے کیلئے نوحہ و بین کرنے اور اسے کان لگا کر سننے کو منع فرمایا۔ اور عورتوں کو جنازے کے پیچھے پیچھے جانے کو منع فرمایا۔ اور کتاب خدا میں سے کوئی چیز تھوک سے مٹانے یا لکھنے کو منع فرمایا۔

اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص عمداً جھوٹا خواب بیان کرے اور فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو حکم دیگا کہ جو میں گرہ لگاؤ مگر وہ اس کو گرہ نہ لگاسکے گا۔ اور تصویر بنانے سے بھی منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی جاندار کی تصویر بنائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو حکم دیگا کہ اب اس میں روح بھی پھونکو مگر وہ روح نہیں پھونک سکے گا۔

اور کسی جاندار کو آگ میں جلاتے سے منع فرمایا۔ اور مریغ کو برا کہنے اور گالی دینے سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ تو نماز کے لئے لوگوں کو جگاتا ہے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے برادر مسلم کے خرید و فروخت میں دخل اندازی کرے اور مجامعت کے وقت باتیں کرنے کو منع فرمایا اور کہا کہ اس سے بچے گو لگا پیدا ہوتا ہے۔ اور فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھروں کے کونڑے کو دن ہی دن میں نکال دو رات کو نہ رہنے دو اس لئے کہ یہ شیطان کی نشست گاہ ہے۔

اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس طرح شب نہ بسر کرے کہ اس کا ہاتھ میں اور گندگی سے آلودہ ہو اگر کوئی ایسا کرے اور جنون میں مبتلا ہو جائے تو اپنے سوا کسی اور کی ملامت نہ کرے۔ اور اس بات سے بھی منع کیا کہ کوئی شخص جانوروں کے گوبر اور لید اور ہڈی سے استنجا کرے۔

اور عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے نکلنے کو منع فرمایا اور اگر وہ نکلی تو جب تک گھر واپس نہ آئے آسمان کے تمام فرشتے اوپر وہ شے جس پر جن و انسان ہو کر گزرتے ہیں اس عورت پر لعنت کرتے رہیں گے۔ اور اس سے منع کیا کہ عورت اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے کیلئے بناؤ سنگھار کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ وہ اسے آگ سے جلاتے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ عورت اپنے شوہر کے سوا کسی نامحرم سے پانچ الفاظ سے زیادہ بات کرے وہ بھی اس وقت کہ جب اس سے گفتگو لازم ہو جائے۔ اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ عورت عورت کے ساتھ سوئے ان کے درمیان میں کوئی لحاف یا کپڑا نہ ہو۔ اور اس سے بھی منع کیا کہ ایک عورت دوسری

عورت سے وہ کچھ بیان کرے جو اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان تحلیل میں ہوا ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنی زوجہ سے قبلہ رو اور گزرگاہ (پتلے راستہ) کے اوپر مجامعت کرے اور جو ایسا کرے اس پر اللہ اور ملائکہ اور انسان سب کی لعنت۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے کہ تم اپنی بہن کا نکاح مجھ سے کرو میں اپنی بہن کا نکاح تم سے کروں گا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یحکم وحقار ورتال کے پاس جانے سے منع فرمایا اور جو شخص ان کے پاس جائے ان کی باتوں کو سچ سمجھے وہ گویا اس سے کنارہ کش ہو گیا جس کو اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زرد و شطرنج و کوہ و عطیہ (خنہ و دعوہ) سے کھیلنے کو منع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیبت کرنے اور غیبت سننے سے منع فرمایا اور چغل خوری کرنے اور اس کے سننے سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ قتات یعنی چغلوں بخت میں نہیں جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاسقوں کے کھانے کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمونی قسم کھانے سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ آبادیوں کو ویران کر کے چھوڑتا ہے اور فرمایا جو شخص کسی مجبوری کے تحت جمونی قسم کے ساتھ حلف اٹھائے تاکہ ایک مرد مسلمان کے مال میں کھوتی ہو جائے تو وہ جب اللہ سے ملاقات کرے گا تو وہ اس پر غصہناک ہو گا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اور اس سے پلٹ جائے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دسترخوان پر بیٹھنے کو منع فرمایا جس پر شراب پی جا رہی ہو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا اس بات سے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو (نہانے کیلئے) حمام میں جانے دے۔ نیز فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بغیر تہیند باندھے حمام میں نہ جائے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گفتگو سے منع فرمایا جو غیر خدا کی طرف دعوت دینے کے لئے ہو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ پیٹنے (یا منہ پر طمانچہ مارنے) کو منع فرمایا۔ اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کو منع فرمایا اور مردوں کے لئے حریر و رباہ و قز کا لباس پہننے کو منع فرمایا لیکن عورتوں کے لئے نہیں۔

اور پھلوں کو فروخت کرنے سے جب تک وہ زرد یا سرخ نہ ہو جائیں منع فرمایا۔ اور محافہ یعنی خشک کھجور کو رطب سے اور منقی کو انگور سے اور اسکے مثل جو چیزیں ہیں ان کے فروخت کو منع فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زرد (آلہ ہولعب) کی فروخت اور شراب کی خرید اور شراب نوشی کو منع فرمایا اور کہا

ہے کہ شراب اور اس کا پودا لگانے والے اس کا عرق بخورنے والے ۔ اس کو پینے والے ۔ اس کو پلانے والے ، اس کو فروخت کرنے والے اس کو اٹھانے والے اور جس کی طرف اٹھا کر بیجا رہے ہیں ان سب پر اللہ کی لعنت ۔ نیز فرمایا کہ جس نے شراب پی چالیس (۴۰) دن تک اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرے گا اور جو مر گیا اور اس کے پیٹ میں ذرا بھی شراب موجود ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو اہل جہنم کی پیپ پلانے گا اور وہ پانی پلانے گا جو زنا کار عورتوں کی شرمگاہ سے نکل کر جہنم کے دیگجوں میں جمع ہوتا ہے اور اہل جہنم اس کو پیتے ہیں اور جس سے ان کے پیٹ میں جو کچھ ہے اور جزا وغیرہ سب پگھل کر بہہ جاتا ہے ۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کھانے اور جموٹی گواہی دینے اور سود کا حساب کتاب سمجھنے کو منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے سود کھانے والے اور اس کی دکالت کرنے والے اور اس کے تحریر کرنے والے اور اس کے گواہوں پر۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ ایک چیز کو نقد اور دوسری چیز کو ادھار ایک ساتھ فروخت کی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بھی منع فرمایا کہ ایک شے کو یہ کہہ کر فروخت کیا جائے کہ اگر نقد لینا ہے تو اس قیمت پر اور ادھار لینا ہے تو اس قیمت پر یعنی ایک شے کے دو نرخ اور جو چیز تمہارے پاس موجود نہیں اس کے فروخت کرنے کو منع فرمایا اور اس چیز کی فروخت کو بھی منع فرمایا جو ادائیگی کے وقت نہیں پائی جاتی اور کافر ذمی سے مصافحہ کو منع فرمایا۔

اور اس بات کو بھی منع فرمایا کہ مسجد میں اشعار اور غامض کرگاہ کن و باطل اشعار پڑھے جائیں۔ اور مسجد میں تنوار کھینچنے کو بھی منع فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کے مُمنہ پر مارنے کو منع فرمایا۔
اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے برادرِ مسلم کی شرمگاہ پر نظر ڈالے
نیز فرمایا کہ جو شخص اپنے برادرِ مسلم کی شرمگاہ کو غور سے دیکھے گا اس پر ستر ہزار فرشتے لعنت کریں گے اور آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا، پانی اور جائے سجدہ کے پھرچنے کو منع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کے درمیان اور راستہ پر اور کھلے میدان میں وادیوں میں اور اونٹ باندھنے کی جگہ اور پشت خانہ کعبہ پر نماز پڑھنے کو منع فرمایا۔ اور شہد کی مکھی کے مارنے کو منع فرمایا اور جانوروں کے مت پر نشان کیلئے داغ لگانے کو منع فرمایا اور منع فرمایا کہ کوئی شخص غیر خدا کی قسم کھائے اور جو شخص غیر خدا کی قسم کھائے گا اس کی اللہ کی نظر میں کوئی حقیقت نہیں اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص کتاب خدا کے کسی سورے کی قسم کھائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کے کسی سورے کی قسم کھائے اس پر اس سورہ کی ہر ایک آیت پر ایک کفارہ قسم لازم ہے خواہ کوئی اپنی قسم پر عمل کرے یا نہ کرے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص کسی سے کہے کہ نہیں تیری جان کی قسم اور نکلاں کی جان کی قسم۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں حالت جنابت میں بیٹھنے کو منع فرمایا اور اس کو بھی منع فرمایا کہ آدمی رات میں اور دن میں برہنہ رہے اور چہار شنبہ اور جمعہ کے دن مہامعت کو منع فرمایا اور جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت باتیں کرنے کو منع فرمایا پس جو ایسا کرے وہ لغو کرے گا اور جو لغو کرے گا تو اسکا جمعہ نہ ہوگا۔

اور پستل اور لوہے کی انگوٹھی پہننے کو منع فرمایا اور انگوٹھی پر کسی جانور کے نقش کو بھی منع فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب اور اسکے ٹھیک سر پر ہونے کے وقت نماز پڑھنے کو منع فرمایا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چھ دنوں میں روزہ رکھنے کو منع فرمایا یوم فطر، یوم شہک اور یوم نحر اور ایام تشریق (۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ)۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح پانی پینے کو منع فرمایا جس طرح جانور پانی پیتے ہیں نیز فرمایا کہ تم لوگ اپنے ہاتھ سے پانی پیو یہ چہار بہترین برتن ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کنویں سے پانی پیا جاتا ہے اس میں تھوکنے سے منع فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی مزدور سے اس وقت تک کام لینے کو منع فرمایا جب تک اس کی اجرت معلوم نہ کر لی جائے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قطع تعلق کو منع فرمایا اور اگر کسی سے یہ کرنا لازمی اور ضروری ہو تو اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق نہ کرے اور اگر کوئی اس سے زیادہ دن قطع تعلق کرے تو اس کے لئے جہنم اولیٰ و بہتر ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کو زیادہ سونے پر فروخت کرنے سے منع فرمایا مگر برابر وزن پر کوئی مضائقہ نہیں۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کی مدح کرنے کو منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مدح کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو۔ اور جو شخص کسی عالم کی طرف سے مقدمہ کا وکیل بنے یا اسکی اعانت کرے تو پھر جب ملک الموت اس کے پاس آئے گا تو کہے گا کہ تجھے اللہ کی لعنت اور جہنم کی بشارت ہو جو بدترین بازگشت ہے۔ اور فرمایا کہ جو شخص کسی سلطان جائر کی مدح کرے یا کسی لالچ کی بنا پر خود کو سبک بنائے اور اظہار فروتنی کرے تو وہ جہنم میں اس کا مصاحب

ہوگا۔

اور جو شخص دکھا دے اور شہرت کے لئے کوئی عمارت تعمیر کرے تو قیامت کے دن وہ عمارت زمین کے ساتویں طبقہ سے جو بالکل آگ ہی آگ ہوگی اس کے گھے میں طوق کی طرح ڈال دی جائے گی پھر اس کو تہہ تک پہنچنے کے لئے روکنے والا کوئی نہ ہوگا مگر یہ کہ اس نے توبہ کر لی ہو۔ تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دکھا دے اور شہرت کے لئے عمارت کیسے بنائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ضرورت بھر سے زیادہ عمارت اپنے پڑوسیوں پر تفوق جتانے اور بھائیوں پر فخر و مباہات کرنے کیلئے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مزدوری میں ظلم اور ناانصافی سے کام لے گا اللہ تعالیٰ اس کا عمل جھٹ کر دیگا اور جنت کی خوشبو اس پر حرام ہوگی حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔ اور جو شخص اپنے پڑوسی کی ایک بالشت زمین کی خیانت کرے گا اللہ تعالیٰ زمین کے ساتویں طبقہ سے اٹھا کر اسکے گھے میں طوق ڈال دے گا اور وہ یہ طوق پہنے ہوئے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔ مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کرے اور اسے پلٹا دے۔

اور آگاہ رہو کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اس کو بھلا دے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ پابند سلاسل و زنجیر ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اس پر بر بھولی ہوئی آیت کی سزائیں ایک سانپ مسلط کر دیگا جو اس کے ساتھ ساتھ جہنم تک پہنچے گا مگر یہ کہ اللہ اس کو معاف کر دے۔

جو شخص قرآن پڑھے اس کے بعد کوئی حرام شے پیئے یا اس پر دنیا کی محبت اور اس کی زینت کو ترجیح دے تو وہ اللہ کی ناراضگی اور غصہ کا مستوجب ہوگا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اور آگاہ ہو کہ اگر وہ بغیر توبہ کئے مر گیا تو قیامت کے دن اس کا ہر عذر باطل کر دیا جائے گا۔

آگاہ رہو کہ جو شخص کسی مسلمان یا یہودی یا نصرانی یا مجوسی عورت سے زنا کرے خواہ وہ آزاد ہو یا کنیز پھر اس سے توبہ نہ کرے اور مرنے والے اور یہ حرکت بار بار کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں تین سو (۳۰۰) دروازے کھولے گا جس میں جہنم کے سانپ، بچھو، اڈدھے نکل نکل کر قیامت اس کو ڈستے رہیں گے وہ جلتا رہے گا۔ اور جب وہ قبر سے محسوس ہوگا تو اس کی بدبو سے لوگوں کو اذیت ہوگی اور وہ اسی علامت سے پہچانا جائے گا کہ اس نے دیر دنیا میں کیا کیا تھا یہاں تک کہ اس کو جہنم میں لے جانے کا حکم صادر ہوگا۔

اور باخبر رہو کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کو حرام کیا ہے اور اس کے لئے حدود و سزائیں مقرر کی ہیں اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی بھی صاحب غیرت نہیں ہے اور اپنی غیرت کی بنا پر اس نے فحش امور کو حرام کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی کو اپنے پڑوسی کے گھر میں جھانکنے کو منع فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ جو شخص اپنے

برادر مسلم کی شرمگاہ کی طرف نظر کرے گا یا اپنی زوجہ کی شرمگاہ کے علاوہ کسی دوسری کی شرمگاہ کی طرف عمداً نظر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ان منافقین کی صف میں داخل کرے گا جو لوگوں کی شرمگاہوں کی جستجو میں لگے رہتے تھے وہ دنیا سے اس وقت تک نہیں جائیگا جب تک اللہ تعالیٰ اس کو رسوا نہ کر دے مگر یہ کہ وہ توبہ کر لے۔

اور فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے رزق کی تقسیم پر راضی نہیں اور لمبی چوڑی شکایت کرتا ہے، صبر نہیں کرتا اور جو اللہ نے دیا ہے اس کو کافی نہیں سمجھتا اس کی کوئی نیکی اوپر نہیں جائیگی اور جب اللہ کی بارگاہ میں جائیگا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا مگر یہ کہ وہ توبہ کر لے۔

اور اس بات کو بھی منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنی چال میں اکڑا اور تکبر دکھائے اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص کپڑا پہنے اور اس پر فخر تکبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے کنارے لجا کر دھنسا دیگا اور وہ قارون کا ساتھی بن جائیگا اس لئے کہ اسی نے سب سے پہلے تکبر دکھایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو مع اس کے گھر کے زمین میں دھنسا دیا تھا۔ اور جس شخص نے تکبر کیا تو گویا اس نے کبریاں اور جبروت میں اللہ کا مقابلہ کرنا چاہا۔

نیز فرمایا کہ جس شخص نے عورت کے ساتھ اس کے مہر میں ظلم اور ناانسانی کی تو وہ اللہ کے نزدیک زانی شمار ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کہے گا کہ میرے بندے میں نے اپنی ایک کنیز کا نکاح تجھ سے ایک عہد پر کیا تھا مگر تو نے اس عہد کو پورا نہیں کیا اور میری کنیز پر ظلم کیا پھر اس کی نیکیوں میں سے نکال کر اس کی عورت کو جتنا اس کا حق بنتا ہے دیدیگا۔ اسے دینے کے بعد اگر اس کی نیکیوں میں سے کچھ نہیں بچتا تو اس عہد شکنی کی پاداش میں اس کو جہنم میں لیجانے کا حکم دیدیا جائے گا اس لئے کہ عہد کے لئے باز پرس ہوگی۔

اور گواہی کو چھپانے کے لئے بھی منع فرمایا اور فرمایا کہ جو شخص گواہی چھپائے گا اللہ اسکا گوشت خود اس کو خلائق کے سامنے کھلائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَآفَافَهُ أَثْمُ قَلْبِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ** (سورۃ بقرہ آیت ۲۸۳) (گواہی کو نہ چھپاؤ جو اس کو چھپائے گا اس کا دل گہنگار ہوگا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کو اللہ بخوبی جانتا ہے)۔

نیز فرمایا کہ جو شخص اپنے پڑوسی کو اذیت پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو حرام کر دے گا اس کی بازگشت جہنم ہوگی جو بدترین بازگشت ہے اور جو شخص پڑوسی کے حق کو ضائع کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جبرئیل علیہ السلام مجھے مسلسل پڑوسیوں کے لئے ہدایت پہنچاتے رہے اور خیال ہوا کہ عنقریب یہ پڑوسیوں کو ایک دوسرے کا وارث بنا دیں گے۔ اور مسلسل غلاموں کے لئے ہدایت لاتے رہے یہاں تک کہ خیال ہوا کہ یہ عنقریب کوئی مدت مقرر کر دیں گے کہ اتنی مدت کے بعد وہ آزاد ہوگا۔ اور مسلسل شب کے قیام کیلئے ہدایت لاتے رہے یہاں تک کہ خیال ہوا میری امت کے نیکیو کار لوگ رات کو نہ سو پائیں گے۔

آگاہ رہو کہ جس شخص نے کسی فقیر مسلمان کو حقیر و ذلیل کیا اس نے خدا کے حق کو حقیر و ذلیل کیا اور اللہ اس کو قیامت کے دن حقیر و ذلیل کرے گا مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کر لے نیز فرمایا کہ جو شخص مسلمان فقیر کی عزت کرے گا وہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں اس طرح پیش ہوگا کہ اللہ اس سے راضی و خوش ہوگا۔ اور جسے کسی بدکاری اور شہرت کا موقع پیش آئے اور وہ خدا سے ڈرے اور اس سے اجتناب کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دیتا ہے۔

اور اسے نزع اکبر (قیامت کے دن کے خوف) سے امان ملے گی اور جس کا اس نے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرے گا کہ **وَلَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ (سورہ رحمن آیت ۴۶)** (اور جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے اس کے لئے دو باغ ہیں۔)

آگاہ رہو کہ جس کے سامنے دنیا اور آخرت دونوں کا موقع پیش آئے اور وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیدے تو جب وہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگا تو اس کے پاس کوئی ایسی نیکی نہیں رہے گی جو اس کو جہنم سے بچالے۔ اور جو آخرت کو ترجیح دے اور دنیا کو چھوڑ دے تو اللہ اس سے خوش ہوگا اس کے برے اعمال کو معاف کر دے گا۔

اور جو شخص اپنی آنکھوں کو مبری نگاہوں سے بھرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی آنکھوں کو آگ سے بھر دیگا مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کرے اور اس سے باز آجائے۔

اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسی عورت سے ہاتھ ملائے جو اس پر حرام ہو تو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہے اور جو حرام کے لئے کسی عورت کے پیچھے لگا تو وہ شیطان کے ساتھ آگ کی زنجیر میں بندھا اور وہ دونوں جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔

اور جو شخص کسی مسلمان کو غریب یا فردخت میں دھوکا دے تو قیامت کے دن اس کا شر بہودیوں کے ساتھ ہوگا کیونکہ وہ خلق میں سب سے زیادہ مسلمانوں کو دھوکا دینے والے ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو کوئی چیز عاریت دینے سے منع نہ کرے اور جو شخص اپنے پڑوسی کو عاریت دینے سے منع کریگا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اس کے خیر سے روک دیگا اور اس کو اس کے نفس کا ذمہ دار بنا دیگا۔ اور جس کو اللہ اس کے نفس کا ذمہ دار بنا دیگا اس کا برا حال ہوگا۔

اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنی زبان سے اپنے شوہر کو اذیت پہنچائے گی تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل پر نہ اس کی توبہ قبول کرے گا نہ کوئی کفارہ اور نہ یہ کہ کوئی نیکی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کو راضی اور خوش نہ کر لے خواہ سارے دن روزہ رکھتی رہے اور ساری رات کھڑی ہو کر عبادت کرتی رہے اور غلام و کنیز آزاد کرے اور راہ خدا میں جہاد کیلئے گھوڑے پر سوار ہی کیوں نہ ہو وہ جہنم میں سب سے پہلے بھیج دی جائے گی۔ اور اسی طرح

مرد اگر وہ اپنی عورت کے لئے قالم ہے۔ آگاہ ہو جو شخص کسی مرد مسلمان کے رخسار یا منہ پر طمانچہ مارے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکی ہڈیوں کے جوڑ جوڑ الگ کر دیگا اور زنجیروں میں باندھ کر جہنم میں ڈال دے گا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے۔

اور جو شخص شب بسر کرے اور اس کے دل میں اپنے برادر مسلم کی طرف سے کچھ برائی ہے تو اس کی شب اللہ کی ناراضگی میں بسر ہوگی اور اسی حالت میں وہ صبح کر لے گا یہاں تک کہ وہ توبہ کر لے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیبت سے منع فرمایا کہ جو شخص کسی مرد مسلم کی غیبت کرے گا (اگر روزہ دار ہے تو) اس کا روزہ یاطل ہو جائے گا اور اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور قیامت کے دن اس طرح آئیگا کہ اس کے منہ سے سڑے مُردار کی بدبو آتی ہوگی جس سے اہل موقف کو اذیت ہوگی اور اگر وہ توبہ کرنے سے پہلے مر گیا تو وہ اس حالت میں مرے گا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے وہ اس کو حلال کئے ہوئے ہوگا۔

نیز آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص غصہ ضبط کرے جبکہ وہ اس کے اتارنے پر قدرت رکھتا ہو مگر برداشت کر جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک شہید کا ثواب دیگا۔ آگاہ رہو کہ جو شخص کسی مجلس میں اپنے کسی بھائی کی غیبت سنے اور اس کی طرف سے اس کی تعدید کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے دنیا اور آخرت کے ستر (۶۰) شر کو رد کر دیگا اور جو شخص باوجود قدرت اس کو رد نہ کرے گا اس پر ستر (۶۰) مرتبہ غیبت کرنے والوں کے گناہ کے برابر بوجھ لاد دیا جائے گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیانت سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے جو شخص دنیا کے اندر کسی کی امانت میں خیانت کرے اور اس کو اس کے مالک کی طرف واپس نہ کرے یہاں تک کہ اس کو موت آجائے تو اس کی موت میری ملت کے سوا کسی دوسری ملت پر ہوگی۔ اور جب اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ اور فرمایا کہ جو کوئی شخص کسی آدمی کے خلاف جھوٹی گواہی دیگا تو وہ منافقین کے ساتھ زبان کے بل جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں لٹکا دیا جائے گا۔ اور جس نے کسی سے خیانت کا مال فریدا یہ جلتے ہوئے کہ یہ خیانت کا مال ہے تو وہ بھی اسی کے مانند ہے جس نے خیانت کی ہے۔

اور جس نے اپنے برادر مسلم کے حق میں سے کچھ بھی رد کا تو اللہ تعالیٰ اس پر رزق کی برکت کو حرام کر دیتا ہے مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کرے۔

آگاہ رہو جو شخص کوئی بدکاری کی بات سنے اور اسے افشا کر دے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے وہ خود اس بدکاری میں شامل ہے اور جس شخص کے پاس کوئی مرد مسلمان قرض کی حاجت لے کر آئے اور وہ قرض دینے پر قادر ہو مگر قرض نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو تک حرام کر دیگا۔

آگاہ رہو کہ جو شخص بد نعت عورت کی بد نعلتی پر صبر کرے اور اس پر ثواب کا امیدوار ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو شاکرین کا ثواب عطا فرمائے گا۔

اور جو کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ رفیق و نرمی نہ برتے اور اس پر اس قدر بوجھ ڈال دے جسکی وہ قدرت و طاقت نہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس عورت کی کوئی نیکی قبول نہ کرے گا اور جب وہ اللہ کی بارگاہ میں پہنچے گی تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔

آگاہ رہو جس شخص نے اپنے برادر مسلم کا اکرام کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا اکرام کیا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص قوم کی نماز جماعت کی امامت بغیر ان لوگوں کی مرضی کے کرے نیز فرمایا کہ جو شخص کسی قوم کی نماز جماعت کی امامت ان لوگوں کی مرضی سے کرے اور ان لوگوں کے ساتھ اپنی ادائیگی میں میانہ روی سے کام لے اور قیام و قنات رکوع و سجود و قعود کے ساتھ اچھی طرح نماز پڑھائے تو ساری جماعت کے برابر اس کو ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے ثواب میں ذرہ برابر بھی کمی نہ ہوگی۔

نیز فرمایا جو شخص اپنے کسی قریب دار کے پاس خود یہ نفس نفیس اپنا مال لے کر جائے تاکہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب عطا کرے گا اور اس کے ہر قدم پر اس کے نامہ اعمال میں چالیس (۴۰) ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور چالیس ہزار گناہ معاف کردئے جائیں گے اور اتنے ہی اسکے درجات بلند کردیئے جائیں گے اور وہ ایسا ہوگا جیسے وہ ایک سو (۱۰۰) سال اللہ کی عبادت صبر اور حساب کے ساتھ کرتا رہا ہو۔

اور جو شخص کسی نابینا انسان کی مدد اس کے دنیاوی کاموں میں سے کسی کام میں کرے اور اگر اس کے کام کے لئے چلنا پڑے تو چلا جائے تاکہ اس کا کام ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو نفاق سے براءت اور جہنم سے براءت عطا فرمائے گا اور اس کی دنیاوی حاجتوں میں سے ستر (۷۰) حاجتیں بر لائے گا اور جب تک وہ اس کا کام کرے نہ پٹے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں غرق رہے گا۔

اور جو شخص ایک دن اور ایک رات بیمار پڑے اور اپنی عیادت کرنے والوں سے اس کی شکایت نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ مشور کرے گا جہاں تک کہ وہ پہل صراط سے اس طرح گزر جائے گا جس طرح برق چمکتی ہوئی گزرتی ہے اور جو شخص کسی مریض کے لئے دوز دھوپ کرے خواہ اس کی ضرورت پوری ہو یا نہ ہو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ تو انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں اگرچہ وہ مریض اپنے گھر والوں میں سے ہو یا نہ ہو اگر اس کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرے تو اتنا ہی عظیم ثواب ملے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

آگاہ ہو اگر کوئی شخص کسی مرد مومن کی دنیاوی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی بہتر (۷۲) تکالیف آخرت کی اور بہتر (۷۲) تکالیف دنیا کی دور کرے گا جس میں کمترین تکلیف درد قویح ہے۔ اور اگر کوئی شخص کسی صاحب حق کو اسکا حق دینے میں نال منول کرے حالانکہ اس کو دینے کی قدرت ہو تو اس پر روزانہ گناہ کا دس فیصد بڑھتا جائیگا۔

آگاہ ہو اگر کوئی شخص کسی سلطان جائز کے سامنے جلاد (کوڑے باز) بن کر کھڑا رہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ کا ایک آئندھا بنادے گا جس کی لمبائی ستر (۷۰) ہاتھ ہوگی اور وہ اس کو اس پر مسلط کر دے گا جہنم کی آگ میں جو ایک بری بازگشت ہے۔

اور جو شخص اپنے کسی بھائی کے ساتھ حسن سلوک کرے اور پھر اس پر احسان جتانے تو اللہ تعالیٰ اس کا عمل ضبط کر لے گا اور اسکے اوپر احسان بٹکانے کے گناہ کا بوجھ باقی رہ جائے گا اور یہ سنی مشکور نہ ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ احسان جتانے والے اور بخیل اور چغلیور پر جنت حرام کر دی گئی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ آگاہ رہو کہ جو شخص کچھ صدقہ کرے گا تو اسکے لئے ایک درم کے عوض جمل احد کے برابر نعمتیں ہوگی اور جو کوئی صدقہ کا مال لے جا کر کسی محتاج کو پہنچائے تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا صدقہ نکالنے والے کو ملا ہے اور صدقہ نکالنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

اور جو شخص کسی میت کی نماز جنازہ پڑھے گا تو اس پر ستر (۷۰) ہزار فرشتے درود بھیجیں گے اور اللہ تعالیٰ اسکے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے گا اور اگر اس کے دفن تک کھڑا رہے اور اس کی قبر پر مٹی ڈالے تو ہر قدم پر جو اس نے اس سلسلہ میں اٹھایا ہے ایک قیراط ثواب ملے گا اور ایک قیراط جمل احد کے برابر ہوگا۔

آگاہ ہو کہ جسکی آنکھیں خوف خدا سے آبدیہ ہو جائیں تو اسکے آنسوؤں کے ہر قطرے کے عوض جنت کا ایک قصر ہوگا جو موتیوں اور جواہرات سے جز ہوگا اور اس میں وہ وہ سامان ہونگے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی فرد بشر کے قلب کے کسی گوشے میں ہوگا۔

آگاہ رہو جو شخصی مسجد میں جماعت میں شرکت کی غرض سے جائیگا تو اسکے ہر قدم پر اس کو ستر (۷۰) ہزار نیکیوں کا ثواب ملے گا اور لستے ہی اس کے درجات بلند کر دیئے جائیں گے۔ اور اگر وہ اسی پر عمل کرتے ہوئے مر گیا تو اللہ تعالیٰ ستر (۷۰) ہزار فرشتوں کو مقرر کر دیگا جو اسکی قبر میں اس کے پاس جائیں گے اسے بشارت دیں گے تہناتی میں اس کا دل بہلائیں گے اس کے لئے طلب مغفرت کریں گے یہاں تک کہ وہ محشور ہوگا۔

آگاہ رہو کہ جو شخص پورے حساب سے اذان دے اس کی نیت صرف خوشنودی خدا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو چالیس ہزار شہیدوں اور چالیس ہزار صدیقیوں کا ثواب عطا کرے گا اور اس کی شفاعت سے میری امت کے چالیس ہزار گنہگار

شامل ہونگے اور جنت میں جائیں گے۔

آگاہ رہو کہ جب موزن کہتا ہے کہ اشھدان لا الہ الا اللہ تو اس پر ستر (۷۰) ہزار فرشتے درود بھیجتے ہیں اور اس کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں اور وہ قیامت کے دن زیر سایہ عرش رہے گا تاہم اللہ تعالیٰ حساب خلافت سے فارغ ہو جائے اور اس کے اشھدان محمد ارسول اللہ کہنے کا ثواب چالیس ہزار فرشتے لکھتے ہیں۔

اور جو نماز جماعت میں صف اول اور پہلی عمیر کا پابند ہوگا اور کسی مسلمان کو اذیت نہیں دیگا اس کو اللہ تعالیٰ استاجر و ثواب دیگا جتنا دنیا و آخرت کے سارے موزنوں کو دیگا۔

آگاہ رہو جو شخص کسی قوم کا سرخیل و سردار بنا ہوا ہے وہ جب قیامت کے دن میدان حشر میں آئے گا تو اس کے دونوں ہاتھ پس گر دیں ہندھے ہوئے ہونگے اور اگر اس نے ان لوگوں پر احکام خداوندی جاری کئے تو اس کے ہاتھ اللہ کھول دے گا اور اگر اس نے ان لوگوں پر ظلم کیا تھا تو وہ جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا اور وہ بدترین بازگشت ہے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی گناہ اور بدی کو حقیر و معمولی نہ سمجھو اگرچہ وہ جہاری نگاہوں میں کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو۔ اور کسی خیر و نیکی کو کبھی بڑی اور کثیر نہ سمجھو اگرچہ جہاری نگاہوں میں کتنی ہی بڑی اور کثیر کیوں نہ ہو۔ کیونکہ گناہ کبیرہ استغفار کے بعد کبیرہ نہیں رہ جاتا اور گناہ صغیرہ اصرار (بار بار مرتب ہونے) سے صغیرہ نہیں رہ جاتا۔

شعیب بن واقد کا بیان ہے کہ میں نے حسین بن زید سے اس حدیث کی طوالت کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس حدیث کو اس کتاب سے جمع کیا ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم املا کراتے اور بولتے گئے تھے اور حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اس کو اپنے ہاتھ سے لکھتے گئے تھے۔

باب: جو اجادیت عورتوں کی طرف نگاہ کرنے کے متعلق آئی ہیں

(۳۹۶۹) ہشام بن سالم سے روایت ہے اور انہوں نے عقبہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا نگاہ البلیس کے زہر میں بچائے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص کسی غیر کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے لئے اسے ترک کرے گا تو اس کے چچے اللہ تعالیٰ ایسا ایمان دیگا جسکا ذائقہ اس کو محسوس ہوگا۔

(۳۹۷۰) ابن ابی عمیر نے کاظمی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر دل میں شہوت کے بیج بودتی ہے اور یہی انسان کے فتنہ میں پڑنے کے لئے کافی ہے۔

(۳۹۷۱) اور اصبح بن نباتہ نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی علیہ السلام پہلی نگاہ تمہارے لئے (مبارک) ہے اور دوسری تمہارے اوپر (ناجائز) ہے تمہارے لئے (مبارک) نہیں ہے۔

(۳۹۷۲) ایک مرتبہ ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے سلسلے سے ہو کر ایک عورت گزری تو وہ اس کے پچھلے حصہ کی طرف دیکھنے لگا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم لوگوں میں سے کوئی یہ بات پسند کرے گا کہ کوئی شخص تمہاری زوجہ یا تمہاری کسی قرابتدار کو اس طرح دیکھے؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر جو بات تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسرے کے لئے پسند کرو۔

(۳۹۷۳) ہشام و حفص اور حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو لوگ عورتوں کے پچھلے حصے کو دیکھتے ہیں اسی طرح ان کی اپنی عورتوں کے سلسلہ میں ان کو مطمئن نہیں رہنا چاہیئے۔

(۳۹۷۴) صفوان بن یحییٰ نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق روایت کی ہے یا ایت استاجر لا ان خیر من استاجرت النقی الامین (سورۃ قصص آیت ۲۶) (اے ابا ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ آپ جس کو بھی نوکر رکھیں گے ان سب میں بہتر وہ ہے جو مضبوط اور ایماندار ہو۔) آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر حضرت شعیب نے اس لڑکی سے کہا اے بیٹی یہ مضبوط ہے یہ تو تم نے ہاتھ کے اٹھانے سے پہچان لیا لیکن امین ہے یہ تم نے کیسے پہچانا۔ تو لڑکی نے جواب دیا اے ابا میں اس کے آگے آگے چل رہی تھی اس نے کہا نہیں تم میرے پیچھے پیچھے چلو اگر میں راستہ بھٹکوں تو تم مجھے بتا دینا میں اس قوم سے ہوں جو عورتوں کے پیچھے کو نہیں دیکھتے۔

(۳۹۷۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگوں (عورتوں پر) نگاہ شیطان کی طرف سے ہو جاتی ہے پس اگر وہ اس نگاہ سے اپنے دل میں کچھ محسوس کرے تو اپنی عورت کے پاس چلا جائے۔

(۳۹۷۶) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے سلسلے میں ایک کنیز پیش ہوئی تاکہ وہ اس کو خرید لے۔ آپ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر وہ اس کے محاسن کو دیکھے اور جن اعضا کو دیکھنا مناسب نہیں جمو کر دیکھے۔

باب : زنا کے متعلق احادیث

(۳۹۷۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی کے قتل اور خانہ کعبہ کے انہدام اور اپنی منی کو کسی عورت کے اندر بطور حرام ڈالے اس سے زیادہ بڑا گناہ کوئی نہیں جو انسان کرے گا۔

(۳۹۷۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زنا فقر پیدا کرتا ہے اور آبادیوں کو اجاڑ کر کے چھوڑتا ہے

(۳۹۷۹) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا زمین کسی بات پر اپنے رب سے اتنی فریاد نہیں کرتی جتنی ان تین باتوں پر فریاد کرتی ہے حرام خون جو اس پر بہایا جائے۔ یا اس پر زنا کے بعد غسل کیا جائے یا طلوع آفتاب سے پہلے اس پر سویا جائے۔

(۳۹۸۰) عبد اللہ ابن میمون کی روایت میں حضرت جعفر ابن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اے فرزند زنا ہرگز نہ کرنا اس لئے کہ اگر کوئی چڑ بھی کسی دوسرے چڑے کے جوڑے سے زنا کرتا ہے تو اس کے بال دپر جھڑ جاتے ہیں۔

(۳۹۸۱) عمرو بن ابی مقدم نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام پر جو وحی نازل فرمائی اس میں یہ بھی تھا کہ اے موسیٰ بن عمران جس نے زنا کیا اس سے زنا کیا جائے گا خواہ اس کے بعد اس کی نسل میں کیوں نہ کیا جائے اے موسیٰ بن عمران اگر تم معاف کرو گے تو تمہارے گھر والے معاف کئے جائیں گے۔ اے موسیٰ بن عمران اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے گھر والوں میں خیر کی کثرت ہو تو زنا سے پرہیز کرو۔ اے موسیٰ بن عمران جیسا تم کرو گے ویسے ہی کئے جاؤ گے (یعنی ویسا ہی تمہارے ساتھ ہوگا۔)

(۳۹۸۲) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تین طرح کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا ان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گا نہ ان کو (حساب سے) پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے جو زنا کا زنا کا عالم بادشاہ اور نادار و مفلس اکو کر چلنے والا منکبر۔

(۳۹۸۳) اور ابن مسکان کی روایت میں جو انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا تین طرح کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہ کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ اور نہ انہیں حساب سے پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ جو زنا کا کار،

دیوث (جو اپنی بیوی سے زنا کرے) اور وہ عورت جو اپنے شوہر کے بستر پر غیر سے ہمبستری کرے۔

(۳۹۸۳) علی بن اسماعیل یشی نے بشیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری جھوٹی قسم کھائے گا وہ میری رحمت کو نہیں پائے گا اور زنا کار قیامت کے دن میرے قریب نہیں آئے گا۔

(۳۹۸۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم اپنے والدین سے حسن سلوک کرو تمہاری اولاد تم سے حسن سلوک کرے گی۔ تم لوگوں کی عورتوں کو معاف کرو تمہاری عورتیں معاف کی جائیں گی۔

(۳۹۸۶) اور ابراہیم بن ابی بلاد کی روایت میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عورت تھی جسکے پاس ایک مرد آیا کرتا تھا اور وہ عورت اپنے پاس اس کا آنا ناپسند کرتی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے دل میں ایک بات ڈالی اور اس نے اس مرد سے کہا تم جب بھی میرے پاس آتے ہو اس وقت کوئی مرد تمہاری عورت کے پاس جاتا ہے۔ چنانچہ وہ اسی وقت اپنی عورت کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کی عورت کے پاس ایک مرد ہے چنانچہ وہ اس کو پکڑ کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لایا اور بولا یا نبی اللہ مجھ پر وہ مصیبت آئی ہے جو کسی پر نہیں آئی ہوگی اتنا تھاب علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا؟ اس نے عرض کیا میں نے اس شخص کو اپنی زوجہ کے پاس پایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی جو جیسا کرتا ہے ویسا ہی اس کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

(۳۹۸۷) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی زنا کار زنا کرتا ہے تو ایمان کی روح اس سے نکل جاتی ہے اور جب طالب صفو ہوتا ہے تو پھر اس میں داخل ہو جاتی ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا اور چور چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا۔ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب زانی زنا کرتا ہے تو ایمان کی روح اس سے جدا ہو جاتی ہے میں نے عرض کیا کہ کیا پھر اس میں کچھ باقی بھی رہ جاتی ہے یا ساری کی ساری نکل جاتی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں جب وہ زنا کر کے کھڑا ہوتا ہے تو پھر اس میں روح ایمان پلٹ کر آ جاتی ہے۔

کتاب الحدود

باب: زنا کے جرم میں سزا و حدود رحم و شہر بدری کب اور کیا واجب ہے

(۳۹۸۸) قاسم بن محمد نے عبد الصمد بن بشیر سے انہوں نے سلیمان بن ہلال سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ مولا میں آپ علیہ السلام پر قربان ایک مرد ایک عورت کے ساتھ ایک لحاف کے اندر سویا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ محرم ہیں؟ کہا نہیں فرمایا کیا کسی ضرورت و مجبوری کی وجہ سے؟ کہا نہیں۔ فرمایا کہ ان دونوں کو تیس تیس کوڑے لگائے جائیں گے۔ کہا اگر بد فعلی بھی کی تو فرمایا اگر سوراخ کے علاوہ کہیں کیا ہے تو حد جاری کی جائے گی اور اگر سوراخ میں کیا ہے تو اسے کھڑا کیا جائیگا پھر تلوار کی ایک ضرب لگائی جائے گی اب تلوار جتنا کٹ سکے کانے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یہ تو قتل ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے میں نے عرض کیا ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک لحاف میں سوئی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ محرم ہیں؟ کہا نہیں فرمایا برائے ضرورت و مجبوری سوئی ہیں؟ کہا نہیں فرمایا تیس کوڑے اس کو اور تیس کوڑے اس کو لگائے جائیں میں نے عرض کیا مگر اس نے بد فعلی بھی کی۔ یہ سکر آنجناب علیہ السلام کو بہت شاق ہوا اور تین مرتبہ اُف اُف اُف کہا اور فرمایا کہ حد جاری ہوگی۔

(۳۹۸۹) حماد بن عریض سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک مرد کو ایک عورت کے ساتھ ایک لحاف میں سوتے ہوئے پایا تو آپ علیہ السلام نے ان دونوں میں سے ہر ایک کو ایک کم سو (یعنی تانوںے) کوڑے لگائے۔

(۳۹۹۰) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کتانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد اور ایک عورت دونوں ایک لحاف میں پائے گئے فرمایا ان دونوں کو سو (۴۰) کوڑے لگاؤ۔

اس کتاب کے مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام احادیث متفقہ المعانی ہیں۔ جب ایک مرد ایک مرد کے ساتھ یا ایک عورت ایک عورت کے ساتھ ایک مرد ایک عورت کے ساتھ ایک لحاف میں پائے جائیں کسی ضرورت و مجبوری کی وجہ سے تو ان دونوں پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر یہ کسی ضرورت کی بنا پر نہیں ہے اور ان دونوں میں سے کوئی بھی مکروہ حالت میں نہیں ہے تو ان دونوں سے ہر ایک کو بطور سزا تیس (۳۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور اگر ان دونوں نے زنا کیا ہے اور وہ دونوں غیر شادی شدہ ہیں تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو (۴۰) کوڑے مارے

جائیں گے اور یہ اس وقت کہ جب یہ دونوں زنا کا اقرار کریں یا ان دونوں کے اس فعل پر چار عادل گواہ ہوں۔ اور جب یہ دونوں ایک لحاف میں پائے جائیں اور امام کو معلوم ہو جائے کہ ان دونوں میں سے وہ کچھ ہوا جو حد جاری ہونے کا سبب بنتا ہے لیکن یہ دونوں اسکا اقرار نہیں کرتے یا انکی زنا پر چار گواہ نہیں قائم ہوئے تو اس میں سے ایک کو زاکم کر دیا جائے گا تاکہ یہ حد کے سو (۲۰) کوڑے قرار نہ پائیں بلکہ سزا قرار پائیں۔

(۳۹۹۱) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی مرد یا کسی عورت کو اس وقت تک کوڑے نہیں لگائے جائیں گے جب تک کہ دخول و خروج پر چار گواہ نہ ہوں اور فرمایا کہ اور میں ان چار گواہوں میں سے پہلا ہوں گا میں ڈرتا ہوں کہ اگر ان گواہوں میں سے (کوئی بچے پشنا چاہے) اور اس خوف سے بچے نہ پٹے کہ اگر بچے بٹا تو اسے کوڑے لگاؤں گا۔

(۳۹۹۲) فضالہ نے داؤد بن ابی یزید سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ بیان فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ سے دریافت کیا کہ اگر آپ اپنی عورت کے شکم پر کسی مرد کو دیکھیں تو بتائیں کہ آپ کیا کریں گے انہوں نے جواب میں کہا اس کو تلوار سے قتل کر دوں گا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دولت سرا سے برآمد ہوئے اور دریافت کیا کہ سعد کیا بات ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ اگر تم اپنی زوجہ کے شکم پر کسی مرد کو پاؤ تو کیا کر دو گے؟ میں نے کہا میں تلوار سے اس کو قتل کر دوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اے سعد چار گواہ کیسے؟ سعد نے کہا یا رسول اللہ میری اپنی آنکھوں کے دیکھنے کے بعد اور اللہ کے علم کے بعد کہ اس نے ایسا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں خدا کی قسم (یہ چار گواہ) تمہاری آنکھوں کے دیکھنے اور اللہ کے علم کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کیلئے ایک حد مقرر کی ہے اور جو اس حد سے تجاوز کرے اس کے لئے بھی حد مقرر کر دی ہے۔

(۳۹۹۳) حسن بن محبوب نے ابان سے انہوں نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک زوجہ دار مرد نے ایک عورت سے زنا کیا اور اس پر تین مرد اور دو عورتیں گواہ ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے اوپر رجم (سنگساری) واجب ہے ہاں اگر اس پر دو مرد اور چار عورتیں گواہ ہوں تو ان کی گواہیاں جائز نہ ہوگی اور اسکو رجم نہ کیا جائے گا اس پر زانی کی حد جاری ہوگی۔

(۳۹۹۴) شعبیہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کی عورت سے نکاح کر لیا تو حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ عورت کو سنگسار کیا

جائیگا۔ اور مرد کو حد میں کوڑے لگائے جائیں گے نیز آپ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو نے یہ دیدہ و دانستہ کیا ہے تو میں پتھر سے تیرا سر توڑ دیتا۔

(۳۹۹۵) حضرت امیر المومنین شراحہ ہمدانیہ کی طرف سے ہو کر گزرے (جس نے حضرت علی علیہ السلام کے سامنے زنا کا اقرار کیا تھا اور سنگسار ہو رہی تھی) اور دیکھا کہ اس قدر ازدحام ہے کہ تقریباً لوگ ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے تو آپ علیہ السلام نے حکم دیا شراح کو میدان سے واپس لاؤ یہاں تک کہ مجمع کم ہو گیا تو نکالی گئی اور دروازہ بند کر دیا گیا اور لوگوں نے اس کو سنگسار کیا اور وہ مر گئی تو حکم دیا کہ دروازہ کھول دو اور اب جو اندر داخل ہوتا وہ اس عورت پر لعنت بھیجتا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امیر المومنین علیہ السلام نے یہ دیکھا تو متادی سے ندا کرا دی۔ اے لوگو اس عورت کے متعلق اب اپنی زبان سے کچھ نہ نکالو اس لئے کہ حد جاری ہی اس لئے ہوتی ہے کہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے جس طرح قرض ادا کر نیکی بعد پھر قرض ادا ہو جاتا ہے (اسکو مقروض نہیں کہا جاتا)۔

(۳۹۹۶) زرعد نے سماع سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص زنا کرے اور اس کے کوڑے لگائے جائیں تو امام کیلئے یہ جائز نہیں کہ اس کو اس سرزمین سے جس میں کوڑے لگائے گئے دوسرے ملک کی طرف نکال دے ہاں امام پر لازم ہے کہ اس کو اس شہر سے نکال دے جس میں اس کو کوڑے لگائے گئے ہیں۔

(۳۹۹۷) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا بوڑھے اور بوڑھیا کو (اگر زنا کریں) کوڑے بھی لگائے جائیں گے اور وہ رجم بھی کئے جائیں گے۔

بکر (کنوار) مرد اور باکرہ (کنواری) عورت کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ان کو ایک سال کیلئے شہر بدر کیا جائیگا اور یہ بدری ایک شہر سے دوسرے شہر میں ہوگی۔ چنانچہ امیر المومنین علیہ السلام نے دو آدمیوں کو کوفہ سے نکال کر بصرہ بھیج دیا تھا۔

(۳۹۹۸) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ قرآن میں رجم کا حکم ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا وہ کیسے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا الشیخ والشیخہ فارجموہما البتہ فانہا قضیا الشہوۃ (بوڑھے اور بوڑھی دونوں کو رجم و سنگسار کرو البتہ اس لئے کہ یہ دونوں اپنی خواہشات نفس پوری کر چکے)۔

(۳۹۹۹) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کی پیداوار کی سے مجامعت کر بیٹھے تو اس پر بھی وہی حد ہے جو زانی پر ہے۔

(۵۰۰۰) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنی کنیز کا نکاح کسی مرد سے کر دیا پھر اس نے اپنی اس کنیز سے مجامعت کی؟ آپ نے فرمایا کہ اس کو (زنا

(کی حد میں کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۰۰۱) محمد بن ابی عمیر نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنے ہاتھ سے کسی کنیز کی بکارت توڑ دی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر اس کا مہر لازم ہے اور حد میں کوڑے لگائیں جائیں گے۔

(۵۰۰۲) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۰۰۳) اور طبری کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت ہے جس نے اپنی کنیز مکاتبہ کے ساتھ مجامعت کر لی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کنیز مکاتبہ نے ایک چوتھائی رقم ادا کر دی ہے تو اس شخص پر حد میں کوڑے لگیں گے اور اگر وہ زن دار اور بیوی والا ہے تو اس کو سنگسار کیا جائیگا اور اگر اس کنیز نے ابھی کوئی رقم ادا نہیں کی ہے تو پھر اس شخص پر کچھ نہیں ہے۔

(۵۰۰۴) حسن بن محبوب نے محمد بن قاسم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی طلاق زدہ عورت سے عدہ کی مدت ختم ہونے کے بعد ہمبستری کرے اسکو حد میں کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر اس مدت عدہ ختم ہونے سے پہلے ہمبستری کی ہے تو یہی اسکا رجوع کرنا ہے۔

(۵۰۰۵) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے لڑکے کے متعلق جو ابھی بالغ نہیں ہوا دس سال کا ہے اس نے ایک عورت سے زنا کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا لڑکے کو حد کی تعداد سے ذرا کم کوڑے لگائے جائیں گے اور عورت کو حد کے پورے کوڑے لگائے جائیں گے میں نے عرض کیا اور اگر وہ عورت شوہر دار ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ سنگسار نہیں کی جائیگی اس لئے کہ جس سے اس نے مجامعت کرائی ہے وہ بالغ نہیں ہے اگر بالغ ہوتا تو وہ عورت سنگسار ہوتی۔

(۵۰۰۶) اور یونس بن یعقوب کی روایت میں جو ابی مریم سے ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے اپنی آخری ملاقات میں دریافت کیا ایک ایسے لڑکے کے متعلق جو ابھی بالغ نہیں

ہوا تھا اس نے ایک عورت سے مجامعت یا زنا کیا۔ اب ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ لڑکے کو حد سے کم کوڑے لگائے جائیں گے اور عورت کو حد کے پورے کوڑے لگیں گے۔ میں نے عرض کیا ایک لڑکی ہے جو ابھی بالغ نہیں ہوئی ہے وہ ایک مرد کے ساتھ پائی گئی کہ وہ اس سے زنا کر رہا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس نابالغ لڑکی کو حد کی تعداد سے کم کوڑے لگائے جائیں گے اور مرد پر پوری تعداد جاری ہوگی۔

(۵۰۰۷) حسن بن محبوب نے حنان بن سدر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ عباد کی نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ

سفیان ثوری نے مجھ سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے نزدیک چہاری قدر و منزلت ہے ان سے دریافت کرو کہ ایک شخص نے زنا کیا جبکہ وہ مریض ہے اگر اس پر حد جاری کی جائے تو ڈر ہے کہ مرجائے آپ علیہ السلام اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان جناب سے دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ یہ مسئلہ تم اپنے دل سے پوچھتے یا کسی انسان نے تم سے یہ کہا یہ مسئلہ پوچھ آؤ؟ میں نے عرض کیا سفیان ثوری نے مجھ سے کہا تھا کہ میں یہ مسئلہ آپ علیہ السلام سے پوچھوں آپ علیہ السلام نے فرمایا (اچھا سنو) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس کو مرض استسقا تھا پیٹ پھولا ہوا تھا رانوں کی رگیں نمایاں تھیں اس نے ایک مریضہ عورت سے زنا کیا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا اور کھجور کی شاخ لائی گئی جس میں سو پتیاں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے مرد کو ایک ضرب لگائی اور اس عورت کو ایک ضرب لگائی اور ان دونوں کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے **وَحِذِّبِیدَکَ ضَعْفًا فَاصْرَبْ بہ وَلَا تَحْنُثْ** (سورۃ ص آیت ۴۲) (اے ایوب تم اپنے ہاتھ میں سیککوں کا ایک گٹھا لو اور اس سے اپنی بیوی کو مارو اور اپنی قسم میں جھوٹے نہ بنو)۔

(۵۰۰۸) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص شاخوں کا ایک گٹھا لے یا ایک جڑ جس میں بہت سی شاخیں ہوں اور اس سے ایک ضرب لگائے تو وہ کافی ہے اس کے لئے جس کو وہ جتنی تعداد میں کوڑے لگانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

(۵۰۰۹) اور عبداللہ بن مسفر و صفوان اور ان کے علاوہ کئی ایک کی روایت میں ہے جو ان لوگوں نے مرفوع کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شادی شدہ زانی زنا کا اقرار کرے تو اس کو سب سے پہلے پتھر امام مارے گا پھر تمام لوگ ماریں گے۔ اور (اگر اس نے اقرار نہیں کیا ہے بلکہ اس کے زنا پر شہادتیں گزری ہیں تو سب سے پہلے وہ چار گواہ پتھر ماریں گے پھر امام اور پھر تمام لوگ۔

(۵۰۱۰) اور حماد نے علی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے مرد پر حد میں کوڑے مارے جس نے ایک عورت سے حالت نفاس میں اس کے پاک ہونے سے پہلے نکاح کر لیا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے حالت نفاس میں صرف نکاح کیا ہوتا دخول نہ کیا ہوتا تو اس پر حد جاری کرنا واجب نہ ہوتا آپ نے اس پر حد اس لئے جاری کیا کہ اسی حالت میں اس نے دخول بھی کیا تھا۔

(۵۰۱۱) ابان نے زرارہ سے روایت کی ہے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا

مرد کو حد میں کھڑا کر کے تازیانے لگائے جائیں اور عورت کو بٹھا کر اور ہر عضو پر تازیانہ لگایا جائے مگر چہرہ اور شرمگاہ کو چھوڑ دیا جائے۔

(۵۰۱۲) اور سماعہ کی روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ زانی کی حد تمام حدوں سے زیادہ شدید ہوگی۔

(۵۰۱۳) بیان کیا مجھ سے طلحہ بن زید نے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حد میں برہنہ نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کو کھینچا جائے گا نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ زانی کو اسی حالت میں کوڑے لگائے جائیں گے جس حالت میں پکڑا گیا ہے اگر وہ برہنہ پایا گیا تو برہنہ اور اگر اپنا لباس پہنے پایا گیا تو لباس پہنے ہوئے (کوڑے لگائے جائیں گے)۔

(۵۰۱۴) ابن ابی عمیر نے حفص بن یغزلی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جو کسی اور شخص کے بستر پر پایا گیا تھا۔ تو آپ نے حکم دیا کہ اس کو بیت الخلاء کی غلاقت میں تھمیر دو۔

(۵۰۱۵) اور علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک دن میں کئی مرتبہ زنا کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے ایک ہی عورت سے ایک مرتبہ اس طرح اور ایک مرتبہ کھڑا کر کے زنا کیا تو اس پر ایک ہی حد ہوگی اور اگر اس نے ایک دن میں یا ایک ہی ساعت میں کئی عورتوں سے زنا کیا ہے تو ہر عورت کے بدلے جس سے زنا کیا ہے ایک حد ہوگی۔

(۵۰۱۶) یونس بن یعقوب نے ابی مریم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک عورت آئی اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا پھر وہ چلی اور آپ علیہ السلام کے منہ کے سامنے آئی کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے دوسری طرف منہ پھیر لیا پھر وہ آپ علیہ السلام کے سامنے آئی اور کہا میں نے زنا کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس سے پھر منہ پھیر لیا وہ سامنے آئی اور اس نے کہا میں نے زنا کیا تو آپ علیہ السلام نے حکم دیا وہ قید کر لی گئی اور وہ حاملہ تھی تو وضع حمل تک ٹھہرے رہے اس کے بعد آپ علیہ السلام نے حکم دیا اور ایک گٹھیا مقام رجبہ میں کھودا گیا اور اس کو نئے کپڑے پہنائے گئے اور اسے اس گڑھے میں کر سے چھاتی تک داخل کر دیا گیا اور رجبہ کا دروازہ بند کر دیا گیا اور آپ علیہ السلام نے اس کو ایک ہتھیرا کر کہا اے اللہ میں تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے (اسے رجم کر رہا ہوں) پھر قنبر کو حکم دیا اس نے بھی ایک ہتھیرا پھر آپ گھر میں چلے گئے

اور قنبر کو حکم دیا کہ تم اصحاب محمدؐ کو داخلہ کی اجازت دے دو چنانچہ وہ سب لوگ اندر آئے اور ان سب نے ایک ایک ہتھ مارا اور کھڑے ہو گئے انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اپنے اپنے ہتھ اٹھا کر دوبارہ ان ہی ہتھوں سے ماریں یا سنے ہتھوں سے ماریں اور ابھی تک اس میں رفق حیات باقی تھی لوگوں نے قنبر سے کہا تم جا کر اطلاع دو کہ ہم نے اپنے اپنے ہتھوں سے مارا لیکن ابھی اس میں رفق باقی ہے اب ہم لوگ کیا کریں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ اپنے ہتھوں سے دوبارہ مارو چنانچہ ان لوگوں نے دوبارہ مارا اور وہ مر گئی تو لوگوں نے کہا اب تو وہ مر بھی گئی اب کیا کیا جائے۔ فرمایا اس کو اس کے وارثوں کے حوالے کر دو اور ان سے کہہ دو جس طرح وہ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں اسی طرح اسے بھی دفن کر دیں۔

(۵۰۱۷) سعد بن طریف نے اصبح بن نباتہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا امیر المومنین میں نے زنا کیا ہے آپ علیہ السلام مجھے پاک کر دیں تو آپ علیہ السلام نے اس کی طرف سے منہ پھیرا اور اس سے کہا بیٹھ جاؤ۔ پھر آپ نے مجمع کی طرف رخ کیا اور فرمایا کیا تم لوگوں میں سے کوئی یہ نہیں کر سکتا کہ اس طرح کی برائیوں کو جس طرح اللہ چھپاتا ہے تم بھی چھپاؤ۔ اتنے میں وہ شخص کھڑا ہوا اور بولا یا امیر المومنین میں نے زنا کیا ہے آپ علیہ السلام مجھے پاک کر دیں۔ فرمایا یہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس کا سبب کیا ہے؟ اس نے کہا صرف طہارت حاصل کرنے کے لئے آپ علیہ السلام نے فرمایا تو یہ سے بہتر اور کون سی طہارت ہو سکتی ہے یہ کہہ کر آپ علیہ السلام پھر اپنے اصحاب سے باتیں کرنے لگے اتنے میں وہ شخص پھر اٹھا اور بولا یا امیر المومنین میں نے زنا کیا ہے آپ مجھے پاک کر دیجئے آپ علیہ السلام نے فرمایا اے شخص تو تھوڑا بہت قرآن پڑھتا ہے اس نے کہا جی ہاں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا کچھ پڑھو۔ اس نے قرآن پڑھا اور صحیح پڑھا آپ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنی نماز، زکوٰۃ کے اندر جو اللہ تعالیٰ کے حقوق تم پر لازم ہیں انہیں جلتے ہو اس نے کہا جی ہاں۔ آپ علیہ السلام نے مسائل پوچھے اور اس نے صحیح جواب دیئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے شخص تجھے کوئی مرض تو لاحق نہیں یا تیرے سر میں درد یا تیرے بدن میں کوئی شے یا تیرے دل میں کوئی غم تو نہیں ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین اس میں سے کچھ بھی نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تجھ پروائے ہو داہیں جا میں تجھ سے تہنائی میں پوچھوں گا جس طرح اب میں نے سب کے سامنے پوچھا ہے۔ اور اگر تو پھر واپس نہ آیا تو میں تجھے تلاش بھی نہ کراؤں گا۔ پھر آنجناب علیہ السلام نے اس کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا بالکل صحیح حالت میں ہے اس کو کوئی مرض نہیں یہ خیال غلط ہے۔ چنانچہ وہ شخص دوبارہ آپ علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا یا امیر المومنین میں نے زنا کیا ہے آپ علیہ السلام مجھے پاک کر دیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر تو میرے پاس پلٹ کر نہ آتا تو میں تجھے تلاش بھی نہ کراتا لیکن اب میں حکم خدا کو ترک بھی نہ کروں گا جس کا جاری کرنا تجھ پر لازم ہے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے

مجمع سے خطاب کیا اور کہا اے گروہ مردم اس کے رجم کے لئے ہو لوگ جہاں موجود ہیں ان کی طرف سے وہی لوگ کافی ہیں جو تم میں سے جہاں موجود ہیں۔ لہذا میں تم میں سے ہر ایک کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ کل ہر شخص اپنے عمامہ سے ڈھانا باندھ کر اس طرح آئے کہ ایک دوسرے کو نہ پہچان سکے اور تم لوگ میرے پاس اندھیرے میں طلوع فجر سے پہلے آجاؤ تاکہ کوئی ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکے اور ہم لوگ اس کو نہ دیکھ سکیں اور ہم لوگ اسکو سنگسار کریں گے۔ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ دوسرے دن جیسا کہ آپ علیہ السلام نے حکم دیا تھا وہ لوگ سپیدہ سحری کے نمودار ہونے سے پہلے آگئے تو حضرت ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم لوگوں میں سے اس شخص کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ جس پر اس طرح کا حق (حد و رجم کی شکل کا) عائد ہوتا ہے وہ واپس چلا جائے اس لئے کہ اللہ کا حق وہ طلب نہیں کر سکتا جس پر خود اللہ کا اس طرح کا حق باقی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم یہ سن کر بہت سے لوگ واپس ہو گئے اور ہمیں اب تک یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کون کون لوگ تھے۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام نے اس شخص کو چار ہتھ مارے اس کے بعد لوگوں نے ہتھ مارے۔

(۵۰۱۸) اور امیر المومنین علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک عورت آئی اور عرض کیا یا امیر المومنین میں نے زنا کیا ہے آپ علیہ السلام مجھے پاک کر دیں اللہ آپ علیہ السلام کو پاک رکھے۔ اس لئے کہ دنیا کا عذاب زیادہ آسان ہے آخرت کے عذاب سے جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کس چیز سے پاک ہونا چاہتی ہو؟ کہا زنا سے۔ فرمایا تو شوہر دار ہے یا غیر شوہر دار۔ عرض کیا شوہر دار ہوں۔ فرمایا (جس وقت تو نے زنا کیا تھا) تیرا شوہر حاضر تھا یا غائب؟ عرض کیا حاضر تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا انتظار کر تیرے شکم میں جو حمل ہے؟ وہ وضع ہو جائے اس کے بعد آنا۔ جب وہ پلٹ گئی اور اتنی دور چلی گئی کہ آپ علیہ السلام کی بات نہ سن سکے تو فرمایا پروردگار یہ ایک شہادت ہے۔ پھر کچھ دنوں بعد وہ آپ علیہ السلام کے پاس آئی اور کہا وضع حمل ہو چکا آپ علیہ السلام مجھے پاک کر دیجئے تو آپ علیہ السلام نے اس سے تجاہل عارفانہ (سنی ان سنی) فرمایا اور کہا میں تجھے پاک کروں اے کنیز خدا مگر کس بات سے؟ اس نے کہا میں نے زنا کیا تھا اور اب وضع حمل کر چکی لہذا مجھے پاک کر دیجئے فرمایا تو شوہر دار تھی جس وقت تو نے یہ کیا؟ یا غیر شوہر دار تھی؟ اس نے کہا اس وقت میں شوہر دار تھی فرمایا اور تیرا شوہر غائب تھا یا حاضر؟ اس نے کہا اس وقت میرا شوہر حاضر تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا بچے کو دودھ پلانے تک واپس جا جب وہ بچے پلٹی اور اتنی دور گئی کہ وہ آپ علیہ السلام کی بات نہ سن سکے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ یہ دو شہادتیں گزر چکیں پھر جب دودھ پلانے کی مدت تمام ہوئی تو وہ پھر آئی اور عرض کیا یا امیر المومنین میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجئے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا جب تو نے ایسا کیا تھا شوہر دار تھی یا غیر شوہر دار؟ اس نے عرض کیا نہیں بلکہ اس وقت میں شوہر دار تھی۔ فرمایا تیرا شوہر غائب تھا یا حاضر۔ اس نے کہا میرا شوہر حاضر تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا بچے کے سمجھدار ہونے تک اس کی کفالت اور دیکھ

بہال کر تاکہ وہ خود سے کھانے پینے لگے کسی چھت سے نہ گرے یا کسی کنوئیں میں نہ گر پڑے چنانچہ وہ روتی ہوئی پلٹی اور جب وہ اتنی دور چلی گئی کہ آپ علیہ السلام کی آواز نہ سن سکے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ یہ تین شہادتیں ہو چکیں۔ وہ روتی ہوئی جا رہی تھی کہ عمرو بن حریث سے اس کی ملاقات ہو گئی انہوں نے پوچھا تو کیوں روتی ہے؟ اس نے کہا میں امیر المومنین کے پاس آئی تھی اور عرض کیا تھا کہ مجھے پاک کر دیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اپنا پچہ سنبھال جب تک کہ وہ خود سے کھانے پینے لگے اور کسی چھت سے نہ گرے اور کسی کنوئیں میں نہ گر جائے اور میں ذرتی ہوں کہ اس اثنا میں مجھے موت نہ آجائے اور میں پاک نہ ہو سکوں۔ عمرو بن حریث نے کہا واپس جاؤ میں تمہارے بچے کو پال دوں گا۔ تو وہ واپس آئی اور امیر المومنین علیہ السلام کو عمرو بن حریث کی بات بتائی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا عمرو بن حریث تیرے بچے کو کیسے پالے گا اس نے عرض کیا امیر المومنین اب تو آپ علیہ السلام مجھے پاک کر ہی دیں میں نے زنا کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تو نے جب ایسا کیا تھا شوہر دار تھی اس نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اور تیرا شوہر اس وقت حاضر تھا یا غائب؟ عرض کیا حاضر تھا۔ یہ سن کر امیر المومنین نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا پروردگار یہ چار شہادتیں اس پر ثابت ہو گئیں اور تو نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دین کی باتیں بتائی ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شخص نے میرے حدود میں سے کسی حد کو معطل کیا اس نے مجھ سے دشمنی کی اور میری حکومت میں مجھ سے مخالفت کی۔ اے اللہ میں تیری حدود کو معطل کرنے والا نہیں نہ تیری مخالفت اور تجھ سے دشمنی کرنے والا ہوں اور نہ تیرے احکام کو ضائع کرنے والا ہوں بلکہ تیرے حکم کی اطاعت کرنے والا اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنے والا ہوں۔ تو عمرو بن حریث نے آپ علیہ السلام کی طرف دیکھا اور عرض کیا یا امیر المومنین میں نے اس کے بچے کی کفالت اپنے ذمہ اس لئے لینا چاہی کہ میرا خیال تھا کہ یہ آپ علیہ السلام چلبستے ہیں لیکن جب آپ علیہ السلام اس کو پسند نہیں کرتے تو میں ایسا نہیں کروں گا۔ تو پھر امیر المومنین علیہ السلام نے اللہ کی چار شہادتوں کے بعد فرمایا ارے تم ذلیل آدمی تم اس کی کفالت کرو گے۔ پھر آپ علیہ السلام اٹھے اور بستر پر تشریف لے گئے۔ اور کہا اے قبر تم لوگوں کو نماز جماعت کے لئے آواز دو لوگ اس قدر جمع ہوئے کہ لوگوں سے مسجد بھر گئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو! تمہارا امام ظہر کے بعد اس عورت کو لے کر پشت کو کوفہ جائے گا تاکہ اس پر حد جاری کی جائے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام منبر سے اتر آئے پھر جب صبح ہوئی تو آپ علیہ السلام اس عورت کو لے کر نکلے اور لوگ بھی اپنا بھیس بدلے ہوئے عماموں سے ڈھانے باندھے ہوئے اپنے ہاتھوں میں ہتھر لئے ہوئے اپنی رداؤں اور آستینوں کے ساتھ نکلے اور پشت کو کوفہ پہنچے۔ تو آپ علیہ السلام نے اس کے لئے ایک گڑھا کھودنے کا حکم دیا اور اس کے اندر کر تک اس عورت کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام اپنے خچر پر سوار ہوئے اور رکاب میں پاؤں جمایا اور اپنی دونوں کمر کی انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں رکھیں اور با آواز بلند پکار کر کہا ایہا

الناس (اے لوگو) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ حکم مجھے دیا کہ جس پر خود اللہ کی طرف سے کوئی حد ہو وہ دوسرے پر جاری نہ کرے لہذا اس عورت کی طرح جس پر کوئی حد لازم ہے وہ اس پر حد جاری نہ کرے تو یہ سن کر سارا مجمع واپس چلا گیا اور سوائے امیر المومنین علیہ السلام اور امام حسن و امام حسین علیہما السلام کے کوئی نہ رہا اور ان ہی تینوں حضرات نے اس پر حد جاری کی اور ان کے ساتھ حد جاری کرنے والا کوئی نہ تھا۔

(۵۰۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک شخص حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا روح اللہ میں زنا کر گزرا ہوں مجھے پاک کر دیجئے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیا جائے کہ فلاں شخص کو پاک کرنے کے لئے سب لوگ آجائیں کوئی باقی نہ رہے۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے اور اس شخص کو گڑھے میں پہنچایا گیا تو اس نے آواز دی کہ مجھ پر اللہ کی جانب سے حد یعنی سنگساری نہ کرے وہ جس کے ذمہ کسی قسم کی کوئی حد ہو تو سب لوگ واپس چلے گئے صرف حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام رہ گئے تو حضرت یحییٰ اس کے قریب گئے اور کہا اے گنہگار مجھے کوئی نصیحت کر اس نے کہا اپنے نفس اور اس کی خواہشات کو تنہا نہ چھوڑ ورنہ وہ تجھے ہلاکت میں ڈال دے گا۔ انہوں نے کہا کوئی مزید نصیحت۔ اس نے کہا کسی خطاکار کو اس کی خطا پر طعنہ زنی نہ کرنا۔ انہوں نے کہا کچھ اور اس نے کہا کبھی غصہ میں نہ آنا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا بس یہی نصیحت ہمارے لئے کافی ہے۔

(۵۰۲۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو رجم کے لئے لایا جاتا ہے اور فرار ہو جاتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے (زنا کا) خود اقرار کیا ہے تو واپس نہیں لایا جائے گا اور اگر گواہوں نے گواہی دی ہے تو واپس لایا جائے گا۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کو ہتھکڑی چوٹ کی تکلیف پہنچ چکی ہے تو گڑھے میں واپس نہیں کیا جائے گا اور اگر اس کو ہتھکڑی چوٹ نہیں لگی ہے تو اس کو واپس کیا جائے گا یہ حدیث صفوان نے متعدد لوگوں سے اور انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

(۵۰۲۱) اور سکونی کی روایت میں ہے ایک مرتبہ ایک شخص کے زنا پر تین گواہوں نے گواہی دی تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جو تھا گواہ کہان ہے ان لوگوں نے کہا وہ ابھی ابھی آئے گا تو آپ علیہ السلام نے حکم دیا کہ ان تینوں کو حد میں کوڑے لگاؤ اس لئے کہ حد میں ایک سماعت کے لئے بھی مہلت نہیں ہے۔

(۵۰۲۲) عبد اللہ بن سنان نے اسماعیل بن جابر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کیا مھسن کون ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا مھسن وہ ہے

(۵۰۲۳) اور وحب بن وحب کی روایت میں حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آباؤں کرام علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص پکڑ کر لایا گیا کہ اس نے اپنی زوجہ کی کنیز سے جماعت کی اور وہ حاملہ ہو گئی تو مرد نے کہا کہ اس نے مجھ کو بخش دیا تھا مگر عورت نے انکار کر دیا تو آپ علیہ السلام نے مرد سے فرمایا کہ تو اس پر گواہ لا کہ اس نے تجھے کو بخشا ہے ورنہ میں تجھے رجم و سنگسار کروں گا۔ جب عورت نے یہ دیکھا کہ میرا شوہر سنگسار ہو جائے گا تو اس نے اعتراف کر لیا تو حضرت علی علیہ السلام نے اس عورت پر بہتان کے جرم میں کوڑے لگوائے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسی طرح آئی ہے وحب بن وحب کی روایت میں ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن جس حدیث پر میں فتویٰ دیتا ہوں اور اس پر اعتماد کرتا ہوں وہ اس مضمون کی مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

(۵۰۲۴) جس کی روایت کی حسن بن محبوب نے علاء سے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی زوجہ کی غلام زادی سے بغیر اس کی اجازت کے جماعت کر لی تو اس پر وہی ہے جو زانی پر ہے یعنی سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر کسی کی زوجیت میں آزاد عورت ہے اور اس نے کسی یہودیہ یا نصرانیہ یا کنیز سے زنا کر لیا تو اس کو رجم و سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر کسی کی زوجیت میں آزاد عورت ہے اور اس نے ایک آزاد عورت سے زنا کیا تو اس کو رجم کیا جائے گا۔

اور فرمایا کہ جس طرح کسی کے پاس کنیز یا متہ میں کوئی یہودیہ یا نصرانیہ ہو تو اس کو محسن (صاحب زوجہ) نہیں بنائے گا اگر وہ ایک آزاد عورت سے زنا کر بیٹھے۔ اسی طرح اگر کوئی یہودیہ یا نصرانیہ کنیز سے زنا کرے اور اس کے تحت کوئی آزاد عورت ہو تو اس پر محسن کی حد نہیں جاری ہوگی۔

(۵۰۲۵) اور محمد بن عمرو بن سعید کی روایت میں ہے کہ جس کو انہوں نے مرفوع کیا ہے کہ ایک عورت حضرت عمر کے پاس آئی اور اس نے کہا یا امیر المومنین میں نے زنا کیا ہے مجھ پر اللہ کی حد جاری کریں تو انہوں نے اس کو رجم و سنگساری کا حکم دیدیا وہاں حضرت علی علیہ السلام بھی موجود تھے آپ علیہ السلام نے فرمایا مگر اس سے یہ تو پوچھو کہ اس نے کیسے زنا کیا۔ حضرت عمر نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک صحرا میں تھی کہ مجھے شدید پیاس لگی ناگاہ ایک خیمہ نظر آیا وہاں پہنچی تو اس میں ایک مرد اعرابی ملا میں نے اس سے پانی مانگا تو اس نے پانی دینے سے انکار کیا جب تک کہ میں اس کو اپنے نفس پر قابو نہ دوں۔ میں وہاں سے پلٹ کر بھاگی تو پیاس اور بزمی اور یہاں تک کہ آنکھیں ڈوبنے لگیں اور زبان سے بات نہیں کی جاتی تھی۔ جب پیاس اس حد کو پہنچی تو میں اس کے پاس گئی اس نے مجھے پانی پلایا اور میرے ساتھ جماعت کی۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اسی کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ (سورۃ بقرہ آیت ۱۷۳) (پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ

تو نافرمانی کرے اور نہ زیادتی۔ تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔) وہ مضطر تھی باغی و عادی نہیں تھی لہذا اس کو رہا کر دو تو حضرت عمرؓ نے کہا لولا علی ہلاک عمر (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا)۔

(۵۰۲۶) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس کے لئے گواہیاں گزر چکیں کہ اس نے زنا کیا ہے پھر وہ بھاگ گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے (آئندہ کے لئے) توبہ کر لی تو پھر اس پر کچھ نہیں اور اگر توبہ سے قیل امام کے ہاتھ اٹکیا تو وہ حد جاری کرے گا اور اگر امام کو معلوم ہو جائے کہ فلاں مقام پر ہے تو آدمی بھیج کر پکڑ دالے گا۔

(۵۰۲۷) اور صفوان کی اور ابن مغیرہ کی روایت میں ہے جس کی انہوں نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی محسن مرد (زوجہ دار) زنا کا اقرار کرے تو اس کو سب سے پہلے امام رجم کرے گا اس کے بعد اور لوگ اور اگر اس پر گواہیاں گزری ہیں تو سب سے پہلے وہ گواہ اس کے بعد امام اور اس کے بعد تمام لوگ رجم کریں گے۔

(۵۰۲۸) حسن بن محبوب نے یزید کناسی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے اپنے عدہ کے اندر نکاح کر لیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے اپنے شوہر کی موت کے بعد عدہ میں چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے نکاح کر لیا ہے تو اس کو رجم نہیں کیا جائے گا بلکہ سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر اس نے عدہ طلاق کے اندر نکاح کیا جس میں اس کا شوہر رجوع کر سکتا تھا تو اس کو رجم کیا جائے گا۔ اور اگر اس نے ایسے عدہ میں نکاح کیا جس میں اس کے شوہر کو رجوع کا حق نہیں ہے تو اس پر زانی غیر محسن کی حد جاری ہوگی۔

اور اگر نصرانی کسی زن مسئلہ سے زنا کرے اور حد جاری کرنے کے لئے پکڑا جائے اور وہ مسلمان ہو جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو استامارا جائے کہ وہ مرجائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلما راوا باسنا قالوا آئنا بالله وکفرنا بما کنابہ مشرکین فلم یک ینفعهم ایمانہم لماراوا باسنا سنة الله التي قد خلت فی عبادہ و خسرها لک الکافرون (سورۃ مومن ۸۳-۸۵) (جب ان لوگوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تو کہنے لگے ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جس چیز کو ہم اسکا شریک بتاتے تھے اب ہم ان کو نہیں ملتے۔ تو جب ان لوگوں نے ہمارا عذاب آتے دیکھ لیا تو اب ان کا ایمان لانا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا یہ خدا کی عادت ہے جو اپنے بندوں کے بارے میں سدا سے چلی آئی ہے اور کافر لوگ اس وقت گھائے میں رہے)۔

مندرجہ بالا جواب حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے بھی دیا جبکہ متوکل نے آپ علیہ السلام کو خط لکھ کر یہ مسئلہ دریافت کیا تھا۔ اسی حدیث کی روایت جعفر بن رزق اللہ نے آنجناب علیہ السلام سے کی ہے۔

(۵۰۲۹) حسن بن محبوب نے علی رباب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے غلام کے متعلق کہ جس نے ایک آزاد عورت سے نکاح کیا پھر وہ آزاد کر دیا گیا اور زنا کا مرتکب ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ آزاد ہونے کے بعد اپنی زوجہ سے مجامعت نہ کر چکا ہو تو رجم نہیں کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا جب وہ آزاد ہو گیا تو کیا اس کی عورت کو اس سے جدا ہونے کا اختیار ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں وہ اسی کے ساتھ رہنے کو راضی ہو چکی تھی جب کہ وہ غلام تھا۔ اور وہ اپنے پہلے نکاح پر باقی رہے گا۔

(۵۰۳۰) اور سکونی کی روایت میں ہے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس پر حد جاری ہوئی تھی مگر اس کے جسم پر بہت زیادہ پھوڑے پھنسیاں تھیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے ٹھہراؤ تاکہ اس کے زخم اچھے ہو جائیں اس کے زخم کو نہ پھیلو ورنہ تم لوگ اسے مار دو گے۔

(۵۰۳۱) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شوہر دار عورت نے زنا کیا اور حائل ہو گئی اور جب بچہ پیدا ہوا تو چھپا کر قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو سو (۲۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے کیونکہ اس نے زنا کیا پھر سو (۲۰۰) کوڑے مزید لگائے جائیں گے کہ اس نے اپنے بچہ کو قتل کیا پھر اس کو رجم کیا جائے گا اس لئے کہ شوہر دار تھی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے مزید آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت شوہر دار نہیں ہے اس نے زنا کیا اور حائل ہو گئی جب بچہ پیدا ہوا تو چھپ چھپا کر اپنے بچہ کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو سو (۲۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اس لئے کہ اس نے زنا کیا اور مزید سو (۲۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اس لئے کہ اس نے بچہ کو قتل کر دیا۔

(۵۰۳۲) ابراہیم بن ہاشم نے محمد بن حفص سے انہوں نے عبد اللہ سے یعنی ابن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جب بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کریں تو ان دونوں کو کوڑے لگائے جائیں گے پھر ان دونوں کو رجم کیا جائے گا سزا کے طور پر اور اگر مردوں میں سے کوئی ادھیڑ عمر کا شخص زنا کرے اور وہ بیوی دار ہو تو اس کو رجم کیا جائے گا کوڑے نہیں لگائے جائیں گے۔ اور اگر کوئی نو جوان زنا کرے تو اس کو سو (۲۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے سبے شہر بدر کر دیا جائے گا۔

(۵۰۳۳) اور ابی عبد اللہ المؤمن سے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ زنا زیادہ بری بات ہے یا شراب نوشی؟ شراب پر اسی کوڑے اور زنا پر سو (۲۰۰) کوڑے کیوں ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے اباسحاق دونوں کی حد ایک ہے لیکن اس کے (بیس کوڑے) زیادہ اس لئے ہیں کہ اس

(۵۰۴۳) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے سنا ابن بکیر کہہ رہا تھا ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کرتے ہوئے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنی کسی محرم عورت سے زنا کرے اور جماع کرے تو تلوار کی ایک ضرب اس کو لگائی جائے گی اب تلوار جس قدر بھی کاٹ دے اور اگر اس محرم عورت نے اس کی متابعت بھی کی ہے (اس کی مرضی بھی شامل ہے) تو اس کو بھی تلوار کی ایک ضرب لگائی جائے گی جہاں تک اس تلوار کی کاٹ پہنچ جائے۔ عرض کیا گیا کہ ان دونوں کو تلوار کون مارے گا کوئی مدعی تو نہیں ہوگا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر یہ مقدمہ امام تک لے جایا گیا تو یہ امام کرے گا۔

(۵۰۴۴) اور جمیل کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی عنق (گردن) مار دی جائے گی یا فرمایا اس کی رقبہ (پس گردن) مار دی جائے گی۔

(۵۰۴۵) اور سکونی کی روایت میں ایک ایسے شخص کا مقدمہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا جس نے اپنے باپ کی زوجہ سے مجامعت کر لی تھی تو آپ علیہ السلام نے رجم کیا حالانکہ وہ غیر شادی شدہ تھا محض نہیں تھا۔

(۵۰۴۶) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ابی نعیدہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس پر حد جاری ہونا واجب تھا اور ابھی کوڑے نہیں لگائے گئے تھے کہ مجبوظ الحواس ہو گیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ صحیح الالباب تھا اور اس نے اپنی حد واجب کر لی تو اس کی عقل گم ہونے کی کوئی علت نہیں اس پر حد جاری کی جائے گی جس طرح اور جو بھی ہو۔

باب: لواطہ اور سق کی حد (سزا)

(۵۰۴۷) حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مرد نے دوسرے مرد سے بد فعلی کی آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ محسن (بیوی والا) ہے تو اس پر قتل ہے اور اگر محسن (بیوی والا) نہیں ہے تو اس پر حد ہے۔ میں نے عرض کیا اور جس نے بد فعلی کرائی ہے اس کے لئے کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ہر حال میں قتل ہوگا محسن ہو یا غیر محسن۔

(۵۰۴۸) اور ہشام اور حفص بن بختری کی روایت میں ہے کہ چند عورتیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان میں سے کسی ایک عورت نے آپ علیہ السلام سے سق کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی سزا وہی ہے جو ایک زانی کی سزا ہے اس عورت نے کہا مگر قرآن میں تو اس کا کوئی ذکر نہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں ہاں اس نے کہا وہ کہاں ہے؟ فرمایا وہ اصحاب رس ہیں۔

(۵۰۴۹) اور سکونی کی روایت میں ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پد بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کے لئے یہ سزاواں ہوتا کہ وہ دو مرتبہ رجم کیا جائے تو پھر لوطی کو رجم کیا جاتا۔

(۵۰۵۰) عبد الرحمن بن ابی ہاشم بخلی نے ابی نعیم سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ دو اجنبی عورتوں کا ایک لحاف میں سونا مناسب نہیں ہے مگر یہ کہ ان دونوں کے درمیان کوئی رکاوٹ حاصل ہو۔ اگر یہ دونوں ایسا کریں تو ان دونوں کو منع کیا جائے۔ اگر منع کرنے کے باوجود وہ دونوں ایک لحاف میں پائی جائیں تو ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک حد جاری کی جائے گی۔ اور اگر تیسری عورت بھی ایک لحاف میں پائی گئی تو حد جاری کی جائے اور ایک لحاف میں چار عورتیں پائی گئیں تو قتل کر دی جائیں گی۔

اور اگر کسی مرد نے اپنی عورت سے جماع کیا اور اس عورت نے مرد کی منی کو اٹھائے رکھا اور اپنی کنیز سے حق کیا اور کنیز حاملہ ہو گئی تو عورت کو رجم کیا جائے گا اور کنیز پر حد جاری کی جائے گی اور بچہ اپنے باپ سے طلق ہوگا۔ اس حدیث کی روایت علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

باب: زنا کے مجرم میں غلاموں کی حد (سزا)

(۵۰۵۱) ابراہیم بن ہاشم نے اصبغ بن اصبغ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سلیمان مصری نے روایت کرتے ہوئے مردان بن مسلم سے انہوں نے عبید بن زرارہ یا برید علی سے، یہ شک محمد کی طرف سے ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک غلام نے زنا کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو حد کا نصف (پچاس کوڑے) لگائے جائیں۔ میں نے عرض کیا اور اگر اسے دوبارہ ایسا ہی کیا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو لستے ہی اور لگائے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اور اگر وہ پھر ایسا ہی کرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو نصف حد سے زیادہ نہیں لگایا جائے گا میں نے عرض کیا کہ مگر کیا اسکے کسی فعل پر اس کو رجم کرنا بھی واجب ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اس کو آٹھویں مرتبہ زنا پر قتل کر دیا جائے گا اگر اس نے آٹھ مرتبہ ایسا کیا میں نے عرض کیا پھر آزاد اور غلام میں فرق کیوں ہے دونوں کا فعل تو ایک ہی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے غلام پر رجم کھایا کہ اس پر غلامی کا پھندا اور مرد آزاد کے برابر حد جمع ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ (آٹھویں مرتبہ قتل کر دینے کے بعد) امام المسلمین پر لازم ہے کہ ستم رقاب سے اس کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے۔

(۵۰۵۲) حسن بن محبوب نے حارث بن احوں سے انہوں نے برید غلی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک کنیز کے لئے جو زنا کرتی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو نصف حد لگائی جائے گی خواہ اس کا کوئی شوہر ہو یا نہ ہو۔

(۵۰۵۳) ابن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ام ولد (جو اپنے مالک کے تحت تصرف ہو) کی حد بھی کنیز کی حد کے برابر ہے جبکہ اس کے کوئی لڑکا نہ ہو۔

(۵۰۵۴) ابن محبوب نے نعیم بن ابراہیم سے انہوں نے مسیح ابی سیار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ام ولد جو بھی جرم حقوق الناس کے سلسلہ میں کرے گی وہ اس کے مالک کے ذمہ ہے اور جو جرم حقوق اللہ کے سلسلہ میں ہے تو وہ اس کے بدن کے ذمہ ہے اور فرمایا اور اسی پر غلاموں کا بھی قیاس کیا جائے گا اور آزاد اور غلام کے درمیان کوئی قصاص نہیں۔

(۵۰۵۵) ابن محبوب نے عبداللہ بن بکیر سے انہوں نے عنبہ بن مصعب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر میری کنیز زنا کرے تو کیا مجھے حق ہے کہ میں اس پر حد جاری کروں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں مگر چپ چپا کر اس لئے کہ میں تمہارے متعلق بادشاہ وقت سے ڈرتا ہوں۔

(۵۰۵۶) ابراہیم بن ہاشم نے صالح بن سندی سے انہوں نے حسین بن خالد سے انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی کے پاس ایک کنیز ہے کنیز نے مالک سے کہا کہ میں اپنے مکاتبہ سے جتنی رقم ادا کرتی جاؤں گی اس کے حساب سے اتنی ہی آزاد ہوتی جاؤں گی مالک نے ہاں کہہ دیا اور اس نے اپنے مکاتبہ کی بعض رقم ادا کر دی پھر اس کے بعد اس کے مالک نے اس سے جماع بھی کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر مالک نے کنیز کو جماع کرنے پر مجبور کیا ہے تو کنیز نے اپنے مکاتبہ کی رقم جتنا حصہ ادا کر دیا ہے اسی حصہ کے بقدر اس پر حد جاری ہوگی اور جتنا حصہ ادا نہیں کیا ہے باقی ہے حد کا اتنا حصہ چھوڑ دیا جائے گا۔ اور اگر وہ کنیز خود اس پر راضی تھی تو وہ خود بھی اس حد میں اس کی شریک ہوگی۔

(۵۰۵۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کو مال غنیمت میں ایک کنیز کہیں سے مل گئی اور اس نے تقسیم مال غنیمت سے قبل اس سے مجامعت کر لی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کنیز کی قیمت گواہی دے گی۔ اور اس قیمت پر وہ کنیز اس کے حوالے کی جائے گی اور مال غنیمت میں سے جو کچھ اس کو ملنے والا ہے اس میں اس کی قیمت گھٹا دی جائے گی اور اس پر حد جاری کی جائے گی اور اس حد میں جتنا اس کنیز میں اس کا حصہ بنتا ہے اتنا

چھوڑ دیا جائے گا۔ تو عرض کیا گیا کہ وہ کنیز بہ قیمت اس ہی کو کیوں دی جائے دوسری کنیز اس کو کیوں نہ دی جائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس لئے کہ اس سے اس نے بماعت کی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کو حمل رہ ہو گیا ہو۔

(۵۰۵۸) سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام کے متعلق دریافت کیا جو کئی آدمیوں میں مشترک تھا ایک نے اپنے حصہ کی حد تک اس کو آزاد کر دیا پھر وہ غلام ایسے جرم کا مرتکب ہوا کہ جس سے اس پر حد (شرعی سزا) لازم آتی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس غلام نے آزاد ہوتے وقت اپنی قیمت طے کرائی تھی جو وہ آزاد کرنے والے کو ادا کر دے گا تو وہ نصف آزاد ہے اور اس پر آزاد کی نفع حد جاری ہوگی اور غلام کی نصف حد جاری ہوگی اور اگر اس نے قیمت طے نہیں کرائی تھی تو وہ غلام ہی ہے اور اس پر غلام کی حد جاری ہوگی۔

(۵۰۵۹) عباد بن کثیر بصری نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ غلام مکاتب اگر زنا کرتے ہیں تو جس قدر حصہ انہوں نے اپنی مکاتبیت کا ادا کیا ہے اس کے مطابق ان پر آزاد کی حد جاری کی جائے گی اور بقیہ اس پر مملوک (غلام) کی حد جاری ہوگی۔

باب: جانور سے بد فعلی کرنے والے کی حد اور سزا

(۵۰۶۰) حسن بن محبوب نے اسحاق بن جریر سے انہوں نے سیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی جانور سے بد فعلی کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر زنا کی حد سے ذرا کم (۹۹) کوڑے لگائے جائیں گے اور وہ جانور کے مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا اس لئے کہ اس نے اس کے مال کو فاسد کر دیا اس کے کام کا نہیں رہا۔ اب اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیا جائے گا اور اسے دفن کر دیا جائے گا اگر وہ ان جانوروں سے تھا جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ اور اگر وہ ان جانوروں میں سے تھا جو صرف سواری کے کام آتا ہے تو وہ مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا اور اس پر حد سے ذرا کم (۹۹) کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کو اس شہر سے نکال کر جس میں اس کے ساتھ بد فعلی کی گئی ہے کسی دوسرے شہر میں جس میں لوگ اس کو پہچان نہ سکیں لے جا کر فروخت کر دیا جائے گا تاکہ لوگ اس جانور کے مالک کو عیب نہ لگائیں۔

(۵۰۴) ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت پر زنا کی ہمت لگائی جبکہ وہ گوجی اور بہری ہے کسی نے کیا کہا وہ نہیں سنتی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر عورت کے پاس گواہیاں ہیں جو امام کے سامنے پیش ہوں تو اس شخص پر حد میں کوڑے لگائے جائیں گے پھر وہ عورت اس شخص پر کبھی حلال نہ ہوگی اور اگر اس عورت کے پاس کوئی ثبوت و گواہ نہیں ہے تو وہ عورت اس شخص پر حرام نہیں ہے جب تک وہ اس کے ساتھ قیام کرے اور اس کی وجہ سے اس عورت پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۵۰۴) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے لڑکے سے اقرار کے بعد انکار کرے تو اس پر حد میں کوڑے لگائے جائیں گے اور لڑکا اس کو لازماً لینا پڑے گا۔

(۵۰۵) اور یونس بن عبدالرحمن نے اپنے بعض راویان حدیث سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر بالغ شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت اگر کسی چھوٹے یا بڑے مرد یا عورت یا کسی مسلمان آزاد یا غلام پر (زنا کی) افترا لگائے تو اس پر چھوٹے اہتمام کی حد جاری کی جائے گی۔ اور اگر وہ افترا کرنے والا نابالغ ہے تو اس پر تادیب کی حد جاری کی جائے گی۔

(۵۰۶) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مجنون پر حد جاری نہیں کی جائیگی جب تک اس کو جنون سے افادہ نہ ہو جائے اور نہ بچے پر جب تک وہ کھدار اور بالغ نہ ہو جائے اور سوتے ہوئے شخص پر جب تک کہ وہ نیند سے بیدار نہ ہو جائے۔

(۵۰۷) حسن بن محبوب نے علاء سے اور ابی ایوب نے محمد بن مسلم سے ان دونوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنی عورت سے مخاطب ہو کر کہا اے زانیہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر زنا کا بہتان لگانے پر حد جاری ہوگی۔ لیکن اس کا یہ کہنا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے اس پر کوئی حد نہیں ہے مگر یہ کہ وہ امام کے سامنے اپنے نفس کے خلاف چار مرتبہ گواہی دے۔

(۵۰۸) حسن بن محبوب نے نعیم بن ابراہیم سے انہوں نے مسیح ابی یسار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک عورت کے لئے زنا کی جھوٹی گواہی دی اور ان چاروں میں ایک اس کا شوہر ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان تین گواہیوں پر چھوٹے الزام پر کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور شوہر اپنی عورت سے ملاعت کرے گا اس کے بعد دونوں کو جدا کر دیا جائے گا پھر وہ عورت اس کے لئے کبھی بھی حلال نہ ہوگی۔

(۵۰۷۹) اور یہ بھی روایت کی گئی کہ شوہر بھی چار گولہوں میں سے ایک ہوگا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں متفق المعنی ہیں مختلف نہیں ہیں اور وہ اس طرح کہ جب چار آدمی ایک عورت کے متعلق زنا کی گواہی دیں اور ان چاروں میں سے ایک شوہر بھی ہو اور اس نے لڑکے سے انکار نہ کیا ہو تو وہ چار گواہوں میں سے ایک ہوگا مگر جب شوہر نے لڑکے سے انکار کیا ہو تو پھر ان تین گواہوں پر حد جاری ہوگی اور شوہر اپنی زوجہ سے ملاعنہ کر لے گا اور ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اور وہ تا ابد اس پر حلال نہ ہوگی اس لئے کہ لعان لڑکے سے انکار کے بغیر نہیں ہوگا۔

اور اگر کوئی غلام کسی آزاد شخص پر زنا کا جھوٹا الزام لگائے تو اس کو اتنی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اس لئے کہ یہ حقوق الناس میں سے ہے۔

(۵۰۸۰) حسن بن محبوب نے عبدالرحمن سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی ایسا شخص میرے پاس لایا جائے جس نے کسی غلام مرد مسلمان پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا ہے اور میں اس کے متعلق نیکی کے سوا کچھ نہ جانتا ہوں تو میں اس کو حد میں کوڑے لگاؤں گا۔ آزاد کی حد سے ایک عدد کم کوڑے۔

(۵۰۸۱) اور حسن بن محبوب نے حماد بن زیاد سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتبہ کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایک مرد مسلمان پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو آزاد مرد کی حد کے برابر اتنی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے خواہ اس نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کر دی ہو یا نہ کی ہو۔ آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ اگر وہ مکاتبہ ہے اور اس نے زنا کیا اور ابھی اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا نہیں کی ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حق اللہ ہے اس کے لئے پچاس کوڑے کم کر دیئے جائیں گے اور پچاس لگائے جائیں گے۔

(۵۰۸۲) ابن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس عورت کو اتنی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۰۸۳) محمد بن سنان نے علاء بن فضیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا ایک شخص لڑکے سے انکار کر رہا ہے جبکہ وہ اس کا اقرار کر چکا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ لڑکا کسی آزاد عورت سے ہے تو اس کے باپ کو پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔

اور اگر وہ لڑکا کسی کنیز سے ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

اور اگر مرد کسی دوسرے مرد سے کہے کہ تو قوم لوط کا عمل کرتا ہے اور مردوں سے نکاح کرتا ہے تو اس کو اتنی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور اسی طرح اگر وہ اس سے کہے کہ مردانے والے اے مفعول تو اس کو تاذف (اجہام لگانے والے) کی حد کے مطابق اتنی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔

اور اگر کوئی شخص چند آدمیوں کے ایک گروہ پر زنا کا کھلم کھلا واحد سے الزام لگائے (کہ ان لوگوں نے زنا کیا) اور ان لوگوں کے نام نہ لے لے تو اس پر ایک حد ۸۰ (اتنی) کوڑے جاری ہوگی اور اگر اس نے ایک ایک کا نام لے کر کہا ہے (کہ فلاں، فلاں، فلاں نے زنا کیا ہے) کیا تو ہر ایک کے لئے اس پر ایک ایک حد جاری ہوگی۔ یہ روایت برید مجلی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے نیز یہ بھی کی گئی ہے کہ اور وہ لوگ (جن پر زنا کا الزام لگایا گیا ہے) اگر ایک ایک کر کے متفرق آئیں تو ہر ایک کے لئے اس پر ایک حد جاری ہوگی۔ اور اگر سب اجتماعی طور پر ایک ساتھ آئیں تو اس پر ایک حد جاری کی جائے گی۔

اور اگر ایک شخص نے ایک آدمی پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا اور اس کو حد میں کوڑے مارے گئے اس کے بعد پھر اس نے اس آدمی پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا تو اگر وہ یہ کہے کہ میں نے جو الزام لگایا تھا وہ صحیح تھا تو اس کہنے پر اس کو کوڑے نہیں لگیں گے۔ اور اگر کوڑے کھانے کے بعد اس پر زنا کا دوسرا الزام لگایا تو اس پر حد جاری ہوگی اور کوڑے کھانے سے پہلے دس مرتبہ الزام لگائے تو اس پر ایک ہی حد جاری ہوگی۔

(۵۰۸۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس پر کوئی حد نہیں اس کے لئے کوئی حد نہیں یعنی اگر کوئی مجنوں کسی شخص پر زنا کا الزام لگائے تو مجنوں کیلئے کوئی حد نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص کسی مجنوں سے کہے کہ اے زانی تو اس شخص کے لئے کوئی حد نہیں ہے۔ یہ روایت ابو ایوب نے فضیل بن یسار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۵۰۸۵) ہشام بن سالم نے عمار ساباطی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے کسی آدمی سے کہا کہ اے زن زانیہ کی اولاد۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس آدمی کی ماں زندہ ہے اور وہاں موجود ہے پھر وہ اپنا حق طلب کرے تو اس شخص کو اتنی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور وہ وہاں موجود نہیں ہے تو اس کے آنے کا انتظار کیا جائے گا۔ وہ اپنا حق طلب کرے گی اور اگر وہ مر چکی ہے اور اس کے متعلق سوائے خیر و نیکی کے کچھ معلوم نہ ہو تو اس مغتری پر اتنی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۰۸۶) ابو ایوب نے حریر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک غضب شدہ عورت کے لڑکے کے متعلق دریافت کیا کہ اس پر ایک شخص افترا کرتا ہے

اور کہتا ہے کہ اسے زانیہ کی اولاد تو آپ علیہ السلام نے فرمایا میری رائے میں اس پر حد جاری ہوگی اور اتنی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور جو کچھ اس نے کہا ہے اس سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے گا۔

(۵۰۸۷) ابی ولاد حنظل سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں دو آدمی لائے گئے جن میں سے ہر ایک دوسرے پر اتہام لگاتا تھا کہ اس نے مجھ سے بد فعلی کی تو آپ علیہ السلام نے ان دونوں پر حد تو نہیں جاری کی مگر ان کو تعزیر میں کوڑے لگائے۔

باب: شراب نوشی پر حد (شرعی سزا) اور لہو لعب کے متعلق جو کچھ وارد ہوا

ہے

(۵۰۸۸) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اگر کوئی آدمی (نیانیا) اسلام میں داخل ہو (اور اللہ کی توحید محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا) اقرار کرے پھر شراب پئے، زنا کرے، سود کھائے اور ابھی اس پر حلال حرام واضح نہ ہوا ہو تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی اگر وہ اس سے واقفًا جاہل تھا مگر یہ کہ اس کے خلاف یہ شہادت گزر جائے کہ اس نے قرآن کے وہ سورے پڑھ لئے تھے جن میں زنا و شراب و سود خوری کا ذکر ہے اور اگر وہ اس سے جاہل ثابت ہوا تو اس کو پڑھایا اور بتایا جائے اور اگر وہ اس پڑھانے اور بتانے کے بعد بھی ایسا کرے تو اس کے کوڑے لگائے جائیں گے اور حد جاری کی جائے گی۔

(۵۰۸۹) اور عمر بن شمر کی روایت میں جابر سے ہے انہوں نے اس روایت کو مرفوع کیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک مرتبہ نجاشی حارثی شاعر کو لایا گیا کہ اس نے ماہ رمضان میں شراب پی لی ہے تو آپ علیہ السلام نے اس کو اتنی (۸۰) کوڑے لگائے پھر اس کو ایک شب قید میں رکھا اور دوسرے دن اس کو بلایا اور اس کو بیس (۲۰) کوڑے لگائے تو اس نے عرض کیا یا امیر المومنین علیہ السلام آپ علیہ السلام مجھے اتنی (۸۰) کوڑے شراب نوشی پہ تو لگا چکے اب یہ بیس (۲۰) کوڑے یہ کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ تیری اس جرات پر کہ تو نے ماہ رمضان میں شراب نوشی کی۔

جو شخص انگور کی یا کھجور کی نشہ آور شراب پئے اس کو اتنی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور ہر نشہ آور خواہ کثیر ہو یا قلیل حرام ہے اور جو کی شراب بھی اسی منزل پر ہے۔ اور نشہ آور شے کے پینے والے کو خواہ وہ انگور کی شراب پئے یا کھجور کی اسے اتنی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر (کوڑے لگنے کے بعد) دوبارہ پئے تو قتل کر دیا جائے گا۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ جو قحطی مرتبہ قتل کیا جائے گا۔

اور اگر کوئی غلام کوئی نشہ آور شراب پئے تو اس کو چالیس (۴۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور آٹھویں بار اس کو قتل کر دیا جائے گا اور میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بھتیجے ہوئے خط میں مجھے تحریر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہو کہ اصل خمر انگور کی ہوتی ہے جب وہ آگ سے متاثر ہو یا بغیر آگ کے متاثر ہو اور نیچے کا حصہ اوپر ہو جائے (یعنی اس میں ابال آجائے) تو وہ خمر یعنی شراب ہے اس کا پینا حلال نہیں ہے جب تک کہ اس کا دو تہائی حصہ جل کر ختم نہ ہو جائے اور ایک تہائی باقی نہ رہ جائے۔ اور اگر وہ آگ کی آغچ دکھائے بغیر نشہ آور ہو جائے تو اسے چھوڑ دو تاکہ وہ بغیر دوسری شے کے ملائے ہوئے خود بخود سرکہ بن جائے۔ اور جب خود بخود سرکہ بن جائے تو اس کا کھانا حلال ہے اور اگر اس کے بعد بھی وہ تبدیل ہو کر شراب بن جائے تو کوئی مضائقہ نہیں اگر اس میں نمک وغیرہ ڈال دیا جائے۔ اور اگر سرکہ میں شراب ڈال دی جائے تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ جب تک کہ اس کو کسی برتن میں ڈال کر آگ نہ رکھ دیا جائے تاکہ اس میں ڈالی ہوئی شراب بھی سرکہ نہ بن جائے۔ اور جب سرکہ میں پڑی ہوئی شراب سرکہ بن جائے تو پھر اسے کھایا جائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے خمر (انگور کی شراب) کو معین کر کے حرام کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر شراب کو جو نشہ آور ہو حرام کیا ہے اور خمر اور اس کا پودا لگانے والے۔ اس کی دیکھ بھال کرنے والے۔ اس کو اٹھانے والے اور جس کے پاس یہ اٹھا کر لے جایا جائے اس کو فروخت کرنے والے اور اس کو خریدنے والے اس کی قیمت کھانے والے۔ اس کو پھونکنے والے۔ اس کو پلانے والے۔ اس کو پینے والے ان سب پر لعنت کی ہے۔ اور اس کے پانچ نام ہیں۔

- ۱۔ عصیر یہ انگور سے بنتی ہے۔ ۲۔ نقیع یہ منقعی سے بنتی ہے۔
- ۳۔ بیتق یہ شہد سے بنتی ہے۔ ۴۔ برز یہ جو سے بنتی ہے۔
- ۵۔ نبینہ یہ کھجور سے بنتی ہے۔

اور شراب ہر بدی کی کنجی ہے۔ اس کا پینے والا بت پرست کے مانند ہے۔ جو اس کو پئے گا اس کی چالیس (۴۰) دن کی نماز روک رکھی جائے گی اگر اس نے چالیس (۴۰) دن کے اندر توبہ کر لی تو خیر ورنہ توبہ قبول نہ ہوگی اگر اس درمیان میں مر گیا تو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(۵۰۹۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ شراب خور کی صحبت میں نہ بیٹھو اس لئے کہ لعنت جب نازل ہوگی تو تمام اہل مجلس پر عام ہوگی۔

اور اس گھر میں نماز جائز نہیں جس کے اندر ایک برتن میں شراب رکھی ہوئی ہو۔ اور اس کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جس میں شراب لگی ہوئی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا پینا حرام کیا ہے اور اس کپڑے میں نماز

پڑھنا حرام نہیں کیا جس میں شراب لگی ہو۔

(۵۰۹۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شارب الخمر (شراب پینے والا) بیمار پڑے تو تم لوگ اس کی عیادت نہ کرو اگر مر جائے تو اس کے ایمان کی گواہی نہ دو۔ اور اگر وہ کسی امر کی گواہی کے لئے آئے تو اس کی شہادت قبول نہ کرو اور اگر وہ تم لوگوں کے یہاں شادی کا پیغام دے تو اس کے ساتھ اپنی لڑکی نہ بیاہو۔ جس نے اپنی لڑکی کا نکاح شارب الخمر سے کیا اس نے گویا اپنی لڑکی کی زنا کی طرف رہنمائی کی۔ اور جس نے اپنے دین کے مخالف سے اپنی لڑکی کی شادی کی اس نے اپنی لڑکی سے قطع رحم کیا۔ اور جس نے کسی شارب خور کے پاس اپنی امانت رکھی اللہ تعالیٰ اس کا ضامن نہیں ہوگا۔

(۵۰۹۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پانچ باتیں پانچ شخصوں سے محال ہیں (۱) حرمت کسی فاسق سے محال ہے۔ (۲) شفقت کسی دشمن سے محال ہے۔ (۳) نصیحت کسی حاسد سے محال ہے۔ (۴) وفا کسی عورت سے محال ہے۔ (۵) ہیبت کسی فقیر سے محال ہے۔ اور غنا ان چیزوں میں سے ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کا وعدہ فرمایا ہے اور خدائے عز و جل کا ارشاد ہے **وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ** (سورہ لقمان ۶) اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو بے ہودہ قصے کہانیاں خریدتے ہیں تاکہ بغیر کچھ بوجھ لوگوں کو خدا کی راہ سے ہٹا دیں اور آیات خدا سے مسخر اپن کریں ایسے ہی لوگوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے)۔

(۵۰۹۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا **فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور** (سورہ النحل ۳۰) (تو تم لوگ ناپاک باتوں سے بچے رہو اور لغو باتیں بنانے سے بچو) آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ **الرجس الاوثان** سے مراد شطرنج ہے اور **قول الزور** سے مراد غنا ہے۔

اور نزد شطرنج سے بھی زیادہ شدید ہے اس لئے کہ اس کو لینا کفر اور اس سے کھیلنا شرک اور اس کی تعلیم گناہ کبیرہ۔ اور اس کے کھیلنے والے پر سلام گناہ۔ اور اس کو لینے پلٹنے والا جیسے سور کا گوشت کا لینے پلٹنے والا ہے اور اس کی طرف دیکھنے والا ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں کی شرمگاہ کو دیکھے۔ اور نزد بطور جوئے کے کھیلنے والا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سور کا گوشت کھالے اور اس شخص کی مثال جو نزد کو بغیر جوئے کے کھیلے ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنا ہاتھ سور کے گوشت یا اس کے خون میں رکھ دے اور انگوٹھیوں سے اور چودہ گویوں سے کھیلنا بھی جائز نہیں ہے سب اور اس کے مشابہہ جتنی چیزیں ہیں وہ قمار (جوا) ہے یہاں تک کہ لڑکے جو اغروٹ سے کھیلے ہیں وہ بھی قمار اور جوا ہے۔ اور تم جھانجھ مجیرا بجانے سے بھی پرہیز کرو اس لئے کہ شیطان تمہارے ساتھ رقص کرتا ہے اور فرشتے تم سے نفرت کرتے ہیں۔ اور جس شخص کے گھر میں طنبور چالیس دن باقی رہا وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہو گیا۔

(۵۰۹۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ نفرت کرتے ہیں ہر بازی اور شرط لگانے سے وہ بازی و شرط لگانے والے پر لعنت بھیجتے ہیں سوائے ٹاپ اور کھر والے جانوروں اور پر و بازو رکھنے والے خاتروں۔ اور تیر اندازی پر بازی لگانے کے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسامہ بن زید کے مقابلہ پر گھوڑا دوڑایا۔

(۵۰۹۵) چنانچہ روایت کی گئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناقہ پر سبقت دیدی گئی آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نے زیادتی کی تھی اور کہا تھا کہ میری پشت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر لازم ہے اگر کوئی شے کسی شے پر تفوق جتائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلت دیدے گا اور کوئی بہاڑ کسی بہاڑ پر تفوق جتائے گا تو اللہ تعالیٰ ان دونوں سے جو بھی تفوق جتائے گا اس کو پاش پاش کر دے گا۔

(۵۰۹۶) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں میں سے ایک دوسرے پر لٹکانے کو منع فرمایا ہے سوائے کتوں کے۔

(۵۰۹۷) اور ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام سے ایک خوش الحان کتیز کے خریدنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تمہارے لئے کوئی مضائقہ نہیں اگر وہ تمہیں جنت یاد دلانے یعنی قرأت قرآن و زہد اور ان صفات کے ساتھ جن کا شمار غنا میں نہیں ہے لیکن غنا تو یہ ممنوع ہے۔

باب حد سرقہ (چوری کی سزا)

(۵۰۹۸) حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا بندہ چوری کرتا رہتا ہے مگر جب اس کے ہاتھ کی دھت (خونہا) پوری ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی گرفت کر لیتا ہے۔

(۵۰۹۹) اور سکونی کی روایت میں حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قحط کے سال میں چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے یعنی کھانے پینے کی چیزوں کا قحط دوسری چیزوں کا قحط نہیں۔

(۵۱۰۰) اور غیاث بن ابراہیم کی روایت جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس کوفہ میں ایک آدمی پکڑ کر لایا گیا کہ اس نے کبوتر کی چوری کی ہے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے اور فرمایا کہ چوروں کی چوری میں ہاتھ نہیں کٹتے۔

(۵۱۰۱) سعد بن طریف نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوہے کی خول اور ڈھال جس کا وزن اڑتیس (۳۸) رطل تھا کی چوری میں چور کے کاٹھ کاٹے۔

(۵۲۲) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے شخص کے متعلق جو ایک آدمی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ فلاں صاحب نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ان کو فلاں فلاں چیزیں بھیجیں تو انہوں نے اسے سچا سمجھ کر وہ چیزیں اس کے حوالے کر دیں۔ پھر ان صاحب سے ان کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آپ کا بھیجا ہوا شخص میرے پاس آیا تھا میں نے اس کے ہاتھ آپ کے پاس فلاں فلاں چیزیں بھیج دی ہیں۔ ان صاحب نے جواب دیا جی میں نے تو کسی کو آپ کے پاس نہیں بھیجا تھا اور نہ وہ چیزیں ہمارے پاس پہنچیں۔ مگر ان کو (یقین نہیں آیا اور) گمان تھا کہ انہوں نے اس شخص کو بھیجا تھا اور وہ چیزیں بھی ان کو مل گئی ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس امر کا ثبوت مل جائے کہ انہوں نے اس کو نہیں بھیجا تھا تو اس آنے والے کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اور اگر اس کا ثبوت نہ ملے تو وہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ اس نے اس کو نہیں بھیجا تھا ایسی صورت میں فرستادہ سے اس کا مال ادا کرایا جائے گا۔ میں نے عرض کیا اگر یہ سمجھا جائے کہ فرستادہ نے ضرورت اور حاجت کی بنا پر ایسا کیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اس لئے کہ اس نے اس شخص کے مال کی چوری کی ہے۔

(۵۲۳) اور ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی گئی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا چور کے ہاتھ اس وقت تک نہیں کاٹے جائیں گے جب تک وہ دو مرتبہ چوری کا اقرار نہ کر لے۔ اور پہلی مرتبہ وہ باز آنے کا وعدہ کرے اور چوری نہ کرنے کی ضمانت دے اور جب تک چوری کے گواہ نہ ہوں چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

(۵۲۴) اور سکونی کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ مقام کہ جہاں بغیر اجازت داخل ہوا جاتا ہے وہاں اگر کوئی چور چوری کرے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے یعنی حمام، مسافر خانے، بڑاؤ اور مساجد۔

(۵۲۵) اور علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک بچہ چوری کرتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ سات سال یا اس سے کم ہے تو اسے رفع دفع کر دیا جائے۔ اور اگر سات سال کے بعد وہ پھر چوری کرنے لگے تو اس کی انگلیاں کاٹ دی جائیں گی یا انہیں اس طرح گھس دیا جائے کہ خون نکل آئے اور اس کے بعد چوری کرے تو اس کی انگلیوں میں سے سب سے ننھی انگلی کاٹ دی جائے۔ اس کے بعد اگر پھر چوری کرے اور نو سال کا ہو گیا ہو تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے معینہ حدود میں سے کسی حد کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔

(۵۲۶) اور امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے چوری کا اقرار کیا تو آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو قرآن، کتاب، خدا میں سے کچھ پڑھ لیتا ہے اس نے کہا جی ہاں سورۃ بقرہ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا تو سورۃ بقرہ کے طفیل میں تیرا ہاتھ تجھے بخشا ہوں! شعث (جو وہیں موجود تھا) بولا کیا آپ علیہ السلام اللہ کے معینہ حدود

میں سے ایک حد کو معطل کر دیں گے، آپ علیہ السلام نے فرمایا تجھے کیا معلوم کہ مسئلہ کیا ہے۔ جب گواہیاں گزر جائیں تو امام کو کوئی حق معاف کرنے کا نہیں لیکن جب مجرم اقرار کرے تو امام کے صواب دید پر ہے کہ اگر چاہے عفو کر دے اور چاہے ہاتھ کاٹ دے۔

(۵۰۱۷) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ درختوں پر لٹکے ہوئے بھلوں کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے اور نہ درختوں کی گوند کی چوری کرنے میں۔

(۵۰۱۸) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ چند نفر آدمیوں نے ایک اونٹ خر کیا اور اسے کھا گئے ان سے دریافت کیا گیا کہ تم میں سے خر کس نے کیا تو سب نے اپنے نفس کے خلاف گواہی دی کہ ہم سب نے خر کیا اور کسی ایک کو مخصوص نہیں کیا کہ اس نے خر کیا اور اس نے نہیں۔ تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ ان سب کے دلہنے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔

(۵۰۱۹) یونس نے عبداللہ بن ستان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے مال غنیمت میں استہرا کیا کہ جس پر اس کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ دیکھا جائے گا کہ اس کا مال غنیمت میں حصہ کتنا ہے اگر اس نے اپنے حصہ سے کم لیا ہے تو اس کو سزا دی جائے گی اور اس کا حصہ پورا کر دیا جائے گا اور اگر اس نے اپنے حصہ کے برابر ہی لیا ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے اپنے حصے سے زائد لیا ہے اور وہ زائد ایک ڈھال کی قیمت کے برابر ہے جو تھائی دینار ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۵۰۲۰) اور موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کرایہ پر ایک گدھا لیا اور کپڑا فروشوں کے پاس گیا اور ان سے کپڑا خرید لیا اور گدھا ان لوگوں کے پاس چھوڑ دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا گدھا اس کے مالک کو واپس دیدیا جائے گا اور جو کپڑا لے کر بھاگ گیا ہے اس کا پتھا کیا جائے گا۔ اس پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (یہ چوری نہیں بلکہ خیانت ہے۔

(۵۰۲۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام جب کوئی شخص اول (پہلی مرتبہ) چوری کرتا تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹتے اور جب دوبارہ چوری کرتا تو اس کا بایاں پاؤں کاٹتے اور جب تیسری مرتبہ چوری کرتا تو اس کو قید میں ڈال دیتے اور اس کا خرچ بیت المال سے دیتے تھے۔

(۵۰۲۲) اور روایت کی گئی ہے کہ اگر وہ قید میں چوری کرتا تو اس کو قتل کر دیتے تھے۔

(۵۰۲۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کم از کم کتنی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا؟ آپ

نے فرمایا کہ ایک چوتھائی دینار کی چوری پر۔

(۵۱۱۳) اور ایک حدیث میں ہے کہ ایک دینار کے پانچویں حصہ کی چوری پر۔

اور جب چور کسی شخص کے گھر میں داخل ہو اور کپڑے وغیرہ جمع کرے اور گھر کے اندر مع مال کے پکڑا جائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ گھر کے مالک کو مال دیدے تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر گھر کے دروازے سے مال نکال لے جائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا مگر یہ کہ وہ اپنے گلو خلاصی کی کوئی وجہ پیش کرے (مثلاً یہ کہ مالک نے اس سے خود کہا یا میں نے نہیں کسی دوسرے نے نکالا تھا وغیرہ وغیرہ)۔

اور جب امام چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دے اور غلطی سے بایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے تو جب اس کا بایاں ہاتھ کٹ گیا تو پھر دایاں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(۵۱۱۵) اور حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے چوری کی اور اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا اس کے بعد اس نے پھر چوری کی تو اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا گیا اس کے بعد اس نے تیسری جگہ چوری کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسیر المومنین علیہ السلام ایسے شخص کو ہمیشہ کے لئے قید میں ڈال دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے۔ ایسے شخص کو بغیر ہاتھ کے چھوڑ دوں جس سے وہ آب دست لیا کرتا ہے۔ اور اس کے پاؤں نہ ہوں جس سے وہ رفع حاجت کے لئے جاتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جب وہ ہاتھ کاٹتے تھے تو جوڑ سے نیچے سے اور جب پاؤں کاٹتے تھے تو جوڑ سے اور انگی رائے یہ نہ تھی کہ حدود میں کوئی چیز معاف کر دی جائے۔

(۵۱۱۶) اور حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب چور پر حد جاری کر دی جائے تو اس کو اس شہر سے نکال کر کسی دوسرے شہر بھیج دیا جائے۔ اور جب کوئی شخص چوری کرے اور پکڑا نہ جائے جہاں تک کہ دوسری مرتبہ پھر چوری کرے تو پکڑا جائے اور گواہ آئیں تو اس کی پہلی چوری کی بھی گواہی دیں اور دوسری چوری کی بھی تو پہلی چوری پر اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور دوسری چوری پر اس کا پاؤں نہیں کاٹا جائے گا۔ اس لئے کہ سب گواہوں نے پہلی اور دوسری چوری کی گواہی ایک مقام پر دی قلیل اس کے کہ اس کا ہاتھ کاٹے جاتا اگر یہ گواہ پہلی چوری کی گواہی دیتے اور اس کا ہاتھ کٹ جاتا پھر اس کے بعد دوسری چوری کی گواہی دیتے تو اس کا پاؤں بھی کاٹ دیا جاتا۔

(۵۱۱۷) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جھپٹا مار کر تعین لینے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور یہی اچکا ہے مگر اس کو تعزیر اور سزا دی جائے گی لیکن جو جھپٹا مار کر لے لے اور اسے چپالے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

اور جو کپڑے اتروالے اور تعین لے اس پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے اور جیب تراشی پر اگر اس نے قمیض کی

اوپری جیب کافی ہے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر قمیض کے نیچے کی یعنی اندر کی جیب کافی ہے تو ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر مزدور کی چوری کی تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں اور نہ مہمان کی چوری پر اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اس لئے کہ یہ دونوں موثقین ہیں ان کے سپرد امانت ہے اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اگر مہمان نے خود کسی اور کو مہمان بلایا ہے اور اس نے چوری کی تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

اور اگر کسی مشغول شخص نے چوری کی ہے تو اسکا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا ہر حال میں جیسے بھی ہو اس کا وہ ہاتھ شل ہو یا صحیح ہو۔ اور اگر دوبارہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائیگا اور اگر تیسری مرتبہ چوری کرے گا تو اس کو قید میں ڈال دیا جائے گا اور اس کا خرچ مسلمانوں کے بیت المال سے دیا جائے گا اور لوگوں سے کنارہ کش کر دیا جائے گا۔ اس حدیث کی روایت حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے نیز اس کی روایت حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی کی ہے۔

اور اگر غلام اپنے مالک کا مال چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس لئے کہ مالک کے مال نے مالک کے مال کی چوری کی ہے۔ (یعنی غلام اور کنیز بھی مالک کے مال ہیں)۔
(۵۱۱۸) اور گورکن اگر کفن چوری میں مشہور ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائیگا۔

(۵۱۱۹) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک گورکن کا ہاتھ کاٹا تو آپ سے عرض کیا گیا کیا آپ علیہ السلام مردہ کی چوری پر بھی ہاتھ کاٹتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جس طرح ہم اپنے زندوں کا مال چوری کرنے پر ہاتھ کاٹتے ہیں اسی طرح اپنے مردوں کا مال چوری کرنے پر بھی ہاتھ کاٹیں گے۔

(۵۱۲۰) روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں ایک گورکن کفن چور لایا گیا تو آپ علیہ السلام نے اس کے بال پکڑ کر زمین پر گرادیا اور فرمایا اے اللہ کے بندو تم لوگ اسے اپنے پاؤں تلے روندو۔ لوگوں نے اسے پاؤں تلے الیسا روندنا کہ وہ مر گیا۔

اور کسی کا بھاگا ہوا غلام اگر چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اسی طرح مرتد اگر چوری کرے بلکہ غلام سے کہا جائے گا کہ وہ اپنے مالک کے پاس واپس جائے اور مرتد سے کہا جائے گا کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائے پس ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی اس سے انکار کرے گا تو پہلے چوری میں اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے پھر قتل کر دیا جائے گا۔

(۵۱۲۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ قول کے متعلق دریافت کیا گیا۔ انما جزاؤ الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا

اویصلبوا أو تقطع ایدیہم وارجلہم من خلاف اوینفوا من الارض (سورہ مائدہ آیت ۳۳)
[جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑتے بھڑتے ہیں اور احکام کو نہیں مانتے اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملکوں
(ملکوں) دوڑتے پھرتے ہیں ان کی سزائیں یہی ہے کہ (جن جن کر) یا تو کاٹ ڈالے جائیں یا انہیں سولی دیدی جائے یا
ہیر پھیر کے ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں اپنے وطن کی سرزمین سے
شہر بدر کر دیا جائے]۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب قتل کریں جنگ نہ کریں اور مال نہ لیں تو قتل کئے جائیں گے۔ اور جب
جنگ کریں اور قتل کریں تو قتل کئے جائیں اور سولی دی جائے گی۔ اور جب جنگ کریں اور مال لے جائیں اور قتل نہ
کریں تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے۔ اور جب وہ صرف جنگ کریں نہ قتل کریں اور نہ مال لیں تو انہیں شہر
بدر کر دیا جائے گا۔

اور مناسب ہے کہ ان کی شہر بدری سولی اور قتل کے ماتہ ہو اور دونوں پاؤں میں ہتھ باندھ کر سمندر میں ڈال
دیا جائے۔

(۵۱۲۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کو سولی دی جائے اس کو تین دن بعد سولی کے
تختہ سے اتارا جائے اسے غسل دیا جائے اور دفن کر دیا جائے۔ اور یہ جائز نہیں کہ تختہ دار پر تین دن سے زیادہ لٹکایا
جائے۔

(۵۱۲۳) اور سکونی کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار
علیہ السلام سے کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کو تین دن تک تختہ دار پر لٹکا ہونے دیا پھر جو تھے دن
تختہ دار سے اتارا اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔

(۵۱۲۴) اور علی بن رباب نے ضریس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص
رات کو اسلحہ اٹھائے ہوئے نکلے وہ محارب (جو کیدار) ہے مگر یہ کہ وہ مشکوک لوگوں میں سے نہ ہو۔

(۵۱۲۵) صفوان بن یحییٰ نے طلحہ نہدی سے انہوں نے سورہ بن کلیب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ
میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک آدمی اپنے گھر سے مسجد جانے کے ارادے یا کسی اور
کام سے نکلتا ہے کہ ناگاہ ایک شخص سامنے آتا ہے اسے مارتا ہے اور اس کے کپڑے چھین لیتا ہے آپ علیہ السلام نے
فرمایا تم لوگوں کی طرف سے اس کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا اس کو لوگ علانیہ چھین چھپتے کہتے ہیں۔
محارب تو مشرکین کے قریبوں میں ہوتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا دونوں میں کس کی حرمت زیادہ ہے دارالسلام کی یا
دارشُرک کی؟ میں نے کہا دارالسلام کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ اس آیت کے اہل ہیں انما جزاوا

الذین یحاربون اللہ ورسولہ (سورہ مائدہ آیت ۳۳) یہی سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے۔ (آیت اور اس کا ترجمہ حدیث ۵۱۲۱ میں گزر چکا ہے)۔

(۵۱۲۶) طرف بن سنان ثوری سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آزاد عورت کو چرایا اور اس کو کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس میں چار حدود (شرعی سزائیں) ہیں۔ پہلی یہ کہ اس نے چوری کی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا دوسرے یہ کہ اس نے اس سے مجامعت کی اس پر زنا کی حد جاری ہوگی۔ اور جس نے اس کو غریب ہے اگر اس نے باوجود علم اس سے مجامعت کی تو اگر وہ عورت والا ہے تو رجم کیا جائے گا اور اگر عورت والا نہیں ہے تو اس پر حد میں کوڑے لگیں گے اور اگر اس کو علم نہ تھا تو اس پر کچھ نہیں اور اگر اس عورت سے جبریہ کیا تو اس پر کچھ نہیں اور اگر وہ اس کے لئے راضی ہو گئی تھی تو اس پر بھی حد میں کوڑے لگیں گے۔

(۵۱۲۷) محمد بن عبد اللہ بن بلال نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا مجھے بتائیں کہ چور کا دایاں ہاتھ اور بائیں پاؤں کیوں کاٹا جاتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کتنا اچھا سوال کیا۔ اگر دایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے تو بائیں جانب گر پڑے گا کھڑا نہ ہو سکے گا۔ اور جب دایاں ہاتھ اور بائیں پاؤں کاٹ جائے گا تو سیدھا اور معتدل کھڑا ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا وہ کیسے کھڑا ہو اسکا پاؤں تو کتنا ہوا ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پاؤں اس طرح نہیں کٹے گا جس طرح تم سمجھتے ہو اس کا پاؤں کعب سے کٹے گا قدم (ایڑی وغیرہ) چھوڑ دیا جائے گا جس سے وہ کھڑا ہو اور نماز پڑھے اللہ کی عبادت کرے میں نے عرض کیا اور ہاتھ کہاں سے کٹے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا چاروں انگلیاں کاٹی جائیں گی انکو ٹھا چھوڑ دیا جائے گا تاکہ وہ نماز میں اس سے سہارا لے اور نماز کے لئے اپنا چہرہ دھولے۔

(۵۱۲۸) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی بارغ سے کھجور کا گھنچا چرایا جس کی قیمت دو درہم ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی سزائیں اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۵۱۲۹) علی بن رباب نے ضریس کناسی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اگر غلام اپنی پہلی چوری کا اقرار امام کے سامنے کرے تو اس کا ہاتھ کٹے گا۔ اور کنیز بھی اگر اپنی چوری کا اقرار امام کے سامنے کرے گی تو اس کا ہاتھ بھی کٹے گا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غلام جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس سے اس کا ارادہ اپنے مالک کو ضرر پہنچانا ہے تو اگر وہ چوری کا اقرار بھی کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا ہاں اگر اس کی چوری کے دو گواہ ہوں تو ہاتھ کاٹ

دیا جائے گا۔

(۵۱۳۰) اس کی روایت کی ہے حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے فضیل بن یسار سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ ارشاد فرما رہے تھے کہ جب کوئی مملوک (غلام) اپنی چوری کا خود اقرار کر لے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا ہاں اگر دو گواہ اس کی چوری کی گواہی دیں تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

باب: گونگے، بہرے اور اندھے پر حدود جاری کرنا

(۵۱۳۱) یونس نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے گونگے، بہرے اور اندھے پر حد جاری کرنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ انہوں نے جو کچھ کیا وہ سمجھ کر کیا تو ان پر حد جاری کی جائے گی۔

باب: سود خور کے لئے حد (سزا) ثبوت و گواہی کے بعد

(۵۱۳۲) اسحاق بن عمار و سماعہ نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سود خوار کی ثبوت و گواہی کے بعد کیا حد (سزا) ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی تادیب (ڈانٹ ڈپٹ) کی جائے گی اور دوبارہ سود کھایا تو پھر تادیب کی جائے گی اور اس کے بعد پھر سود کھایا تو قتل کر دیا جائے گا۔

باب: مردار خون اور سور کا گوشت کھانے والے کی حد (سزا)

(۵۱۳۳) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مردار خون اور سور کا گوشت کھانے والے کی تادیب کی جائے گی اور اس نے پھر کھایا تو پھر تادیب کی جائے گی میں نے عرض کیا اور اگر اس نے تیسری بار پھر کھایا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تادیب کی جائے گی اور اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

باب: جس شخص پر کئی حدود (سزائیں) جمع ہو جائیں اس کے متعلق کیا واجب ہے

(۵۱۳۴) علی بن رباب نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس شخص پر کئی حدود جمع ہو جائیں جس میں قتل بھی ہو تو اس پر ان حدود سے شروع کیا جائے گا جو قتل سے کم ہیں اس کے بعد اس کو قتل کیا جائے گا۔

باب: حدود کے متعلق نادر احادیث

(۵۱۳۵) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حد کون جاری کرے بادشاہ یا قاضی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا حد جاری کرنا امام کا کام ہے یا اس شخص کا جس کو امام مقرر کرے۔

(۵۱۳۶) روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص ایک آدمی کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں لے کر آیا اور عرض کیا امیر المومنین اس آدمی کا گمان ہے کہ اس کو میری ماں کے ساتھ خواب میں احتلام ہوا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا خواب سایہ کے مانند ہے اگر تم چاہو تو میں اس کے سایہ کو کوڑے لگا دوں۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مگر میں اس کو سزا دوں گا تاکہ وہ آئندہ مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچائے۔

(۵۱۳۷) اور روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنین علیہ السلام کے قریب دو لڑکے آئے ان دونوں کے ہاتھ میں دو تختیاں تھیں ان دونوں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ علیہ السلام منتخب کریں کہ ہم دونوں میں سے کس کا خط بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا اس معاملہ میں نا انصافی ایسی ہی ہے جیسے احکام میں نا انصافی کی جائے۔ تم دونوں اپنے استادوں کو میرا پیغام پہنچا دو کہ اگر انہوں نے تم دونوں کو تین مرتبہ سے زیادہ مارا تو قیامت کے دن اس کا قصاص ہوگا۔

(۵۱۳۸) صفوان بن یحییٰ نے یونس سے انہوں نے حضرت ابوالحسن ماضی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا سارے گناہان کبیرہ کرنے والے جب ان پر دو مرتبہ حد جاری ہو جائے تو تیسری مرتبہ اگر وہ لوگ وہی گناہ کبیرہ کریں تو انہیں قتل کر دیا جائے گا۔

(۵۱۳۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس شخص پر ہم نے اللہ کی حدود میں سے کوئی حد جاری کی اور وہ مر گیا تو اس کی دست (خونہا) ہم پر نہیں ہوگی اور جس پر ہم نے حقوق الناس کے متعلق حدوں میں سے کوئی حد جاری کی اور وہ مر گیا تو اس کی دست ہم پر ہوگی۔

(۵۳۰) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میری ماں اپنی طرف کسی بڑھنے والے ہاتھ کو نہیں روکتی (ہر ایک سے زنا کرتی رہتی ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کو گھر میں پابند کر دو۔ اس نے کہا میں نے یہ بھی کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کے پاس جو بھی آئے اس کو روک دو۔ اس نے عرض کیا میں نے یہ بھی کر لیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کو قید کر دو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے محرمات سے بچانے سے بہتر اور کوئی حسن سلوک نہیں ہے جو اس کے ساتھ تم کر دو۔

(۵۳۱) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ضریس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا حق اللہ کے متعلق جو حدود ہیں اس کو امام کے سوا کوئی دوسرا معاف نہیں کر سکتا لیکن حقوق الناس کے متعلق جو حدود ہیں اس کو امام کے سوا اگر کوئی معاف کرتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۵۳۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے عورت سے کہا کہ اے زانیہ تو عورت نے پلٹ کر کہا کہ تو تو مجھ سے بھی بڑا زانی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس عورت پر حد جاری ہوگی اس لئے کہ اس نے مرد پر زنا کا الزام لگایا لیکن اسی عورت کا خود اپنے متعلق زنا کا اقرار تو اس پر حد جاری نہ ہوگی جب تک وہ امام کے سامنے چار مرتبہ اس کا اقرار نہ کرے۔

(۵۳۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی والی و حاکم جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی کو دس (۱۰) کوڑے سے زیادہ مارے سوائے حد (شرعی) کے۔ اور تادیب کے لئے مملوک کو تین سے پانچ کوڑے لگانے کی اجازت دی گئی ہے۔ اور جو شخص اپنے مملوک پر وہ حد جاری کرے جو اس پر واجب نہیں ہے تو اس کا کفارہ سوائے اس کو آزاد کرنے کے اور کچھ نہیں ہے۔

(۵۳۴) اور زیاد بن مروان قتدی کی روایت میں اس سے ہے جس نے اسکا تذکرہ اس سے کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا قتل کے سال میں کھانے کی چیزوں کی چوری پر مثلاً روٹی اور گوشت اور سنگڑی کی چوری پر کسی چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

(۵۳۵) آدم بن اسحاق نے عبداللہ بن محمد جعفی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ شام بن عبدالمک کا ایک خط آپ علیہ السلام کے پاس آیا ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کرنے کے لئے کہ جس نے ایک عورت کی قبر کھودی اس کا کفن اتار لیا اور اس سے مجامعت کی۔ یہاں لوگ اس کے متعلق اختلاف رکھتے ہیں ایک گروہ کہتا ہے کہ اسکو قتل کر دو ایک گروہ کہتا ہے کہ اسے آگ میں جلا دو۔ تو آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ مردہ کی حرمت بھی زندہ کی حرمت کے مانند ہے چونکہ اس نے اس

عورت کی قبر کھودی ہے اور اس کا کفن اتارا ہے اس لئے اس پر حد جاری کی جائے گی یعنی ہاتھ کاٹا جائے گا اور اس پر زنا کی حد بھی جاری ہوگی اگر وہ عورت رکھتا ہے تو اس کو رجم کیا جائے گا اور اگر عورت نہیں رکھتا تو اس کو سو (۱۰۰) کوڑے مارے جائیں گے۔

(۵۱۳۶) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ شبہ کی وجہ سے حدود کو ہٹا دو اور حد میں کوئی سفارش کوئی کفالت اور کوئی قسم نہیں ہے۔

(۵۱۳۷) اور سکونی کی روایت میں حضرت جعفر ابن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایک شرابی لایا گیا تو آپ علیہ السلام نے اسے قرآن پڑھنے کا حکم دیا اس نے پڑھ دیا تو آپ علیہ السلام نے اس کی چادر لی اور دوسرے لوگوں کی چادروں میں رکھ دیا اور اس سے کہا تو اس میں سے اپنی چادر جن کر نکال وہ نہیں نکال سکا تو آپ علیہ السلام نے اس پر حد جاری کی۔

(۵۱۳۸) اور ابو ایوب نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ کتاب علی علیہ السلام میں ہے کہ آپ علیہ السلام تازیانہ لگاتے تھے تو نصف تازیانہ بھی اور اس کا جزو بھی یعنی حدود کے اندر جب کوئی نابالغ لڑکا یا نابالغ لڑکی آتی تھی۔ اور آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حدود میں سے کسی حد کو معطل نہیں کرتے تھے۔ تو آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ وہ آدھا تازیانہ یا اس کا جزو کیسے لگاتے تھے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ تازیانہ کو درمیان سے پکڑتے اور مارتے یا ایک تہائی سے پکڑتے اور مارتے ان کی عمر اور سن کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے حدود میں سے کسی حد کو باطل نہیں کرتے تھے۔

(۵۱۳۹) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حدود کی بھی حد مقرر کر دی ہے اس سے آگے نہ بڑھو اور فرائض بھی فرض کئے ہیں اس میں کمی نہ کرو۔ اور ہمت سی چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے اس لئے نہیں کہ وہ بھول گیا تو تم لوگ اس میں تکلیف نہ کرو یہ تم لوگوں پر اللہ کی مہربانی ہے اسے قبول کرو۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ حلال بھی بیان ہو چکا اور حرام بھی بیان ہو چکا اب ان دونوں کے درمیان شبہات رہ گئے۔ تو اب جس کو گناہ کا شبہ ہو اس کو ترک کرتا ہے جب اس پر واضح ہو جائے گا تو اور زیادہ ترک کرے گا اور گناہوں کی اللہ تعالیٰ نے حد بندی کر دی ہے مگر جو اس کے پاس جائے گا تو ممکن ہے کہ اس میں داخل ہو جائے۔

کتاب الدیات (خونیہا)

باب: السانی اعضاء اور اس کے جوڑوں کا خونیہا اور نطفے اور علقہ اور مضغہ کا خونیہا اور ہڈی اور جان کا خونیہا

(۵۱۵۰) حسن بن علی بن فضال نے عریف بن ناصح سے انہوں نے عبداللہ بن ایوب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حدیث بیان کی حسین روای نے روایت کرتے ہوئے ابن ابی عمیر طبیب سے ان کا بیان ہے کہ میں نے یہ روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے پیش کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں یہ حدیث صحیح ہے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اپنے عمال کو یہی ہدایت فرماتے تھے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر وہ ہڈی کہ جس میں گودا ہو اس کے لئے ایک فریضہ دیت مقرر ہے جب وہ ٹوٹنے کے بعد جڑ جائے بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے تو آپ علیہ السلام نے اس کا فریضہ دیت چھ (۶) اجزاء پر قرار دیا ہے۔ نیز زخموں اور عورت کے پیٹ کے بچے اور پٹکوں کی جڑ یا ہاتھ کا نچا ہو جانا اور تمام اعضاء اور انگوٹھا ان سب میں سے ہر ایک جڑ کے لئے چھ فریضہ دیت ہیں جبین (عورت کے پیٹ کے بچے) کیلئے ایک سو (۱۰۰) دینار قرار دیا ہے انسان کی منی جبین بننے تک اس کے پانچ اجزاء ہیں اور جب جبین بن جائے تو اس میں روح داخل ہونے سے پہلے اس کی دیت ایک سو دینار ہے۔

اور نطفہ کی دیت بیس (۲۰) دینار قرار دی اور وہ اس طرح کہ جب مرد اپنی عورت سے مباشرت کرے اور اپنے نطفہ کو الگ گرا دے مگر عورت یہ نہ چاہتی ہو تو امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کی دیت بیس (۲۰) دینار قرار دیا یعنی جبین کی دیت کا پانچواں حصہ اور علقہ کی دیت دو (۲) خمس یعنی چالیس دینار اور یہ حکم عورت کے لئے ہے کہ جب وہ ماری پیٹی جائے اور علقہ گرا دے پھر مضغہ کی دیت ساٹھ (۳۰) دینار ہے اگر وہ اس طرح مار پیٹ پر مضغہ گرا دے۔

پھر عظم (ہڈی پیدا) ہونے پر اسی (۸۰) دینار قرار دیا اگر عورت (مار پیٹ پر) گرا دے پھر جبین کے لئے سو (۱۰۰) دینار ہے اگر دشمن لوگوں پر حملہ آور ہو اور اس طرح عورتوں کے پیٹ سے بچے گر جائیں۔

اور عورتوں پر بھی دیت کے لئے یہی واجب ہے جو وہ خود اپنا بچہ ساقط کر دیں یا دوسری عورت مار پیٹ کر گرا دے پھر جب بچہ پیدا ہو جائے اور ردنے لگے اور کوئی دشمن ان لوگوں پر شب خون مار کر بچوں کو قتل کر دے تو ان بچوں کی دیت مقتول لڑکوں کی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور مقتول لڑکیوں کی اسی حساب سے پانچ سو (۵۰۰) دینار ہے۔ لیکن اگر کوئی عورت قتل کر دی جائے اور وہ پورے دن کی حاملہ ہو اور اس کا بچہ ساقط نہ ہو اور یہ نہ معلوم ہو

کہ اس کے شکم میں بچہ لڑکا ہے یا لڑکی ہے اور یہ بھی نہ معلوم ہو کہ اس عورت کے مرنے کے بعد یہ بچہ مرا ہے یا اس سے پہلے تو اس کی دست کے دو حصے ہونگے نصف لڑکے کی دست اور نصف لڑکی کی دست۔ اور اس عورت کی دست پوری اور کامل ہوگی۔

اور آپ علیہ السلام نے مرد کی منی کے متعلق حکم فرمایا کہ جب وہ عورت کے ساتھ مباشرت کرے اور اپنی منی باہر گرا دے اور عورت یہ نہ چاہتی ہو تو جبین کے سو (۲۰۰) دینار دست کے پانچویں کے نصف یعنی دس (۲۰) دینار دست ہوگی اور اگر اس نے مباشرت میں اندر منی گرائی اور کسی وجہ سے ساقط ہو گئی تو اس کی دست بیس (۲۰) دینار ہوگی اور جبین اور علقہ کے زخمی ہونے کی دست وہی قرار دی گئی ہے جو آدمی کی دست یعنی سو (۲۰۰) دینار ہے۔ اور جبین کے زخمی ہونے کی دست سو (۲۰۰) دینار کے حساب سے جو مرد اور عورت کے زخمی ہونے کی دست ہوتی ہے یعنی پورے سو (۲۰۰) دینار۔ اور آپ علیہ السلام نے جسد و بدن کی دست کے متعلق حکم دیا اور اس کے چھ (۶) اجزاء قرار دیئے۔ نفس، بصر، سمع، کلام، آواز میں نقص جیسے آواز کا بیٹھ جانا یا ناک میں بولنے لگنا۔ اور ہاتھ اور پاؤں کا ضل ہو جانا اس حکم پر قیاس کر کے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ قسم کا بھی حکم دے دیا دست جس حد تک پہنچے اس کے مطابق۔ نفس کی دست اگر عمدہ ہے تو پچاس آدمیوں کی قسم۔ اگر خطا ہے تو پچیس (۲۵) آدمیوں کی قسم۔ اور جن زخموں کی دست ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار پہنچتی ہے اس میں چھ آدمیوں کی قسم اور اگر اس سے کم دست پہنچتی ہے تو اسی حساب سے چھ آدمیوں کی قسم میں بھی کمی۔ اور نفس و سماعت و بصارت اور عقل اور آواز کسی طرح کی خواہ بیٹھ جائے یا ناک میں بولنے لگے اور ہاتھوں اور پاؤں کا نقص یہی آدمی کے چھ اعضاء ہیں جن کی دست میں قسم ہے۔ نفس کی دست ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور ناک کی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔ اور آواز کے نقص پر خواہ بیٹھ جائے یا ناک میں بولنے لگے ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور دونوں ہاتھوں کے مثل لچ ہونے کی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔ پوری سماعت کے چلے جانے پر ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔ پوری بصارت کے چلے جانے پر ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔ دونوں پاؤں کے مجبور ہو جانے پر ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور دونوں ہونٹ اگر جڑ سے کٹ جائیں ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور پشت اگر اوپر نکل آئے کبڑی ہو جائے تو ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور آل تناسل کی دست ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور زبان اگر جڑ سے کٹ دی جائے تو ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور دونوں نگوں کے لئے ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔

اور تمام اعضاء کی جراحت کے لئے دست قرار دی سر اور چہرہ سے لے کر سارے جسم سماعت و بصارت و آواز و عقل، دونوں ہاتھ دونوں پاؤں کٹ جانے، نوٹ جانے، پھٹ جانے زخم اور دمیل پھٹ جانے، خون نکل آنے ہڈی سرک جانے یا اس میں سوراخ ہو جانے ان سب میں سے جو بھی ہو جائے اس پر دست ہے۔ پس جو ہڈی نوٹ جائے پھر بغیر کسی کچی اور بغیر کسی عیب کے جڑ بنائے اور کوئی ہڈی اپنی جگہ سے نہ ہٹے تو اس

کی دست (سابق میں) معلوم ہو چکی اور اگر ہڈی قاہر ہو مگر اپنی جگہ سے نہ ہٹے تو اس کے ٹوٹنے کی دست اور ہڈی قاہر ہونے کی دست۔ اور ہر ہڈی جو ٹوٹ جائے اس کی دست سابق میں معلوم ہوئی۔ اور ہڈی اپنی جگہ ہو تو اس کی دست ہڈی ٹوٹنے کی دست کے نصف ہے۔ اور ہڈی قاہر ہو جانے کی دست ہڈی ٹوٹنے کی دست کے ایک چوتھائی ہے جو ان مقامات کی ہو جس کو لباس چھپائے ہوئے ہو کلائی اور انگلیوں کی نہ ہو۔ اور وہ زخم جو اچھا نہ ہوتا ہو اس کی دست وہاں کی ہڈی کی دست کی ایک تہائی ہے۔ اور اگر کسی کی کسی ایک آنکھ کو گزند پہنچا ہو تو اس کا اندازہ اس طرح کیا جائے گا کہ اس کی گزند رسیدہ آنکھ پر ایک انڈا باندھ دیا جائے گا اور صبح آنکھ کی منتہائے نظر کو دیکھا جائے گا۔ پھر صبح آنکھ کو چھپا دیا جائے گا اور گزند رسیدہ آنکھ کی منتہائے نظر کو دیکھا جائے گا اور اس کی دست اس کے حساب سے دی جائے گی اور قسم بھی اس کے ساتھ چھ اجزاء پر مشتمل ہوگی۔ اگر اس کی نظر کا چھ حصہ متاثر ہوا ہے تو وہ ایک اکیلا قسم کھائے گا تب اس کو لسنے کی دست دی جائے گی۔ اور اگر ایک تہائی بصارت متاثر ہوئی ہے تو وہ خود قسم کھائے گا اور اس کے ساتھ ایک اور آدمی قسم کھائے گا اور نصف بصارت متاثر ہوئی ہے تو وہ بھی قسم کھائے گا اور اس کے ساتھ دو اور آدمی قسم کھائیں گے۔ اور اگر دو تہائی بصارت متاثر ہوئی ہے تو وہ بھی قسم کھائے گا اور اس کے ساتھ تین آدمی قسم کھائیں گے اور اگر پانچ حصہ میں سے چار حصہ بصارت متاثر ہوئی ہے تو وہ اور اس کے ساتھ چار آدمی قسم کھا کر کہیں گے اور اس کی پوری بصارت ہی متاثر ہوئی تو وہ اور اس کے ساتھ پانچ آدمی قسم کھائیں گے اور یہ ہے قسم آنکھ کے متعلق۔

نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی الیمانہ ہو جو اس کے ساتھ قسم کھائے اور اس کے کہنے پر کہ کتنی بصارت گئی ہے مجھ کو نہ ہو تو اس سے کئی بار قسم لی جائے گی اگر اس کا چھ حصہ بصارت کا دعویٰ ہے تو وہ ایک مرتبہ قسم کھا کر کہے اور ایک حصہ بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو دو مرتبہ قسم کھا کر کہے اور نصف جانے کا دعویٰ ہے تو تین مرتبہ قسم کھا کر کہے اور اگر دو (۲) تہائی بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو چار مرتبہ قسم کھا کر کہے اور چھ حصوں میں سے پانچ حصہ بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو پانچ مرتبہ قسم کھا کر کہے اور پوری بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو چھ مرتبہ قسم کھا کر کہے تو اس کو دست دیدی جائے گی اور اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو اس کو دست کا احتیاج ہی حصہ دیا جائے گا جس حصہ تک وہ قسم کھا کر کہتا اور اس کی سچائی پر مجھ کو نہ ہو کیا جائے گا اور والی و حاکم سوال کر کے قسم میں ثبوت دست و قصاص و خو بہا میں اس کی مدد کرے گا۔

اور اگر اس کی سماعت کو کچھ گزند پہنچا ہے تو اسی طرح اس کے لئے بھی کسی چیز کو کھٹ کھٹایا جائے گا تاکہ اس کی سماعت کی منتہی معلوم ہو جائے اور اسی سے اندازہ کر لیا جائے گا اور اس کے لئے قسم بھی اسی طرح ہوگی کہ اس کی سماعت کتنی کم ہو گئی ہے اور اگر اس کا ذرہ ہو کہ وہ جھوٹ کہے گا تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا جہاں تک کہ وہ غافل ہو جائے پھر اسے آواز دی جائے گی اگر وہ سن لیتا ہے تو حاکم کے سامنے اس کا مقدمہ دوبارہ پیش ہوگا اور حاکم اپنی رائے پر

عمل کرے گا اور جو کچھ اس نے کیا اس میں سے کچھ کم کر دیگا۔

اور اگر ران یا بازو میں کوئی نقص آگیا ہے تو اس کے صحیح ران یا صحیح بازو کو دھائے سے ناپا جائے گا۔ اور اس کے نقص شدہ ران یا بازو کی عیماش کی جائے گی اور اس سے معلوم کر لیا جائے گا کہ کتنا نقص آیا ہے اس کے ہاتھ یا اس کی ران میں اور اگر ہنڈلی یا کھائی میں کوئی گزند ہے تو ران اور بازو سے اندازہ کر لیا جائے گا اور حاکم اس کی ران اور بازو کو دیکھے گا۔

اور آئیناب علیہ السلام نے ایک شخص کی کنپٹی (آنکھ اور کان کے درمیان) کے متعلق فرمایا کہ جب وہاں گزند پہنچے اور وہ بغیر مڑے ہوئے ملتفت نہ ہو سکے تو آپ علیہ السلام نے نصف دیت یعنی پانچ سو (۵۰۰) دینار کا فیصلہ فرمایا اور اگر اس میں کمی ہے تو اسی حساب سے دیت میں بھی کمی ہوگی۔

اور آنکھ کی اوپر کی ہلک بر اگر گزند پہنچے تو فیصلہ فرمایا کہ اس کی آنکھ کی دیت کی ایک تہائی یعنی ایک سو ستھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہوگا۔ اور اگر آنکھ کے نیچے کی ہلک پر گزند پہنچا ہے اور کٹ گئی ہے تو اسکی دیت آنکھ کی نصف برابر یعنی دو سو پچاس (۲۵۰) دینار ہوگی اور اگر ابرو کو نقصان پہنچا ہے جس سے اس کے سارے ابرو کے بال جاتے رہیں تو اس کی دیت آنکھ کی دیت کے نصف ہوگی یعنی دو سو پچاس (۲۵۰) دینار اور جس قدر گزند پہنچا ہے اسی کے حساب سے اس میں کمی ہوگی۔

اور اگر (روش) ناک کا بڑا حصہ کٹ گیا ہے تو اس کی دیت پانچ سو (۵۰۰) دینار یعنی دیت کا نصف ہوگا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں روش سے مراد ناک کے نیچے کا نرم حصہ ہانے کو چھوڑ کر ہے۔

اور اس میں کوئی سوراخ ہو جائے اتنا کہ کسی تیر یا کسی نیرے سے بھی بند نہ ہو سکے تو اس کی دیت تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور اگر سوراخ ہو مگر اچھا ہو کر درست اور مندرج ہو جائے تو اس کی دیت ناک کے نرم حصہ (روش) کی دیت کے پانچویں حصہ کے برابر یعنی ایک سو (۱۰۰) دینار ہوگی اب اس میں جتنا گزند رہ گیا ہے اسی کے حساب سے دیت ہوگی۔ اور اگر سوراخ نچے میں خیشوم تک ہے (جو دونوں نچوں کے درمیان حامل ہے تو اس کی دیت ناک کی روش کی دیت کا دسواں حصہ ہے اس لئے کہ یہ نصف ہے اور دونوں نچوں کے درمیان کے ہانسہ کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہے۔ اور اگر پھینکی ہوئی کوئی چیز ایک نچے اور ہانسے کو توڑتی ہوئی دوسرے نچے تک پہنچ جائے تو اس کی دیت ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہے۔

اور اگر کسی کا اوپری ہونٹ جڑ سے کٹ جائے تو اس کی دیت پانچ سو (۵۰۰) دینار یعنی نصف دیت ہے اور اب جس قدر اس میں سے کٹے اسی حساب سے اس کی دیت ہوگی۔ اور اگر اوپر کا ہونٹ پھٹ جائے اور دانت ظاہر ہو جائیں پھر اس کی دوا کی جائے اور اچھا ہو جائے اور برابر مندرج ہو جائے تو اس کے زخم کی دیت کا حکم ہونٹ کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی

ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور اس میں سے جو کئے گا اس کے حساب سے اس کی دیت ہوگی۔

اور اگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور شکل قیج (بھدی) ہو جائے تو اس کی دیت ایک سو چھیاسٹھ (۶۶) دینار اور

ایک دینار کی دو تہائی ہوگی۔

معنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شتر ہونٹ کا نیچے سے بھٹنا ہے خواہ وہ پیدائشی ہو یا کسی چیز سے چوٹ لگی ہو

اگر ایسا ہوگا تو اس کو شنف شتر (ہونٹ پھٹنا) کہا جائے گا۔

اور نیچے کا ہونٹ جب جڑ سے کٹ جائے تو اس کی دیت کامل دیت کی دو تہائی ہوگی یعنی چھ سو چھیاسٹھ (۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اب جس قدر کئے گا اس کے حساب سے اس کی دیت ہوگی اور اگر پھٹ جائے ایسا کہ

دانت ظاہر ہو جائیں پھر اچھا ہو جائے اور زخم مندمل ہو کر برابر ہو جائے تو اس کی دیت ایک سو تینتیس (۳۳) دینار اور

ایک دینار کی ایک تہائی ہوگی اور اگر اس طرح زخمی ہو جائے کہ اچھا ہونے کے بعد بھی ظاہر بہ ظاہر بد شکل ہو جائے تو

اس کی دیت تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی ہوگی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام

نے فرمایا کہ ہم لوگوں تک یہ حدیث پہنچی کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نیچے کے ہونٹ کو اوپر کے ہونٹ پر فضیلت دیتے

تھے اس لئے کہ یہ دانتوں کے ساتھ پانی اور کھانے کو روکے رکھتا ہے اس لئے اس کی دیت بھی زیادہ رکھی ہے۔

اور رخسار میں اگر اتنا بڑا سوراخ ہو جائے کہ اندر کا منہ نظر آنے لگے تو اس کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور

اگر رخسار کا زخم اچھا ہو جائے مندمل اور برابر ہو جائے مگر اس کا نشان ظاہر اور بد شکل ہو تو اس کی دیت پچاس (۵۰)

دینار ہے۔ اور اگر دونوں رخساروں میں سوراخ ہو تو اس کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار اور یہ اس دیت کا نصف ہے جس

میں اندر کا منہ نظر آتا ہے۔

اور اگر کوئی جلایا ہوا تیر اور اس کا پیکاں ہڈی میں در آئے اور ٹھڈی تک پہنچ جائے تو اس کی دیت ایک سو پچاس

(۱۵۰) دینار ہے جس میں سے پچاس (۵۰) دینار اس کے ہڈی ظاہر ہونے کی وجہ سے ہے اور اگر دھنس گیا ٹھڈی تک نہیں

پہنچا ہے تو اس کی دیت سو (۱۰۰) دینار ہے اور پھرے میں کسی مقام پر بھی زخم لگے اور ہڈی ظاہر ہو تو اس کی دیت پچاس

(۵۰) دینار ہوگی اور اگر اس کی شکل بری ہو گئی ہے تو اس بد شکل کا فدیہ زخم کی دیت کا ایک چوتھائی اور اگر زخم میں

ہڈی ظاہر نہیں ہے اور اچھا ہو گیا مگر دونوں رخساروں پر اس کے نشان ہیں تو اس کی دیت دس (۲۰) دینار ہے اور اگر

پھرے پر کوئی شگاف ہے تو اس کی دیت اسی (۸۰) دینار ہے اور اگر اس میں کچھ گوشت کٹ کے گر گیا ہے مگر ہڈی ظاہر

نہیں ہوئی اور ایک درہم یا اس سے کچھ زائد کے برابر ہے تو اس کی دیت تیس (۳۰) دینار ہے۔

اور زخم اگر جسم کے کسی حصے میں ہے اور ہڈی ظاہر ہے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے اور سر کے کسی

حصے میں ہے تو پچاس (۵۰) دینار اور اگر وہاں کی کوئی ہڈی ہٹ گئی ہے تو اس کی دیت ایک سو پچاس (۱۵۰) دینار ہے اور اگر سر کی ہڈی میں کوئی سوراخ ہو جائے جس کو مامومہ کہتے ہیں تو اس کی دیت پوری دیت کی ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔

اور دانتوں میں ہر دانت کی دیت پچاس (۵۰) دینار قرار دی ہے اور سارے دانتوں کو برابر قرار دیا اور اس سے پہلے شیعہ (سامنے کے اوپر نیچے کے دود دانت) کی دیت پچاس (۵۰) دینار قرار دی گئی تھی اور اس کے علاوہ دانتوں میں رباعیہ (شیعہ کے بعد والے اوپر نیچے کے دود دانت) کی دیت چالیس (۴۰) دینار قرار دی اور کھلی کے دانت تیس (۳۰) دینار اور ڈاڑھ کے دانت کے پچیس (۲۵) دینار اور اگر دانت کے ارد گرد سیاہ ہو جائے مگر گرے نہیں تو اس کی دیت بھی گرے ہوئے دانت کی دیت کے برابر پچاس (۵۰) دینار ہیں اور اگر شکافتہ ہو جائے مگر گرے نہیں تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اور اس میں سے جس قدر ٹوٹ جائے تو پچاس (۵۰) میں سے اس کے حساب سے دیت ہوگی اور اگر سیاہ ہونے کے بعد گر جائے تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر وہ سیاہ ہو اور پھٹ جائے تو اس کی دیت بارہ (۱۲) دینار اور نصف دینار ہے۔ اب جو اس میں سے ٹوٹ جائے تو پچیس (۲۵) دینار میں سے اسی کے حساب سے اس کی دیت ہوگی۔

اور ہنسل کی ہڈی اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی عیب و بغیر کسی کمی کے جڑ جائے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے اور اگر ہڈی پھٹ جائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے $\frac{۳}{۵}$ یعنی تیس (۳۲) دینار ہے اور اگر ہڈی ظاہر ہو جائے تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اگر یہ ٹوٹ جائے تو اسی دیت $\frac{۵}{۸}$ یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔ اور اگر کوئی ہڈی لپٹے مقام سے کھسک جاتی ہے تو اس کی دیت ٹوٹنے کی دیت کا نصف یعنی بیس (۲۰) دینار اور اگر اس میں سوراخ ہو گیا ہے تو اس کی دیت ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی دس (۱۰) دینار ہے۔

اور مونڈھا اور کندھا اگر ٹوٹ جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر کاندھے میں شکاف پڑ جائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ یعنی آتی (۸۰) دینار ہے اور اگر وہ ہڈی ظاہر ہو جائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر کوئی ہڈی لپٹے مقام سے ہٹ گئی ہے تو اس کی دیت ایک سو پچہتر (۱۶۵) دینار ہے جس میں سے سو (۱۰۰) دینار ٹوٹنے کے ہیں اور پچاس (۵۰) دینار ہڈی کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے کے ہیں اور پچیس (۲۵) ہڈی ظاہر ہونے کے ہیں اور اگر سوراخ ہے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر کوٹ دیا جائے اور اس کے بعد ناہموار جڑ جائے تو اس کی دیت نفس کی دیت کی ایک تہائی ہے یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اگر ہڈی کا جوڑ جدا ہو گیا ہو تو اس کی دیت تیس (۳۰) دینار ہے۔

اور بازو اگر ٹوٹنے کے بعد جڑ جائے اور ناہموار نہ جڑے اور بے عیب ہو تو اس کی دست ہاتھ کی دست کا پانچواں حصہ ایک سو (۲۰) دینار ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کی ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار اور ہڈی کے اپنے مقام سے ہٹ جانے کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کی نصف ہوگی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس کے اندر سوراخ ہونے کی دست اس کی دست کی ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہوگی۔

اور کہنی اگر ٹوٹ جائے اور ہموار جڑے اس میں کوئی عیب نہ ہو تو اس کی دست ایک سو (۲۰) دینار ہے اور یہ ہاتھ کی دست کا پانچواں حصہ ہے اور پھٹ جائے تو اس کی دست اس کی ٹوٹنے کی دست کا پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی اسی (۸۰) دینار اور اگر ہڈی ظاہر ہے تو اس کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کی چوتھائی پچیس (۲۵) دینار ہے۔

اور اگر اپنے مقام سے ہڈی ہٹ جائے تو اس کی دست ایک سو چھتر (۱۶۵) دینار ہے ٹوٹنے کی وجہ سے سو (۲۰) دینار ہڈی اپنے مقام سے ہٹ جانے کی وجہ سے پچاس (۵۰) دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی وجہ سے پچیس (۲۵) دینار اور اگر اس میں کوئی سوراخ ہے تو اس کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کی ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔ اور اگر کہنی کھل جائے اور ناہموار ہو جائے تو اس کی دست نفس کی دست کے ایک تہائی کے برابر تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور اگر جوڑ الگ ہو گیا تھا تو اس کی دست تیس (۳۰) دینار ہے۔ اور ہاتھ کی دوسری کہنی کے لئے بھی اسی کے برابر دست ہے۔

اور ساعد (ہاتھ یا کلائی) اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دست نفس کی دست کی ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔ اگر ہاتھ کی دو ہڈیوں میں سے ایک ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کی دست ہاتھ کی دست کا پانچواں حصہ یعنی ایک سو (۲۰) دینار ہے اور ان دونوں سے اگر گئے کی ایک ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کی دست پچاس (۵۰) دینار ہے اور اگر دونوں ٹوٹ جائیں تو سو (۲۰) دینار ہے اور اگر کلائی کی دونوں ہڈیوں میں سے ایک ہڈی پھٹ جائے تو اس کی دست کلائی کی ایک ہڈی کی دست کا ۱/۵ حصہ یعنی چالیس (۴۰) دینار ہے اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کا ۱/۳ یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔ اور اس کی ہڈی ہٹ جانے کی دست ایک سو (۲۰) دینار ہے اور یہ ہاتھ کی دست کا ۱/۵ ہے اور اس کے اندر گڑھا پڑ جانے کی صورت میں اس کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کا ۱/۳ یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔ اور اس کے اندر گڑھا پڑ جانے کی دست ہڈی ظاہر ہونے کی دست کا نصف یعنی ساڑھے بارہ دینار ہے اور سوراخ ہو جانے کی دست پچاس (۵۰) دینار ہے اور اگر ایسا زخم ہو جائے کہ اچھا نہ ہو رہا ہو تو اس کی دست کلائی کی دست کی ایک تہائی تینتیس (۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی (۱/۳) دینار ہے اور یہ اس کی ایک تہائی دست ہے۔

اور پنجے اور کلائی کا جوڑ اگر کھل دیا جائے اور ہموار اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دست ہاتھ کی دست کا

ایک تہائی ہے۔ (یعنی ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی)

(اور خلیل بن احمد نے کہا ہے کہ رخ کٹائی اور پنجے کے جوڑ کو کہتے ہیں اور تیرانی کی کتاب خلق الانسان میں ہے کہ رخ مہ گردن دست کو کہتے ہیں)۔

اور ہتھیلی ٹوٹ جائے اور پھر ہموار اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دست ہاتھ کی دست کا پانچواں یعنی ایک سو (۳۰) دینار ہے اور اگر ہتھیلی جدا ہو جائے تو اس کی دست ہاتھ کی دست کی ایک تہائی کے برابر یعنی ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی (۲۱۳-۲۱۶) دینار ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دست ہاتھ کے ٹوٹنے کی دست کے ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے اور ہڈی کے جگہ چھوڑ دینے کی دست ایک سو اٹھتر (۱۶۸) دینار یعنی اس کے ٹوٹنے کی دست کے نصف اور اس کے اندر سوراخ ہو جانے اور بند نہ ہونے کی دست ہاتھ کی دست کا پانچواں حصہ ہے یعنی ایک سو (۳۰) دینار اور اگر سوراخ ہو گیا ہے تو اس کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کا ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔

اور انگلیوں کی دست اور وہ ہڈی جو ہتھیلی میں انگوٹھے کی ہے اگر قطع ہو جائے تو اس کی دست ہاتھ کی دست کی ایک تہائی ایک سو چھیاسٹھ دینار اور ایک دینار کا دو تہائی (۲۱۳-۲۱۶) دینار ہے اور انگوٹھے کی ہڈی جو ہتھیلی کے اندر ہے جو جڑ جاتی ہے تو اس کی دست انگوٹھے کی دست کا پانچواں حصہ تینتیس دینار اور ایک تہائی ۱۳-۳۳ دینار ہے جب کہ اس کا جوڑ درست و ثابت ہو جائے۔ اور اس کے پھٹنے کی دست چھپیس (۲۶) دینار اور ایک دینار کی دو تہائی ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دست آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کا تہائی ہے۔ اور اس کی ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دست سولہ (۱۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس کے اندر سوراخ کی دست آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی یعنی ہڈی کے جگہ چھوڑنے کی دست کا نصف اور ہڈی کے ظاہر ہونے کی دست ہڈی کے جگہ چھوڑنے کا نصف یعنی آٹھ (۸) دینار ایک تہائی دینار اور اس کے جدا ہونے کی دست دس (۱۰) دینار ہے۔

اور انگوٹھے کے اوپر کا جوڑ اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دست سولہ (۱۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی۔ اور اگر اس میں ہڈی ظاہر ہو گئی ہے تو چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ ۶/۱ اور اس میں سوراخ ہونے کی دست چار دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ۔ اس کے اندر شکاف کی دست تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑنے کی دست پانچ (۵) دینار اور جو اس میں سے کٹ جائے تو اپنی منزل پر اس حساب سے درست ہوگی۔

اور دیگر انگلیوں کی دست تو ہر انگلی کی دست ہاتھ کی دست کا چھٹا حصہ یعنی تراس (۸۳) دینار اور ایک تہائی دینار۔ اور انگوٹھے کو چھوڑ کر دیگر چار انگلیوں کی ہر پور کی دست بیس (۲۰) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور ہر پور کی ہڈی ظاہر

ہونے کی دست چار دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور ہر پور کی جگہ چھوڑنے کی دست آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار۔ اور چاروں انگلیوں کا ہر جوڑ جو ہتھیلی سے متصل ہے اس کے نوٹنے پر سولہ (۱۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی دست ہے اور ان میں سے ہر پور کے شکف کی دست تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اگر ہتھیلی میں ایسا زخم جو اچھا نہیں ہو رہا ہے تو اس کی دست تینتیس (۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور ہڈی کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے کی دست آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار ہے۔ اور ہڈی ظاہر ہونے کی صورت میں چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ ہے۔ اس کے اندر سوراخ ہو جانے پر چار دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ ہے۔ اور جوڑ کے الگ ہو جانے پر پانچ (۵) دینار۔ اور چاروں انگلیوں میں سے بیچ کی انگلی کا جوڑ اگر کٹ جائے تو اس کی دست پچیس (۵۵) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اس کے ٹوٹ جانے پر گیارہ دینار (۱۱) اور ایک تہائی دینار ہے۔ اور پھٹ جانے پر آٹھ (۸) دینار اور نصف دینار۔ اور ہڈی ظاہر ہونے پر ایک دینار اور ایک دینار کا دو تہائی۔ اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے پر پانچ (۵) دینار اور ایک تہائی اور اس میں سوراخ ہونے پر دو (۲) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور جوڑ کے جدا ہونے پر تین (۳) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی۔

اور چاروں انگلیوں کا اوپر والا جوڑ اگر کٹ جائے تو سانس (۲۶) دینار اور نصف دینار اور ایک دینار کے دسویں حصہ کا ایک چوتھائی اور اس کے نوٹنے پر پانچ (۵) دینار اور دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ اور اس کے اندر سوراخ ہونے پر ایک دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی۔ اور جوڑ کے جدا ہونے پر ایک دینار اور نصف دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ اور ہر انگلی کے ناخن پر پانچ (۵) دینار۔

اور ہتھیلی جب ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی نامواری اور میب کے جز جائے تو اس کی دست چالیس (۴۰) دینار ہے اور شکف کی دست اس کے نوٹنے کی دست کے پانچ حصوں میں سے چار حصے یعنی تیس (۳۲) دینار ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دست پچیس (۲۵) دینار اور ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی بیس (۲۰) دینار و نصف دینار اور اس میں سوراخ ہونے کی دست اس کے نوٹنے کی دست کی چوتھائی یعنی دس (۱۰) دینار اور اس میں زخم ہونے کی دست جو اچھا نہ ہو تیرہ (۱۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی۔

اور سینہ اگر کوٹ دیا جائے اور اس کے دونوں حصے دوہرے ہو جائیں (جھک جائیں) تو اس کی دست پانچسو (۵۰۰) دینار ہے اور اگر ایک طرف کا سینہ دہرا ہوتا ہے تو اس کی دست دو سو پچاس (۲۵۰) دینار اور اگر سینے کے ساتھ دونوں کاندھے دھرے ہوئے اور جھکے ہیں تو ان کی دست ایک ہزار دینار ہے اور اگر سینے کے شق ہونے کے ساتھ اگر ایک بازو دھرا ہو گیا ہے تو اس کی دست پانچسو (۵۰۰) دینار ہے اور اگر سینے کی ہڈی ظاہر ہو تو اس کی دست پچیس (۲۵) دینار اور دونوں کاندھوں اور پشت کی ہڈی ظاہر ہونے کی دست پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر اس کی وجہ سے آدمی ایسا

نیچا ہو جائے کہ ادھر ادھر نہ گھوم سکے تو اس کی دست پانچسو (۵۰۰) دینار ہے اور اگر ریزہ کی ہڈی ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دست سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر ناہموار جڑے تو اس کی دست ایک ہزار دینار ہے۔

اور ہسلیوں میں جو ہسلیاں قلب کے پاس ہیں اگر ان میں سے ایک ہسلی ٹوٹ جائے تو اس کی دست پچیس (۲۵) دینار اور اس کے پھٹ جانے کی ساڑھے بارہ دینار اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی ساڑھے سات دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کے ایک چوتھائی اور اس میں سوراخ کی دست بھی اسی کے مانند ہے۔ اور ہسلی کی وہ ہڈیاں جو دونوں بازوؤں سے ملی ہوئی ہیں ان میں سے ہر ہڈی اگر ٹوٹ جائے تو اس کی دست دس (۲۰) دینار اور اس کے پھٹ جانے کی دست سات (۷) دینار، ہڈی کے جگہ چھوڑ دینے پر پانچ (۵) دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی صورت میں اس کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کی ایک چوتھائی یعنی ڈھائی دینار اور اگر ان میں سے کسی ہڈی میں سوراخ ہو جائے تو اس کی دست ڈھائی دینار اور اگر کوئی نیزہ اندر جوف تک پہنچ جائے تو اس کی دست جان کی دست کی تہائی یعنی تین سو تینتیس دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور اگر دونوں جانب تیر یا نیزہ سے آر پار سوراخ ہو گیا ہے اور شکاف میں رہ گیا تو اس کی دست چار سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا تہائی دینار ہے۔

اور کان اگر کاٹ دیا جائے تو اس کی دست پانچ سو (۵۰۰) دینار اور جس قدر اس میں سے کٹے اسی کے حساب سے اس کی دست ہوگی۔

اور سرین (چوڑی) اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دست دونوں بازوؤں کی دست کا پانچواں حصہ یعنی دو سو (۲۰۰) دینار ہے اور اگر سرین شکافتہ ہو جائے تو اس کی دست ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار یعنی اس کے ٹوٹنے کی دست کا ۵/۲ دینار ہے۔ اور اگر اس کی ہڈی ظاہر ہو جائے تو اس کی دست ٹوٹنے کی دست کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے اور اس کی ہڈیوں کی جگہ چھوڑنے کی دست ایک سو پچھتر (۱۶۵) دینار ہے اس میں ٹوٹنے کی دست سو (۱۰۰) دینار اور ہڈیوں کے جگہ چھوڑنے کی دست پچاس (۵۰) دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی دست پچیس (۲۵) دینار ہے اور جوڑ جدا ہونے کی دست تیس (۳۰) دینار ہے۔ اور اگر دونوں سرین ٹوٹ جائیں اور ناہموار ہو جائیں تو اس کی دست تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے۔

اور اگر ران ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دست دونوں پاؤں کی دست کا پانچواں حصہ یعنی دو سو (۲۰۰) دینار ہے اور اگر ران ناہموار ہو جائے تو اس کی دست تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے یعنی نفس کی دست کا ایک تہائی۔ اور ران کے پھٹ جانے کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کا پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار ہے۔ اور اگر اس میں کوئی زخم ہو جائے جو اچھا نہ ہوتا ہو

تو اس کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کا تہائی یعنی چھیانوہ (۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہے اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے اس کی ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کا نصف یعنی دو سو (۲۰۰) دینار ہے اور اس میں سوراخ ہونے کی دست اس کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے۔

اور گھٹنے اگر ٹوٹ جائیں پھر بغیر ناہمواری اور بغیر عیب کے جڑ جائیں تو اس کی دست دونوں پاؤں کی دست کا پانچواں یعنی دو سو (۲۰۰) دینار ہے اور اگر وہ پھٹ جائے تو اس کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار۔ اور ہڈی ظاہر ہونے کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے اور اس کی ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑنے کی دست ایک سو چھتر (۱۴۵) دینار ہے اسی میں اس کے ٹوٹنے کی دست سو (۱۰۰) دینار اور ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑنے کی پچاس (۵۰) دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی پچیس (۲۵) دینار ہے اور اس میں سوراخ ہونے کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کا ایک چوتھائی پچاس (۵۰) دینار ہے۔ اور اگر وہ کوٹ دی جائے اور وہ ناہموار ہو جائے تو اس کی دست نفس کی دست کا ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کی ایک تہائی ہے اور اگر اس کا جوڑ جدا ہو جائے تو اس میں ٹوٹنے کی دست کے تین اجزاء یعنی تیس (۳۰) دینار ہیں۔

اور پنڈلی (ساق) اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بلا کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دست دونوں پاؤں کی دست کا پانچواں حصہ ہے یعنی دو سو (۲۰۰) دینار اور اس کے پھٹ جانے کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ یعنی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس کی ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس میں سوراخ کی دست اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دست کا نصف پچیس (۲۵) دینار اور اس کے کاٹنے ہونے کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس میں ایسا زخم جو اچھا نہ ہو اس کی دست تینتیس (۳۳) دینار اور اگر پنڈلی ناہموار ہو جائے تو اس کی دست جان کی دست کا ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس اور ایک دینار کی ایک تہائی ہے۔

اور کعب (یعنی پنڈلی اور پاؤں کا جوڑ یعنی مدھا) اگر کوٹ دیا جائے پھر وہ بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دست دونوں پاؤں کی دست کا ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار ہے۔ اور قدم اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دست دونوں پاؤں کی دست کا پانچواں حصہ ہے یعنی دو سو (۲۰۰) دینار اور اس میں سوراخ کی دست اس کے ٹوٹنے کی دست کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور انگلیوں کی وہ ہڈی جو انگوٹھے کے لئے قدم میں ہے اس کی دست دونوں پاؤں کی دست کا ایک تہائی یعنی

تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے۔

اور انگوٹھے کی وہ ہڈی جو قدم سے ملی ہوئی ہے اس کی ٹوٹنے کی دست انگوٹھے کی دست کا پانچواں حصہ ہے یعنی چھیانوے (۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس کے پھٹ جانے کی دست چھبیس (۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور ہڈی ظاہر ہونے کی دست آٹھ دینار اور ایک تہائی دینار اور ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دست چھبیس (۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس میں سوراخ ہونے کی دست آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کا تہائی ہے اور جوڑ چھوڑ دینے کی دست دس (۱۰) دینار ہے۔

اور انگوٹھے کا اوپر والا دوسرا جوڑ جس میں ناخن ہوتا ہے اس کی دست سولہ (۱۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی۔ اور اس کی ہڈی ظاہر ہو جانے کی دست چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دست آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار اور اس میں سوراخ ہونے کی دست چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور پھٹ جانے کی دست تیرہ (۱۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی اور جوڑ کے جدا ہونے کی دست پانچ (۵) دینار ہے۔

اور اس میں سے ہر انگلی کی دست ایک پاؤں کی دست کا ایک تہائی یعنی تراسی (۸۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی۔ اور انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کی پوروں کی دست کے لئے ہر پور کے ٹوٹنے کی دست سولہ (۱۶) دینار اور ایک تہائی دینار اور ان میں سے ہر پور کی ہڈی ظاہر ہونے کی دست چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور ان میں سے ہر پور کی ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دست آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار۔ اور اس کے پھٹ جانے کی دست تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار۔ اور ان میں سے ہر پور میں سوراخ ہونے کی دست چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور قدم میں ایسا زخم اور گڑھا جو نہ بھرے اور اچھا نہ ہو اس کی دست تینتیس (۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔

اور انگلیوں کے وہ جوڑ جو قدم سے متصل ہیں ان کے ٹوٹنے کی دست سولہ (۱۶) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اس کے پھٹ جانے کی دست تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار اور ان میں سے ہر پور کی ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑنے کی دست آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار اور ہر پور کی ہڈی کے ظاہر ہونے کی دست چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ۔ اور اس میں سوراخ ہو جانے کی دست چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور جوڑ کے جدا ہونے کی دست پانچ (۵) دینار ہے۔

اور چاروں انگلیوں کا درمیانی جوڑ اگر کٹ جائے تو اس کی دست پچھن (۵۵) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہے اور اس کے ٹوٹنے کی دست گیارہ (۱۱) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس کے پھٹ جانے کی دست آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کے پانچ (۵) حصوں میں سے چار حصہ اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دست دو (۲) دینار اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دست پانچ (۵) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور جوڑ جدا ہونے کی دست تین (۳) دینار اور ایک دینار کا دو

تہائی اور اس میں سوراخ ہونے کی دسٹ دو دینار اور دو تہائی دینار ہے۔

اور چاروں انگلیوں کے اوپری جوڑ جس میں ناخن ہوتا ہے اگر کٹ جائے تو اس کی دسٹ ستائیس (۲۴) دینار اور ایک دینار کے پانچ حصوں میں چار حصہ اور اس کے ٹوٹ جانے کی دسٹ پانچ (۵) دینار اور ایک دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے۔ اور اس کی ہڈی پھٹ جانے کی دسٹ چار (۴) دینار اور ایک دینار کا پانچواں حصہ اور اس کی ہڈی قاہر ہونے کی دسٹ ایک (۱) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور ہڈی کے اپنی جگہ جھوڑ دینے کی دسٹ دو (۲) دینار اور ایک دینار کا پانچواں حصہ اور اس میں سوراخ ہونے کی دسٹ ایک (۱) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔ اور جوڑ جدا ہو جانے کی دسٹ ایک (۱) دینار اور ایک دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے اور ہر ناخن کی دسٹ دس (۱۰) دینار ہے۔

اور آنحضرت علیہ السلام نے فتویٰ دیا کہ مرد کے پستان کے کنارے کی دسٹ پوری دسٹ کا آٹھواں حصہ یعنی ایک سو پچیس (۱۳۵) دینار ہے اور مرد کے خضیہ کی دسٹ پانچ سو (۵۰۰) دینار ہے نیز فرمایا کہ اگر مرد کو ایسی چوٹ پہنچے کہ اس کے دونوں خضیئے پھول جائیں تو اس کی دسٹ چار سو (۴۰۰) دینار ہے اور اگر دونوں پاؤں کو اٹھا چوڑا کر کے چلنے لگے کہ جو چلنا مفید نہ ہو تو اس کی دسٹ نفس کی دسٹ کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی آٹھ سو (۸۰۰) دینار ہے اور اگر اس کی وجہ سے پشت کبڑی ہو جائے تو اس وقت پوری دسٹ یعنی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار ہے۔

اور ان میں سے ہر شے میں چھ (۶) آدمیوں کی قسم ہے جہاں تک اس کی دسٹ پہنچے۔

نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر پیڑ کھل دیا جائے اس طرح کہ اندرونی جلد پھٹ جائے اور ایک بیضہ آماس کر آئے (سوج جائے) تو اس کی دسٹ دو سو (۲۰۰) دینار یعنی پوری دسٹ کا پانچواں حصہ ہے۔ اور خنجر یا تیر سے اس کے اطراف کوئی سوراخ ہو جائے تو اس کی دسٹ پاؤں کی دسٹ کا دسواں حصہ ہے یعنی سو (۱۰۰) دینار۔

نیز فرمایا کہ اگر کسی شخص کا باپ کسی معاملہ میں اس کو سزا دے اور اس میں عیب پیدا ہو جائے یا کٹ جائے یا کوئی اور چوٹ آجائے تو اس کے لئے کوئی قصاص نہیں ہے اس کے لئے دسٹ ہوگی قصاص نہ ہوگا۔ اور اگر کسی عورت کو اس کا شوہر مارے پیٹے اور اس میں عیب پیدا ہو جائے تو اس کے شوہر کو اس عیب کا تاوان دینا ہوگا اور اس پر کوئی قصاص نہ ہوگا۔

اور آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کو ایسی ایڑ لگائے کہ اس کی شرمگاہ سے کوئی ایسی چیز باہر نکل آئے جو مانع مباشرت ہو تو اس عورت کے لئے نصف دسٹ یعنی دو سو پچاس (۲۵۰) دینار ہے۔

اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی لڑکی کی بکارت اپنی انگلی سے توڑے اور اس کا مثانہ پھٹ جائے کہ وہ پیشاب نہ کر سکے تو اس کے لئے نصف دسٹ کا ایک تہائی یعنی ایک سو (۱۶۶) چھیاسٹھ دینار اور ایک دینار کا

دو تہائی ہے اور اس مرد پر اس لڑکی کو مہر ادا کرنا ہوگا جس قدر اس لڑکی کی قوم کا مہر ہوتا ہے اور ہمارے اکثر اصحاب کی روایت میں ہے کہ اس کو پوری دست ملے گی۔

باب: ناحق کسی کے خون بہانے یا اس کا مال لینے کی حرمت یا ایسا سلوک جو حلال نہیں اور قتل عمد اور خطا سے توبہ

(۵۱۵۱) زرعد نے سماء سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حجۃ الوداع میں مناسک پورے کر چکے تو مقام منیٰ میں کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو اچھی طرح سنو اور سمجھو اس لئے کہ کیا یہ اس سال کے بعد اس مقام پر شاید میں تم لوگوں سے ملاقات نہ کر سکوں۔ پھر فرمایا اچھا بتاؤ سب سے زیادہ حرمت کا کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا آج کا دن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اور سب سے زیادہ حرمت کا کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مہینہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا اور سب سے زیادہ حرمت کا کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا یہ شہر۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تم لوگوں کی جان اور تم لوگوں کا مال بھی تم لوگوں کے لئے اسی طرح حرمت رکھتا ہے جس طرح تم لوگوں کے لئے آج کا دن تم لوگوں کے لئے یہ مہینہ اور تم لوگوں کے لئے یہ شہر حرمت رکھتا ہے۔ اور اس دن تک کے لئے جس دن تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچو گے اور وہ تم لوگوں سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا بتاؤ کیا میں نے اللہ کا حکم تم لوگوں تک پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پروردگار تو بھی گواہ رہنا اور (اے لوگو سنو) جس کسی کے پاس کسی کی کوئی امانت ہو وہ امانت اس کو دیدے اس لئے کہ کسی مرد کا خون بہانا کسی کے لئے حلال نہیں اور نہ اس کا مال بغیر اس کی مرضی کے لہذا تم لوگ اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرنا۔ اور میرے بعد تم لوگ پھر پلٹ کر کافر نہ ہو جانا۔

(۵۱۵۲) محمد بن ابی عمیر نے منصور بزرج سے انہوں نے ابی حمزہ ثمالی سے انہوں نے حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنے ہاتھوں کے بل بوتے پر غرور کر کے کسی کا خون نہ بہاؤ اس لئے کہ اس کے لئے بھی اللہ کے پاس ایک قاتل ہے جس کو موت نہیں آئے گی۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ قاتل کون ہے جس کو موت نہیں آئے گی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جہنم۔

(۵۱۵۳) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ

ایک مرد مومن کو اس کے دین میں وسعت اور کشادگی ملتی ہے جب تک وہ کسی کا ناحق اور حرام خون نہ بہائے نیز فرمایا کسی مومن کو عداً قتل کرنے والے کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔

(۵۵۴) حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ حساب میں مشغول ہونگے کہ لتے میں ایک آدمی ایک شخص کے پاس آئے گا اور اس کو خون میں تھمیر دے گا وہ پوچھے گا کہ اے بندہ خدا میرا تیرا کیا جھگڑا؟ وہ کہے گا کہ فلاں دن تو نے میرے خلاف ایک جھمکا کر دیا تھا اسی پر میں قتل کر دیا گیا۔

(۵۵۵) اور علاء کی روایت میں ثمالی سے ہے کہ انہوں نے کہا اگر کوئی شخص کسی آدمی کو ایک کوڑا مارے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ کے کوڑے سے مارے گا۔

(۵۵۶) اور جمیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے اس شخص پر جو مدینہ میں کوئی حادثہ کرے یا حادثہ کرنے والے کو پناہ دے میں نے پوچھا کہ وہ حادثہ کیا؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قتل۔

(۵۵۷) اور ابن ابی عمیر نے متعدد افراد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مومن کے خلاف آدمی فقہ سے بھی اعانت کرے گا تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا کہ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

(۵۵۸) ابان نے ابی اسحاق ابراہیم صقیل سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کے پرستہ میں ایک صحیفہ پایا گیا جس میں تحریر تھا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ سرکش اور نافرمان وہ شخص شمار ہوگا جو اس کو قتل کر دے جو اس کو قتل نہ کرنا چاہتا ہو۔ اس کو مارے جو اس کو مارنا نہ چاہتا ہو اور جو اپنے مویوں کو چھوڑ کر کسی اور سے تولا رکھتا ہو تو وہ اس چیز کا منکر اور کافر ہے جو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے۔ اور جو شخص کوئی حادثہ کر بیٹھے یا کسی حادثہ کرنے والے کو پناہ دے اللہ تعالیٰ اس کے کسی صرف (توبہ) و عدل (فدیہ) کو قیامت کے دن قبول نہ کرے گا۔ پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت کے اس قول کا کہ من تولی غییر موالیہ (جو اپنے مویوں کو چھوڑ کر کسی اور سے تولا رکھے) کا کیا مطلب ہے؟ میں نے عرض کیا اس کا کیا مطلب؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مراد اپنے اہل دین ہیں (اور ایک نسخہ میں اہل دین کی جگہ اہل بیت ہے) امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس قول میں صرف سے مراد توبہ ہے اور عدل سے مراد فدیہ اور بدلہ ہے۔

(۵۵۹) حنان بن سدر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق روایت کی ہے

انہ من قتل نفساً بغير نفس او فساد فی الارض فکما قتل الناس جميعاً (سورۃ مائدہ آیت ۳۲) (کہ جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلا عرص جان کے یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں تو ایسا ہے گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا) آپ علیہ السلام نے فرمایا جہنم کی ایک دادی ہے کہ اگر کوئی شخص تمام انسانوں کو قتل کر دے تو وہ اس میں رہے گا اور اگر کوئی شخص ایک آدمی کو بھی قتل کر دے تو وہ بھی اس میں رہے گا۔

(۵۱۳۰) اور روایت کی گئی ہے کہ جہنم میں ایک ایسی جگہ بنائی گئی ہے کہ وہاں کے رہنے والوں پر شدت عذاب کی اہتا ہوگی اور اگر کوئی تمام انسانوں کو قتل کر دے تو وہ اس جگہ ڈال دیا جائے گا۔ تو عرض کیا گیا کہ اور اگر کوئی (ایک کے بعد) دوسرے کو بھی قتل کر دے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس پر دو گنا عذاب ہوگا۔

(۵۱۳۱) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے راوی کا بیان ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ایسے موقع پر میں ہوں تو مال کو چھوڑ دوں گا اور اس سے جنگ و مقابلہ نہ کروں گا۔

(۵۱۳۲) ابن ابی عمیر نے عمن بن امد سے انہوں نے عیسیٰ ضعیف سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو قتل کر دیا اب اس کے لئے توبہ کی کیا صورت ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا (اس کے وارثوں کو) اپنے نفس پر قدرت دے۔ میں نے عرض کیا مگر وہ ڈرتا ہے کہ وہ لوگ اس کو قتل کر دیں گے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں کو خوبیا اور دست دیدے میں نے عرض کیا مگر وہ ڈرتا ہے کہ اگر اس نے یہ کیا تو ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا (کہ میں قاتل ہوں) تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر کوئی عورت ان کی زوجیت میں دیدے۔ میں نے عرض کیا مگر اس کو ڈر ہے کہ کہیں وہ عورت ان لوگوں کو اس پر مطلع نہ کر دے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ دست کو نظر میں رکھے اور دست کی رقم ایک تھیلی میں ڈالے اور نماز کے اوقات کو دیکھتا رہے اس وقت تھیلی ان کے گھر میں ڈال آئے۔

(۵۱۳۳) حسن بن محبوب نے ابی ولاد حنظل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے آپ کو عمداً قتل (خود کشی) کرے تو وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں رہے گا۔

(۵۱۳۴) حسن بن محبوب نے عبد اللہ بن سنان اور ابن بکیر سے اور ان دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی مومن کسی مومن کو عمداً قتل کر دے تو کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے اس کو اس کے ایمان کی بنا پر قتل کیا ہے تو

اس کے لئے کوئی توبہ نہیں ہے۔ اور اگر اس نے غصہ میں آکر قتل کیا ہے یا دنیاوی معاملات میں کسی سبب سے قتل کیا ہے تو اس کی توبہ یہ ہے کہ اس کا قصاص دیا جائے اور اگر اس قتل کا کسی کو علم نہ ہو تو قاتل خود مقتول کے ورثہ کے پاس جائے اور ان کے سامنے قتل کا اعتراف کرے اگر وہ لوگ اس کو معاف کر دیں اور قتل نہ کریں تو ان کو اس کی دیت خوںہا دے اور ایک غلام آزاد کرے دو مہینے متواتر روزہ رکھے اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کے لئے۔

(۵۱۶۵) ابن ابی عمیر نے سعید ازرق سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک مرد مومن کو قتل کر دیتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے کہا جائے گا کہ تو کونسی موت مرنا چاہتا ہے اگر تو چاہے تو یہودی کی موت اگر چاہے تو نصرانی کی موت اور اگر چاہے تو مجوسی کی موت۔

(۵۱۶۶) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب سے پہلے خون کا فیصلہ کرے گا پتا چلے حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں لڑکے (ہابیل اور قابیل) کھوئے ہو گئے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ پھر وہ لوگ جو ان دونوں کے قریبی عہد (زمانے) کے ہیں جن کے خون کا مقدمہ ہے جہاں تک کہ لوگوں میں سے کوئی ایسا باقی نہ رہے گا۔ مقتول اپنے قاتل کے ساتھ آنے گا اس کے ہجرے سے خون ٹپک رہا ہو گا اور اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ تو نے اس کو قتل کیا اور قاتل اللہ کے سامنے کوئی بات نہ چھپا سکے گا۔

(۵۱۶۷) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے کسی کے غلام کو عمداً قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اس کی قیمت کا تادان ادا کرے گا اور اس کی سخت پٹائی کی جائے گی۔ نیز آپ علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے خود اپنے غلام کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ایک غلام آزاد کرے گا اور دو مہینے متواتر روزہ رکھے گا اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے گا۔

(۵۱۶۸) عثمان بن عیینہ اور زرعة نے سماع سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آلجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کسی مرد مومن کو عمداً قتل کر دیا کہ کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں جب تک وہ اس کی دیت اس کے وارثوں کو ادا نہ کرے اور ایک غلام آزاد نہ کرے اور دو مہینے متواتر روزہ نہ رکھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر توبہ واستغفار نہ کرے جب وہ ایسا کر لے گا تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان اگر اس کے پاس کوئی مال نہ ہو جس سے وہ اس کی دیت ادا کرے آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر

وہ مسلمانوں سے بھیک مانگ کر اس کے گھر وائوں کو اس کی دیت ادا کرے۔

(۵۱۹۹) قاسم بن محمد جوہری نے کلب اسدی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ماہ حرام میں قتل کر دیا جاتا ہے اس کی دیت کیا ہوگی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک پوری دیت اور ایک تہائی دیت۔

(۵۱۹۰) محمد بن ابی عمیر نے منصور بن یونس سے انہوں نے ابی حمزہ سے انہوں نے دونوں ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں سے تشریف لائے تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھینے (ایک جگہ کا نام) میں ایک مقتول پڑا ہوا ہے یہ سن کر آپ علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی مسجد میں پہنچے اور لوگ اس کے متعلق سن سنا رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اس شخص کو کس نے قتل کیا؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگ نہیں جانتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کا ایک مقتول مسلمانوں کے سامنے ہو اور مسلمان یہ کہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کس نے قتل کیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ معوث کیا ہے اگر تمام اہل آسمان اور تمام اہل زمین جمع ہو جائیں اور ایک مرد مسلمان کے قتل میں شریک ہوں یا اس کے قتل پر راضی ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو ناک کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ یا فرمایا کہ ان کے منہ کے بل۔

(۵۱۹۱) اور سماء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا کہ ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم (سورۃ نسا۔ آیت ۹۳) (جو شخص کسی مومن کو عمدہ قتل کرے اس کی جزا جہنم ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کسی مومن کو اس کے دین کے معاملہ پر قتل کرے تو یہ عمدہ قتل ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کہا ہے اور اس کے لئے بڑا عذاب فرام ہے میں نے عرض کیا اور اگر ایک شخص کا ایک شخص سے کسی بات پر جھگڑا ہو جائے اور وہ تلوار نکال کر اس کو مار دے اور اس کو قتل کر دے آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ قتل عمدہ نہیں ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔

(۵۱۹۲) حماد بن عیسیٰ نے ابی سفیان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم (سورۃ نسا۔ آیت ۹۳) (جو شخص کسی مومن کو عمدہ قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ اس کو اس کی سزا دے تو جزا جہنم ہے اور اگر کسی کی شفاعت سے اس کو بخش دے تو یہ اور بات ہے۔

(۵۱۹۳) اور روایت ابراہیم بن ابی البلاد میں اس شخص سے ہے جس نے ان سے روایت بیان کی اور اس نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے عہد میں ایک راست گویا عورت تھی جس کو اُمّ قَتَّان کہا جاتا تھا اصحاب امیر المومنین میں سے ایک شخص اس کے پاس آیا تو اسے کچھ فکر مند پایا تو پوچھا کہ کیا بات ہے تم مجھے کچھ فکر مند سی نظر آ رہی ہو اس نے کہا میں نے اپنی مالکہ کو دفن کیا تو زمین نے اس کو در مرتبہ باہر پھینک دیا۔ اس شخص کا کہنا ہے کہ وہ امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا زمین تو یہودی اور نصرانی کو بھی قبول کر لیتی ہے اس کو کیا ہوا ہے سوائے اس کے کہ وہ عذاب الہی میں مبتلا ہے۔ پھر فرمایا کہ لیکن اگر کسی مرد مسلمان کے قبر کی مٹی لیکر قبر پر ڈال دی جائے تو وہ اپنی قبر میں قرار پا جائے گی۔ اس شخص کا بیان ہے کہ یہ سن کر اُمّ قَتَّان کے پاس آیا اس سے یہ بیان کیا تو اس نے ایک مرد مسلمان کے قبر کی مٹی لی اور اپنی مالکہ کی قبر پر ڈال دی اور وہ اپنی قبر میں قرار پا گئی۔ پھر میں نے اس سے پوچھا یہ تمہاری مالکہ کرتی کیا تھی۔ اس نے کہا کہ یہ مردوں کی بڑی شوقین تھی جب اس کے کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ اپنے بچے کو تنور میں ڈال دیا کرتی تھی۔

(۵۱۴۳) علی بن حکم نے فضیل بن سعدان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کے پرتہ میں ایک صحیفہ تھا جس میں تحریر تھا کہ اللہ اور ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت اس شخص پر جو ایسے آدمی کو قتل کر دے جو اس کے قتل کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ اس آدمی کو مارے جو اس کے مارنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو یا دین میں کوئی نئی بات ایجاد کرے یا ایجاد کرنے والے کو پناہ دے اور خدا نے بزرگ و برتر کا انکار ہے حسب سے انکار کرنا خواہ ہستی کی وجہ سے کیوں نہ ہو۔

باب : قسامت (قسم)

(۵۱۴۵) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے مالی مقدمات کے متعلق جو حکم دیا ہے اس کے برعکس تم لوگوں کے خون کے مقدمات کے لئے دیا ہے۔ تم لوگوں کے مالی مقدمات کے متعلق یہ حکم دیا ہے ثبوت اور گواہی مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعا علیہ کے ذمہ۔ اور تم لوگوں کے خون کے مقدمات کے متعلق یہ حکم دیا ہے قسم مدعی کے ذمہ ہے اور صفائی کا ثبوت اور گواہی مدعا علیہ کے ذمہ ہے تاکہ ایک مرد مسلمان کا خون رائیگاں نہ جائے۔

(۵۱۴۶) منصور بن یونس نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ عیسیٰ بن موسیٰ نے مجھ سے دریافت کیا اور ابن شبرہ بھی ان کے ساتھ تھا کہ ایک مقتول کسی قوم کی سرزمین دسرحد میں پایا جاتا ہے۔ تو میں نے ان سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ انصار نے خیبر کی نہروں میں سے ایک نہر پر ایک شخص کو مقتول پایا۔ تو انصار نے کہا کہ یہودیوں نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا کہ کیا تم لوگوں کے پاس اس کا کوئی ثبوت دگواہی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تم لوگ قسم کھا کر یہ کہہ سکتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا جس چیز کو ہم لوگوں نے دیکھا نہیں اس کے متعلق کیسے قسم کھائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مگر یہودی تو قسم کھاتے ہیں۔ انصار نے کہا یہودی ہمارے مقتول کے لئے قسم کھاتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس سے اس مقتول کا خون ہٹا کر دیا۔ تو ابن شبرہ نے کہا اچھا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خون ہٹا کر دے کرتے تو اس وقت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا رائے تھی؟ تو میں نے کہا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اس کے متعلق تو میں کچھ نہ کہوں گا اگر آپ کچھ نہ کرتے تو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ پھر قسم کس پر ہوتی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مقتول کے وارثوں پر۔

(۵۱۷۷) محمد بن سہل نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے بعض شیوخ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص چند لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ان ہی لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے مر گیا۔ یا ایک شخص کسی قبیلہ میں یا لوگوں کے گھر پر مردہ پایا گیا تو ان لوگوں پر اس کے وارثوں نے دعویٰ کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں پر قصاص نہیں ہے مگر اس کا خون بھی ضائع نہیں کیا جائے گا۔ ان لوگوں پر اس کی دیت لازم ہے۔

(۵۱۷۸) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قسم اس لئے قرار دے دی گئی ہے کہ جو شخص بدی میں مشہور ہے اور اس پر عداوت کا اہتمام ہے اس پر دباؤ پڑے اور اگر لوگ اس کے خلاف گواہی دیں تو ان کی شہادت کو جائز سمجھا جائے۔

(۵۱۷۹) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قسم کے متعلق دریافت کیا کہ اس کی ابتداء کہاں سے ہوئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہی سے ہو گئی تھی۔ جب فتح خیبر کے بعد انصار میں سے ایک شخص اپنے ساتھیوں سے چھوٹ گیا تو لوگ اس کی تلاش میں نکلے تو اس کو اپنے خون میں تھموا ہوا مقتول پایا۔ تو انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے ساتھی کو یہودیوں نے قتل کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم میں پچاس (۵۰) آدمی قسم کھا کر گواہی دیں

کہ اس کو یہودیوں نے قتل کیا ہے۔ انصار نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم لوگ اس بات کی قسم کھائیں جس کو ہم لوگوں نے دیکھا نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر یہودی قسم کھائیں گے (کہ ہم نے قتل نہیں کیا) انصار نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں کی قسم کو سچا کون سمجھے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر میں تمہارے آدمی کی دست ادا کروں گا۔ میں نے عرض کیا پھر اس میں کیسے فیصلہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے خون کی عظمت و اہمیت کے پیش نظر اس کے لئے وہ حکم دیا ہے جو حقوق الناس میں سے کسی شے کے لئے نہیں دیا۔ اور وہ اس طرح کہ اگر کوئی شخص کس آدمی پر دس ہزار درہم یا اس سے کم و بیش کا دعویٰ کرے تو مدعی پر قسم نہیں ہے بلکہ مدعا علیہ پر قسم ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی قوم پر خون کا دعویٰ کرے کہ ان لوگوں نے قتل کیا ہے۔ تو قسم مدعی پر ہے مدعا علیہ کے سلسلے۔ اور مدعی کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ پچاس (۵۰) آدمیوں کو پیش کرے جو قسم کھا کر یہ کہیں کہ فلاں نے فلاں کو قتل کیا ہے تو جس کے خلاف حلف کے ساتھ قتل کے جرم کی گواہی ہے اس کو مدعی کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ اب وہ لوگ چاہیں تو اس کو محاف کر دیں اور چاہیں تو قتل کر دیں اور چاہیں دست قبول کر لیں۔ اور اگر مدعی کی طرف سے لوگ قسم نہ کھائیں تو مدعا علیہ پر لازم ہے کہ ان میں سے پچاس (۵۰) آدمی قسم کھا کر کہیں کہ ہم لوگوں نے نہ قتل کیا ہے اور نہ قاتل کو جلتے ہیں اگر یہ لوگ ایسا کریں گے تو اس قریہ کے لوگ جس میں یہ مقتول پایا گیا ہے اس کی دست ادا کریں گے۔ اور وہ مقتول صحرا میں پایا گیا ہے تو اس کی دست بیت المال سے دی جائے گی۔ اس لئے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ کسی مرد مسلمان کا خون رائیگاں نہیں کیا جائے گا۔

(۵۱۸۰) اور سماع نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک قریہ یا دو قریوں کے درمیان ایک آدمی مقتول پایا جاتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی تیرائش کی جائے گی وہ جس قریہ سے زیادہ قریب ہوگا وہ اس کا فاسق ہوگا۔

(۵۱۸۱) زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قسم لوگوں کے احتیاط کے لئے ہے تاکہ جب کبھی کوئی فاسق کسی شخص کو دھوکا دے کر ایسی جگہ قتل کرنے کا ارادہ کرے جس کو کوئی نہ دیکھ سکے تو وہ اس سے ڈرے (کہ قسم کھانی پڑے گی) اور وہ قتل سے باز رہے۔

باب: وہ شخص جو کسی کو زخم یا قتل کر دے تو اس پر کوئی دیت لازم نہ ہو

(۵۱۸۲) حماد بن عیسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنی ازواج کے) کسی حجرے میں تھے کہ ایک شخص نے دروازے کے شکاف سے جھانکا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ٹیپوں پیٹ کر صاف کرنے کی ایک لکڑی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر قریب ہوتا تو اسی سے تیری آنکھ پھوڑ دیتا۔

(۵۱۸۳) قاسم بن محمد جوہری نے علی ابن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص لوگوں کے گھروں میں جھانکتا تھا تاکہ ان کی عورتوں کو دیکھے تو ان لوگوں نے اس کو پتھر مار کر قتل کر دیا یا زخمی کر دیا یا اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی کوئی دیت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے میں ایک شخص شکاف در سے جھانک رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نیزہ لے کر آئے تاکہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو وہ بھاگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی اسے خبیث شہر میں اس سے تیری آنکھ پھوڑ دوں۔

(۵۱۸۴) اور حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا کہ جو قصاص میں قتل ہوا اس کی کوئی دیت نہیں۔

(۵۱۸۵) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے پہلے حملہ کیا پھر اس پر حملہ کر دیا گیا تو اس کے لئے کوئی قصاص نہیں ہے۔

(۵۱۸۶) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کے وہ کسی آدمی پر گر جاتا ہے اور آدمی مر جاتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۵۱۸۷) محمد بن فضیل نے ابی صبر کزانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے عہد میں کچھ لڑکے اپنی بگڑ بگڑیوں یا رومالوں سے کوڑے بنا کر (گوپھن) کھیل رہے تھے ان میں سے ایک نے اپنے کوڑے سے اپنے ساتھی کو مارا اور اس کے آگے کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ یہ مقدمہ امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا تو مارنے والے نے گواہیاں پیش کیں کہ اس نے مارنے وقت کہہ دیا تھا کہ خبردار بچو۔ تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے قصاص کو صاف کر دیا اور فرمایا کہ جس نے یہ کہہ دیا کہ خبردار تو اس کا عذر قابل قبول ہے۔

(۵۱۸۸) صفوان بن یحییٰ نے عبد اللہ بن عثمان سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ایک شخص کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ وہ ایک عورت پر حرام کاری کی نیت سے تھپتا تو اس عورت نے ایک پتھر کھینچ کر مارا جو اس کو لگا اور قتل ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس عورت پر کچھ (دست یا قصاص) نہیں ہے۔ اس کے اور ان کے درمیان کا معاملہ ہے۔ یہ مقدمہ اگر امام عادل کے سامنے پیش ہو گا تو وہ (ثبوت و گواہ کے بعد) اس کے خون کو رائیگاں کر دے گا۔

(۵۱۸۹) حماد نے حطب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو بھی شخص کسی آدمی کی طرف اس کے مارنے کے لئے بڑھے اور وہ آدمی اپنا دفاع کرے اور وہ شخص زخمی یا قتل ہو جائے تو اس آدمی پر کچھ نہیں ہے۔

(۵۱۹۰) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ابی بصریہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی پاگل اور مجنون کو قتل کر دیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس مجنون نے اس پر حملہ کیا تھا اور اس نے اپنا دفاع کیا اور اسے قتل کر دیا تو اس پر نہ قصاص ہے اور نہ دست ہے۔ اور اس مجنون کے وارثوں کو بیت المال مسلمین میں سے اس کی دست دی جائے گی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اور اگر اس مجنون کے حملہ کے بغیر اس نے مجنون کو قتل کر دیا تو اس سے قصاص نہ لیا جائے اس کے لئے کوئی قصاص نہیں ہے اور میری رائے یہ ہے کہ قاتل مجنون کے وارثوں کو اس کی دست ادا کرے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار اور توبہ کرے۔

(۵۱۹۱) جعفر بن بشر نے مسلم بن عثمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص پر ایک گھوڑا چڑھ دوڑا وہ چاہتا تھا کہ اسے اپنے سموں کے نیچے لے لے وہ شخص اس سے ڈرا اور اس نے گھوڑے کو ڈالتا تو وہ مع اپنے سوار کے بدکا اور سوار کو گرا دیا اور سوار زخمی وغیرہ ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس شخص پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں اس نے تو اپنے بچاؤ کے لئے اس کو ڈالتا تھا اس کی مجبوری تھی (اس پر کوئی قصاص و دست نہیں)۔

(۶۱۹۲) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مومن کی عورت دوسرے مومن پر حرام ہے۔ نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مومن کے گھر میں جھانکے تو اس کی دونوں آنکھیں پھوڑنا اس حالت میں اس مومن پر حلال ہے۔ اور اگر کوئی شخص کسی مومن کے گھر میں بلا اجازت گھس آئے تو اس حالت میں اس کا خون اس مومن پر اور جو شخص کسی نبی مرسل کی نبوت سے انکار کرے اور اسے جھٹلائے تو اس کا خون مباح ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں

نے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام کی رائے میں جو شخص آپ لوگوں میں سے کسی امام سے انکار کرے اس کا کیا حال ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کسی امام سے انکار کرے اس نے اللہ سے براءت کر دی اور اس سے بری اور اس کے دین سے بری ہے وہ کافر ہے اور اسلام سے مرتد ہے کیونکہ امام اللہ کی طرف سے ہے اس کا دین اللہ کا دین ہے اور جو اللہ کے دین سے براءت کرے وہ کافر ہے اور اس کا خون اس وقت میں مباح ہے لیکن یہ کہ وہ اپنے عقیدہ کی طرف پلٹ آئے اور جو کچھ اس نے کہا ہے اس سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے۔ نیز فرمایا کہ جو شخص کسی مومن پر ٹوٹ پڑے اسے جان سے مارنے یا اس کا مال لوٹنے کے ارادے سے تو اس وقت اس مومن کے لئے اس کا خون مباح ہے۔

(۵۱۹۳) ابن فضال نے ابن بکیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص ایک آدمی کے اوپر گر پڑا تاکہ اس کو قتل کر دے مگر اوپر والا ہی مر گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا نیچے والے پر کچھ نہیں ہے۔

باب: قصاص اور دیت کی رقم

(۵۱۹۴) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ڈنڈے سے پیٹا گیا اور اس وقت تک نہیں چھوڑا گیا جب تک وہ قتل نہیں ہو گیا۔ کیا قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں مگر قاتل کو (ورثہ کے قلم کا نشانہ بننے کے لئے) نہ چھوڑا جائے کہ وہ مقتول کے ناک کان یا کوئی اور حرکت کریں بلکہ اس کو جلد تلوار کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

(۵۱۹۵) فضل بن عبد الملک نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کو لوہے سے مارے تو یہ قتل عمدہ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا اس قتل خطا کے لئے جس میں دیت اور کفارہ ہے کیا وہ شخص ہے جو کسی کو مارتا ہے مگر قتل کا عمدہ ارادہ نہیں کرتا آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا پھر اگر کوئی شخص کوئی چیز بھینکے اور کسی کو لگ جائے آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ قتل خطا ہے اس میں کوئی شک نہیں اس پر دیت اور کفارہ ہے۔

(۵۱۹۶) نعز نے عبد اللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوڑا مار کر یا ہتھر مار کر یا ڈنڈے مار کر کسی کو قتل کیا جائے تو یہ قتل خطا بہت مشابہہ بقتل عمدہ ہے اور اس کی دیت بھی غلیظ اور گہری ہوگی یعنی ایک سو (۱۰۰) اذن جس میں چالیس (۴۰) شیعہ اور باطل کے

درمیان یعنی چھ (۶) اور آٹھ (۸) سال کے درمیان کی حاملہ اوتنیاں اور تیس (۳۰) عدد حقہ (تین سالہ) اور تیس (۳۰) عدد اہنتہ لبون (دودھ پیتی ہوئی اونٹ کی بھیاں) اور قتل خطا میں تیس (۳۰) عدد حقہ اور تیس (۳۰) عدد اہنتہ لبون اور بیس (۲۰) مخاض (دودھ میں جملہ اوتنیاں) اور بیس (۲۰) اونٹ کے نزدیک پینے کے۔ اور ہر اونٹ کی قیمت چاندی کے سکوں میں سے ایک سو بیس (۱۲۰) درہم یا دس (۱۰) دینار۔ اور بکریوں میں ہر ایک اونٹ کی قیمت (کے بدلے) بیس (۲۰) بکریاں۔

(۵۱۹۷) معاویہ بن وہب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قتل عمد کی دیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک سو (۱۰۰) نراونٹ جو پانچ سال پورے کر کے چھٹے سال میں داخل ہوئے ہوں اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر ایک اونٹ کے بدلے بیس (۲۰) عدد بکرے۔

(۵۱۹۸) حسن بن محبوب نے حضرت میری سے انہوں نے برید غلی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو عمداً قتل کر دیا ابھی اس پر حد جاری نہیں ہوئی اور نہ ابھی صحیح شہادت پیش ہوئی تھی کہ وہ پاگل ہو گیا اور اس کی عقل جاتی رہی پھر اس کے پاگل ہونے کے بعد دوسرے لوگوں نے گواہی دی کہ اس نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ لوگ یہ گواہی دیں کہ جس وقت اس نے قتل کیا تھا وہ صحیح الذہن تھا اس کی عقل میں کوئی خرابی اور فساد نہ تھا تو وہ قتل کیا جائے گا اور اگر یہ گواہی نہ دیں تو اگر قاتل کے پاس مال ہو تو اس میں سے مقتول کے وارثوں کو اس کی دیت ادا کر دی جائے گی اور اس کے پاس کچھ مال نہ ہو تو مسلمانوں کے بیت المال سے اس کی دیت ادا کی جائے گی اور مرد مسلم کا خون رانیکاں نہیں کیا جائے گا۔

(۵۱۹۹) اور سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک دایہ دودھ پلانے والی اجرت پر رکھی اور اپنا لڑکا اس کے حوالہ کر دیا اور وہ لڑکا اس دایہ کے پاس رہا پھر دایہ چلی گئی اور اس نے دوسری جگہ مزدوری تمام لی اب وہ دایہ لڑکے کو لے کر غائب ہو گئی نہیں معلوم کہ اس نے لڑکے کے ساتھ کیا کیا اور دایہ سے بدلہ نہیں لیا جاتا۔ آپ نے فرمایا اس کی دیت کامل ہوگی۔

(۵۲۰۰) حسن بن محبوب بنے حسن بن حنفی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کہیں مقتول پایا گیا اتنے میں دو شخص مقتول کے وارثوں کے پاس آئے ایک نے کہا کہ میں نے اس کو عمداً قتل کیا ہے دوسرے نے کہا میں نے اس کو خطا قتل کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کے وارث نے قتل عمد کا دعویٰ کرنے والے سے دیت حاصل کر لی ہے تو قتل خطا کا دعویٰ کرنے والے پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے قتل خطا کا دعویٰ کرنے والے سے دیت وصول کر لی ہے تو پھر قتل عمد کا دعویٰ کرنے والے پر کچھ

نہیں ہے۔

(۵۲۰۱) حسن بن محبوب نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ابن ابی یعلیٰ کو کہتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں دست سو (۳۰۰) اونٹ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا پھر آپ علیہ السلام نے دست میں گائے دینے والوں پر دو سو گائے میں فرض کیں اور بکریوں کی شکل میں دینے والوں پر ایک ہزار بکریاں۔ حلقوں کی شکل میں دست دینے والوں پر ایک سو گائے فرض کئے عبدالرحمن کا بیان ہے کہ ابن ابی یعلیٰ نے جس کی روایت کی تھی اس کو میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ دست ایک ہزار (۳۰۰) دینار ہے اور ہر ایک دینار کی قیمت دس (۳) درہم ہے سونے کا کام کرنے والوں پر ایک ہزار (۳۰۰) دینار چاندی کا کام کرنے والوں پر دس ہزار درہم۔ شہر والوں کے لئے دس ہزار۔ دیہات والوں کے لئے دست ایک سو (۳۰) اونٹ اور اہل اطراف کے لئے دو سو (۲۰۰) گائیں یا ایک ہزار (۳۰۰) بکریاں۔

(۵۲۰۲) اور کلیب بن معاویہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ جو شخص ماہ حرام میں کسی کو قتل کرے اس پر ایک دست اور ایک دست کی تہائی واجب الادا ہے۔

(۵۲۰۳) ابان نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص ماہ حرام میں کسی کو قتل کرے تو وہ حرام کے مہینوں میں دو ماہ بے در پے روزہ رکھے۔

(۵۲۰۴) حسن بن محبوب نے ابی ولاد سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک مرد مسلمان کو قتل کر دیا لیکن اس مقتول کا مسلمانوں میں کوئی والی و وارث نہیں ہے اگر ہیں تو وہ کافران ذمی ہیں جو اس کے قرابتدار ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امام پر لازم ہے کہ وہ اس کے خاندان والوں میں سے جو اس کے قرابتدار ہیں ان پر اسلام پیش کرے ان میں سے جو بھی اسلام لائے وہ اس کا والی و وارث ہے قاتل اس کے حوالے کر دیا جائے گا وہ چاہے تو اس کو قتل کرے اور چاہے معاف کرے اور چاہے دست وصول کرے۔ اگر اس کے قرابتداروں میں سے کوئی اسلام نہ لایا تو پھر امام اس کا والی ہو گا وہ چاہے تو اس کو قتل کرے اور چاہے اس کی دست وصول کرے مسلمانوں کے بیت المال میں ڈال دے اس لئے کہ اگر اس مقتول کے ذمہ کوئی تاوان ہے تو وہ امام کے دے۔ ہے لہذا اس کی دست بھی وہی وصول کرے گا۔ میں نے عرض کیا اور اگر امام اس کو معاف کر دے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ حق تو سارے مسلمانوں کا ہے امام اس کو معاف نہیں کرے گا۔ وہ یا تو اس کو قتل کر دے گا یا دست لے دیگا۔

(۵۲۰۵) ابن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے عبد اللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک آدمی کو دھکا دیا تو وہ دوسرے آدمی پر گرا اور وہ مر گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا دست اس آدمی پر ہے جو اس پر گرا ہے اور وہ مر گیا ہے وہ مقتول کے وارثوں کو ادا کرے گا۔ نیز فرمایا اور وہ جس کو دھکا دیا ہے وہ دھکا دینے والے سے دست وصول کرے گا۔ اور اگر کوئی گزند پہنچا ہے تو وہ اس کی دست بھی دھکا دینے والے سے وصول کرے گا۔

(۵۲۰۶) ابن محبوب نے ابی ولاد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے تھے کہ قتل خطا کی دست کا مطالبہ تین سالوں میں ہوگا اور قتل عمد کا مطالبہ ایک سال میں کیا جائے گا۔

(۵۲۰۷) جعفر بن بشیر نے معلىٰ ابی عثمان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے قول خدا **فَمَنْ تَصَدَّقْ بِهِ فَهُوَ كَفَّارٌ** (سورۃ مائدہ آیت ۳۵) (جو مظلوم عالم کو معاف کر دے تو یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا) آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے گناہوں کا کفارہ اسی قدر ہوگا جتنا اس نے قتل عمد کو معاف کیا ہے اور قتل عمد کے اندر آدمی کے بدلے آدمی قتل ہوگا۔ مگر یہ کہ وہ اس کو معاف کر دے یا دست قبول کر لے اور قتل عمد سے شدید مشابہت میں تینتیس (۳۳) عدد حد (تین سالہ اونٹ) اور چونتیس (۴۴) عدد جذع (دو سالہ اونٹ) اور تینتیس (۳۳) عدد ثنیہ خلفہ (چھ سالہ) اونٹیاں جو نر کی تلاش میں ہوں۔ اور قتل خطائے مغلظ میں اگر بکریاں دینی ہیں تو ایک ہزار نر بکرے اور یہ نہ ہو سکے تو اونٹ۔

(۵۲۰۸) ابن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے حریر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو عمداً قتل کر دیا یہ مقدمہ والی و حاکم کے سامنے پیش کیا گیا تو حاکم نے اس کو قتل کرنے کے لئے مقتول کے حوالے کر دیا تو کچھ لوگ جھپٹے اور قاتل کو مقتول کے وارثوں سے چھڑا لے گئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ جو لوگ اسے مقتول کے وارثوں سے چھڑا لے گئے ان کو اس وقت تک قید میں رکھا جائے جب تک وہ قاتل کو پیش نہ کریں۔ تو عرض کیا گیا کہ اور اگر یہ لوگ قید میں ہوں اور قاتل مرجائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر قاتل مرجائے تو پھر ان لوگوں پر دست ہے جو وہ مقتول کے وارثوں کو ادا کریں گے۔

(۵۲۰۹) ہشام بن سالم نے زیاد بن سوید سے۔ اور انہوں نے حکم بن عتیبہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام قتل عمد اور قتل خطا اور جراحوں سے متعلق کیا فرماتے ہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قتل خطا۔ قتل عمد کے مانند نہیں۔ قتل عمد (کے بدلے) میں قتل

ہے اور جراحوں میں قصاص ہے اور قتل خطاء اور جراحوں میں دیت ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا اے حکم اگر خطا قتل کی ہے یا خطا جراح (زخمی کرنے والے) کی اور وہ بدوی ہے تو وہ خطا جو اس بدوی نے کی ہے اس کی دیت اس کے سر پرستوں پر ہے ان بدویوں کی طرف سے اور اگر جراح کسی قریب کا بہنے والا ہے تو اس نے جو خطا کی ہے اس کی دیت اس کے ان سر پرستوں پر ہے جو قریب کے بہنے والے ہیں۔

(۵۲۱۰) ابن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ذرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک مرد آزاد کو حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کر دو اور اس نے اس کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا جس نے قتل کیا ہے اس کو قتل کیا جائے گا اور جس نے قتل کا حکم دیا ہے اس کو تا مرقبہ کر دیا جائے گا جہاں تک کہ وہ اس میں مر جائے۔

(۵۲۱۱) ابن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی ماں کو قتل کر دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ماں کی وراثت نہیں پائے گا اور اس کے قتل کے جرم میں قتل ہوگا ذلت کے ساتھ اور میرا تو خیال یہ ہے کہ اس کا قتل بھی اس کے گناہ کا کفارہ نہیں بنے گا۔

(۵۲۱۲) ابن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ذرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو حرام مہینوں میں خطا قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر دیت اور حرام مہینوں میں دو ماہ تک متواتر روزہ رکھنا لازم ہے۔ میں نے عرض کیا مگر اس میں تو ایام حید اور ایام تشریق بھی آئیں گے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا مگر وہ اس میں بھی روزہ رکھے گا اس لئے کہ اس کی ادائیگی اس پر لازم ہے۔

(۵۲۱۳) ابان کی روایت جو ذرارہ سے ہے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر پوری دیت اور ایک دیت کی ایک تہائی لازم ہے۔

(۵۲۱۴) عریف بن ناسح نے علی ابن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص کسی کو مٹی کا برتن یا پختہ اینٹ مارے اور وہ مر جائے تو اس کا یہ قتل عمد ہوگا۔

(۵۲۱۵) ابن ابی عمیر نے ہشام بن سالم اور متعدد اشخاص سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت پر مرد نے مٹی کا برتاؤ کیا اور اب اس کا خیال ہے کہ وہ عورت اس کے اس سخت برتاؤ سے مرگئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی دیت کامل ہوگی مگر مرد قتل

نہیں کیا جائے گا۔

(۵۲۱۶) ابراہیم بن ہاشم کی نوادر میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے عورت کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا یا عورت نے مرد کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا پھر ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان دونوں پر کچھ نہیں ہے۔

(۵۲۱۷) داؤد بن سرحان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان دو شخصوں کے متعلق کہ جنہوں نے مل کر ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مقتول کے ورثہ چاہیں کہ ان کی دیت ادا کر کے ان دونوں کو قتل کریں تو وہ قتل کر لیں۔

(۵۲۱۸) اور سماء نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا فممن عفی لہ من اخیہ شی فاتباع بالمعروف (سورۃ بقرہ آیت ۱۷۸) (پس جس قاتل کو اس کے ایمانی بھائی طالب قصاص کی طرف کر دیا جائے تو اسے بھی اسی کے قدم بہ قدم نیکی کرنا اور خوشی سے خون بہا ادا کرنا چاہیے) اس آیت میں شے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا یہ وہ شخص ہے جو دیت قبول کرے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا جو اس کا حق ہے اسے خوش اسلوبی سے وصول کرے اس کو پریشان نہ کرے۔ اور جس پر ادا کرنا لازم ہے اس کے لئے حکم ہے اس کے ساتھ ظلم نہ کرے اور اگر آسانی کے ساتھ ادا کر سکتا ہے تو نیکی کے ساتھ ادا کر دے میں نے عرض کیا کہ پھر اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ قول فممن اعتدی بعد ذلک فله عذاب الیم (سورۃ بقرہ آیت ۱۷۸) (اب اس کے بعد جو بھی زیادتی کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد وہ شخص ہے جو دیت قبول کر لیتا ہے پھر مصالحت کر لیتا ہے اور اس کے بعد اگر قاتل کو مشد کر دیتا ہے یعنی ناک کان کاٹ لیتا ہے یا قتل کر دیتا ہے۔

(۵۲۱۹) داؤد بن سرحان نے حضرت ابی عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو اپنے سر پر کوئی سامان اٹھائے ہوئے تھا وہ ایک انسان سے ٹکرایا اور وہ مر گیا یا اس میں سے کچھ سامان ٹوٹ گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ اس کا امانت دار اور ضامن ہے۔

(۵۲۲۰) محمد بن اسلم نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا مولائیں آپ علیہ السلام پر قربان ایک شخص نے ایک آدمی کو عمداً یا خطاً قتل کر دیا اور اس کے ذمہ کسی کا قرض اور مال ہے مقتول کے ورثہ نے ارادہ کیا کہ قاتل کو معاف کر دیں۔ آپ نے فرمایا اگر وہ معاف کر دیتے ہیں تو مقتول کے ذمہ دار ہونگے۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ لوگ (معاف نہ کریں بلکہ) اس کے قتل کا ارادہ کریں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے عمداً قتل کیا ہے تو قاتل کو

قتل کیا جائے گا اور امام اس کا قرض قرض داروں کے سہم سے ادا کرے گا۔ میں نے عرض کیا عدا قتل کیا ہے اور مقتول کے وارثوں نے قاتل سے خون بہا پر صلح کر لی تو قرض کس کے ذمہ ہوگا؟ اس کی دست میں سے وارثوں پر یا امام پر؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ اس کی دست میں سے اس کا قرض ادا کریں گے جس پر ان لوگوں نے صلح کی ہے اس لئے کہ مقتول اپنی دست کا دوسروں سے زیادہ حقدار ہے۔

(۵۲۲۱) اور ابن بکیر کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جو کسی آدمی کو چھوٹی یا بڑی چیز سے عدا قتل کرے تو اس پر قصاص (یعنی قتل) لازم ہے۔

(۵۲۲۲) بزنطی نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک آدمی کے سر پر ڈنڈا مارا تو اس کی زبان بھاری ہو گئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے سامنے حروف تہجی پیش کئے جائیں گے جس حرف کو وہ فصاحت کی زبان سے ادا کر سکے اس پر کچھ نہیں اور جس حرف کو وہ فصاحت سے ادا نہ کر سکے اس پر اس کو دست دینا لازم ہے اور وہ اٹھائیس (۲۸) حروف ہیں۔

باب: وہ شخص جس کی خطا بھی عدا ہے

(۵۲۲۳) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک نابالغ لڑکے اور ایک عورت دونوں نے مل کر ایک شخص کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کی اور نابالغ لڑکے کی خطا بھی عدا ہے اگر مقتول کے ورثہ چاہیں تو دونوں کو قتل کر دیں اور لڑکے کے ورثہ کو پانچ ہزار درہم واپس کریں اور اگر لڑکے کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کریں اور عورت لڑکے کے وارثوں کو ایک چوتھائی دست دے گی اور اگر مقتول کے ورثہ عورت کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کر دیں اور لڑکا عورت کے وارثوں کو ایک چوتھائی دست دے۔ اور اگر مقتول کے ورثہ چاہیں تو دست لے لیں ایسی صورت میں لڑکے پر نصف دست اور عورت پر نصف دست ہوگی۔

(۵۲۲۴) ابن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے ضریس کناسی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام اور ایک عورت نے مل کر ایک شخص کو خطا قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کی خطا اور غلام کی خطا بھی عدا کے مانند ہے پس اگر مقتول کے ورثہ چاہیں کہ دونوں کو قتل کریں تو دونوں کو قتل کر دیں۔ اور فرمایا کہ اگر غلام کی قیمت پانچ ہزار درہم سے زیادہ ہے تو پانچ ہزار سے جو زائد ہے وہ غلام کے مالک کو ادا کریں۔ اور اگر چاہیں کہ عورت کو قتل کریں تو اسے قتل کر دیں اور غلام

کو لے لیں تو ایسا کر لیں۔ لیکن اگر غلام کی قیمت پانچ ہزار درہم سے زائد ہے تو پانچ ہزار سے جو زائد ہے وہ غلام کے مالک کو ادا کریں اور غلام کو لے لیں یا یہ کہ اس غلام کا مالک اس کی دیت دیدے اور غلام کی قیمت پانچ ہزار درہم سے کم ہے تو پھر ان کے لئے غلام کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

(۵۲۲۵) ابو اسامہ نے عبد اللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد کو عمداً قتل کر دیا تو اس کے متعلق آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر مقتول کے گھر والے چاہیں کہ عورت کو قتل کریں تو قتل کر دیں جو جرم کرتا ہے اس کی سزا اس کی ذات ہی پر ہوتی ہے۔

(۵۲۲۶) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے لڑکے اور ایک مرد کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ دونوں ایک شخص کے قتل پر مجتمع ہوئے اور اسے قتل کر دیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کا ارشاد ہے جو لڑکا پانچ بالشت کا ہو جائے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اس کے لئے قصاص دیا جائے گا لیکن اگر وہ پانچ بالشت کا نہیں ہوا ہے تو دیت کا فیصلہ ہوگا۔

باب: وہ شخص جس کا عمدہ بھی خطا ہے

(۵۲۲۷) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے عمار سابعی سے انہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک اندھے نے عمداً ایک صحیح سالم شخص کی آنکھ پھوڑ دی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابو عبیدہ اندھے آدمی کا عمدہ بھی خطا کے مانند ہے اس میں اس کے مال سے دیت دی جائے گی اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو اس کی دیت امام پر لازم ہے اور ایک مسلمان کا حق رائیگاں نہیں جائے گا۔

(۵۲۲۸) اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک مجنون شخص نے عمداً ایک آدمی کو قتل کر دیا تو امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس مجنون کی قوم پر دیت قرار دے دی اور مجنون کی عمدہ و خطا دونوں کو برابر قرار دیا۔

باب : وہ شخص جس نے حرم کی حد سے باہر کوئی جرم کیا اور بھاگ کر حرم میں پناہ لے لی

(۵۲۲۹) ابن ابی عمیر نے ہشام بن حکم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے حرم کے باہر جرم کیا پھر بھاگ کر حرم میں پناہ لے لی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی مگر اس کو نہ کھانا دیا جائے گا اور نہ پانی۔ نہ اس سے بات کی جائے گی نہ اس سے خرید و فروخت۔ جب ایسا کیا جائے گا تو ہو سکتا ہے کہ وہ حرم سے باہر نکل آئے اور اس پر حد جاری کی جائے۔ اور اگر کوئی شخص حرم کے اندر جرم کرے تو حرم کے اندر ہی اس پر حد جاری کی جائے گی اس لئے کہ اس نے خود حرم کا احترام نہیں کیا۔

باب : اس شخص کے لئے حکم جس کو دو آدمیوں یا اس سے زائد نے قتل کر دیا اور قوم ایک کے قتل پر مجتمع ہو جائے

(۵۲۳۰) قاسم بن محمد نے ابان سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ دس (۱۰) آدمیوں نے مل کر ایک آدمی کو قتل کر دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر مقتول کے ورثہ چاہیں تو ان سارے دس (۱۰) آدمیوں کو قتل کر دیں اور دیت کے نو حصوں کا نقصان اٹھائیں۔ اور اگر چاہیں تو ان میں سے ایک آدمی کو چن لیں اور اسے قتل کر لیں اور باقی نو (۹) آدمیوں میں سے ہر ایک دیت کا دسواں حصہ مقتول کے وارثوں کو ادا کر دے۔ اور فرمایا کہ پھر والی و حاکم ان نو (۹) آدمیوں کو سزا دیگا اور انہیں قید کر دیگا۔

(۵۲۳۱) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دو ایسے آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جن میں سے ایک نے ایک شخص کو پکڑے رکھا اور دوسرے نے اس شخص کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا قاتل کو قتل کیا جائے گا اور دوسرے کو قید کر دیا جائے گا۔ کہ وہ اسی قید میں مرجائے جس طرح اس نے اس شخص کو مرتے دم تک پکڑے رکھا۔

(۵۲۳۲) اور آپ علیہ السلام نے ان دس (۱۰) آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا جنہوں نے مشترکہ طور پر ایک شخص کو قتل کرویا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا مقتول کے ورثہ ان میں سے ایک آدمی کو چن لیں اور اگر چاہیں تو اسے قتل کر لیں اور مقتول کے ورثہ باقی نو (۹) آدمیوں میں سے ہر آدمی سے دس کے دسویں حصہ کا مطالبہ کریں۔

(۵۲۳۳) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ان چھ (۶) آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا جو پانی میں اترے ان میں سے ایک آدمی عرق ہو گیا تو ان میں سے تین آدمیوں نے دو آدمیوں کے خلاف گواہی دی کہ ان دونوں نے اس کو ڈوبایا ہے اور ان دو آدمیوں نے ان تین آدمیوں کے خلاف گواہی دی کہ ان تینوں نے اس کو ڈوبایا ہے تو آپ علیہ السلام نے ان سب پر دس کو لازم کر دیا۔ دو آدمیوں پر دس کے پانچ حصوں میں سے تین حصے اس لئے کہ ان کے خلاف تین آدمیوں نے گواہی اور تین آدمیوں پر دس کے پانچ حصوں میں سے دو حصے اس لئے کہ ان کے خلاف دو آدمیوں نے گواہی دی ہے۔

(۵۲۳۴) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ان چار آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا جو شیر کے شکار کے گڑھے میں جھانک رہے تھے کہ ان میں سے ایک گرنے لگا تو اس نے دوسرے کو پکڑ لیا اور دوسرا گرنے لگا تو اس نے تیسرے کو پکڑ لیا اور تیسرا گرنے لگا تو اس نے چوتھے کو پکڑ لیا یہاں تک کہ ایک نے دوسرے کو شیر پر گرا لیا تو آپ علیہ السلام نے پہلے کے متعلق یہ فیصلہ کیا کہ یہ تو شیر کا شکار ہو گا اس کے ورثہ دوسرے کے ورثہ کو دس کا ایک تہائی ادا کریں۔ اور دوسرے کے ورثہ تیسرے کے ورثہ کو دس کا دو تہائی ادا کریں اور تیسرے کے ورثہ چوتھے کے ورثہ کو پوری دس ادا کریں۔

(۵۲۳۵) عمرو بن ابی مقدام سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ بیت الحرام کے پاس میں مشاہدہ کر رہا تھا کہ ایک شخص ابو جعفر دوانیقی کو پکار کر کہہ رہا تھا (جب کہ وہ طواف میں مصروف تھا) کہ اے امیرالمومنین یہ دو آدمی میرے بھائی کو رات کے وقت اس کے گھر سے بلا کر لے گئے پھر وہ واپس نہیں آیا اور خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ میرے بھائی کے ساتھ ان دونوں نے کیا کیا دوانیقی نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم دونوں نے اس کے ساتھ کیا کیا۔ ان دونوں نے جواب دیا امیرالمومنین ہم دونوں نے اس سے بات کی اس کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا۔ دوانیقی نے کہا اچھا تم دونوں کل اسی مقام پر بعد نماز عصر مجھ سے ملو اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جبکہ وہ آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا کہا اے جعفر تم ان لوگوں کا فیصلہ کرو۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں تم خود ان کا فیصلہ کر لو۔ دوانیقی نے کہا تم کو میرے حق کی قسم تم ان کا فیصلہ کرو۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تشریف لائے تو آپ علیہ السلام کے لئے سرکنڈوں کا ایک مصلیٰ ڈال دیا گیا آپ علیہ السلام اس پر بیٹھ گئے۔ پھر مدعی و مدعا علیہ آئے اور وہ آپ علیہ السلام کے سامنے بیٹھے آپ نے مدعی سے کہا بولو تم کیا کہتے ہو؟ اس نے عرض کیا فرزند رسول یہ دونوں رات کو میرے بھائی کے پاس آئے اور اس کو اس کے گھر سے بلا کر لے گئے پھر خدا کی قسم وہ واپس نہیں آیا۔ اور خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم

کہ ان دونوں نے میرے بھائی کے ساتھ کیا کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا تم دونوں کیا کہتے ہو؟ ان دونوں نے کہا فرزند رسول ہم دونوں نے اس سے بات کی پھر وہ اپنے گھر واپس چلا گیا۔ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے غلام بکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو کسی کے گھر جائے اور اس کو اس کے گھر سے اپنے ساتھ لے جانے تو وہ اس کا ضامن ہے جب تک کہ وہ گواہیاں نہ پیش کرے کہ اس نے اس کو اس کے گھر واپس کر دیا ہے۔ اے غلام اس ایک کو ان دونوں میں سے الگ لے جا اور اس کی گردن مار دے۔ اس نے عرض کیا فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اس کو قتل نہیں کیا بس میں اس کو پکڑے ہوئے تھا کہ یہ آیا اور اس نے اس کو چھری مار کر قتل کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند ہوں اے غلام اس دوسرے کو لے جا اور اس کی گردن مار دے اس نے عرض کیا فرزند رسول میں نے اس کو مارا پٹیا نہیں بس ایک وار میں میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ پس امام علیہ السلام نے (مقتول کے بھائی کو حکم دیا اس نے اس کی گردن ماری پھر دوسرے کے لئے حکم دیا اس کے دونوں پہلوؤں پر ضرب لگائی گئی پھر اس کو قید میں ڈالنے کا حکم دیا اور اس کے محضر نامہ پر لکھ دیا کہ یہ تا عمر قید رہے گا اور ہر سال اس کو پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۲۳۹) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک گروہ تھا جو شراب پی کر نشہ میں آتا تھا اور ان کے پاس چھریاں ہوتی تھیں جس سے وہ ایک دوسرے کو زخمی کرتے تھے لوگوں نے یہ مقدمہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو آپ علیہ السلام نے ان سب کو قید کر دیا ان میں سے دو مر گئے اور دو زندہ رہے تو مقتولین کے ورثاء نے اگر عرض کیا یا امیر المومنین ان دونوں سے ہمارے دونوں آدمیوں کے خون کا بدلہ (قصاص) دلوائیں۔ آپ علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا تم لوگوں کی اس میں کیا رائے ہے لوگوں نے کہا ہماری رائے تو یہ ہے ان دونوں سے قصاص ہونا چاہئے آپ علیہ السلام نے فرمایا ہو سکتا ہے وہ دونوں ہی مر گئے ہوں جنہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا ہو لوگوں نے کہا اس کا تو پتہ نہیں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں ان مقتولین کی دست چاروں قبیلوں پر رکھتا ہوں۔ پھر آپ علیہ السلام نے مقتولین کی دست میں سے ہر دھین کی دست نکال لی۔

(۵۲۴۰) اور امیر المومنین علیہ السلام سے مرفوع روایت کی گئی ہے تین آدمیوں کے متعلق کہ ان میں سے ایک نے ایک شخص کو پکڑے رکھا دوسرے نے اس کو قتل کر دیا اور تیسرا دید بانی (دکھوالی) کرتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے دید بانی کرنے والے کو حکم دیا کہ لوہے کی گرم سلاخ سے اس کی آنکھیں پھوڑ دی جائیں۔ جس نے اس کو پکڑے رکھا اس کو قید میں ڈال دیا جائے تاکہ قید میں مرجائے۔ اور جس نے قتل کیا تھا اس کو قتل کرنے کا حکم دیدیا۔

(۵۲۳۸) اور آپ علیہ السلام نے فیصلہ دیا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ فلاں آدمی کو قتل کر دے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ غلام تو اس کی تلوار یا اس کے کوڑے کے مانند ہی ہے۔ غلام کے مالک کو قتل کیا جائے اور غلام کو مرتے دم تک قید میں ڈال دیا جائے۔

باب: عورتوں اور مردوں کے درمیان جراحات و قتل

(۵۲۳۹) عبدالرحمن بن حجاج نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا آپ کا کیا حکم ہے اس شخص کے متعلق کہ جس نے عورت کی انگلیوں میں سے ایک انگلی کاٹ دی اس کی دست کتنی ہوگی آپ علیہ السلام نے فرمایا دس (۱۰) اونٹ۔ میں نے عرض کیا اور اگر دو انگلیاں کاٹے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر بیس (۲۰)۔ میں نے عرض کیا اور اگر تین انگلیاں کاٹے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تیس (۳۰)۔ میں نے عرض کیا اور اگر چار انگلیاں کاٹے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر بیس (۲۰)۔ میں نے عرض کیا سبحان اللہ تین انگلیاں کاٹے تو تیس (۳۰) اور چار انگلیاں کاٹے تو بیس (۲۰) یہ بات جب میں عراق میں تھا تو ہم لوگوں کے پاس پہنچی تھی تو اس شخص سے ہم نے براءت کا اظہار کیا تھا اور ہم لوگوں نے کہا تھا یہ کسی شیطان کا قول ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابان ٹھہرو جلدی نہ کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی حکم ہے عورت مرد کے ساتھ دست میں تین (۳) تک برابر کی شریک ہوتی ہے اور جب تین (۳) تک پہنچ گئے تو عورت کی دست گھنے گی اور نصف پر آجائے گی (یعنی ۱/۲) اے ابان تم نے یہ بات ہم سے اپنے قیاس سے لی ہے اور سنت میں قیاس دین کو مٹا دیتا ہے۔

(۵۲۴۰) جمیل اور محمد بن حمران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا عورت اور مرد کے درمیان قصاص ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں زخموں میں قصاص ہے جب تک زخم تین (۳) تک پہنچے دونوں کی دست برابر ہے اور جب تین (۳) کی تعداد سے آگے بڑھے گی تو مرد کی دست اور جانگی اور عورت کی دست نیچی ہو جائے گی۔

(۵۲۴۱) ابو بصیر نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا ایک مرد نے عورت کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کے گھر والے اگر چاہیں کہ مرد کو قتل کر دیں تو اس کی نصف دست دے، کر قتل کریں ورنہ پوری دست قبول کریں۔

(۵۲۴۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فرمایا جس نے اپنے شوہر کو عمداً قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مرد کے گھر والے عورت کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کر دیں اور جو بھی جرم کرتا

ہے وہ اپنے نفس سے زیادہ نہیں کرتا۔

(۵۲۳۳) محمد بن سہل بن لیث نے اپنے باپ سے انہوں نے حسین بن مہران سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت حاملہ تھی کہ اس کے جہاں ایک چور آیا اور اس پر جھپٹ پڑا اور اس کے شکم میں جو بچہ تھا اس کو قتل کر دیا پھر وہ عورت اس چور پر جھپٹی اور اسے قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا عورت نے جو اس چور کو قتل کیا تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اس کے بچہ کی دیت مقتول چور کے خاندان والے ادا کریں گے۔

باب: ایک شخص اپنے بیٹے یا باپ یا ماں کو قتل کر دیتا ہے

(۵۲۳۴) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے تو اس کے بدلے اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور بیٹا اگر اپنے باپ کو قتل کر دے تو اس کے بدلے میں بیٹا قتل کر دیا جائے گا اور اگر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی دوسرے کو قتل کر دے تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے۔

(۵۲۳۵) محمد بن قیس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی ماں کو قتل کر دیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے اس کو خطا قتل کیا ہے تو اس کی میراث میں اس کا حصہ ہے اور اگر عمدتاً قتل کیا ہے تو اس کی میراث میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

(۵۲۳۶) عمر بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو اپنے بیٹے یا اپنے غلام کو قتل کر دیتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ اس کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا لیکن اس کو ضرب شدید لگائی جائے گی اور اپنی جائے پیدائش سے (یعنی وطن سے) نکالا جائے گا۔

(۵۲۳۷) علی بن رئاب نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی ماں کو قتل کر دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ اپنی ماں کی میراث نہیں پائے گا اور اس کے بدلے قتل کیا جائے گا وہ انتہائی ذلیل ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس کا قتل بھی اس کے گناہ کا کفارہ بنے گا۔

باب: ایک مسلمان کسی کافر ذمی یا غلام یا غلام مدبر یا غلام مکاتب کو قتل کر دیتا ہے یا وہ لوگ اس کو قتل کر دیتے ہیں

(۵۲۳۸) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو کسی ذمی کے قتل کرنے یا زخمی کرنے کے جرم میں قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس مسلمان سے اس ذمی کے لئے تاوان لیا جائے گا جس قدر اس نے اس ذمی کے ساتھ زیادتی کی ہے ذمی کی دیت کے مقدار میں یعنی آٹھ سو (۸۰۰) درہم۔

(۵۲۳۹) ابن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا یہودی و نصرانی اور مجوسی کی دیت (خون بہا) کے متعلق تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ سب برابر ہیں آٹھ سو۔ آٹھ سو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان اگر یہ مسلمانوں کے ملک میں فواحش کا ارتکاب کرتے ہوئے پکڑے جائیں تو کیا ان پر حد جاری ہوگی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں پر بھی مسلمانوں کے احکام جاری ہونگے۔

(۵۲۴۰) ابن ابی عمیر نے سماعہ بن مہران سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو بھجوا تو جب وہاں انہیں یہود و نصاریٰ و مجوس کے خونی مقدمات کا سابقہ پڑا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خط لکھا کہ میرے سامنے قوم یہود و نصاریٰ کے خون کے مقدمات آئے تو میں نے آٹھ آٹھ سو دیت کا فیصلہ دیا لیکن قوم مجوس کے خونی مقدمات آئے تو ان کے متعلق تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کوئی ہدایت نہیں فرمائی تھی (میں ان کے متعلق کیا کروں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خط لکھا کہ ان کی دیت بھی یہود و نصاریٰ کی دیت کے مانند ہے وہ بھی اہل کتاب ہیں۔

(۵۲۴۱) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ضریس کناسی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک نصرانی کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا مگر جب وہ پکڑا گیا تو مسلمان ہو گیا اب اس کے بدلہ میں اس کو قتل کروں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔ عرض کیا گیا اور اگر وہ اسلام نہ لائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کیا جائے اگر وہ لوگ چاہیں تو اسے قتل کریں چاہیں تو معاف کر دیں چاہیں تو غلام بنائیں اور اگر اس کا کوئی ذاتی مال ہے تو اس کو اور اس کے مال کو مقتول کے وارثوں کو دیدیا جائے گا۔

(۵۷۵۲) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہودی و نصرانی کی دست چار ہزار (۴۰۰۰) درہم ہے اور مجوسی کی دست آٹھ سو (۸۰۰) درہم ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا لیکن یہ کہ مجوسیوں کی بھی ایک کتاب ہے جس کو جاماسف کہتے ہیں۔ (۵۷۵۳) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ یہودی و نصرانی کی دست چار ہزار (۴۰۰۰) درہم ہے اس لئے کہ یہ سب اہل کتاب ہیں۔

(۵۷۵۴) عبداللہ بن مغیرہ نے منصور سے انہوں نے ابان بن تغلب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہودی و نصرانی اور مجوسی کی دست بھی وہی ہے جو مسلمانوں کی دست ہے۔

معنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ احادیث حالات کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہیں ایک حالت کے لئے مختلف نہیں ہیں۔ جب تک یہودی اور نصرانی اور مجوسی اس معاہدہ پر قائم رہیں کہ وہ ظاہرہ شراب نہ پیئیں گے، زنا نہ کریں گے سود خوری نہ کریں گے مردار اور سور کا گوشت نہ کھائیں گے، انہوں سے نکاح نہ کریں گے۔ اور ماہ رمضان میں دن کے وقت ظاہرہ طور پر اکل و شرب (کھانا پینا) نہ کریں گے، مسلمانوں کی مسجدوں پر چڑھنے سے اجتناب کریں گے، رات کو مسلمانوں کی آبادی سے ہٹ کر نکلنے کا راستہ استعمال کریں گے اور فریاد و فروخت اور دیگر ضروریات کے لئے دن کو جائیں گے تو اس کے باوجود جو شخص ان میں ایک کو بھی قتل کرے گا اس پر چار ہزار (۴۰۰۰) درہم (دست) ہوگا اور ہمارے مخالفین نے حدیث کے ظاہر کو لے لیا اور حالات کا لحاظ نہیں کیا۔ اور جب امام نے ان کو امان دے دی ان لوگوں سے عہد لے لئے اور وعدہ استوار کر لیا اور ان لوگوں کی ذمہ داری قبول کر لی اور ان شرائط پر جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے وہ کار بند رہیں اور عہد کو نہ توڑیں اور جزیہ دینے کا اقرار کریں اور اسے ادا کرتے رہیں تو جو شخص بھی ان میں سے کسی کو خطا بھی قتل کرے گا اس پر ایک مسلمان کے برابر دست ہوگی۔ اور اس کی تصدیق درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۷۵۵) جس کی روایت کی ہے حسین بن سعید نے فضالہ سے اور انہوں نے ابان سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جن کی ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے ان کی دست کامل ہوگی۔ زرارہ کہتے ہیں یہی وہ بات ہے جسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی ذمہ داری کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جو شخص امام کے حکم کے خلاف ان میں سے کسی ایک کو عہد اُقتل کرے تو اس کے لئے قتل ہے یہ ذی کی حرمت کی وجہ سے نہیں بلکہ امام المسلمین کے حکم کے خلاف کرنے کی وجہ سے ہے۔

(۵۲۵۶) جیسا کہ روایت کی ہے علی بن حکم نے ابی المعز سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مسلمان کسی نصرانی کو قتل کر دے اور نصرانی کے گھر والے اس کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کر لیں مگر دونوں دھتوں میں جو فرق ہے اسے ادا کر دیں۔ اور اسی طرح اگر ایک مسلمان ان لوگوں کے قتل کا عادی ہو گیا ہے تو وہ قتل کر لیا جائے امام کے حکم کے خلاف کرنے کی وجہ سے خواہ وہ لوگ مسلمانوں سے کھلم کھلا دشمنی اور دھوکہ فریب کیوں نہ کرتے ہوں۔

(۵۲۵۷) اور علی بن حکم نے ابان سے انہوں نے اسماعیل بن فضل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مجوس و یہود و نصاریٰ کے خون کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اگر کوئی شخص ان میں سے کسی کو قتل کر دے تو اس پر کچھ ہے جب کہ یہ لوگ مسلمانوں سے بغض اور کینہ رکھتے ہیں اور ان سے کھلی دشمنی کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ یہ ان لوگوں کے قتل کا عادی ہو۔ نیز میں نے آنجناب سے ایک ایسے مسلمان کے متعلق دریافت کیا جو ذمیوں اور اہل کتاب کے ہاتھوں قتل ہو گیا جب کہ اس نے ان لوگوں کو قتل کیا تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ وہ اس کا عادی ہو تو اس کو نہ چھوڑا جائے کہ ان لوگوں کو قتل کرے پس ذلت کے ساتھ قتل کیا جائے۔

اور جب یہود و نصاریٰ اور مجوس ان شرائط کی پابندی نہ کریں جن پر ان سے عہد کیا گیا اور جن کا میں نے اوپر ذکر کر دیا ہے تو اگر کسی نے ان میں سے کسی ایک کو بھی قتل کر دیا تو اس پر آٹھ سو (۸۰۰) درہم دیت ہوگی اور ان کے بدلے کوئی مسلمان قتل یا زخمی نہیں کیا جائے گا جیسا کہ میں نے اس باب کی ابتداء میں لکھ دیا ہے اور اس کے علاوہ اور صورتوں میں امام کے خلاف اور اس کے حکم کو نہ ماننا یہ دونوں اس کے قتل کا سبب بنیں گے جیسا کہ ایلاء کرنے والے کے لئے حکم ہے کہ جب چار ماہ بعد ٹھہرے اور امام اس کو حکم دے کہ یا کفارہ دیکر عورت کی طرف رجوع کرے یا اس کو طلاق دیدے اور نہ وہ کفارہ ادا کرے رجوع کرے اور نہ طلاق دے تو چونکہ اس نے مسلمان کے امام کا حکم نہیں مانا اس لئے اس کی گردن مار دی جائے گی۔

(۵۲۵۸) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے ہمارے ذمیوں کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی تو جب ان ذمیوں کو اذیت دینا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینا ہے تو پھر ان لوگوں کا قتل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذیت کا سبب کیسے نہ ہوگا۔

اور اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا سے تھا کہ جب میرے ذمیوں کو جو اذیت دے گا وہ مجھے اذیت دے گا اور اپنے قلم سے باز نہ آئے گا تو پھر جو شخص میری بیٹی جو اکلوتی ہے اور میرا ایک مجز ہے اور تمام اولین و آخرین کی عورتوں کی سردار ہے اس کو اذیت پہنچانا میری اذیت کا سبب کیسے نہ بنے گا اسی کی

مطابقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اس (میری دختر) کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی جس نے اس کو غضبناک و ناراض کیا اس نے مجھ کو غضبناک و ناراض کیا جس نے اس کو خوش و مسرور کیا اس نے مجھ کو خوش و مسرور کیا۔

(۵۲۵۹) ابن محبوب نے علی بن رتاب سے انہوں نے برید ثعلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مسلمان نے ایک نصرانی کی آنکھ پھوڑ دی آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ذبی کی آنکھ کی دسٹ چار سو (۴۰۰) درہم ہے یہ اس کے لئے ہے جس کی جان کی دسٹ آٹھ سو (۸۰۰) درہم ہے۔

(۵۲۶۰) عثمان بن عیسیٰ نے سماعہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کسی آزاد شخص کو غلام نے قتل کیا ہے تو غلام کو قتل کر دیا جائے گا لیکن اگر کسی آزاد شخص نے غلام کو قتل کیا ہے تو آزاد شخص قتل نہیں کیا جائے گا وہ اس کی قیمت ادا کرے گا اور اس کو ضرب شدید لگائی جائے گی تاکہ دوبارہ ایسا نہ کرے۔

(۵۲۶۱) حماد بن عتبہ نے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے مملوک کو عمدہ قتل کر دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے تعجب ہے وہ ایک غلام آزاد کرے دو مہینے پے در پے روزہ رکھے ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے پھر اس کے بعد اس کی توبہ ہوگی۔

(۵۲۶۲) حمران نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے مملوک کو مارا اور وہ اس کی مار سے مر گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ایک غلام آزاد کرے۔

(۵۲۶۳) یحییٰ بن ابی السلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک غلام ایک آزاد شخص کو قتل کر دے تو یہ مقتول کے گھر والوں پر ہے کہ وہ چاہیں تو اسے قتل کر دیں اور چاہیں تو اسے اپنا غلام بنا کر رکھیں۔

(۵۲۶۴) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق فیصلہ فرمایا جو قتل کر دیا گیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حساب کیا جائے گا جتنی رقم اس نے ادا کر دی ہے اتنی اس کی آزاد کی دسٹ ہوگی اور جتنا حصہ ادا نہیں کیا ہے اتنے حصہ کی غلام کی دسٹ ہوگی اور غلام کے گھر والے سوائے اس کی جان کے اور کوئی نقصان نہیں اٹھائیں گے۔

(۵۲۶۵) ابن محبوب نے علی بن رتاب سے انہوں نے فضیل بن یسار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک مرد آزاد کو زخمی کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ مرد آزاد چاہے تو اس سے قصاص لے لے اور اگر چاہے تو وہ غلام کو لے لے اگر زخم کی دسٹ اس کی قیمت کے بقدر ہے اور

اگر زخم کی دیت اس کی قیمت کے برابر نہیں ہے تو اس کا مالک اس کی دیت ادا کرے اور اگر مالک دیت ادا کرنے سے انکار کرے تو اس آزاد و مجروح شخص کے لئے زخم کی دیت کے بقدر غلام میں سے اس کا حق ہے اور باقی مالک کا ہے غلام فروخت کر دیا جائے گا اور شخص مجروح اپنا حق لے کر باقی اس کے مالک کو دیدے گا۔

(۵۲۶۶) حسن بن محبوب نے عبدالعزیز عابدی سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک غلام کا ایسا سر پھاڑا کہ ہڈی ظاہر ہو گئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر غلام کی قیمت کا بیسواں حصہ ہے۔

(۵۲۶۷) ابن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے غلام کے متعلق کہ جس نے دو آدمیوں کو مجروح کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر ان کے زخموں کو دیت غلام کی قیمت کے برابر ہے تو وہ ان دونوں آدمیوں کا ہے۔ عرض کیا گیا کہ اور اگر اس غلام نے ایک شخص کو صبح کے وقت زخمی کیا اور دوسرے کو دن کے آخری حصے میں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر ابھی حاکم وقت نے پہلے زخمی کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے تو پھر یہ دونوں کا ہے اور اگر والی حاکم نے مجروح اول کے حق میں فیصلہ کر دیا اور اس کے جرم کے عوض اس کے حوالے کر دیا اور اس کے بعد اس نے جرم کیا ہے اس کا یہ جرم اخیر ہوگا۔

(۵۲۶۸) علی بن رباب نے طلحی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی آزاد شخص کسی غلام کو قتل کرے تو مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا اور اس کو تادیبی سزا دی جائے گی عرض کیا گیا کہ اگر اس غلام کی قیمت بیس (۲۰) ہزار ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ آزاد کی دیت سے غلام کی قیمت تجاوز نہیں کرے گی۔

(۵۲۶۹) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے غلاموں کا زخم بھی قیمت میں آزاد لوگوں کے زخم کے مانند ہے۔

(۵۲۷۰) ابن محبوب نے ابو محمد داہشی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کچھ لوگوں نے کسی کے غلام پر ایسے جرم کا دعویٰ کیا کہ (اس کی دیت) اس کی قیمت پر احاطہ کر لیتی ہے اور غلام اس کا اقرار کر لیتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ غلام کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مالک کے خلاف اقرار کرے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اگر وہ لوگ اپنے دعویٰ پر گواہ و ثبوت پیش کریں تو پھر وہ لوگ غلام کو لے لیں گے یا پھر اس کا مالک ان لوگوں کو اس کی دیت ادا کرے گا۔

(۵۲۷۱) ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام مدبر نے عمدتاً ایک آزاد مرد کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ

السلام نے فرمایا اس کے عوض وہ قتل کر دیا جائے۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس نے خطا قتل کیا ہو۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ مقتول کے وارثوں کے حوالہ کر دیا جائے گا وہ ان لوگوں کا غلام ہوگا اگر وہ لوگ چاہیں تو اس کو اپنا غلام بنائے رکھیں اور اگر چاہیں تو اس کو فروخت کر دیں اور انہیں اس کے قتل کا حق نہیں ہے۔ پھر فرمایا اے ابو محمد مدبر مملوک ہوتا ہے۔

(۵۲۷۲) ابن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام مکاتب نے خطا ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کے مالک نے مکاتب بناتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ اگر وہ رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر غلامی کی طرف پلٹ آئے گا تو بمزملہ مملوک کے ہے اس کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دیا جائیگا اگر وہ لوگ چاہیں تو اس کو غلام بنا کر رکھیں اور اگر چاہیں تو اسے فروخت کر دیں۔ اور اگر اس کے مالک نے مکاتب کرتے وقت یہ شرط نہیں رکھی تھی اور اس نے مکاتبیت کی رقم کا کچھ حصہ ادا کر دیا تھا تو حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی مکاتبیت کی رقم جس قدر ادا کر چکا ہے وہ اتنا حصہ آزاد ہے اور امام پر لازم ہے کہ مقتول کے وارثوں کو جس قدر حصہ ادا کر کے وہ آزاد ہوا ہے وہ امام ادا کرے اور کسی مسلمان کا خون رائیگاں نہ جائے۔ اور میری نظر میں یہ ہے کہ مکاتبیت کا جتنا حصہ اس نے ادا نہیں کیا اتنا حصہ وہ مقتول کے وارثوں کا غلام رہے گا اور اس کی عمر بھر وہ اس سے خدمت لیتے رہیں گے ان کو فروخت کرنے کا حق نہیں ہے۔

(۵۲۷۳) اور ابن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کو ایک سواری پر سوار کیا اور اس نے ایک آدمی کو کچل دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ نقصان اس کا مالک بھرے گا۔

(۵۲۷۴) اور ابن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ابی ورد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک غلام کو خطا قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر اس کی قیمت ادا کرنا لازم ہے مگر اس کی قیمت دس ہزار (۲۰۰۰۰) درہم سے تجاوز نہیں کرے گی۔ میں نے عرض کیا غلام تو مر گیا اب اس کی قیمت کون لگائے گا۔ فرمایا اگر اس کے مالک کے پاس گواہ ہیں کہ قتل کے دن اس کی قیمت اتنی تھی تو اس کا قاتل اس کے لئے گرفتار ہوگا۔ اور اگر مالک کے پاس گواہ و شاہد نہ ہوں تو جس نے اس کو قتل کیا ہے اس کے حلفیہ بیان پر قیمت کا تعین ہوگا وہ چار مرتبہ اللہ کو گواہ کر کے کہے گا کہ اس کی قیمت اس سے زیادہ تھی جتنی میں نے قیمت لگائی ہے اگر وہ اس حلف سے انکار کرے تو یہ حلف غلام کے مالک پر پلٹ جائے گا۔ اور مالک کو وہ رقم دے دی جائے گی جس پر اس نے حلف اٹھایا ہے مگر اس کی قیمت دس ہزار (۲۰۰۰۰) درہم سے تجاوز نہ کرے گی۔ اور

اگر وہ غلام مومن تھا تو اس کا قاتل اس کی پوری قیمت ادا کرے گا نیز ایک غلام آزاد کرے گا اور دو مہینے پہلے در پہ روزہ رکھے گا اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے گا۔

(۵۲۷۵) ابن محبوب نے ابی ولاد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام مکاتب نے کسی آزاد مرد پر کسی جرم کا ارتکاب کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے اپنے مکاتبہ میں کچھ رقم ادا کر دی ہے تو اس رقم میں سے بقدر اس کے جرم کے اس مرد آزاد کو یہ دیدی جائیگی اور اگر وہ رقم اس کے جرم کے برابر نہیں ہے تو جس نے اس کو مکاتبہ کیا ہے اس سے وہ رقم لی جائے گی۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس نے کسی غلام پر اس جرم کا ارتکاب کیا ہو آپ علیہ السلام نے فرمایا اتنی ہی اس غلام کے مالک کو وہ رقم دیدی جائے گی جس کو اس مکاتبہ نے زخمی کیا ہے اور مکاتبہ اور غلام کے درمیان قصاص نہیں ہوگا جبکہ اس مکاتبہ نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کر دی ہو اور اگر اس نے اپنے مکاتبہ کی کوئی رقم ادا نہیں کی ہے تو اس سے اس غلام کے لئے قصاص لیا جائے گا یا یہ کہ اس مکاتبہ کا مالک اس کا تادان برداشت کرے گا اس لئے کہ جب تک اس نے مکاتبہ کی کوئی رقم ادا نہیں کی ہے وہ اس کا غلام ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اور زن مکاتبہ کی اولاد اپنی ماں کے مانند ہے۔ اگر وہ کنیز ہے تو وہ بھی غلام اور اگر وہ آزاد ہوتی ہے تو یہ بھی آزاد۔

باب: نفس کی دیت کے علاوہ پوری دیت اور نصف دیت کہاں کہاں لازم ہے

(۵۲۷۶) سکونی کی روایت میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی لڑکے کا عضو تناسل کاٹنے پر پوری دیت اور کسی عورت (نامرد) کے عضو تناسل کاٹنے پر بھی پوری دیت ہے۔

(۵۲۷۷) اور عبد اللہ بن میمون نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس ایک شخص پکڑ کر لایا گیا جس نے ایک آدمی کو ایسا مارا کہ اس کی آنکھ کی روشنی کم ہو گئی۔ آپ علیہ السلام نے اس کے ہم سن چند آدمی بلوائے اور انہیں کوئی چیز دکھائی پھر دیکھا کہ اس شخص کی بصارت کتنی کم ہوئی ہے پھر جتنی اس کی روشنی کم ہوئی اسی کے حساب سے اس کو دیت دلوائی۔

(۵۲۷۸) موسیٰ بن بکر نے حضرت امام عبدالصالح علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک آدمی کو ڈنڈے سے مارا اور ڈنڈا اس وقت تک نہیں رکا جب تک وہ مر نہ گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو مقتول کے در ثامہ کے حوالہ کر دیا جائے لیکن اسے نہ چھوڑا جائے تاکہ وہ لوگ طرح طرح سے مارنے کا لطف اٹھائیں بلکہ

اس پر تلوار کا دار کیا جائیگا۔

(۵۲۷۹) ابن مغزیہ نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاتھ کی دیت پچاس (۵۰) اونٹ ہے اگر پورا ہاتھ کٹ کر الگ نہ ہو تو اس کے علاوہ جو زخم آئے ہوں تو اس کا فیصلہ تم میں سے صاحبان عدل کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے جو احکامات نازل کئے ہیں اس کے مطابق جو لوگ فیصلہ نہ کریں گے تو وہی کافر ہیں۔

(۵۲۸۰) محمد بن قیس نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک آدمی کی آنکھ پھوڑی اس کی ناک اور کان کاٹے پھر اسے قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر ان سب کو کاٹ کر جدا کر دیا تو اس کا اس سے قصاص لیا جائے اس کے بعد اس کو قتل کیا جائے۔ اور اگر اس نے اس پر صرف ضرب لگائی ہے اور اس سے ان میں سے کوئی چیز کٹ گئی تو پھر اس کی صرف گردن ماری جائیگی قصاص نہیں لیا جائیگا۔ (۵۲۸۱) ابن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے برید غلی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ گوشت کی زبان، اندھے کی آنکھ اور مرد خسی و آزاد کے عضو تناسل اور اس کے دونوں بیضوں کی دیت ایک تہائی ہے اور کسی لڑکے کے عضو تناسل کی دیت کامل ہوگی۔

(۵۲۸۲) ابن محبوب نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کو پانچاں اور پیشاب کے مقام کے درمیان ایسی ضرب لگائی گئی کہ اب نہ اس کا پانچاں رکتا ہے اور نہ پیشاب۔ کہ اس کے لئے کامل دیت ہے۔

(۵۲۸۳) ابن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے ابی عبیدہ حذافہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے سر پر خیمہ کی لکڑی سے ایک ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا اور چوٹ اس کے دماغ تک پہنچی جس سے اس کی عقل جاتی رہی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ شخص معزوب نہ نماز کو سمجھتا ہے نہ یہ کہ اس نے کیا کہا اور اس سے کیا کہا گیا تو ایک سال انتظار کیا جائے اگر اس کے دوران وہ مر گیا تو مارنے والے سے قصاص لیا جائے گا۔ اور اگر وہ اس اشفا میں نہیں مرا اور اس کی عقل نہیں پلٹی تو مارنے والے کے مال سے اس کی عقل جانے کی دیت لی جائے گی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا پھر اس کا سر پھٹنے کے متعلق آپ علیہ السلام کے نزدیک کچھ ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں اس لئے کہ اس نے صرف ایک ضرب لگائی اور اس کی ایک ضرب نے دو گزند پہنچائے اس لئے دو گزندوں کی کڑی سزا اس کیلئے پوری دیت ہے اور اگر وہ دو ضربیں لگاتا اور دو گزند پہنچاتا تو اس کا ایک جرم شمار ہوتا خواہ وہ ضربیں کسی طرح بھی ہوتیں مگر یہ کہ

اس میں اس کی موت واقع ہو جاتی تو مارنے والے سے پہلی ضرب کا قصاص لیا جاتا اور دوسری کو چھوڑ دیا جاتا۔ اور اگر وہ تین ضربیں یکے بعد دیگرے لگاتا اور تین چوٹیں پہنچاتا تو یہ اس کا ایک ہی جرم لازم آتا خواہ وہ تین چوٹیں کسی طرح بھی لگائیں جب تک کہ اس میں موت نہ واقع ہو جاتی تو اس سے قصاص لیا جاتا آپ علیہ السلام نے فرمایا اور اگر وہ دس (۱۰) ضربیں لگاتا تو وہ سب ایک جرم شمار ہوتا جب تک کہ اس سے موت نہ واقع ہو جاتی۔

(۵۲۸۳) ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حبیب بستانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے دو آدمیوں کے دائیں ہاتھ کاٹ دیئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس شخص کا دایاں ہاتھ پہلے آدمی کے دائیں ہاتھ کے عوض کاٹا جائے گا پھر اس کا بایاں ہاتھ دوسرے آدمی کے دائیں ہاتھ کے عوض کاٹا جائے گا۔ میں نے عرض کیا مگر امیر المؤمنین علیہ السلام تو دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹتے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ایسا اس وقت کرتے جب حقوق اللہ کے لئے لازم ہوتا مگر اے حبیب! حقوق الناس میں قصاص میں ہاتھ کے بدلے ہاتھ ان سے لئے جائیں گے اگر کلنے والے کے ہاتھ ہوں اور پاؤں اس وقت جب کلنے والے کے دونوں ہاتھ نہ ہوں میں نے عرض کیا اس کے پاؤں چھوڑ دیئے جائیں اور اس پر دست کیوں لازم ہو جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر دست اس وقت لازم ہوگی جب کلنے والا کسی کا ہاتھ کاٹے اور اب کلنے والے کے نہ دونوں ہاتھ ہوں اور نہ دونوں پاؤں تو اس وقت اس پر دست لازم ہوگی اس لئے کہ اس کے پاس وہ چیز نہیں جس سے قصاص لیا جائے۔

(۵۲۸۵) ابن ابی عمیر نے قاسم بن عروہ سے انہوں نے ابن بکیر سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک ہاتھ کے قطع ہونے میں نصف دست اور دونوں ہاتھ کے قطع میں پوری دست ہے اور اسی طرح دونوں پاؤں کے قطع ہونے میں۔ اور عضو متاسل کے لئے جب حفظ یا اس کے اوپر سے کئے تو دست ہے اور ناک کے لئے جب اس کا انکارم حصہ یعنی مارن کئے تو اس میں دست ہے۔ (اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن اعرابی کی کتاب صفت خلق انسانی میں دیکھا ہے کہ مارن جو غضروف سے نرم ہو اور غضروف ہڈی کے مانند ایک سفید اور نرم شے ہے جو مارن میں ہوتی ہے اور مارن سب کی سب غضروف ہوتی ہے) اور دونوں لبوں کی پوری دست ہے اور دونوں آنکھوں کی دست پوری اور ان میں سے ایک کی نصف دست ہے۔

(۵۲۸۶) ابن محبوب نے ابی جمیل سے انہوں نے ابان بن تغلب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا نیچے کے لب کی دست چھ ہزار (۶۰۰۰) اور اوپر کے لب کی دست چار ہزار (۴۰۰۰) ہے اس لئے کہ نیچے کا لب پانی کو سنبھالے رکھتا ہے۔

(۵۲۸۷) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس کی ایک آنکھ پر چوٹ لگ گئی تھی کہ ایک شتر مرغ کا انڈا لایا جائے اور اس کو دور لے جایا جائے اور اس کو صحیح آنکھ سے اتنی دور لیجایا جائے کہ وہ نہ دیکھ سکے تاکہ اس کی نظر کی انتہا معلوم ہو جائے پھر اس کی چوٹ کھائی آنکھ کی نظر کی انتہا معلوم کی جائے اور اس حساب سے اس کی دست دی جائے۔

(۵۲۸۸) ابن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر وہ عضو کہ جو انسان میں دو دو ہیں اس کی دست پوری ہوگی اور ان میں سے ایک کی دست نصف ہوگی۔ اور جو عضو انسان میں ایک ہے اس کی دست پوری ہوگی۔

(۵۲۸۹) ابن محبوب نے عبدالوہاب بن صراح سے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جس کے کان میں درد محسوس ہوا تو اس نے دعویٰ کیا کہ میرے ایک کان کی سماعت میں کچھ نقص آگیا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کان میں چوٹ لگی اس کو خوب اچھی طرح باندھ کر بند کر دیا جائے اور صحیح کان کو کھلا رہنے دیا جائے اور اس کے منہ کے آگے گھنٹی بجائی جائے اور اس سے کہا جائے کہ سنو اور جہاں سے گھنٹی کی آواز اس کو نہ سنائی دے وہاں نشان لگادیا جائے پھر اس گھنٹی کو اس کے پس پشت لے جا کر بجایا جائے اور جہاں سے گھنٹی کی آواز سنے وہاں نشان لگادیا جائے۔ پھر ان دونوں کے فاصلے کی پیمائش کی جائے اگر دونوں کا فاصلہ برابر ہے تو وہ صحیح کہتا ہے پھر اس گھنٹی کو لے کر اس کے دائیں جانب جایا جائے اور بجائی جائے اور جہاں سے اس کو آواز اس کی سنائی نہ دے وہاں نشان لگایا جائے پھر اس گھنٹی کو لے کر اس کے بائیں جانب جایا جائے اور بجایا جائے جہاں سے اس کی آواز اس کو نہ سنائی دے وہاں نشان لگایا جائے پھر ان دونوں کے فاصلے کی پیمائش کی جائے اگر دونوں کا فاصلہ برابر ہے تو سمجھا جائے کہ وہ صحیح کہتا ہے پھر اس کے متاثرہ کان کی پٹی کھول دی جائے اور اس کے دوسرے کان کو پٹی باندھ کر خوب اچھی طرح بند کر دیا جائے پھر اس کے سلسلے سے گھنٹی بجائی جائے اور جہاں سے آواز نہ سنائی دے وہاں نشان بنا دیا جائے پھر اسی طرح صحیح کان کی مرتبہ۔ پھر صحیح کان اور متاثرہ کان کا فرق معلوم کیا جائے اسی کے حساب سے اس کی قیمت لگائی جائے۔

(۵۲۹۰) ابن محبوب نے اپنے باپ سے انہوں نے حماد بن زیاد سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے کان کی ایک بڑی میں گزند پہنچایا تو اس نے دعویٰ کیا کہ ساری سماعت جاتی رہی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو سال کا وقت دیا جائے گا اور اس پر دو عادل شخص دیدبان مقرر کر دیئے جائیں اگر وہ

دونوں اگر گواہی دیں کہ وہ سنتا اور جواب دیتا ہے تو پھر اس کو دست کا کوئی حق نہیں ہے اور اگر وہ دونوں اسکا ہتھ نہ چلا سکے تو پھر خود اس مدعی سے حلف لے کر دست دیدی جائے گی۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ دست ملنے کے بعد سننے لگے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تو یہ وہ چیز ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کر دی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا آنکھ کے متعلق ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے اس سے نظر نہیں آتا آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو بھی ایک سال دیا جائے گا اور ایک سال کے بعد اس سے حلف لیا جائے گا کہ اسے نظر نہیں آتا پھر اس کی دست اس کو دیدی جائے گی۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس کے بعد وہ دیکھنے لگے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر یہ وہ چیز ہے جو اللہ نے اس کو عطا کر دی ہے۔

(۵۹۱) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کا فیصلہ ہے کہ جب ریزہ کی ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کی پوری دست ہے۔

(۵۹۲) اور ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کے کولہ کی ہڈی ٹوٹ جائے اور وہ اپنا کولہ نہ سنبھال سکے تو اس کی دست کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی پوری دست ہے۔ نیز راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کم سن لڑکی سے مجامعت کر بیٹھا اور اس کی شرمگاہ پھٹ گئی اور جب وہ اس منزل پر آئے گی تو اس کے بچہ نہ ہوگا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے لئے کامل دست ہے۔

(۵۹۳) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک کم سن لڑکی سے شادی کر کے اس سے مجامعت کی اور اس کی شرمگاہ کو پھاڑ دیا۔ آپ نے فرمایا جب تک وہ زندہ ہے اس کا نان و نفقہ اس پر لازم ہے۔

(۵۹۴) سکونی کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس دن بادل چھائے ہوئے ہوں اس دن آنکھ (کی بتیالی) کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

باب: انگلیوں و انتوں اور ہڈیوں کی دست

(۵۹۵) عثمان بن عیسیٰ نے سماء سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے انگلیوں کے متعلق دریافت کیا کہ کیا ان میں سے بعض بعض پر دست کے لئے فضیلت رکھتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ سب دست میں برابر ہیں۔

(۵۲۹۶) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر دانت اور ہاتھ عمدتاً توڑ دیئے جائیں تو ان دونوں کی دیت ہے یا قصاص؟ آپؑ نے فرمایا قصاص۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اور اگر لوگ اس کی دیت دو گنی کر دیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ جس پر راضی کر لیں وہ اس کے لئے ہے۔

(۵۲۹۷) اور ابن بکیر کی روایت میں زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے انگلی کے متعلق فرمایا کہ اگر انگلی جڑ سے کاٹ دی جائے یا شل یعنی بے جان کر دی جائے تو اس کی دیت دس (۲۰) اونٹ ہے۔

(۵۲۹۸) اور جمیل کی روایت ہمارے بعض اصحاب سے ہے انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بچے کے دانت کے متعلق کہ کسی شخص نے مارا اور وہ ٹوٹ گیا پھر دوسرا دانت اگ آیا فرمایا کہ اس میں قصاص نہیں ہے دیت ہے اور ایسے شخص کے متعلق آپ علیہ السلام نے فرمایا جس کا ہاتھ ٹوٹ گیا پھر اچھا ہو گیا اس کا قصاص نہیں ہے دیت ہے اور جمیل نے دریافت کیا کہ بچے کے دانت اور ہاتھ توڑنے کی کیا دیت ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تھوڑی بہت آپ علیہ السلام نے اس میں معینہ رقم نہیں بتائی۔

(۵۲۹۹) ابن محبوب نے عبد اللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی انگلیاں دیت میں سب برابر ہیں۔ اور دانت کے متعلق فرمایا کہ اگر اس پر مار دیا جائے تو اس کو ایک سال تک دیکھا جائے اگر وہ گر جاتا ہے تو مارنے والا پانچ سو (۵۰۰) درہم دیت دے گا اور گرا نہیں سیاد پڑ گیا تو اس کی دو تہائی دیت دے گا۔

(۵۳۰۰) اور اسیر المؤمنین علیہ السلام نے ان دانتوں کے متعلق فرمایا جن پر دیت تقسیم ہوتی ہے کہ وہ اٹھائیس (۲۸) عدد ہیں سولہ دانت منہ کے پچھلے حصہ میں ہیں اور بارہ (۱۲) دانت منہ کے اگلے حصہ میں ہے۔ اگلے دانتوں میں سے ہر دانت کی دیت جبکہ وہ ٹوٹ کر گر پڑے تو پچاس (۵۰) دینار ہے اس طرح (بارہ دانتوں کے) چھ سو (۶۰۰) دینار ہوئے اور پچھلے حصے کے دانت جب ٹوٹ کر گر پڑیں تو اگلے دانت کی نصف دیت ہے یعنی پچیس (۲۵) دینار تو اس طرح سے چار سو (۴۰۰) دینار ہوئے اور یہ سب مل کر ایک ہزار دینار ہوئے۔ اب اگر کسی کے منہ میں اس سے کم ہے تو اس کی کوئی دیت نہیں اور اگر اس سے زیادہ ہے تو اس کی کوئی دیت نہیں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر سارے دانت ٹوٹ جائیں تو اصل خلقت کے دانت جو اٹھائیس (۲۸) عدد ہیں ان کے علاوہ جو زائد ہیں ان کی کوئی دیت نہ ہوگی مگر زائد انفرادی طور پر اکیلے ٹوٹ جائیں تو اس کی دیت اس اصلی دانت سے جو اس سے ملا ہوا ہے اس کی دیت کا ایک تہائی ہوگا۔

(۵۳۰۱) ابن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی کے ہاتھ پر مارا تو اس کے گنے کی دونوں ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ آپ نے فرمایا اگر ہتھیلی خشک ہو جائے یا ہتھیلی کی انگلیاں شل اور بے جان ہو جائیں تو اس میں ہاتھ کی دست کا دو تہائی ہے اور فرمایا کہ اگر بعض انگلیاں بے جان ہو جائیں اور بعض باقی رہیں تو ہر وہ انگلی جو شل اور بے جان ہوئی ہے اس کی دست دو تہائی ہے نیز فرمایا کہ یہی حکم ہنڈی اور پاؤں کا بھی ہے جب پاؤں کی انگلیاں شل اور بے جان ہو جائیں۔

(۵۳۰۲) اور محمد بن یحییٰ قزوینی نے غیاث بن ابراہیم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر زائد انگلی کٹ جائے تو اس کی دست صحیح انگلی کی دست کا ایک تہائی ہے۔

(۵۳۰۳) ابن محبوب نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے انگلیوں کے زخموں کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ اگر ہڈی ظاہر ہو جائے تو اس انگلی کی دست کا دسواں حصہ بشرطیکہ مجروح کا قصاص لینے کا ارادہ نہ ہو۔

(۵۳۰۴) اور ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے زیاد بن سوقة سے انہوں نے حکم بن عتیبة سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کا بھلا کرے بعض آدمیوں کے منہ میں بتیس (۳۲) دانت ہوتے ہیں اور بعض کے اٹھائیس (۲۸) تو دانتوں کی دست کتنے پر تقسیم کی جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اصل خلقت کے تو صرف اٹھائیس دانت ہیں بارہ دانت منہ کے اگلے حصہ میں اور سولہ (۱۶) دانت اس کے پچھلے حصہ میں تو ان ہی پر دانتوں کی دست تقسیم کی جائے گی۔ اگلے حصہ کے دانتوں پر دانت اگر ٹوٹ جائے اور باقی نہ رہے تو اس کی دست پانچسو (۵۰۰) درہم ہے اور یہ بارہ (۱۲) دانت ہیں اور ان سب کی دست چھ ہزار (۶۰۰۰) درہم ہوئے اور ڈالھ کہ ہر ڈالھ کی دست اگر وہ ٹوٹ جائے اور باقی نہ رہ جائے تو اس کی دست پچیس (۲۵) درہم ہے اور یہ سولہ (۱۶) دانت ہیں اس طرح ان سب کے چار ہزار (۴۰۰۰) درہم ہوئے لہذا اگلے پچھلے تمام دانتوں کی مجموعی دست دس ہزار (۸۰۰۰) درہم ہوئی۔ اور اتنے ہی دانت وضع کئے گئے ہیں اٹھائیس (۲۸) سے جو دانت زیادہ ہیں ان کی کوئی دست نہیں ہے اور جو اس سے کم ہیں ان کی بھی کوئی دست نہیں ہے اسی طرح کا لکھا ہوا میں نے امیر المومنین علیہ السلام کی کتاب میں پایا ہے۔ حکم کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ دست تو آج کل سے پہلے اونٹوں گایوں اور بھیر بکریوں کی شکل میں لی جاتی تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اسلام سے پہلے صحراؤں اور مہباتوں میں یہی ہوتا تھا۔ مگر جب اسلام کا غہور ہوا اور لوگوں میں سکون کی کثرت ہو گئی تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس کو سکون میں تقسیم فرما دیا۔ حکم کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے جو لوگ آج کل صحراؤں اور بیابانوں میں

رہتے ہیں ان سے دیت کیا لیا جائے سکے یا اونٹ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اونٹ بھی سکے ہی کے مانند ہیں بلکہ یہ تو دیت میں سکے سے بھی بہتر ہے۔ وہ لوگ دیت خطا میں ایک سو (۲۰۰) اونٹ لیا کرتے تھے فی اونٹ ایک سو (۲۰۰) درہم کے حساب سے اس طرح دس ہزار (۲۰۰۰۰) درہم ہو جاتے تھے میں نے عرض کیا وہ اونٹ کس سن کے ہوتے تھے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ سب ایک سال کے نراونٹ ہوتے تھے۔

باب: ایک شخص قتل ہوتا ہے تو اس کے بعض ورثاء معاف کرنا چاہتے ہیں

بعض قصاص لینا چاہتے ہیں اور بعض دیت

(۵۳۰۵) جمیل بن دراج کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق جو قتل ہوا اور اس کے دو (۲) وراث ہیں ایک نے قاتل کو معاف کر دیا اور دوسرا چاہتا ہے کہ وہ قاتل کو قتل کرے آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ قتل کرے مگر قصاص میں جو قتل ہوگا اس کے وارثوں کو نفع دیت دے۔

(۵۳۰۶) حسن بن محبوب نے ابی ولاد حنظل سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی قتل کر دیا گیا اس کے (وارثوں میں) باپ ماں اور لڑکا ہے۔ لڑکا کہتا ہے کہ میں اپنے باپ کے قاتل کو قتل کرنا چاہتا ہوں دوسرا (یعنی باپ) کہتا ہے کہ میں اسے معاف کرتا ہوں تیسرا (یعنی ماں) کہتی ہے کہ میں دیت لوں گی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا لڑکے کو چاہیے کہ وہ مقتول کی ماں کو دیت کا چھٹا حصہ دے اور قاتل کے وارثوں کو دیت کا چھٹا حصہ باپ کا حق دے جس نے معاف کر دیا ہے۔

(۵۳۰۷) اور حسن بن محبوب نے ابی ولاد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو قتل کر دیا گیا اس کی اولادیں ہیں کچھ چھوٹی اور کچھ بڑی۔ آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر بڑی اولادیں اس کو معاف کر دیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ قاتل قتل نہیں ہوگا مگر بڑی اولادوں کو اپنا حصہ معاف کرنا جائز ہے۔ جب اس کی چھوٹی اولادیں بڑی ہو گئی تو ان کو حق ہے کہ دیت میں سے اپنے حق کا مطالبہ کریں۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اگر وارثوں میں سے ایک بھی خون معاف کر دے تو پھر قصاص نہیں رہ جائے گا۔

باب: عاقلہ

یعنی قاتل کے اہل خاندان سے دیت کی وصولی

(۵۳۰۸) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سلمہ بن کھیل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص پکڑ کر لایا گیا جس نے ایک آدمی کو خطا قتل کر دیا تھا تو آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا جہارے خاندان والے اور جہارے قرابتدار کون لوگ ہیں؟ اس نے عرض کیا اس شہر میں میرا کوئی خاندان والا اور کوئی قرابتدار نہیں ہے۔ فرمایا تم کس شہر کے رہنے والے ہو؟ اس نے عرض کیا میں موصل کا رہنے والا ہوں، میں وہیں پیدا ہوا میرے قرابتدار اور خاندان والے وہیں ہیں۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے معلوم کیا تو کوفہ میں اس کا کوئی قرابتدار اور کوئی خاندان والا نہ تھا تو موصل میں اپنے عامل کو خط لکھا اما بعد فلاں بن فلاں جس کا حلیہ یہ ہے نے مسلمانوں میں سے ایک مسلمان کو خطا قتل کر دیا ہے اور اس کا بیان ہے کہ میں موصل کا رہنے والا ہوں اور وہاں اس کے قرابتدار اور اہل خاندان ہیں اس کو میں اپنے قاصد فلاں بن فلاں کے ساتھ جہارے پاس بھیج رہا ہوں جس کا حلیہ یہ ہے جب یہ دونوں ان شاء اللہ پہنچیں اور میرا خط پڑھو تو اس کی تحقیق احوال کرو اور یہ معلوم کرو کہ مسلمانوں میں سے اس کے قرابتدار کون ہیں جن میں وہ پیدا ہوا ہے جب تمہیں اس کے مسلمان قرابتدار مل جائیں تو انہیں اپنے پاس جمع کرو پھر ان میں دیکھو کہ کون کون ازروئے قرآن اس کی وراثت پائے گا اور تجوب نہیں ہوگا تو ان سب پر دیت لازم کر دو اور ان سے تین (۳) سال میں وصول کرو۔ اور اگر اس کے قرابتداروں میں سے کوئی ایسا نہ ہو کہ جس کا ہم کتاب خدا میں نہ رکھا گیا ہو اور اس کے اقربا نسب میں برابر ہوں تو اس کی دیت سارے قرابتداروں پر تقسیم کر دو باپ کی طرف سے قرابتداروں پر بھی اور ماں کی طرف سے قرابتداروں پر بھی۔ ماں کی طرف سے قرابتداروں پر دیت کا ایک تہائی اور اگر ماں کی طرف سے کوئی قرابتدار نہ ہو تو باپ کی طرف سے جتنے مسلمان مرد اور بالغ ہوں ان پر تقسیم کر دو۔ اور ان سے تین (۳) سالوں کے اندر یہ دیت وصول کرو اور اگر نہ اس کے باپ کی طرف سے کوئی قرابتدار ہو اور نہ ماں کی طرف سے کوئی قرابتدار ہو تو یہ دیت تمام اہل موصل پر تقسیم کر دو جن میں وہ پیدا ہوا ہے اور نشوونما پاتی ہے اور اس میں ان لوگوں کے سوا کسی غیر اہل شہر کو داخل نہ کر دو اور ان سے تین (۳) سال کے اندر دیت وصول کرو ہر ایک سال میں ایک تہائی تاکہ وہ تین (۳) سال میں ان شاء اللہ پوری ہو جائے اور اگر فلاں بن فلاں کا اہل موصل میں کوئی قرابتدار نہ ہو اور نہ وہ موصل کا رہنے والا ہو وہ جھوٹ کہتا ہو تو اس کو میرے قاصد کے ساتھ ان شاء اللہ واپس کر دو اس لئے کہ پھر میں اس کا ولی ہوں اور میں اس کی طرف سے اس کی دیت ادا کروں گا اور ایک مسلمان کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

(۵۳۰۹) حسن بن محبوب نے ابی ولاد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کافران ذمی کے درمیان اگر وہ ایک دوسرے کو قتل یا زخمی کریں تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ان کی دست ان کے اموال سے وصول کی جائے گی اور ان کا کوئی مال نہیں تو ان کی دست امام المسلمین کی طرف آئے گی اس لئے کہ یہ لوگ اس کو جزیہ ادا کرتے ہیں جس طرح ایک غلام کے جرم کا تادان اس کا مالک ادا کرتا ہے۔ فرمایا کہ یہ کافران ذمی بھی امام المسلمین کے غلام ہیں ان میں سے جو بھی اسلام لایا وہ آزاد ہو گیا۔

(۵۳۱۰) حسن بن محبوب نے ایوب سے انہوں نے محمد بن مسلمہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام اگر کوئی پاگل یا مجنون عمداً یا خطاً کوئی جرم کر دیتا تو اس کی دست اس کے اہل خاندان پر عائد کرتے تھے۔

(۵۳۱۱) اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل خاندان صرف اس کی دست کے ضامن ہونگے جس پر گواہیاں گزر جائیں اور کوئی شخص اگر اعتراف کرے تو خاص اسی کے مال سے دست عائد ہوگی اور اہل خاندان سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔

(۵۳۱۲) حسن بن محبوب نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے بیان کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی عمداً جرم کرے یا جرم کا اقرار کرے یا صلح کرے تو اہل خاندان پر اس کی دست کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

(۵۳۱۳) علاء نے محمد حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو کدال سے مارا تو اس کی آنکھیں نکل کر چہرے پر لٹک آئیں مغزوب (جس کو مارا گیا) ضارب (مارنے والا) پر چھپنا اور اسے قتل کر دیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ان دونوں نے حد سے تجاوز کیا میری رائے نہیں ہے کہ جس نے قتل کیا ہے اس سے قصاص لیا جائے اس لئے کہ اس نے جس وقت اس کو قتل کیا وہ اندھا ہو چکا تھا اور اندھے کا جرم خطا میں شمار ہوتا ہے اس کے خاندان والوں پر لازم ہے کہ اس کی دست تین (۳) سال میں ادا کریں ہر سال دست کا ایک حصہ اور اگر اس اندھے کا کوئی کنبہ اور خاندان نہیں ہے تو اس کی دست اس اندھے کے مال میں سے تین (۳) سال میں وصول کی جائے اور وہ اندھا اپنی آنکھوں کی دست ضارب کے ورثاء سے وصول کرے۔

باب: ایک شخص نے ایک آدمی کو مارا تو اب اس کا پیشاب نہیں رکتا مسلسل جاری ہے اس کے متعلق روایت

(۵۳۱۴) اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور اس وقت میں وہاں حاضر تھا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو مارا تو اب اس کا پیشاب نہیں رکتا مسلسل جاری رہتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کا پیشاب رات تک جاری رہتا ہے تو اس پر پوری دست ہے اور اگر دوپہر تک جاری رہتا ہے تو اس پر دست کا دو تہائی اور اگر دن بلند ہونے تک تو ایک تہائی دست ہے۔

(۵۳۱۵) غیاث بن ابراہیم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس کو کسی نے مارا تو اس کو مسلسل البول (پیشاب کا نہ رکنا) ہو گیا تو آپ علیہ السلام نے اس کو کامل دست کا حکم دیا۔

باب: لطفہ اور علقہ اور مضغ و عظم (ہڈی) اور جنین (بچہ شکم) کی دست

(۵۳۱۶) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے صالح بن عقبہ سے انہوں نے سلیمان بن صالح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ لطفہ کی دست بیس (۲۰) دینار ہے علقہ کی چالیس (۴۰) دینار اور مضغ کی ساٹھ (۶۰) دینار اور عظم یعنی ہڈی کے اسی (۸۰) دینار اور اگر اس ہڈی پر گوشت چڑھا جائے تو سو (۱۰۰) دینار پھر ولادت تک یہی سو (۱۰۰) دینار ہیں اور جب ولادت ہو گئی تو اس کی دست کامل ہے۔

(۵۳۱۷) محمد بن اسماعیل نے یونس شیبانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر لطفہ میں سے ایک قطرہ خون نکل آئے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر لطفہ کی دست کا دسواں حصہ ہے یعنی بائیس (۲۲) دینار ہے۔ میں نے عرض کیا دو قطرے خون نکل آئے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر چوبیس (۲۴) دینار عرض کیا اور اگر تین (۳) قطرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر چھبیس (۲۶) دینار عرض کیا اور اگر چار (۴) قطرے ٹپک پڑیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اٹھائیس (۲۸) دینار اور پانچ قطرہوں پر تیس (۳۰) دینار پھر اگر نصف سے زائد آگیا تو انہی قطرہوں کے حساب سے یہاں تک کہ وہ علقہ ہو جائے۔ اور جب علقہ ہو جائے تو اس کی دست چالیس (۴۰) دینار ہے۔

(۵۳۱۸) محمد بن اسماعیل نے ابوشیمل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں حاضر تھا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یونس شیبانی کو دیتیں بتا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا اور اگر نطفہ خون آلود خارج ہوا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تو وہ علقہ بن گیا اگر خون صاف ہے تو اس کی دسٹ چالیس (۴۰) دینار ہے اور اگر خون سیاہ ہے تو اس پر کوئی دسٹ نہیں سوائے سزا اور تعزیر کے اس لئے کہ جو خون صاف ہے وہ بچے کے لئے ہے اور جو خون کالا ہے وہ کہیں اور اندر سے ہے۔

ابوشیمل نے کہا کہ علقہ میں کبھی گوشت کی رگوں کے مانند کچھ ہوتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی دسٹ بیالیس (۳۲) یعنی دسواں حصہ ہے میں نے عرض کیا چالیس کا دسواں حصہ تو چار ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا مضغہ کا دسواں حصہ ہے اس لئے کہ اس میں سے دسواں حصہ چلایا اور جس قدر اس میں سے جائے گا دسٹ بھی بڑھے گی یہاں تک کہ ساٹھ (۶۰) تک پہنچ جائے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ مضغہ میں ایک گرہ ہوتی ہے خشک ہڈی کے مانند آپ علیہ السلام نے فرمایا یہی وہ ہڈی جس سے ابتدا ہوتی ہے اس کی دسٹ چار (۴) دینار ہے اگر اس سے زیادہ ہے اس پر چار (۴) زیادہ ہوتے جائیں گے یہاں تک کہ اتنی (۸۰) تک پہنچ جائے اور اسی طرح جب ہڈی پر گوشت چڑھ جائے تو اس کی دسٹ بھی ایسی ہی ہوگی۔ میں نے عرض کیا اور اگر کوئی عورت کو مٹکا مارے اور پیٹ کا بچہ گر جائے اور اس کو نہیں معلوم کہ وہ زندہ گرایا مردہ آپ نے فرمایا افسوس اے ابوشیمل جب پانچ مہینے گزر جاتے ہیں تو اس میں حیات آجاتی ہے اور وہ پوری دسٹ کا مستوجب ہوتا ہے۔

(۵۳۱۹) اور محمد بن ابی عمیر کی روایت میں محمد بن ابی حمزہ سے ہے اور انہوں نے داؤد بن فرقہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی اور اس نے ایک اعرابی کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس نے ذرا دھمکایا تو میرے پیٹ کا بچہ گر گیا۔ اعرابی نے کہا کہ گرتے وقت رویا نہ تھا وہ زندہ نہ تھا اور اس طرح پر کوئی دسٹ نہیں ہوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا اے بات بنانے والے خاموش رہ تجھ پر لڑکا ہوا لڑکی ایک غزہ لازم ہے۔

(۵۳۲۰) جمیل بن دراج نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ غزہ سو (۲۰۰) دینار کا ہوتا ہے اور دس (۲۰) دینار کا بھی آپ علیہ السلام نے فرمایا پچاس (۵۰) کا۔

(۵۳۲۱) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق روایت کی ہے وہ حاملہ تھی اس نے کوئی دوا پی لی تاکہ بچہ ساقط ہو جائے اور بچہ ساقط ہو گیا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کی ہڈی بن چکی ہے اور اس پر گوشت چڑھ چکا ہے اور کان اور آنکھ نمودار ہو چکے ہیں تو اس عورت پر پوری دسٹ ہے جو وہ اس کے باپ کو ادا کرے گی۔ اور فرمایا کہ اگر وہ محض علقہ یا مضغہ ہے تو اس پر

چالیس (۴۰) دینار ہے یا ایک غزوہ ہے جو وہ اس کے باپ کو دیگی میں نے عرض کیا اور وہ عورت اپنے بچے کی میراث نہیں پائے گی اس کی دیت میں سے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں اس نے اس کو قتل کیا ہے۔

(۵۳۲۲) حسن بن محبوب نے نعیم بن ابراہیم سے انہوں نے عبد اللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے کسی قوم کی کنیز کے پیٹ کے بچے کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ بچہ پیٹ میں مر گیا تو اس کے مارنے کے بعد اس پر اس کی دیت اس کنیز کی قیمت کے دسویں حصہ کا نفع ہے اور اگر اس نے اس کنیز کو مارا اور بچہ زندہ گرا اور مر گیا تو اس پر اس کنیز کی قیمت کا دسواں حصہ ہے۔

(۵۳۲۳) اور سماء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی لڑکی کو مارا وہ حاملہ تھی چنانچہ بچہ مردہ ساقط ہوا تو اس عورت کے شوہر نے اس پر دعویٰ کر دیا تو عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر اس ساقط شدہ بچے کی کچھ دیت ہے اور اس کی میراث میں کچھ میرا حصہ ہے تو اپنی میراث اپنے باپ کو دیتی ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس عورت نے اپنے باپ کو دیدیا ہے تو اس کے باپ کے لئے جائز ہے۔

(۵۳۲۴) حسین بن سعید نے محمد بن فضیل سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک چور ایک عورت کے پاس آیا وہ حاملہ تھی وہ اس پر جھپٹ پڑا تو اس کے پیٹ میں جو کچھ تھا وہ ساقط ہو گیا۔ اتنے میں عورت اس پر تھپٹی اور اس نے اس چور کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا چور کا خون رائیگاں گیا (اسکی کوئی دیت نہ ہوگی) اور اس مقتول چور پر اس کے بچے کی دیت لازم ہے۔

باب: ایک مسلمان ارض شرک میں رہتا تھا اسے مسلمانوں نے قتل کر دیا

اور امام کو بعد میں اطلاع ملی اس کے لئے حکم

(۵۳۲۵) ابن ابی عمیر نے اپنے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو مشرکین کے ملک میں رہتا تھا مسلمانوں نے اس کو قتل کر دیا جس کا علم امام کو بعد میں ہوا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی جگہ ایک مومن بندہ آزاد کر دیا جائے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول ہے فان کان من قوم عدو لکم و هو مو من فتحہ ر رقبۃ مومنة (سورۃ نساء آیت ۹۲) (پھر اگر مقتول تھا ایسی قوم میں سے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور خود وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی۔)

باب: ایک شخص نے ایک آدمی کے پیٹ کو کچل دیا اور اس کے کپڑوں میں پانچخانہ نکل آیا

(۵۳۲۶) سکونی کی روایت میں ہے کہ ایک شخص حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا کہ اس نے ایک آدمی کے پیٹ کو ایسا کچلا کہ اس کے کپڑوں میں پانچخانہ نکل آیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر وہ بھی اس کے پیٹ کو ایسا کچلے کہ اس کے پانچخانہ نکلے یا وہ ایک تہائی دیت ادا کرے۔

باب: ایک شخص نے عورت کے ساتھ مجامعت میں زیادتی کی (یعنی آگے کے بدلے پیچھے دخول کیا) اور وہ اس پر استاؤٹا کہ وہ مرگئی

(۵۳۲۷) حسن بن محبوب نے حارث بن محمد سے انہوں نے زید سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی کہ جس نے اپنی عورت کے دہریں مجامعت کی اور اس پر ایسا ڈٹا رہا کہ وہ عورت اس کی وجہ سے مر گئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر پوری دیت ہے۔

باب: گونگے کی زبان کی دیت

(۵۳۲۸) حسن بن محبوب نے اشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آل زرارہ کے کسی شخص نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک گونگے آدمی کی زبان کاٹ دی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ ماں کے پیٹ ہی سے گونگا پیدا ہوا تھا تو اس پر زبان کی پوری دیت ہے اور اگر وہ باتیں کرتا تھا مگر کسی تکلیف یا کسی آفت کی وجہ سے وہ گونگا ہو گیا تھا تو جس نے اس کی زبان کاٹی ہے اس پر زبان کی ایک تہائی دیت ہے۔

باب: افشاء عورت کی شرمگاہ پھاڑ دینے پر کیا واجب ہے

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک عورت جس کا افشاء کیا گیا اس کو دیت کا حکم دیا۔ (۵۳۲۹) نوادر الحکمت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس کی عورت نے اس کی کنیز کا اپنے ہاتھوں سے افشاء کر دیا۔ تو آپ علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کنیز کی قیمت لگوائی جائے کہ صحیح ہونے پر اس کی قیمت کیا تھی اور اب افشاء کئے جانے پر اس کی قیمت کیا ہے اور صحیح اور عیب کے درمیان جو فرق ہے اس کا اس عورت سے تادان دلایا جائے اور اس کو مجبور کیا جائے۔ وہ اس کنیز کو اپنے پاس رکھے اس لئے کہ وہ مردوں کے قابل نہیں رہی۔

باب: اس شخص پر کیا عائد ہوگا جس نے ایک آدمی کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دیا اور اس کے سارے بال جھڑ گئے

(۵۳۳۰) جعفر بن بشیر نے ہشام بن سالم سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دیا اور اس کے سر کے بال ایسے جھڑ گئے کہ اب وہ کبھی نہ اگیں گے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر کامل دیت ہے۔

(۵۳۳۱) اور سلمہ بن تمام سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے سر پر شورب سے بھری ہوئی دہلیجی الٹ دی اس کے سارے بال جھڑ گئے وہ دو توں تھکڑے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کے پاس گئے۔ آپ علیہ السلام نے اس کو سال بھر کا وقت دیا مگر بال نہ اگے تو آپ علیہ السلام نے اس کو دیت کا حکم دیا۔

باب: کسی کی ڈاڑھی کے بال اگر کوئی شخص مونڈے تو اس پر کیا عائد ہوگا

(۵۳۳۲) سکونی کی روایت میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ اگر کسی کی ڈاڑھی کو کوئی شخص مونڈ دے اور پھر نہ اگے تو اس پر پوری دیت ہے اور اگر آگے تو پھر ایک تہائی دیت ہے۔

باب: جو شخص اپنی زوجہ کی فرج (شرمگاہ) کاٹ دے تو اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۳۳) حسن بن محبوب نے عبدالرحمن بن سیاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کتاب علی علیہ السلام میں تحریر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کی فرج کاٹ دے تو میں اس عورت کو اس کی دیت دلوں گا اور وہ اس کو اس کی دیت نہ دے اور وہ عورت مطالبہ کرے تو عورت اس کی شرمگاہ کاٹے گی۔

باب: جو شخص عورت کی شرمگاہ پر لات مارے اور عورت کا خیال ہو کہ اب اس کو حیض نہیں آئے گا تو اس شخص پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۳۴) حسن بن محبوب نے اپنے بعض راویوں سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک عورت کی شرمگاہ پر لات ماری۔ عورت کا خیال ہے کہ اب اس کو حیض نہیں آئے گا حالانکہ اس سے پہلے اس کو حیض عادت کے مطابق ٹھیک ٹھیک آتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ایک سال تک انتظار کرے اگر اس کو حیض پھر سے آئے تو ٹھیک ورنہ اس عورت کے حیض کی خرابی اور اس کے رحم کے باجھ ہو جانے کی بنا پر اس شخص کو ایک تہائی دیت دینی پڑے گی۔

(۵۳۳۵) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے ایک شخص نے ایک جوان عورت کے پیٹ پر مارا اور اس کا رحم باجھ ہو گیا اور اس کے حیض میں خرابی پیدا ہو گئی اور اس نے یہ بیان کیا کہ اس کو حیض آنا بند ہو گیا ہے اس سے پہلے اس کو عادت کے مطابق برابر حیض آتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک سال تک انتظار کرے اگر اس کا رحم ٹھیک ہو جائے اور اسے اس کی عادت کے مطابق حیض آنے لگے تو ٹھیک ورنہ اس عورت سے حلف لینے کے بعد اس کو مارنے والے سے اس عورت کے حیض میں خرابی اور رحم کے باجھ ہونے کی وجہ سے دیت کا ایک تہائی دلوایا جائے گا۔

باب: انگلیوں کے جوڑ کی دیت

(۵۳۳۶) سکونی کی روایت میں ہے کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے انگوٹھے کو چھوڑ کر دوسری انگلیوں کے ہر جوڑ کے لئے اس انگلی کی دیت کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اور انگوٹھے کے ہر جوڑ کے لئے انگوٹھے کی دیت کا نصف اس لئے کہ اس میں دو ہی جوڑ ہوتے ہیں۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دیت کو عقل اس لئے کہتے ہیں کہ پہلے دیت میں اونٹ دیتے اور وہ لیجا کر مقتول کے درمات کے صحن میں باندھ دیا کرتے تھے۔

باب: انسان کے دونوں بھینوں کی دیت

(۵۳۳۷) محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری کی روایت میں ہے کہ انہوں نے روایت کی ہے محمد بن ہارون سے انہوں نے ابی یحییٰ واسطی سے انہوں نے اس روایت کو مروی کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ بچے بائیں بھین سے ہوتا ہے اگر وہ کٹ جائے تو اس کی دو تہائی دیت ہے اور دائیں کی ایک تہائی ہے۔

باب: ایک غلام، ایک آزاد مرد، ایک آزاد عورت اور ایک غلام مکاتب چاروں نے مل کر ایک آدمی کو قتل کیا اس کے متعلق حکم

(۵۳۳۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ان چار شخصوں کے متعلق جنہوں نے ایک آدمی کو قتل کیا جن میں ایک غلام ہے ایک مرد آزاد ہے ایک آزاد عورت ہے اور ایک غلام مکاتب ہے جس نے اپنے مکاتبہ کی نصف رقم ادا کر دی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان سب پر دیت ہے آزاد مرد پر ایک چوتھائی دیت آزاد عورت پر ایک چوتھائی دیت اور غلام کے لئے یہ ہے کہ اس کے مالک کو اختیار دیا جائیگا کہ اس کی طرف سے دیت ادا کرے یا اس غلام کو مکمل (مقتول کے درمات کے) حوالے کر دے۔ اور مقتول کے گھر والے کوئی نقصان نہ اٹھائیں۔ اور غلام مکاتب پر نصف چوتھائی اس کے مال سے اور اس کو مکاتب بنانے والے پر نصف چوتھائی اس لئے کہ اس نے نصف ہی آزاد کیا ہے۔

یہ حدیث محمد بن احمد کی کتاب میں ہے وہ اس کی روایت کرتے ہیں ابراہیم بن ہاشم سے وہ اپنے اسناد کے ساتھ
اوپر لے گئے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ تک۔

باب: وہ شخص جو اپنے غلام کو اتنی سزا دے کہ وہ مرجائے اس کے لئے کیا لازم ہے

(۵۳۳۹) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے سلسلے ایک شخص کو پیش کیا گیا کہ جس نے اپنے
غلام کو اتنی سزا دی کہ وہ مر گیا تو آپ علیہ السلام نے اس کو سزا کے طور پر سو (۲۰۰) کوڑے لگائے اس کو قید کر دیا اور
غلام کی قیمت کا جرمانہ لگایا اور اس کو تصدق کر دیا۔

باب: ولد الزنا کی دیت

(۵۳۴۰) جعفر بن بشیر کی روایت میں ہے جو انہوں نے اپنے بعض راویوں سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک
مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ولد الزنا کی دیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا آٹھ
سو (۸۰۰) درہم یہودی و نصرانی اور مجوسی کی دیت کے مانند۔

باب: جو شخص اپنی زمین پر یا کسی غنیمت کی زمین پر کنواں وغیرہ کھود لے اور اس میں کوئی
السان گر کر ہلاک ہو جائے اس کے لئے کیا حکم ہے

(۵۳۴۱) زرعد اور عثمان بن عیینہ نے سماع سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے
دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے مکان یا اپنی زمین پر کنواں کھودتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی
ملکیت میں کنواں وغیرہ کھودتا ہے تو اس پر کوئی ذمہ داری اور ضمانت نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص رستے پر یا غنیمت کی
ملکیت میں کھودے تو وہ ضامن ہے اگر کوئی اس میں گر جائے۔

(۵۳۴۲) یونس بن عبدالرحمن نے ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص سے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے جو راجل تعمیر کرنے
والے کے متعلق دریافت کیا کہ کیا وہ وہاں کے باشندوں کا ضامن ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔

(۵۳۳۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے راستہ پر نالہ نکالے یا بیت الخلاء بنائے یا کوئی یخ اور کھوٹا گارے یا جانور باندھے یا کنواں کھودے اور اس میں کوئی چیز گر کر ہلاک ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہے۔

(۵۳۳۴) محمد بن عبد اللہ بن ہلال نے عقبہ بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلوں میں سے ایک فیصلہ یہ بھی ہے کہ معدن جُبَار ہے کنواں جُبَار اور عِجْمَا جُبَار ہے۔

عِجْمَا یعنی بے زبان وحشی جانور اور جُبَار یعنی وہ نقصان جس کا کوئی تاوان اور معاوضہ نہیں۔

(۵۳۳۵) وحیب بن حفص نے ابو بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک لڑکا لوگوں کے گھروں میں کھیلنے کے لئے گیا اور ان لوگوں کے کنوئیں میں گر گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ ضامن نہیں ہیں۔ ہاں اگر وہ لوگ مہتمم اور بدنام ہیں تو ضامن ہیں۔

(۵۳۳۶) حسین بن سعید نے علی بن نعمان سے انہوں نے ابی الصباح کتانی سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص مسلمانوں کے راستے پر کوئی مغزرت رساں چیز (جیسے پھسلنے والی) ڈال دے یا گڑھا کھودے اور اگر کسی کو اس سے گزند پہنچے تو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔

(۵۳۳۷) حماد بن عتبہ نے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کسی ایسی چیز کے متعلق جو راستہ پر ڈال دی جائے جس سے سواری بھڑکے اور اپنے مالک کو زخمی کر دے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہر وہ شے جو مسلمانوں کے راستے پر مغزرت رساں ہے اس سے اگر کسی کو گزند پہنچے تو اس کا ڈالنے یا بنانے والا ذمہ دار ہے۔

باب: اگر کوئی سواری کسی آدمی کو اپنے پچھلے یا اگلے پاؤں سے گزند پہنچا دے

تو اس کے لئے کیا لازم ہے

(۵۳۳۸) حماد بن عتبہ نے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی سواری پر مسلمانوں کے راستے سے گزر رہا تھا کہ اس کی سواری نے کسی شخص کو اپنے پچھلے پاؤں سے گزند پہنچایا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کی سواری نے پچھلے پاؤں سے کسی کو گزند پہنچایا تو اس پر

کوئی تاوان نہیں لیکن اگر اگلے پاؤں سے کسی کو گزند پہنچائے تو البتہ اس پر تاوان ہے اس لئے کہ سواری کا پچھلا پاؤں سوار کے پیچھے ہے اگر وہ اس پر سوار ہے اور اگر وہ سواری کے آگے آگے اس کو کھینچتے ہوئے لے کر چل رہا ہے تو بفضل خدا سواری کا اگلا پاؤں اس کے قابو میں ہے یہ جہاں چاہے گا جانور اپنا پاؤں وہاں رکھے گا۔

(۵۳۴۹) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو کسی سواری پر بٹھایا اور اس نے کسی آدمی کو کپل دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کا تاوان اس کے مالک پر ہے۔

(۵۳۵۰) یونس بن عبدالرحمن نے روایت کی اور اس کو اوپر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک لے گئے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ چوپایہ اور جانور جبکہ وہ چھوڑا ہوا ساند بن گیا تو وہ اپنے چھوڑنے والے سے تاوان نہیں دلائے گا۔ (۵۳۵۱) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سواری کو آگے سے لیکر چلنے والے (قائد) پیچھے سے ہانکنے والے (سائق) اور اس کی پشت پر سوار سب کو ضامن ٹہراتے تھے۔

(۵۳۵۲) اور ایک سواری پر دو آدمی سوار تھے کہ سواری نے ایک شخص کو قتل کر دیا یا زخمی کر دیا تو حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ وہ دونوں برابر برابر اس کا تاوان برداشت کریں گے۔

(۵۳۵۳) غیاث بن ابراہیم کی روایت ہے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اگر سواری نے اگلے پاؤں سے کسی کو کچلا ہے تو سوار کو ذمہ دار ٹھہراتے تھے اور اگر سواری نے اپنے پچھلے پاؤں سے کسی کو مارا ہے تو سوار کو ذمہ دار نہیں ٹہراتے تھے مگر یہ کہ کوئی آدمی پیچھے سے اس کو مارے اور وہ پاؤں چلا دے تو وہ اس کا ذمہ دار ہوگا۔

باب: دو آدمیوں نے مل کر ایک شخص کا ہاتھ کاٹ دیا اس کے لئے کیا حکم ہے

(۵۳۵۴) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی مریم انفاری سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے دو شخصوں کے بارے میں جنہوں نے اجتماعی طور پر ایک آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مجرد چاہتا ہے کہ دونوں کے ہاتھ کاٹے تو ان دونوں کو ایک ہاتھ کی دست کر کے ان دونوں پر تقسیم کر دے پھر دونوں کے ہاتھ کاٹے۔ اور اگر وہ چاہے تو ان دونوں سے اپنے ہاتھ کی دست وصول کرے۔ اور اگر وہ ایک شخص کا ہاتھ کاٹتا ہے تو جس کا ہاتھ نہیں کٹا ہے وہ اس شخص کو جس کا ہاتھ کٹا ہے اسے ہاتھ کی ایک چوتھائی دست ادا کرے۔

باب : وہ شخص جس نے کسی میت کا سر کاٹا اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۵۵) حسین بن خالد نے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو اور اس کی ماں کو مارا جائے اور بچہ اس کے قبل کہ اس میں روح پڑے ماں کے پیٹ سے ساقط ہو جائے تو اس کی میت ایک سو (۲۰) دینار ہے اور یہ بچے کے وارثوں کے لئے ہے۔ اور اگر کسی میت کا سر کاٹ دیا جائے اور پیٹ چاک کر دیا جائے تو اس کی میت اس کے وارثوں کے لئے نہیں ہے یہ اس میت کے لئے ہے جس کا سر کاٹا گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا ان دونوں میں فرق کیا ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں تھا اس سے آئندہ نفع کی امید تھی جب یہ چلا گیا تو نفع کی امید بھی جاتی رہی۔ میت کو جب اس کی وفات کے بعد مشہ کیا گیا (سر وغیرہ کاٹا گیا) تو اس مشہ کی میت خود اس میت کے لئے ہے کسی دوسرے کے لئے نہیں ہے اس کی طرف سے حج کرایا جائے گا یا دوسرے کا ذخیرہ کئے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ مگر وہ میت کے پاس اس لئے گیا تھا کہ اس کو غسل دینے کے لئے کنواں یا گودھا کھودے مگر جس چیز سے وہ اپنے سامنے کھود رہا ہے اس کے ہاتھ سے وہ کدال پھسل کر کے میت پر جا لگا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا تو اس پر کیا لازم آتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو خطا اور غلطی سے ہے اس پر اس کا کفارہ لازم ہے وہ غلام آزاد کرے یا پے در پے مسلسل دو ماہ روزہ رکھے یا ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو ایک ایک صدقہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مد کے برابر دے۔

(۵۳۵۶) اور محمد بن ابی عمیر کی (کتاب) نوادر میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میت کا سر کاٹنا زندہ شخص کے سر کاٹنے سے بھی زیادہ شدید ہے۔

(۵۳۵۷) اور عبد اللہ بن مسکان کی روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک میت کا سر کاٹا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر میت لازم ہے اس شخص کی حرمت مرنے کے بعد بھی اتنی ہے جتنی اس کی زندگی میں تھی۔

معنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ دونوں حدیثیں مختلف نہیں ہیں اس لئے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک جس وقت اس نے میت کا سر قلم کیا ایسی حالت میں تھا کہ اگر اس کو موقع ملتا تو اس کی زندگی میں اس کا سر قلم کر لیتا اسی وجہ سے اس پر کامل میت ہے اور جب کہ اس نے اس کی زندگی میں قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس پر سو (۲۰) دینار شتم پاد میں بچہ کی میت ہے۔

(۵۳۵۸) ابی حمیلہ سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک میت کا سر کاٹ لیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا

(کلنے والے پر) دیت لازم ہے میں نے عرض کیا مگر اس کی دیت کون وصول کرے گا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امام، یہ تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اگر اس کا دایاں ہاتھ یا اس کے اعضاء میں سے کوئی شے کاٹی جائے تو اس کی بھی دیت امام کے لئے ہوگی۔

باب: اس طمانچہ کے لئے حکم جس سے چہرہ سیاہ یا ہر یا سرخ پڑ جائے

(۵۳۵۹) حسن بن محبوب نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک آدمی کے چہرے پر طمانچہ مارا تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر چہرہ سیاہ پڑ گیا تو اس پر چھ (۶) دینار ہے اگر ہر ہو گیا ہے تو تین (۳) دینار اور اگر سرخ ہو گیا ہے تو ایک (۱) دینار اور نصف ہے اور بدن پر جہاں کہیں (ایسی صورت حال) ہو تو اس کے نصف ہے۔

باب: اس شخص پر کیا لازم ہے جو ایک آدمی کے پاس گیا وہ سو رہا تھا جب وہ اس کی پشت پر پہنچا تو وہ جاگ گیا اور اس نے اس کو قتل کر دیا

(۵۳۶۰) حسین بن خالد نے حضرت امام ابو الحسن اول علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص ایک آدمی کے پاس آیا وہ سویا ہوا تھا جب اس کی پشت پر پہنچا تو وہ جاگ گیا اور اس نے اپنی چھری سے اس (آنے والے) کو قتل کر دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر نہ کوئی دیت ہے اور نہ کوئی قصاص۔

باب: تین آدمی ایک دیوار کے گرانے میں شریک تھے اور وہ دیوار ان میں سے ایک پر گر گئی اور وہ مر گیا

(۵۳۶۱) محمد بن ابی عمیر نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے مقدمہ کا فیصلہ فرمایا کہ ایک دیوار کے گرانے میں تین آدمی شریک تھے تو وہ دیوار ان میں سے کسی ایک پر گر پڑی اور وہ مر گیا تو آپ علیہ السلام نے

وہ دونوں جو باقی رہ گئے تھے ان کو اس کی دست کا ذمہ دار ٹھہرایا اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھیوں کا ضامن ہے۔

باب: ایک آدمی قتل کر دیا جاتا ہے اور اس پر قرض ہے

(۵۳۶۲) محمد بن اسلم بخلی نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو قتل کر دیا گیا اور اس پر قرض ہے اس کے پاس کوئی مال نہیں تو کیا اس کے وارثوں کو حق ہے کہ اس کا خون معاف کر دیں جبکہ اس پر قرض ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قرض خواہ بھی تو قاتل کے مقابلہ میں ایک فریق ہے اگر اس کے وارثوں نے قاتل کو اس کا خون معاف کر دیا ہے تو وہ قرض خواہوں کے قرض کے ضامن ہیں ورنہ نہیں۔

باب: اس دایہ اور دودھ پلائی کی ضمانت جو بچے پر کر ڈٹ لیکر الٹ پڑے اور وہ مرجائے یا بچے کو کسی دوسری دایہ کے حوالے کر دے اور وہ اسے لیکر بھاگ جائے

(۵۳۶۳) محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری نے محمد بن ناجیہ سے انہوں نے محمد بن علی سے انہوں نے عبدالرحمن بن سالم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس قوم کی دایہ ان کے بچے کو قتل کر دے اس طرح کہ وہ سو رہی ہو اور کر ڈٹ لیکر بچے پر الٹ پڑے اور بچہ مرجائے تو اس دایہ پر اس بچے کی دست خود اس کے مال سے ہے خاص اگر وہ عرت و فخر کے لئے دایہ بنی ہے اور اگر وہ فقر و تنگدستی کی وجہ سے دایہ بنی تو اس کی دست اس کے خاندان والوں پر ہے۔

(۵۳۶۴) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آجتاب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک دایہ اجرت پر رکھی اور بچہ اس کے حوالے کر دیا اور اس کے پاس رہا۔ پھر دایہ کہیں اور چلی گئی اور کسی اور کے وہاں اجرت پر دایہ گیری کرنے لگی اور اس کا بچہ لیکر غائب ہو گئی اب نہیں معلوم کہ اس نے بچے کے ساتھ کیا کیا اور دایہ سے بدلہ نہیں لیا جاتا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر کامل دست ہے۔

اور اسی کے مثل روایت کی ہے علی بن نعمان نے ابن مسکان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے۔ نیز اسی کے مثل روایت کی ہے حماد نے طہی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔
(۵۳۶۵) حماد نے طہی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایک دایہ کو اجرت پر رکھا اور اپنا بچہ اس کو دیدیا۔ وہ دایہ اس بچے کو لیکر کئی برس تک غائب رہی پھر بچے کو لیکر آئی تو بچے کی ماں کو خیال ہوا کہ وہ بچے کو نہیں پہچانتی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیے وہ اس بچے کو قبول کر لیں اس لئے کہ دایہ امین ہوتی ہے۔

باب: اگر کسی شخص کا کتا کسی کو کاٹ لے تو کتے والے کی کیا ذمہ داری ہے

(۵۳۶۶) حسین بن علوان نے عمرو بن خالد سے انہوں نے زید بن علی سے انہوں نے اپنے آباؤ کے کرام علیہم السلام سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام کتے کے مالک کو اس وقت ضامن ٹہراتے جب اس کا کتا دن کے وقت کسی کو کاٹتا۔ اور اگر رات کو کاٹتا تو اسے ضامن نہیں ٹہراتے تھے۔
اور اگر تم کسی قوم کے گھر میں اس کی اجازت سے داخل ہو اور ان کا کتا تمہیں کاٹ لے تو وہ لوگ اس کے ضامن ہیں اور اگر تم ان کی اجازت کے بغیر داخل ہوئے ہو تو وہ لوگ اس کے ضامن نہیں ہیں۔

باب: ایک ام ولد نے اپنے مالک کو عمداً یا خطاً قتل کر دیا

(۵۳۶۷) وحب بن وحب نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی ام ولد (وہ کنیر جس سے مالک کا کوئی لڑکا ہو) اپنے مالک کو خطاً قتل کر دے تو وہ آزاد ہے اس پر کسی کی ملکیت نہیں ہے اور اگر اس نے اس کو عمداً قتل کیا ہے تو اس کے عوض میں وہ قتل کی جائے گی۔

باب: اگر کوئی شخص کسی قوم کے گھر میں آگ لگا دے اور گھر اور اس کے رہنے والے جل جائیں تو اس کی کیا سزا ہے

(۵۳۶۸) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے ایک قوم کے گھر میں آگ لگا دی جس سے گھر جل گیا اس گھر والے جل گئے اور ان کا مال و متاع جل گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس سے گھر اور مال و متاع کا تادان وصول کیا جائے اس کے بعد اس کو قتل کر دیا جائے۔

باب: اگر کسی شخص کا بُھتی (خراسانی اونٹ) بد مستی میں کسی کو قتل کر دے تو اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۶۹) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک بُھتی (خراسانی اونٹ) بد مست ہو کر گھر سے نکلا اور اس نے کسی کو قتل کر دیا اتنے میں اس متقول شخص کا بھائی آگیا اور اس اونٹ پر تلوار کا وار کیا اور اسکی کوٹھیں کاٹ دیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا بُھتی کا مالک دیت کا ضامن ہے اور وہ اپنے بُھتی کی قیمت (بھی) وصول کرے گا۔

باب: قصاص کو زندہ رکھنے کیلئے کیا لازم ہے

(۵۳۷۰) علی بن حکم نے ابان احمری سے انہوں نے ابی بصیر یحییٰ بن ابی القاسم اسدی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت وفات قریب آیا حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا کی طرف واپسی کی خواہش ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں میں نے اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا۔ جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوبارہ یہی پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا نہیں بلکہ میں اپنے رفیق اعلیٰ سے ملنے کا خواہشمند ہوں اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور بہت سے مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع تھے کہ ایما الناس (سنو) میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور نہ میری سنت کے بعد کوئی سنت ہوگی لہذا اس کے بعد جو کوئی اس کا دعویٰ کرے گا اور (میری سنت میں) بدعت کرے گا وہ جہنم میں جائیگا تم لوگ اسے قتل

کر دینا۔ اور جو کوئی اس کی اتباع کرے وہ بھی جہنمی ہے۔ اسے لوگوں کو قصاص کو زندہ رکھنا اور صاحب حق کیلئے حق کو زندہ رکھنا اسے چھوڑ کر متفرق نہ ہو جانا اس کی ولایت کو تسلیم کرنا اس کی بات ماننا اور سلامت رہنا اللہ تعالیٰ نے تو یہ لکھ دیا ہے (اپنے لئے یہ طے کر لیا ہے) کہ میں غالب رہوں گا اور میرے سارے رسول غالب رہتے ہیں۔ بیشک اللہ بڑی قوت و طاقت والا ہے۔

باب: ایک چور زبردستی ایک عورت کی شرمگاہ پر قابض ہوتا ہے اور اس کے بچے کو قتل کر دیتا ہے

(۵۳۷۱) یونس بن عبد الرحمن نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد سارق (چور) ایک عورت کے گھر میں داخل ہوا تاکہ اس کا مال و متاع چوری کرے جب اس نے اسکا کپڑا سب جمع کر لیا تو اس کی نیت میں فتور آیا اور عورت کی عرت پر حملہ آور ہوا اتنے میں اس کا بچہ جاگ گیا تو اس نے اس کو اپنی کھانڈی سے قتل کر دیا جب سب سے فارغ ہوا تو وہ جمع کیا ہوا کپڑا سب اٹھایا اور جانے لگا تو عورت نے کھانڈی سے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ دوسرے دن اس چور کے در ثا آئے اور خون بہا کے طالب ہوئے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ جو چور کا خون بہا طلب کرتے ہوئے آئے ہیں وہ اس بچے کی دیت کے ضامن ہیں اور اس عورت پر اس چور کے قتل کا کوئی مواخذہ نہیں اس لئے کہ وہ چور تھا۔

(۵۳۷۲) محمد بن فضیل نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک چور کے متعلق دریافت کیا کہ وہ ایک عورت پر داخل ہوا جو حاملہ تھی اور اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا اسے قتل کر دیا تو عورت نے ایک چھری اٹھائی اور اس سے مار کر اسے قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس چور کا خون رائیگاں گیا۔

(۳۵۷۳) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ایک شخص کے متعلق فرماتے ہوئے سنا جو ایک عورت کے نفس کو حرام کے لئے درغلا رہا تھا تو عورت نے اس کو ایک پتھر کھینچ کر ایسا مارا کہ وہ مر گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت پر اس کا کوئی مواخذہ نہیں۔ اسکا معاملہ اس کے اور خدا کے درمیان ہے اگر وہ امام عادل کے سامنے پیش کی جائے گی تو اس مرد کا خون رائیگاں ہوگا۔

(۵۳۷۴) جمیل بن دراج نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ

السلام سے کہا کہ ایک شخص ایک عورت کو غصب کر لیتا ہے (یعنی اسکی شرکاء کو غصب کر لیتا ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ قتل کر دیا جائیگا۔

باب: ایک عورت اپنے شوہر کے گھر میں کسی شخص کو داخل کر لیتی ہے تو اس کا شوہر اس شخص کو قتل کر دیتا ہے تو عورت اپنے شوہر کو قتل کر دیتی ہے تو اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۷۵) یونس بن عبدالرحمن نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا جب ملاپ کی شب آئی تو عورت نے اپنے دوست مرد کو کمرہ عروسی میں بلایا اور جب اس کا شوہر اپنی زوجہ سے ملنے گیا تو عورت کے دوست نے اس پر حملہ کر دیا دونوں میں گھر کے اندر ہاتھ پائی ہونے لگی بالآخر اس کے شوہر نے اس کے دوست کو قتل کر دیا۔ اب عورت اٹھی اور اس نے اپنے دوست کا بدلہ لینے کے لئے اپنے شوہر کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ عورت اپنے دوست کی دست کی قتل کرنے کی وجہ سے وہ قتل کر دی جائے گی۔

باب: جو شخص عیدوں کی بھیر بھاڑ میں یا عرفہ میں یا کسی کنوئیں یا کسی پل پر مرجائے اور یہ نہ معلوم ہو کہ اسے کس نے قتل کیا ہے

(۵۳۷۶) سکونی نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پڑ پڑ گوار علیہ السلام سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص جمعہ یا عید یا عرفہ کے اڑھام میں یا کسی کنوئیں یا پل پر مرجائے اور یہ نہ معلوم ہو کہ اسے کس نے قتل کیا تو اس کی دست بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

باب: ایک شخص قتل ہوتا ہے اور اس کے اعضاء متفرق مقامات پر پائے جاتے

ہیں

(۵۳۷۷) محمد بن سنان نے طلحہ بن زید سے انہوں نے فضل بن عثمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو قتل کر دیا جاتا ہے اور اس کا سر ایک قبیلہ میں ملتا ہے تو بدن کا درمیانی حصہ اور سینہ اور اس کے دونوں ہاتھ دوسرے قبیلہ میں اور باقی بچھا حصہ تیسرے قبیلہ میں ملتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی میت ان لوگوں پر ہوگی جن کے قبیلہ میں اس کا درمیانی حصہ اور سینہ اور دونوں ہاتھ ملے ہیں اور اسی پر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

(۵۳۷۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص قتل کر دیا گیا اور اس کے اعضاء متفرق جگہ پائے گئے تو اس پر کیسے نماز پڑھی جائے گی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز اس حصہ پر پڑھی جائے گی جس میں اس کا قلب ہے۔

باب: شجاج (زخمی) اور اس کے مختلف نام

اصمعی کا قول ہے کہ اول شجاج حارصہ ہے یہ وہ ہے جو جلد چھیل دے یعنی پھاڑ دے اور اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ دھوبی نے کپڑے حرم کر دیئے یعنی پھاڑ دیئے پھر باضعہ ہے اور یہ وہ ہے جو جلد کے بعد گوشت کو پھاڑ دے۔ پھر مسلاحہ اور یہ وہ ہے جو گوشت میں داخل ہو جائے مگر سحاق تک نہ پہنچے پھر سحاق ہے اور یہ گوشت اور ہڈی کے درمیان ایک باریک سا جھلکا (جھلی) ہے اور ہر باریک جھلکے کو سحاق کہتے ہیں اور اسی بنا پر کہا گیا ہے آسمان پر بادلوں کے سماحق ہیں۔ اور بکری کے اوپر چربی کے سماحق ہیں۔ پھر موصفہ ہے اور یہ وہ ہے جس میں ہڈی واضح اور ظاہر ہو پھر ہاشمہ ہے اور یہ وہ ہے جس میں ہڈی ٹوٹ جائے۔ پھر مستحکہ ہے اور یہ وہ ہے جس میں ہڈی کا فراش نکل آئے اور ہڈی کا فراش وہ ہے جو ہڈی کا ایک چھٹکا سا گوشت کے علاوہ ہوتا ہے اور اسی بنا پر نابضہ کا قول ہے کہ ویتبعہم منها فراش الحواجب پھر ماسومہ ازر یہ زخم ہے جو ام راس تک پہنچتا ہے اور یہ وہ جلد ہے جو دماغ کے اوپر ہوتی ہے اور زخموں اور جراحوں میں سے ایک جائزہ اور یہ وہ ہے جو جوف جسد تک پہنچتا ہے اور سر میں دماغ تک۔

باب: وہ شخص جو کسی آدمی کو قتل کر کے بھاگ جائے اس کے لئے کیا حکم ہے

(۵۳۷۹) حسن بن علی بن فضال نے عریف بن ناصح سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو عمداً کسی آدمی کو قتل کر کے فرار ہو گیا گرفتار نہیں ہوا اور مر بھی گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کے پاس مال ہے تو (دست) اس میں سے لی جائے ورنہ اس کے قریب ترین رشتہ دار سے لی جائے۔

(۵۳۸۰) حسن بن علی بن فضال نے ابن بکیر سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو پکڑا گیا اور اس پر بہت سے حدود اور سزائیں (لازم) ہیں جن میں سے ایک قتل بھی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام ایسے (مجرم) پر تمام حدود پہلے جاری کرتے پھر اسے قتل کرتے تھے تو تم حضرت علی علیہ السلام کے خلاف نہ کرو۔

باب: سر کے زخموں اور جراحاتوں کی دیت

(۵۳۸۱) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ موضع زخم کی دیت پانچ (۵) اونٹ۔ سحاق جو موضع کے علاوہ ہے اس کی دیت چار (۴) اونٹ۔ منقلہ کی پندرہ (۱۵) اونٹ اور جائفہ کی دیت، دست کا تہائی یعنی تینتیس (۳۳) اونٹ اور مامومہ کی ایک تہائی دیت ہے۔

(۵۳۸۲) اور ابن مغیرہ کی روایت میں عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا باضعہ کی دیت تین (۳) اونٹ ہے۔

(۵۳۸۳) حسن بن محبوب نے صالح بن رزین سے انہوں نے ذریعہ محاربی سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو زخم موضع لگایا اور اسی مقام پر اس کو دوسرے شخص نے زخم دامیہ لگایا اور وہ آدمی مر گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان دونوں شخصوں پر ان کی اموال سے نصف نصف دیت لازم ہے۔

(۵۳۸۴) ابن محبوب نے حسن بن حنفی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا سر کا زخم موضع ویسا ہی ہے جیسا بھرے کا؟ آپ علیہ

السلام نے فرمایا کہ چہرے اور سر کا زخم اور موضع دست میں دونوں برابر ہیں کیونکہ چہرہ سر ہی کا ایک حصہ ہے اور جسم کی کسی جگہ کا زخم سر کے زخم کے مانند نہیں ہے۔

(۵۳۸۵) اور ابان کی روایات میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جائزہ جو جوف یعنی اندرونی حصہ میں پڑ جاتا ہے اس کا قصاص جائزہ والے کو لینے کا حق نہیں مگر یہ کہ یہی فیصلہ ہو۔ اور متفقہ جس میں سر کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں اس میں بھی کوئی قصاص نہیں مگر یہ کہ یہی فیصلہ ہو۔ اور ماسومہ کی ایک تہائی دست ہے اس میں قصاص نہیں مگر یہ کہ یہی فیصلہ ہو۔

(۵۳۸۶) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ہاشمہ میں دس (۱۰) اونٹ کی دست کا فیصلہ فرمایا۔ (۵۳۸۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے غلام کے متعلق فرمایا جس نے ایک شخص کو ایسا زخمی کیا کہ اس کی ہڈی واضح اور ظاہر ہو گئی پھر اس کو دوسرے نے بھی زخمی کر دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی دست دونوں کے درمیان (نصف نصف) ہے۔

باب: دیتوں کے متعلق نادرا احادیث

(۵۳۸۸) عمرو بن عثمان نے ابی حمیلہ سے انہوں نے سعد اسلاف سے انہوں نے اصبح بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ ایک لڑکی دوسری لڑکی پر سوار ہوئی تو ایک اور لڑکی نے نیچے والی لڑکی کے گدگدی کر دی وہ بدک کر اچھل پڑی تو اوپر والی لڑکی جو سوار تھی وہ گر پڑی اور مر گئی تو حضرت علی امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ گدگدی کرنے والی اور بدک کر اچھلنے والی لڑکی دونوں نصف نصف اس کی دست ادا کریں گی۔

(۵۳۸۹) اور وحب بن وحب سے روایت ہے انہوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دوست قوم میں سے کسی کو قتل کر دے تو اس کو لازم ہے کہ جو کچھ اس پر عائد ہوتا ہے اس پر ان لوگوں سے مصالحت کر لے اس لئے کہ اس کے لئے یہ حساب بہت ہلکا ہے۔

(۵۳۹۰) عبد اللہ بن سنان نے ثالی سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کو کوڑا مارے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ کا کوڑا لگائے گا۔

(۵۳۹۱) اور ابن فضال کی روایت میں ان کے بعض اصحاب سے ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ شکاری کتے کی دست چالیس (۴۰) درہم ہے اور مویشیوں کے کتے کی

دست بیس (۲۰) ہے اور اس کتے کی دست جو نہ شکار کا ہو اور نہ مویشیوں کا ایک نوکری مٹی ہے قاتل کو چاہیئے کہ وہ دے اور کتے کے مالک کو چاہیئے کہ اسے قبول کرے۔

(۵۳۹۲) محمد بن سنان نے ابی الجارود سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک خچر تھا وہ جس کسی کے کھیت میں پڑ جاتا اسے کوئی نہیں ہٹاتا تھا۔ چنانچہ وہ بنی مدیج کے ایک آدمی کے گئے کے کھیت میں پڑ گیا تو اس نے اپنا تیرکان میں جوڑ کر اسے قتل کر دیا تو حضرت علی علیہ السلام نے اس سے کہا کہ خدا کی قسم میں تجھے نہ چھوڑوں گا جب تک تو اس کی دست ادا نہ کر دے چنانچہ اس نے چھ سو (۶۰۰) درہم ادا کئے۔

(۵۳۹۳) اور جمیل بن دراج نے ہمارے بعض اصحاب سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کا ہاتھ توڑ دیا پھر وہ ہاتھ اچھا ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس میں قصاص نہیں وہ دست دے گا۔

(۵۳۹۴) حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے محمد بن ابی حمزہ اور حسین رواہی سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک عورت حمل سے ڈرتی ہے کیا وہ کوئی دوا پی لے کہ جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے وہ گر جائے آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا مگر وہ تو ابھی نطفہ ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا سب سے پہلے تو نطفہ ہی خلق ہوتا ہے۔

(۵۳۹۵) حسین بن سعید نے فضالہ سے انہوں نے داؤد بن فرقہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ داؤد بن علی (بن عبداللہ بن عباس امیر مدینہ) نے مجھ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی کے گھر آتا تھا اس آدمی نے منع کیا کہ وہ اس کے گھر نہ آیا کرے مگر اس نے بات ماننے سے انکار کیا تو سلطان وقت کے پاس گیا۔ سلطان وقت نے کہا اگر وہ ایسا کرے تو اس کو قتل کر دو چنانچہ اس نے اس کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام کی اس میں کیا رائے ہے؟ فرمایا میری رائے میں اس کو قتل نہیں کرنا چاہیئے اس لئے کہ اگر یہ بات قائم رہی تو ہر آدمی اپنے دشمن کے لئے اگر چاہے تو یہ کہے کہ وہ میرے گھر آیا تھا میں نے اس کو قتل کر دیا۔

(۵۳۹۶) محمد بن احمد بن یحییٰ نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے احمد بن نضر سے انہوں نے حسین بن عمرو سے انہوں نے یحییٰ بن سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ معاویہ نے ابو موسیٰ اشعری کو خط لکھا کہ ابن ابی الحسین نے اپنی عورت کے شکم پر ایک آدمی کو سوار دیکھا تو اس نے اس کو قتل کر دیا اب اس مقدمہ کا فیصلہ قاضیوں کے لئے مشکل نظر آ رہا ہے لہذا حضرت علی علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کرو تو ابو موسیٰ نے حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم یہ واقعہ تو یہاں یعنی کوفہ میں بلکہ اس کے اطراف میں کہیں نہیں

ہوا اور نہ یہ معاملہ ہمارے سامنے پیش ہوا پھر یہ مقدمہ تیرے پاس کہاں سے آگیا تو اس نے بتایا کہ مجھے معاویہ نے خط میں لکھا کہ ابن ابی الحسین نے ایک شخص کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھا تو اسے قتل کر دیا اب قاضیوں کے لئے اس معاملہ کا فیصلہ مشکل ہو گیا اب اس معاملہ میں آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا میں ابو الحسن ہوں اگر چار گواہوں کے ساتھ اگر گواہی گزرے تو ٹھیک ورنہ سب کچھ اس کے حق میں دیدیا جائے گا۔

(۵۳۹۷) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں جمیل سے انہوں نے ہمارے اصحاب سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مقتول کا وارث مر جائے تو اس کی جگہ وارث کا لڑکا خون کے مطالبے کے لئے کھڑا ہوگا۔

(۵۳۹۸) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فیصلہ فرمایا کہ اگر گھوڑے کی آنکھ پھوٹ جائے تو جس دن اس کی آنکھ پھوٹی اس دن کی قیمت کی ایک چوتھائی کی رقم دیت ہوگی۔

(۵۳۹۹) اور امیر المومنین علیہ السلام کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ ایک اونٹ میں چار آدمی شریک تھے اور اس میں سے ایک آدمی نے اس اونٹ کو اپنے پاس باندھا تو اونٹ چلا اور اپنے پاؤں کے چھپنے کے ساتھ اچھل کود کرنے لگا اور پھسل کر گر پڑا اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی تو جس نے اس کو اپنے پاس باندھا تھا اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تم ہمارے اونٹ کا نقصان ہم لوگوں کو دو۔ تو آنجناب علیہ السلام نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا کہ تم لوگ اس کا نقصان اس کو دو اس لئے کہ اس نے تو اپنا حصہ باندھ لیا تھا تم لوگوں کا حصہ اس کے حصہ کو بھی لے گیا۔

(۵۴۰۰) محمد بن احمد بن یحییٰ کی روایت میں ہے انہوں نے اپنے اسناد کے ساتھ اور اس روایت کو اوپر لکھنے مامون تک کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو کنوئیں میں گرا دیا اور وہ مر گیا تو مامون نے حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے تو اس شخص نے کہا کہ میں اپنے گھر میں تھا کہ میں نے آواز سنی الغوث الغوث (مدد کو مانگو) تو میں نہایت تیزی کے ساتھ اپنے گھر سے دوڑا میرے ساتھ میری تلوار بھی تھی جتنا فہم میں اس آدمی کی طرف سے ہو کر گزرا وہ کنوئیں کے کنارے کھڑا ہوا تھا میرا دھکا اس کو لگا اور وہ کنوئیں میں گر گیا۔ مامون نے فقہاء سے اس کے متعلق دریافت کیا تو بعض نے کہا کہ اس سے قصاص لیا جائے اور بعض نے کہا کہ اس کے ساتھ ایسے ایسے کیا جائے تو اس نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے اس کے متعلق خط لکھ کر دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی دیت ان آواز دینے والوں پر ہے جنہوں نے الغوث الغوث کی آواز دی تھی۔ تو فقہائے اس کو عجیب سمجھا اور مامون سے کہا آپ ان سے دریافت کریں کہ یہ فتویٰ انہوں نے کہاں سے دیا۔ تو مامون نے آپ علیہ السلام سے دریافت کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک عورت نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ہوا پر دعویٰ دائر کیا کہ میں اپنے گھر کی چھت پر تھی کہ ہوانے مجھ کو دھکا دیا

اور میں گر گئی اور میرا ہاتھ ٹوٹ گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ ہوائے جواب دیا یا نبی اللہ بنی فلاں کی کشتی سمندر میں تھی اور کشتی والے ڈوبنے والے تھے تو میں اس عورت کی طرف سے ہو کر گزری اور میں اس وقت بہت عجلت میں تھی تو اس عورت کو دھکا لگا اور یہ گر گئی اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ اس عورت کے ہاتھ کی دیت کشتی والوں پر ہے۔

(۵۳۰۱) اور ابان بن عثمان کی روایت میں ہے کہ عمر بن خطاب کے سامنے ایک شخص پیش کیا گیا کہ اس نے فلاں شخص کے بھائی کو قتل کر دیا ہے تو انہوں نے اسے مقتول کے بھائی کے حوالے کر دیا کہ یہاں سے قتل کر دے تو اس کو ایک تلوار ماری اور اس کو قتل کر دیا ہے تو اس کے اعوا اس کو گھراٹھالے گئے اور دیکھا کہ اس میں کچھ کچھ جان باقی ہے چنانچہ ان لوگوں نے اس کا علاج کیا اور وہ اچھا ہو گیا اور گھر سے باہر نکلا تو مقتولِ اول کے بھائی نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ تو میرے بھائی کا قاتل ہے اور مجھے حق ہے کہ تجھے قتل کر دوں اس نے جواب دیا کہ تم تو مجھے ایک مرتبہ قتل کر چکے اور عمر کے پاس گیا تو انہوں نے اس کو پھر سے قتل کا حکم دیدیا اور وہ وہاں سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ اے لوگو خدا کی قسم یہ مجھے ایک مرتبہ قتل کر چکا ہے تو لوگ اس کو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس لائے اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے قتل میں جلدی نہ کرو میں ابھی تم لوگوں کے پاس آتا ہوں یہ کہہ کر وہ عمر کے پاس گئے اور کہا کہ اس کا فیصلہ تو یہ نہیں ہے۔ عمر نے پوچھا پھر کیا ہے اے ابوالحسن آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ پہلے مقتولِ اول کے بھائی سے اپنا بدلہ تو لے لیں جو اس نے اس کے ساتھ کیا ہے پھر اس کے بعد وہ اس کو بھائی کے بدلے قتل کرے۔ تو اس نے خیال کیا کہ اگر وہ بدلا لیتا ہے تو میری جان چلی جائے گی اس لئے اس کو معاف کیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو چھوڑ دیا۔

باب: وصیت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہے

(۵۳۰۲) حسن بن محبوب نے مقاتل بن سلیمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں سردارِ انبیاء ہوں اور میرا وصی سردارِ اوصیاء ہے اور اس کے اوصیاء سردارانِ اوصیاء ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ وہ ان کے لئے ایک صالح وصی بنا دے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے انبیاء کو نبوت سے سرفراز کیا پھر اپنی مخلوقات میں سے چند لوگوں کو منتخب کیا اور ان میں سے جو سب سے بہتر تھے انہیں اوصیاء قرار دیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے آدم تم شیث کو اپنا وصی بناؤ تو حضرت آدم علیہ السلام نے شیث کو اپنا

وصی بنایا اور وہی ہستی اللہ بن آدم ہیں اور شیثؑ نے اپنے فرزند شبانؑ کو اپنا وصی بنایا اور یہی اس نزلہ خوریہ کے بیٹے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام نے اس کا نکاح اپنے فرزند شیثؑ سے کر دیا تھا۔ اور شبان نے محلث کو اپنا وصی بنایا پھر محلث نے محوق کو اپنا وصی بنایا اور محوق نے غمیشا کو وصی بنایا اور غمیشا نے اختوخ کو وصی بنایا اور یہی ادریسؑ پیغمبر علیہ السلام ہیں اور حضرت ادریس علیہ السلام نے ناحور کو وصی بنایا اور ناحور نے اپنی وصیت حضرت نوح علیہ السلام کے حوالہ کی اور نوح علیہ السلام نے سام کو وصی بنایا سام نے عاشر کو اور عاشر نے برغیشا کو اور برغیشا نے یافث کو اور یافث نے بتہ کو اور بتہ نے جفسیہ کو اور جفسیہ نے عمران کو اور عمران نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو عہدہ وصایت سپرد کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنا وصی بنایا اور حضرت اسماعیل نے حضرت اسحاق علیہ السلام کو اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بثریا علیہ السلام کو اور بثریا علیہ السلام نے شعیب علیہ السلام کو اور حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ بن عمران کو وصایت سپرد کی۔ اور موسیٰ بن عمران نے یوشع بن نون کو اور یوشع بن نون نے حضرت داؤد کو اور حضرت داؤد نے حضرت سلیمان کو اور حضرت سلیمان نے آصف بن برخیا کو اور آصف بن برخیا نے حضرت زکریا کو اور حضرت زکریا نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو اور حضرت عیسیٰ بن مریم نے شمعون بن حنون صفا کو اور شمعون نے حضرت یحییٰ بن زکریا کو اور یحییٰ بن زکریا نے منذر کو اور منذر نے سلیمہ کو اور سلیمہ نے بردہ کو اپنا وصی بنایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اور بردہ نے یہ وصیت میرے حوالہ کی اور اے علیؑ وہ وصایت میں تمہیں دے رہا ہوں اور تم یہ وصایت اپنے وصی کو دو گے اور تمہارا وصی اپنے اور اوصیاء کو دیگا جو تمہاری اولاد میں ایک کے بعد دوسرا ہو گا جہاں تک کہ تمہارے بعد جو روئے زمین میں سب سے بہتر ہوگا اس کو یہ وصایت دی جائے گی اور سنو کہ امت تم سے انکار کرے گی اور تم پر اختلاف شدید رکھے گی مگر جو تم پر ثابت قدم ہوگا وہ ایسا ہوگا جیسا کہ وہ میرے ساتھ مقیم ہے اور تم کو چھوڑنے والا جہنم میں ہوگا اور جہنم کافروں کی بازگشت ہے۔

اور بہت سی احادیث صحیح قوی اسناد کے ساتھ وارد ہوئی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم خدا سے اپنا وصی بنایا حضرت علی ابن ابی طالب کو اور حضرت علی ابن ابی طالب نے اپنا وصی بنایا حضرت امام حسن علیہ السلام کو اور امام حسن علیہ السلام نے اپنا وصی بنایا امام حسین علیہ السلام کو اور امام حسین علیہ السلام نے اپنا وصی بنایا حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام کو اور حضرت علی ابن الحسین نے اپنا وصی بنایا حضرت محمد بن علی باقرؑ کو اور حضرت محمد بن علی باقرؑ نے اپنا وصی بنایا حضرت جعفر بن محمد الصادق کو اور حضرت جعفر بن محمد الصادق نے اپنا وصی بنایا حضرت موسیٰ بن جعفر کو اور حضرت موسیٰ بن جعفر نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت علی ابن موسی الرضا کو اور

حضرت علی ابن موسی الرضا نے اپنا وصی بتایا اپنے فرزند حضرت محمد بن علی کو اور محمد بن علی نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت علی بن محمد کو اور علی بن محمد نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت حسن ابن علی کو اور حضرت حسن بن علی نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت جعفر بن محمد بن علی کو کہ اگر دنیا کے وجود کو صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کر دیگا کہ اس میں وہ دنیا کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دینگے جس طرح وہ قلم و جوہر سے بھری ہوئی ہوگی۔ صلوات اللہ علیہ وعلیٰ آباء الطاہرین۔

(۵۴۰۳) یونس بن عبدالرحمن نے عاصم بن حمید سے انہوں نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی الباقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی صفہ ابراہیم میں مامی ہے اور موسیٰ کی تورات میں حامد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے حضرت عیسیٰ کی انجیل میں احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور فرقان میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ مامی سے کیا مراد ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اسنام کو محو کرنے والا۔ اوثان و اذلام اور خدائے رحمن کے سوا جن جن چیزوں کی پرستش کی جاتی ہے اس کو مٹانے والا۔ پھر عرض کیا گیا کہ حاد سے کیا مراد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے دین سے دشمنی کرے گا اس کا یہ دشمن ہوگا خواہ وہ قریب ہو یا دور پھر عرض کیا گیا کہ اور احمد کا کیا مطلب ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اپنے اقوال و افعال سے اللہ تعالیٰ کی بہت حمد کرنے والا۔ عرض کیا گیا اور محمد کے کیا معنی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کے تمام انبیاء اور اس کے تمام رسول اور ان کی تمام امتیں ان کی تعریف کرتی ہیں اور ان پر درود بھیجتی ہیں۔ اور آپ علیہ السلام کا اسم گرامی عرش پر لکھا ہوا محمد رسول اللہ ہے اور آپ یعنی کنوٹ اور کان والا خود جنگوں میں پہنچا کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام کے پاس ایک برہمی تھی جس پر آپ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے اور دونوں عیدوں کے موقع پر نکلتے اور اس کو لیکر خطبہ دیتے اور آپ کا طویل عصا تھا جس کا نام مشوق تھا اور آپ کے پاس بالوں کا ایک بڑا ٹیمہ تھا جس کا نام رکن تھا اور آپ کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا جس کا نام السحتہ تھا اور آپ کے پاس ایک اور بڑا پیالہ تھا جس کا نام رے تھا اور آپ کے پاس دو گھوڑے تھے ایک کا نام مرتجز تھا اور دوسرے کا نام سبک تھا۔ اور آپ کے پاس دو خیر تھے ایک کو دلدل کہا جاتا اور دوسرے کو شہباء آپ کے پاس دو نائق تھے ایک کو معنباہ اور دوسرے کو جدعاء کہا جاتا آپ کے پاس دو تلواریں تھیں ایک کا نام ذوالفقار تھا دوسری کا نام عون تھا آپ کے پاس دوسری دو اور تلواریں تھیں ایک کا نام منمزم تھا اور دوسری کا رسوم تھا آپ کے پاس ایک گدھا تھا جس کا نام لیصور تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عمامہ تھا جس کا نام صحاب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک زرہ تھی جس کا نام ذات الغصنول تھا جس کی تین کڑیاں تھیں ایک کڑی چاندی کی آپ کے سامنے کی طرف اور دو کڑیاں پیچھے کی طرف۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک جھنڈا تھا جس کا نام عقاب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر آپ سامان لاتے تھے جس کو ربیع کہا جاتا تھا آپ کے پاس ایک علم (محمدا) تھا جس کا نام معلوم تھا۔ آپ کے پاس ایک مطفر تھا جس کا نام اسعد تھا۔ آپ نے وقت وفات یہ تمام چیزیں حضرت علی علیہ السلام کے سپرد کر دی تھیں اور اپنی انگوٹھی اتار کر حضرت علی علیہ السلام کی انگلی میں پہنا دی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے بتایا کہ آپ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کے قبضہ میں سے میں نے ایک صحیفہ پایا جس میں تین فقرے لکھے ہوئے تھے۔ جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے ملنے رہو۔ سچ بات کہو خواہ چہارے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ جو چہارے ساتھ برا سلوک کرے اس کے ساتھ اچھا سلوک کر دو۔

(۵۴۰۴) معلیٰ بن محمد بصری نے جعفر بن سلیمان سے انہوں نے عبد اللہ بن حکم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی (علیہ السلام) میرے وصی اور میرے خلیفہ ہیں۔ اور ان کی زوجہ فاطمہ (علیہا السلام) تمام عالم کی عورتوں کی سردار میری دختر ہے اور حسن (علیہ السلام) و حسین (علیہ السلام) جو انان اہل جنت کے سردار یہ دونوں میرے فرزند ہیں جس نے ان سے دوستی رکھی اس نے مجھ سے دوستی رکھی۔ جس نے ان لوگوں سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی جس نے ان لوگوں سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی جس نے ان لوگوں پر ظلم کیا اس نے مجھ پر ظلم کیا جس نے ان لوگوں سے نیکی کی اس نے میرے ساتھ نیکی کی۔ اللہ اس سے میل ملاپ کرے۔ ان لوگوں سے میل ملاپ رکھے، اللہ اس شخص سے قطع تعلق کرے جو ان لوگوں سے قطع تعلق کرے، اللہ اس کی مدد کرے جو ان لوگوں کی مدد کرے، اللہ اس کی مدد کرے جو ان لوگوں کی مدد نہ کرے۔ پروردگار اگر تیرے انبیاء اور رسولوں میں سے کسی کے ثقل اور اہلبیت ہوئے ہیں تو علی و فاطمہ و حسن و حسین میرے اہلبیت اور میرے ثقل ہیں تو ان لوگوں سے ہر طرح کی پلیدی کو دور رکھ اور انہیں پاک رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے۔

(۵۴۰۵) ابن عباسؓ سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے متعلق فرماتے تھے اے علی (علیہ السلام) تم میرے وصی ہو میں نے اپنے رب کے حکم سے تم کو اپنا وصی بنایا ہے اور تم میرے خلیفہ ہو میں نے اپنے رب کے حکم سے تم کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اے علی (علیہ السلام) تم ہی وہ ہو کہ میرے بعد میری امت والے جن باتوں میں اختلاف کریں گے اس کی تم وضاحت کرو گے ان میں تم میرے قائم مقام ہو۔ چہارہ احکم میرا حکم ہے چہارہ اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ چہارہ نافرمانی میری نافرمانی ہے اور میری نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔

(۵۴۰۶) محمد بن ابی عبد اللہ کوفی نے موسیٰ بن عمران نخعی سے انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید سے انہوں نے حسن بن علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے یحییٰ بن ابی القاسم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے جد نامدار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد بارہ (۱۲) ائمہ ہونگے جن میں سب سے اول حضرت علی ابن ابی طالب اور سب سے آخری قائم ہونگے یہی لوگ میرے خلفاء میرے اوصیاء میرے اولیاء اور میرے بعد میری امت پر اللہ کی جنت ہونگے ان کا اقرار کرنے والا مومن اور ان سے انکار کرنے والا کافر ہوگا۔

(۵۳۰۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہیں اور میں ان سب کا سردار اور ان سب سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک میں ان سب سے زیادہ مکرم ہوں اور ہر نبی کا ایک وصی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اس کو وصی بناتا ہے اور میرے وصی علی ابن ابی طالب ان سب کے سردار اور سب سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سب سے زیادہ مکرم ہیں۔

(۵۳۰۸) حسن بن محبوب نے ابی الجارود سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت فاطمہ (ہبرا علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے سامنے ایک لوح (تختی) رکھی ہوئی تھی میں نے دیکھا کہ اس میں اوصیاء کے اسماء لکھے ہوئے ہیں میں نے شمار کیا تو وہ بارہ عدد تھے ان میں سے ایک قائم اور ان میں سے تین محمد اور چار علی علیہم السلام تھے۔

میں نے اپنی کتاب "کمال الدین و تمام النعمۃ فی اثبات الغیبت و کشف الحیرۃ" میں اسی موضوع پر بہت سی احادیث صحیحہ سند تحریر کر دی ہیں یہاں ان میں سے کوئی حدیث نقل نہیں کی ہے اس لئے کہ میں نے اس کتاب کو صرف فقہ کے لئے رکھا ہے اور اللہ ہی صواب کی توفیق دینے والا ہے اور ثواب حاصل کرنے میں معین و مددگار ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ یہ احسان کرتا ہے کہ اپنے بندے پر وفات کے وقت اس کی آنکھ کان

اور عقل کو واپس کر دیتا ہے تاکہ وہ وصیت کر لے

(۵۳۰۹) محمد بن ابی عمیر نے عثمان بن محمد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس مرنے والے کا بھی وقت وفات قریب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ اس کے کان اور اس کی عقل اس کو واپس کر دیتا ہے تاکہ وہ وصیت کر لے اب یہ اس کا کام ہے کہ وصیت کر لے یا چھوڑ دے۔ اور یہی وہ راحت ہے جس کو موت کی راحت کہتے ہیں پس یہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

باب: وصیت ترک کرنے والے پر اللہ کی جنت

(۵۳۲) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے زکریا مومن سے انہوں نے علی بن ابی نعیم سے انہوں نے ابی حمزہ سے انہوں نے بعض ائمہ علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اے ابن آدم میں نے تم پر تین مہربانیاں کیں۔ میں نے تیرے وہ گناہ چھپائے کہ اگر تیرے گھر والوں کو معلوم ہو جاتا تو وہ تجھے دفن بھی نہ کرتے۔ اور میں تیرے رزق میں وسعت اور کشادگی دی پھر میں نے تجھ سے قرض مانگا مگر تو نے کوئی عمل خیر نہیں کیا۔ اور میں نے تیری موت کے وقت تجھے مہلت دی تو اپنی ایک تہائی مال کے لئے کار خیر کی وصیت کر لے مگر تو نے اس وقت بھی کار خیر نہیں کیا۔

باب: وصیت ہر مسلمان پر فرض و لازم ہے

(۵۳۱) محمد بن فضیل نے ابی العیاض کنانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرحبہ آنجناب سے وصیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(۵۳۳) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ وصیت فرض ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی وصیت کی ہے اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ وصیت کرے۔

باب: زکوٰۃ میں جو کمی رہ جاتی ہے اس کی تکمیل وصیت سے ہوتی ہے

(۵۳۳) مسعود بن صدقہ رحبی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ زکوٰۃ میں جو نقص رہ جاتا ہے وصیت اس کو پورا کر دیتی ہے۔

باب: ثواب اس شخص کا جو وصیت کرے اور ان میں کسی کے ساتھ ناانصافی اور کسی کو ضرر نہ پہنچائے

(۵۳۱۳) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی آنجناب کا ارشاد ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص وصیت کرے اور اس میں کسی کے ساتھ ناانصافی اور کسی کو ضرر نہ پہنچائے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے اپنی زندگی میں تصدق کیا ہو۔

باب: اس شخص کے متعلق جو اپنے ان اقرباء کے لئے کوئی وصیت نہیں کرتے جو اس کے مال میں میراث پانے والے نہیں ہیں، کم کیلئے وصیت کرے یا زیادہ کے لئے

(۵۳۱۵) عبداللہ بن مغیرہ نے سکونی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جو شخص اپنی موت کے وقت اپنے صاحبان قرابت کے لئے کوئی وصیت نہ کرے اس کا عمل گناہ پر ختم ہوگا۔

باب: جو شخص موت کے وقت اچھی طرح وصیت نہ کر سکا

(۵۳۱۶) عباس بن عامر نے ابان سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنی موت کے وقت اچھی طرح وصیت نہ کرے کچھ لو کہ اس کی مروت اور اس کی عقل میں نقص تھا۔ نیز فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کی اور حضرت علی علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو وصیت کی اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت علی ابن حسین علیہ السلام کو وصیت کی اور حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام نے محمد بن علی الباقر علیہ السلام کو وصیت کی۔

باب: اس شخص کا ثواب جس کا خاتمہ اچھے قول یا اچھے عمل پر ہو

(۵۳۱۷) احمد بن نضر غزاز نے عمرو بن شمر سے انہوں نے جابر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کا خاتمہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا جس شخص کا خاتمہ دن کو روزہ رکھے ہوئے ہو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص کا خاتمہ صدقہ پر ہو جس سے وہ خدا کی خوشنودی چاہتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

باب: وارثوں کو ضرر پہنچانے کے متعلق جو کچھ حدیث میں ہے

(۵۳۱۸) عبد اللہ بن مغیرہ نے سکونی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے کہ اس مال کے متعلق مجھے پرواہ نہیں ہوتی کہ اپنی اولاد کو ضرر پہنچاؤں یا ان سے ففقت ہرتوں۔

باب: وصیت میں عدل اور جور (ظلم)

(۵۳۱۹) ہارون بن مسلم نے مسدد بن صدقہ سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو وصیت میں عدل سے کام لے گا وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے اپنی زندگی میں صدقہ دیا ہو اور جس نے اس میں نا انصافی اور جور سے کام لیا تو قیامت کے دن جب وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچے گا تو وہ اس کی طرف رخ نہ کرے گا۔

باب: گناہان کبیرہ کے متعلق وصیت میں ظلم و جور

(۵۳۲۰) ہارون بن مسلم نے مسدد بن صدقہ سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے ابا نے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ وصیت میں ظلم و نا انصافی گناہان کبیرہ میں سے ہے۔

باب: کس مقدار میں وصیت کرنا مستحب ہے

(۵۴۲۱) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آباء کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے وصیت مال کے پانچویں حصہ میں ہونی چاہیئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بھی پانچواں حصہ ہی پسند فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ پانچویں حصہ میں وصیت میانہ روی ہے اور چوتھے حصہ میں قابل برداشت ہے اور تیسرے حصہ میں قلم ہے۔

(۵۴۲۲) حماد بن عیسیٰ نے شعیب بن یعقوب سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مر رہا ہے اب اس کو اپنے مال میں (وصیت کرنے کا) کتنا حق ہے آپ نے فرمایا ایک تہائی مال اور عورت کو بھی اتنا ہی۔

(۵۴۲۳) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں اپنے مال کے پانچویں حصہ کیلئے وصیت کروں تو یہ میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے اس بات سے کہ میں جو تہائی کے لئے وصیت کروں اور چوتھے حصے کے لئے وصیت کرنا میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے بجائے اسکے کہ میں تیسرے حصے کیلئے وصیت کروں۔ اور جس نے ایک تہائی کے لئے وصیت کی اس نے کچھ نہیں چھوڑا اور مبالغہ سے کام لیا اور فرمایا جس نے ایک تہائی کے لئے وصیت کی اس نے کچھ نہیں چھوڑا آخری حد کو پہنچ گیا۔

(۵۴۲۴) اور حسن بن علی دشاء کی روایت میں حماد بن عثمان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے ایک تہائی کیلئے وصیت کی اس نے اپنے وارثوں کو ضرر پہنچایا اور پانچویں حصے یا چوتھے حصے کے لئے وصیت کرنا افضل و بہتر ہے تیسرے حصے کے لئے وصیت کرنے سے اور فرمایا جس نے تیسرے حصے کیلئے وصیت کی اس نے کچھ چھوڑا ہی نہیں۔

باب : میت کو اپنے مال میں سے کتنا حق (وصیت) ہے اور وصیت کو نیکی کی طرف پلٹانے کے لئے کیا لازم ہے

(۵۳۲۵) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جو مر گیا اور اس نے سارے مال یا اکثر مال کے لئے وصیت کر دی۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وصیت معروف و نیکی کی طرف پلٹا دی جائے اور اہل میراث کو میراث دی جائے۔

(۵۳۲۶) ابن ابی عمیر نے مرادم سے انہوں نے عمار ساباطی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا مرنے والا کا اپنے مال پر سب سے زیادہ حق ہے جب تک کہ اس کی روح اس سے مفارقت نہ کر جائے۔ آپ نے فرمایا اور اگر وہ (وصیت میں) حد سے تجاوز کرے تو اسکے لئے ایک تہائی سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

(۵۳۲۷) ہارون بن مسلم نے مسعود بن صدقہ رحبی سے انہوں نے امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص مر گیا اس کی ایک چھوٹی بچی تھی اور چھ عدد غلام تھے مرتے وقت اس نے ان سب کو آزاد کر دیا اور ان غلاموں کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی مال نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ان کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا پھر تم لوگوں نے اس کے ساتھ کیا کیا لوگوں نے کہا لوگوں نے اس کو دفن کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں اس کو اہل اسلام کے ساتھ ہرگز دفن نہ کرتا اس نے اپنی اولاد کو لوگوں کے سلسلے ہاتھ پھیلانے کے لئے چھوڑ دیا۔

(۵۳۲۸) محمد بن ابی عمیر نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا براء بن معرور انصاری مدینہ میں پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تھے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا کرتے براء کا وقت وفات آیا تو اس نے وصیت کی میرا رخ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب قبلہ کی طرف پھیر دیا جائے اور اس نے اپنے مال میں سے ایک تہائی کی وصیت کی تو اس سے یہ سنت جاری ہو گئی۔

(۵۳۲۹) احمد بن محمد بن عیسیٰ سے روایت ہے انہوں نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت امام

ابو الحسن علیہ السلام کو خط میں لکھا کہ درہ بنت مقاتل نے وفات پائی اور فلاں موضع میں زمین کے کئی قطعات چھوڑے اور اس میں سے ایک تہائی سے زیادہ ہمارے سردار کے لئے وصیت کی گئی ہے اور ہم لوگ اس کے وصی ہیں ہم لوگوں کا جی تو یہی چاہتا ہے کہ سب ہمارے سردار کا ہو جائے۔ پس اگر حکم ہو کہ ہم لوگ بعینہ اس کی وصیت پر عمل کریں تو ہم لوگ اسی پر عمل کریں گے اور اگر اس کی وصیت کو چھوڑ کر کوئی اور حکم ہو تو لوگ ان شاء اللہ اس پر عمل کریں گے۔ تو آپ علیہ السلام نے اس کے جواب میں اپنے ہاتھ سے خط لکھا کہ اس کو اپنے ترکہ میں ایک تہائی سے زیادہ کے لئے وصیت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے ہاں اگر تم لوگ خود وارث ہو اور دینا چاہتے ہو تو یہ تم لوگوں کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ جائز ہے۔

(۵۳۳۰) اور صفوان نے مزام سے اور انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جو حالت مرض میں کسی کو کوئی شے دیتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے اس شے کو اپنے سے جدا کر دیا ہے تو جائز ہے اور اگر اس نے اس کے لئے وصیت کی ہے (جدا نہیں کیا ہے) تو وہ بھی ایک تہائی میں ہوگی۔

باب : وصیت نامہ

(۵۳۳۱) علی بن ابراہیم بن ہاشم نے علی بن اسحاق سے انہوں نے حسن بن حازم کلبی سے جو ہشام بن سالم کی بہن کا نژاد ہے اس نے سلیمان بن جعفر سے جو جعفری نہیں ہے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص موت کے وقت اچھی وصیت نہ کرے اس کی مردت اور عقل میں نقص ہے۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرنے والا کس طرح وصیت کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اسکی وفات کا وقت قریب ہو اور سب لوگ جمع ہوں تو یہ کہے:

”اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ،
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْبُدُكَ فِي دَارِ الدُّنْيَا إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ
لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ، وَالنَّارَ حَقٌّ وَأَنَّ الْبَعْثَ
حَقٌّ، وَالْحِسَابَ حَقٌّ، وَالْمِيزَانَ حَقٌّ، وَأَنَّ الدِّينَ كَمَا
وَصَّيْتَ، وَأَنَّ الْإِسْلَامَ كَمَا شَرَعْتَ، وَأَنَّ الْقَوْلَ كَمَا حَدَّثْتَ، وَأَنَّ الْقُرْآنَ كَمَا
أَنْزَلْتَ، وَأَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ الْحَقُّ الْمُبِينُ، جَزَى اللَّهُ مُحَمَّدًا عَنَّا خَيْرَ الْجَزَاءِ وَحَيًّا

اللَّهُ مُحَمَّدًا وَآلَ مُحَمَّدٍ بِالسَّلَامِ، اللَّهُمَّ يَا عِدَّتِي عِنْدَ كُرْبَتِي، وَيَا صَاحِبِي عِنْدَ شِدَّتِي، وَيَا وَلِيَّ نِعْمَتِي، إِلَهِي وَإِلَهَ آبَائِي لَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طُرْفَةً عَيْنٍ فَإِنَّكَ إِن تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي أَقْرَبُ مِنَ الشَّرِّ وَأَبْعَدُ مِنَ الْخَيْرِ، فَأَنْسِ فِي الْقَبْرِ وَحْشَتِي، وَاجْعَلْ لِي عَهْدًا يَوْمَ الْفَاكِ مَنْشُورًا.

(اے اللہ اے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے اور ظاہر و باطن کے جاننے والے اے رحمن و رحیم - اے اللہ میں تجھ سے اس دار دنیا میں عہد کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور جنت حق ہے اور جہنم حق ہے اور مشر و نضر حق ہے اور حساب حق ہے مراد حق ہے اور قدر و میزان حق ہے اور دین وہی ہے جیسا کہ تو نے بیان کیا اور اسلام وہی ہے جیسی کہ تو نے تشریح کی اور بات وہی ہے جو تو نے بتائی اور قرآن وہی ہے جیسا کہ تو نے نازل فرمایا بیشک تو ہی اللہ ہے جو بالکل حق اور واضح ہے اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین جہاد عنایت فرمائے اور اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تحفہ سلام پہنچائے اے اللہ اے میرے کرب و مصیبت میں گرفتار ہوتے وقت میرے لئے ذخیرہ اور اے میری تکلیف اور شدت میں میرا ساتھ دینے والے اے اللہ مجھے طرح طرح کی نعمت دینے والے اے میرے اللہ اور میرے باپ دادا کے اللہ تو چشمِ زدن کے لئے بھی مجھے اپنے سے جدا نہ کر اس لئے کہ اگر تو نے مجھے اپنے سے جدا کیا تو میں برائی سے زیادہ قریب اور اچھائی سے زیادہ دور ہو جاؤں گا۔ پس تو قبر میں گھبراہٹ کے وقت میرا جی بھلانا اور میں تیری بارگاہ میں جس دن حاضر ہوں تو اس دن میرے عہد و بیان کو کھلا رکھنا۔)

پھر اپنی حاجتوں کیلئے وصیت کرے۔ اور اس وصیت کی تصدیق قرآن میں اس سورہ کے اندر ہے جس میں حضرت مریم کا تذکرہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے اندر لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا (شفاعت کے مالک اور کوئی لوگ نہ ہونگے بس صرف وہ لوگ ہونگے جو اللہ کی بارگاہ سے عہد و پیمان لئے ہوئے ہونگے۔) (سورہ مریم آیت ۸۷) تو یہ وصیت کا عہد نامہ ہے اور وصیت ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس پر یہ بھی لازم ہے کہ اس وصیت کو محفوظ رکھے اور اسکی تعلیم دے۔ اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مجھے اس کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے اس کا علم دیا گیا۔

(۵۳۳۲) حسین بن سعید نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے حسین علوان نے انہوں نے روایت کی عمرو بن ثابت سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ

(۵۳۳۳) سلیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی وصیت کے موقع پر میں شاہد بنا جس وقت وہ اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام سے وصیت فرما رہے تھے اور آپؑ نے اپنی وصیت پر امام حسین و محمد (حتفیہ) اور اپنی تمام اولاد اور اپنے اہلبیت کے اکابر و شیعوں کو بھی شاہد بنایا پھر آپؑ نے اپنی کتابیں اور اسلحے ان کے حوالے کر دیئے پھر فرمایا اے فرزند مجھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ میں تم کو اپنا وصی بناؤں اور تمہیں اپنی کتابیں اور اسلحے حوالے کروں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنا وصی بنایا اور اپنی کتابیں اور اسلحے میرے حوالے کئے اور ہمیں حکم دیا تھا کہ میں تمہیں حکم دوں کہ جب تمہارا وقت وفات قریب ہو تو یہ ساری چیزیں اپنے بھائی حسین (علیہ السلام) کے حوالے کر دو اس کے بعد آپؑ اپنے فرزند حسین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اسے اپنے فرزند علی ابن الحسین کے حوالے کر دو۔ پھر آپؑ علیہ السلام اپنے فرزند علی ابن الحسین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اپنی وصیت اپنے فرزند محمد بن علیؑ کے حوالے کر دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور میری طرف کا ان کو سلام پہنچا دینا۔

<http://fb.com/ranajabirabbas>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ وہ وصیت ہے جو علی ابن ابی طالب نے کی ہے۔ وہ وصیت کرتے ہیں کہ وہ گواہی دیتے ہیں نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں جن کو اس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ تمام ادیان پر غالب آئے خواہ مشرکین اس کو کتنا ہی ناپسند کریں۔ پھر میری نماز، میری عبادت، میری حیات، میری موت اس اللہ کے لئے ہے جو تمام عالمین کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔ پھر میں تم کو وصیت کرتا ہوں اے حسن (علیہ السلام) نیز اپنی تمام اولاد اور اپنے اہلبیت اور مومنین میں سے ان تمام لوگوں کو جن کے پاس میری یہ تحریر پہنچے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں وہ تم لوگوں کا رب ہے اور تم لوگوں کو موت آئے تو مسلمان ہونے کی حالت میں۔ اور تم سب لوگ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اور یاد کرو اس بخشش کو جو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر کی ہے جب تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ آپس میں صلح و صفائی سے رہنا افضل ہے عام طور پر نماز اور روزہ سے۔ اور آپس میں بغض و عداوت، دین کی بیخ کنی اور آپس میں فتنہ و فساد کا سبب ہے اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن اللہ کی دی ہوئی۔

تم لوگ اپنے رشتہ داروں کو دیکھتے رہو اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو اللہ تم لوگوں کے حساب کو آسان کر دے گا۔ اور اللہ کا واسطہ تم لوگوں کو یتیموں کے بارے میں ان کے منہ سے رونے کی آواز بلند نہ ہونے دینا اور جہاری موجودگی میں وہ تباہ و برباد نہ ہوں۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی ایک یتیم کو پالے جہاں تک کہ وہ مستغنی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب کر دیتا ہے جس طرح یتیم کا مال کھانے والے پر اہم واجب کر دیتا ہے۔

اور تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ قرآن کے بارے میں کہ اس پر عمل کرنے میں جہارا غیر تم پر سبقت حاصل نہ کر جائے۔

اور تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ تمہارے اپنے پڑوسیوں کے بارے میں اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں نے ان کے متعلق وصیت فرمائی ہے۔

اور تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ تمہارے اپنے رب کے گھر کے بارے میں کہ جب تک تم لوگ باقی ہو اس کو خالی نہ چھوڑنا اگر اس کو چھوڑا تو پہچانے نہ جاؤ گے اور جو شخص اس کے حج کا قصد کرے گا تو اس کا ادنیٰ ثواب یہ ہوگا کہ اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

اور خدا کے لئے نماز کا خیال رکھنا اس لئے کہ یہ بہترین عمل ہے اور تمہارے دین کا ستون ہے۔

اور خدا کے لئے زکوٰۃ کا خیال رکھنا اس لئے کہ تمہارے رب کی آتش غضب کو بجھا دیتی ہے۔

اور خدا کے لئے ماہ رمضان کے روزوں کا خیال رکھنا اس لئے کہ اس ماہ کا روزہ جہنم کے لئے سپر (ذوال) ہے۔

اور خدا کے لئے فقراء و مساکین کا خیال رکھنا اور انہیں اپنی معیشت میں شریک رکھنا۔

اور خدا کے لئے اپنی جان، مال سے راہ خدا میں جہاد کرنا اس لئے کہ راہ خدا میں جہاد صرف دو شخص کرتے ہیں

ایک امام اور دوسرے وہ جو امام کی اطاعت اور اس کی پیروی کرتے ہیں۔

اور خدا کے لئے تم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کا خیال رکھنا اپنے سلسلے ان پر ظلم نہ ہونے

وینا بشرط کہ تم لوگ ان کے وفیہ پر قادر ہو۔

اور خدا کے لئے تم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان اصحاب کا خیال رکھنا جنہوں نے کوئی بدعت

نہیں کی اور نہ کسی بدعت کرنے والے کو پناہ دی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے

وصیت فرمائی ہے اور ان میں سے جو بدعت کرنے والے ہیں ان پر اور بدعت کرنے والے کو پناہ دینے والے پر لعنت کی

ہے۔

اور خدا کے لئے عورتوں کا خیال رکھنا اور جو تمہاری ملکیت میں ہیں ان کے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت

کرنے والے سے ہرگز نہ ڈرنا اور جو لوگ تمہارے بدخواہ ہوں اور تم لوگوں سے بغاوت کریں تو ان کے مقابلہ میں تم

لوگوں کے لئے اللہ کافی ہے۔ لوگوں سے اچھی بات کرنا جیسا کہ اللہ نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ امر بالمعروف اور

نہی عن المنکر کو نہ چھوڑنا ورنہ تم لوگوں پر والی و حاکم ایسے لوگوں کو بناؤں گا جو تم سے شریر و بد ہیں۔ پھر اگر تم لوگ

ان سے نجات کی دعا بھی کر دو گے تو قبول نہ ہوگی۔

اے فرزند تم لوگوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے غمخ و ہدیہ دیتے دلاتے اور سنن سلوک کرتے کراتے

رہو۔ اور ایک دوسرے سے قطع کرنے منہ پھرانے متفرق ہونے سے پرہیز کرو۔

اللہ تعالیٰ تم اہلیت کی حفاظت کرے اور تم میں تمہارا نبی تمہارا محافظ ہے اور میں تم سب کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور

تم سب کو آخری سلام کرتا ہوں۔

ان کے بعد آپ علیہ السلام مسلسل لا الہ الا اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ ماہ رمضان ۴۰ھ کے عشرہ آخر یعنی اکیس

تاریخ کی رات شب محمد آپ علیہ السلام نے وفات پائی۔

باب: وصیت پر لوگوں کو گواہ بنانا

(۵۳۳۳) محمد بن فضیل نے ابی صباح کنانی سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ قول خدا یا ایہا الذین آمنوا شہادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنان ذوا عدل منکم او آخران من غیرکم (سورہ المائدہ آیت ۴۶) [اے ایمان والوں جب تم میں سے کسی کے سر پر موت آکھڑی ہو تو وصیت کے وقت تم (مومنوں) میں سے دو عادلوں کی گواہی ہونی ضروری ہے (اور تم اتفاقاً کہیں سفر پر ہو اور سفر میں تم کو موت کا سامنا ہو) تو بھی دو گواہ غیر مومن ہی ہی آ کے متعلق دریافت کیا کہ آخران من غیرکم سے کون مراد ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اور دونوں کافر ہوں۔ میں نے دریافت کیا ذوا عدل منکم سے مراد؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ دونوں مسلمان ہوں۔

(۵۳۳۵) حماد بن عیسیٰ نے ربیع بن عبد اللہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا جو ایک مرد کے مرنے کے وقت اکیلی تھی اس کے ساتھ کوئی مرد نہ تھا کیا مرنے والا اس سے وصیت کر سکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی پوری وصیت میں سے ایک جو تمہاری پر عمل کیا جائے گا۔

(۵۳۳۶) یونس بن عبد الرحمن نے یحییٰ بن محمد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا یا ایہا الذین آمنوا شہادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنان ذوا عدل منکم او آخران من غیرکم (سورہ مائدہ آیت ۴۶) کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ دونوں جو تم میں سے ہوں اس سے مراد مسلمان ہیں اور وہ دونوں جو جہادے غیر سے ہوں اس سے مراد اہل کتاب ہیں۔ اور اگر تم لوگ اہل کتاب کو نہ پاسکو تو بھوس میں سے ہوں اس لئے کہ جزیہ کے معاملہ میں اہل کتاب ہی کا طریقہ اختیار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب کوئی شخص عالم مسافرت میں مرنے لگے اور اس کو وہاں کوئی مسلمان نہ ملے تو اہل کتاب میں سے دو آدمیوں کو گواہ بنائے اور ان کو بعد عمر تک روکا جائے اور ان کی گواہی میں کوئی شبہ ہو تو وہ دونوں اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اس گواہی کے عوض کوئی قیمت نہیں لینگے ہم جس کی گواہی دیتے ہیں خواہ ہمارا عزیز ہی کیوں نہ ہو ہم خدا لگتی گواہی نہ چھپائینگے اگر ایسا کریں گے تو ہم بیشک گنہگار ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ان دونوں کی گواہی میں مرنے والے کے وارثوں کو شبہ ہو۔ پس اگر بعد میں معلوم ہو کہ ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی ہے تو اس کو ان دونوں کی گواہی کو توڑنے کا کوئی حق نہیں جب تک کہ ان دونوں کی جگہ دو اور گواہ نہ کھڑے ہو جائیں اور وہ دونوں اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم دونوں کی گواہی ان دونوں گواہوں کی مقابلہ میں بالکل سچ ہے اگر ہم

نے اس میں کوئی کم و بیش کیا ہو تو پھر قالموں میں سے شمار ہونگے۔ جب وہ لوگ ایسا کریں تو پہلے دونوں گواہوں کی گواہی باطل ہو جائے گی اور آخر کے دونوں گواہوں کی گواہی جائز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ذلک ادنیٰ ان یتوا بالشہادۃ علی وجہہا ویخافوا ان ترد ایمان بعد ایمانہم (سورۃ مائدہ آیت ۴۸) اس طرح زیادہ ترین قیاس ہے کہ وہ لوگ ٹھیک ٹھیک گواہی دیں گے اور ڈریں گے کہ کہیں پہلے دونوں کے بعد ہماری گواہی بھی رو نہ کر دی جائے۔

باب: میت کے ترکہ میں سے جو چیز پہلے شروع کی جائے

(۵۳۳۷) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلی چیز جو میت کے مال سے شروع کی جائے وہ اس کا کفن ہے پھر قرض ہے پھر وصیت ہے پھر میراث ہے۔

(۵۳۳۸) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ قرض وصیت سے پہلے، پھر قرض کے بعد وصیت، پھر وصیت کے بعد میراث اس لئے کہ بہترین فیصلہ کتاب خدا کا ہے (من بعد وصیۃ یوصی بها و دین) (سورۃ نساء آیت ۴) (بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا قرض کے)۔

(۵۳۳۹) حسن بن محبوب نے عبد اللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کفن جمع مال میں سے ہوگا۔

(۵۳۳۸) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت اگر مرجائے تو اس کا کفن شوہر کے مال میں سے ہوگا۔

باب: ایک شخص مرجاتا ہے اور اس پر قرض اس کے کفن کی قیمت کے برابر ہے

(۵۳۴۱) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو مر گیا اور اس پر قرض اتنا ہی ہے جتنی اس کے کفن کی قیمت ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں سے اجر و ثواب لینے کے لئے کہا جائیگا وہ لوگ اسے کفن دیدینگے اور جو کچھ اس نے اپنے کفن کی قیمت چھوڑی ہے اس سے اس کا قرض ادا کر دیا جائے گا۔

باب: وارث کے لئے وصیت

(۵۳۳۲) ابن بکیر نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے وارث کے لئے وصیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ جائز ہے پھر آپ علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ ان ترک خیراً الوصیۃ للوالدین والا قربین (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۰) بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال تو اچھی وصیت کرے اپنے ماں باپ کے واسطے اور رشتہ داروں کے لئے۔

(۵۳۳۳) مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ حدیث جس میں کہا گیا ہے کہ وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں وہ اس حدیث کے خلاف نہیں ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک تہائی سے زیادہ کسی وارث کے لئے وصیت نہیں ہوگی جس طرح غیر وارث کے لئے بھی وصیت ایک تہائی سے زائد نہیں ہے۔

(۵۳۳۴) عبد اللہ بن محمد حمال سے انہوں نے ثعلبہ بن مسیون سے انہوں نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنی کسی اولاد کو کسی سے (یادہ دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اور اپنی عورتوں کو بھی) بعض کو بعض سے زیادہ دے سکتا ہے۔

باب: وصیت کے قبول کرنے سے انکار

(۵۳۳۵) حماد بن عیینہ نے ربیع بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کو وصیت کرے اور وہ آدمی غائب ہو تو اس آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اس کی وصیت رد کر دے ہاں جس آدمی کو وصیت کی جائے اور وہ شہر میں موجود ہو تو اس کو اختیار ہے چاہے قبول کرے اور چاہے قبول نہ کرے۔

(۵۳۳۶) ربیع نے فضیل بن یسار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس کو وصیت کی گئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کو یہ وصیت شہر سے بھیجی گئی ہے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ اس کو رد کر دے ہاں اگر وہ شہر میں موجود ہے اور اس میں دوسرا شخص وصیت کے لئے مل جاتا ہے تو اس کو اختیار ہے۔

(۵۳۳۷) سہل بن زیاد نے علی بن ریان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام

ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو اس کے باپ نے اپنی وصیت کو قبول کرنے کی دعوت دی کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس کی وصیت کو قبول کرنے سے منع کر دے تو آنجناب علیہ السلام کی طرف تحریر آئی کہ اس کو منع کرنا جائز نہیں ہے۔

(۵۳۴۸) محمد بن ابی عمیر نے اشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو ایک آدمی کو وصیت کرتا ہے اور وہ آدمی اس وصیت کے قبول کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اس حال میں مایوس نہ کرے۔

(۵۳۴۹) علی بن حکم نے سیف بن عمیرہ سے انہوں نے منصور بن حازم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کو وصیت کرے اور وہ غائب ہو تو اس کے بھائی کو جائز نہیں کہ وہ اس کی وصیت کو رد کر دے۔ اس لئے کہ اگر وہ موجود ہوتا اور قبول کرنے سے انکار کر دیتا تو وہ کوئی دوسرا شخص تلاش کر لیتا۔

باب: عمر کی وہ حد کہ جس پر لڑکا پہنچ جائے تو اس کی وصیت جائز ہے

(۵۳۵۰) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی عبد اللہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جب لڑکا دس سال کا ہو جائے تو اس کی وصیت جائز ہے۔

(۵۳۵۱) صفوان بن یحییٰ نے موسیٰ بن بکر سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب لڑکے کی عمر دس سال پر پہنچ جائے تو اس کو جائز ہے کہ اپنے مال میں سے کس کو آزاد کرے اور کیا تصدق کرے اور ایک حد معروف حق تک وصیت کرے تو وہ جائز ہے۔

(۵۳۵۲) محمد بن ابی عمیر نے ابی المغرا سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب لڑکا دس سال کی عمر کو پہنچ جائے اور اپنے مال میں سے ایک تہائی کے لئے اور حق کام کے لئے وصیت کرے تو اس کی وصیت جائز ہے اور جب سات سال کا ہو اور اپنے تموڑے سے مال کے لئے وصیت کرے حق کچلے تو اس کی وصیت جائز ہے۔

(۵۳۵۳) اور علی بن الحکم نے داؤد بن نعمان سے انہوں نے ابی ایوب سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ جب کسی لڑکے کا

وقت وفات قریب ہو اور وصیت کرے ابھی بالغ نہ ہوا ہو تو اس کی وصیت اپنے قریب تداروں کے لئے جائز لیکن عزائم کے لئے جائز نہیں ہے۔

باب: کتابت اور اشارے سے وصیت

(۵۳۵۴) عبدالصمد بن محمد نے حنان بن سدر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں محمد بن علی ابن حنفیہ کے پاس اس وقت گیا جب ان کی زبان بند ہو چکی تھی تو میں نے انہیں وصیت کا حکم دیا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو میں نے ایک طشت کا حکم دیا اور اس میں رست بھر کر رکھ دی اور کہا اس میں اپنے ہاتھ سے لکھ دیں تو انہوں نے رست میں اپنی وصیت لکھ دی اور میں نے اس کو ایک صیغہ پر نقل کر دیا۔

(۵۳۵۵) محمد بن احمد اشعری نے سندی بن محمد سے انہوں نے یونس بن یعقوب سے انہوں نے ابی مریم سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ امامہ بنت ابی العاص جن کی ماں زینب بنت رسول تھیں اور جو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے تحت عقد میں آگئی تھیں اور حضرت علی علیہ السلام کے بعد منیرہ بن نوفل نے ان سے عقد کر لیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ امامہ کو ایک ایسا شدید درد لاحق ہوا کہ ان کی زبان بند ہو گئی تو ان کے پاس حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام فرزند ان علی علیہ السلام تشریف لائے وہ بات نہیں کر سکتی تھیں تو وہ دونوں حضرات ان سے کہنے لگے اور منیرہ کو یہ بات ناپسند تھی ان دونوں حضرات نے کہا کیا تم نے فلاں اور اس کی اہلیہ کو آزاد کیا؟ تو انہوں نے اپنے سر سے اشارہ کر کے کہا کہ ہاں۔ اور یہ بات اور یہ بات وہ اپنے سر سے اشارہ کر کے کہنے لگیں کہ ہاں۔ وہ ٹھیک سے بات نہیں کر سکتی تھیں اس لئے ان کو اس کی اجازت دی گئی۔

(۵۳۵۶) ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے اپنے ہاتھ سے تحریر لکھی اور اپنے وارثوں کو یہ نہیں بتایا کہ یہ میری وصیت ہے اور یہ بھی نہیں کہا کہ میں نے وصیت کر دی ہے بلکہ جو کچھ وصیت کرنے کا ارادہ تھا اسے ایک تحریر میں قلمبند کر لیا تھا۔ کیا اس کے وارثوں پر واجب ہے کہ اس پر عمل کریں جو خود اس کے قلم سے اس تحریر میں قلمبند ہے اس میں اس نے اپنے ورثہ کو کوئی حکم نہیں دیا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا اگر اس کی اولاد ہے تو وہ لوگ اپنے باپ کی تحریر میں جو کچھ ہے ان سب پر عمل کریں کار خیر کے متعلق یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کے متعلق۔

باب: اپنی وصیت سے پھر جانا

(۵۳۵۷) حسن بن علی بن فضال نے علی بن عقبہ سے انہوں نے برید عجمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا وصیت کرنے والے کو یہ حق ہے کہ اس پر نظر ثانی کر لے اور جب تک وہ زندہ ہے اپنی وصیت میں ترمیم کر لے۔

(۵۳۵۸) محمد بن ابی عمیر نے بکیر بن اعین سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ وصیت کرنے والے کو یہ حق ہے کہ اپنی وصیت میں ترمیم و تیسر کرے خواہ صحت میں ہو خواہ حالت مرض میں۔

(۵۳۵۹) یونس بن عبدالرحمن نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ غلام بدبر کو بھی ایک ثلث وصیت میں شمار کیا جائے گا اور جب تک وہ آدمی مرا نہیں اس کو حق ہے کہ اپنی وصیت کو توڑ دے اور اس میں زیادہ کر دے یا کم کر دے۔

(۵۳۶۰) اور یونس بن عبدالرحمن نے اپنے اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام نے فرمایا کہ اپنی وصیت میں تبدیلی کر لے جس کو ملکیت میں رکھنے کی وصیت کی ہے اس کو آزاد کرنے کی وصیت کر دے اور جس کو آزاد کرنے کی وصیت کی ہے اس کو وہ نظر ثانی کر سکتا ہے۔

باب: وہ شخص جس نے ایک جہائی سے زیادہ کی وصیت کر دی اس کے ورثاء

گواہ تھے انہوں نے اجازت دیدی کیا ان ورثاء کو حق ہے

اس کے مرنے کے بعد اس وصیت کو توڑ دیں

(۵۳۶۱) حماد بن عیسیٰ نے مرز سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے وصیت کی اور اس کے ورثاء گواہ تھے ان لوگوں نے اجازت دیدی مگر جب وہ مر گیا تو ان ورثاء نے اس وصیت کو توڑ دیا کیا ان کو حق ہے کہ وہ اس وصیت کو رو کر دیں جس کا انہوں نے اقرار کیا تھا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان کو اس کا حق نہیں جب مرنے والے کی زندگی میں ان لوگوں نے اقرار کر لیا تھا

ان پر یہ وصیت واجب ہے۔

اور صفوان بن یحییٰ نے بھی منصور بن حازم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

باب: وصیت کا نافذ کرنا واجب اور اس میں تبدیلی منع ہے

(۵۳۶۲) حماد بن عیسیٰ نے حریر سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال کی فی سبیل اللہ وصیت کر دی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو دیدو جس کے لئے اس نے وصیت کی ہے خواہ وہ یہودی ہو خواہ نصرانی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمہ علی الذین یبدلونه (پس اس وصیت کو سننے کے بعد اس میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ ان لوگوں پر ہے جو اس میں تبدیلی کریں۔) (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۸۱) اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کا ایک تہائی مال۔

(۵۳۶۳) سہل بن زیاد نے محمد بن ولید سے انہوں نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص ہمدان میں تھا اس کو بتایا گیا کہ تیرا باپ مر گیا اس کو اس کا پتہ نہ تھا۔ اس نے ایک وصیت کی ہے اور وصیت یہ کی ہے کہ کچھ فی سبیل اللہ دیدیا جائے۔ تو اس کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اور بتایا گیا کہ اس کو پتہ نہ تھا اور اس نے مرتے دم وصیت کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص مجھے وصیت کرے کہ میں اس کا مال کسی یہودی یا نصرانی کو دیدوں تو میں ان کو دیدوں گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمہ علی الذین یبدلونه ○ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۸۱) (پھر جو کوئی بدل ڈالے وصیت کو بعد اس کے جو سن چکا ہو۔ تو اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے اس کو بدلا) لہذا دوسروں کی طرف دیکھو کہ اس طرح کا کون نکلتا ہے اور اس کے پاس بھیجو۔

(۵۳۶۴) ابی طالب مہدائے بن صلت قمی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ خلیل بن ہاشم نے جو اس وقت دالی نیشاپور تھا ذی الریاستین کو خط لکھا کہ مجھ سے ایک شخص مر گیا اس نے اپنے مال میں سے کچھ فقراء کو دینے کی وصیت کی تو جس کو وصیت کی تھی وہ مال لیکر نیشاپور آیا اور مسلمان فقراء کو دے گیا۔ تو خلیل نے ذی الریاستین کو اس کے متعلق خط لکھا تو اس نے مامون سے دریافت کیا تو اس نے کہا میرے پاس اس کا حل نہیں۔ اور اس نے حضرت امام ابوالمحسن علیہ السلام سے دریافت کیا تو امام ابوالمحسن علیہ السلام نے فرمایا کہ مجوسی مسلمان فقراء کے لئے

کبھی وصیت نہیں کرے گا لیکن اب مناسب یہ ہے کہ مال صدقہ میں سے اسی مقدار میں مال لیکر مجوسی فقراء کو واپس کر دیا جائے۔

باب: انسان کے اندر جب تک ذرا سی بھی روح ہے وہ اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے

(۵۳۶۵) ثعلبہ بن میمون نے ابی الحسن ساباطی سے انہوں نے عمار بن موسیٰ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ صاحب مال اپنے مال کا سب سے زیادہ حقدار ہے جب تک اس کے اندر ذرا سی بھی روح ہے وہ اس کو جہاں چاہے استعمال کرے۔

(۵۳۶۶) عبداللہ بن جبند نے حماد سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آئیناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے لڑکا موجود ہے کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنا مال اپنے قرابتداروں میں سے جس کے لئے چاہے قرار دیدے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ اس کا مال ہے اپنی موت تک اسے جہاں چاہے استعمال کرے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے آپ علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ وہ اپنی حیات میں اپنے مال میں سے جس قدر چاہے کسی کو دیدے یا کُل کا کُل کسی کو ہبہ کر دے اور جس کو ہبہ کیا ہے اس کے سپرد کر دے لیکن اگر وصیت کرتا ہے تو اس کو حق نہیں کہ ایک تہائی سے زیادہ کے لئے وصیت کرے اور اس کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۳۶۷) جس کی روایت صفوان نے مرازم سے کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو اپنے مرض کی حالت میں کسی کو کچھ دیدیتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ چیز اپنے سے جدا کر دیتا ہے تو پھر جائز ہے اور اگر وصیت کرتا ہے تو پھر ایک تہائی کے اندر سے۔

(۵۳۶۸) لیکن علی بن اسباط کی حدیث جو ثعلبہ سے ہے اور انہوں نے ابوالحسن محمد بن شداد ازادی سے انہوں نے عمار بن موسیٰ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے جب تک اس کے اندر روح ہے اگر وہ اپنے کل مال کے لئے وصیت کرے تو اس کے لئے جائز ہے۔ تو اس سے آپ علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ جب اس کا کوئی وارث نہ ہو نہ قریب اور نہ بعید تو وہ اپنے کل مال کی وصیت کرے جس کے لئے چاہے اور جب اس کا کوئی وارث ہو خواہ قریب ہو خواہ بعید اس کو ایک تہائی سے زائد کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں۔ اگر اس نے ایک تہائی سے زائد کیلئے وصیت کی تو وہ ایک تہائی کی طرف واپس کر دی جائے

گی۔ اور اس کی تصدیق مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۳۶۹) جس کی روایت اسماعیل بن ابی زیاد سکونی نے کی ہے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام سے ایک مرتبہ ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو مر رہا ہے اور اس کا نہ کوئی وارث ہے اور نہ کوئی خاندان ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اپنے مال کے لئے جسے چاہے وصیت کرے مسلمین و مساکین و ابن السبیل میں سے۔

اور یہ حدیث مفسر ہے اور مفسر مجمل کی وضاحت کرتی ہے۔

باب: جو شخص عمداً خودکشی کرے اس کی وصیت

(۵۳۷۰) حسن بن محبوب نے ابی ولاد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ جو شخص عمداً خودکشی کرے وہ جہنم کی آگ میں ہوگا اور اس میں ہمیشہ رہے گا۔ تو آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر وہ کوئی وصیت کرنے کے بعد عمداً اسی وقت خودکشی کر لے تو کیا اس کی وصیت کا نفاذ کیا جائے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے وصیت کی تھی قبل اس کے کہ اس کے دل میں خودکشی کے لئے کہنے کو زخمی کرنے یا کوئی کام کرنے کا خیال پیدا ہو تو اس کی وصیت نافذ کر دی جائے گی ایک تہائی مال میں اور اگر اس نے خود کو زخمی کرنے یا کوئی اور کام کرنے کے بعد وصیت کی ہو کہ شاید وہ مرجائے تو اس کی وصیت نافذ نہیں ہوگی۔

باب: دو آدمیوں کو وصیت کی جاتی ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک ترکہ میں سے نصف لے کر جدا ہو جاتے ہیں۔

(۵۳۷۱) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام کو عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص نے دو آدمیوں کو وصیت کی اب ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی یہ جائز ہے کہ نصف ترکہ لیکر الگ ہو جائے اور دوسرا بھی نصف ترکہ لے کر الگ ہو جائے تو جواب میں امام علیہ السلام کی طرف سے تحریر آئی کہ ان دونوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ مرنے والے کی مخالفت کریں (بلکہ) وہ دونوں اس حکم کے مطابق عمل کریں جو ان کو دیا گیا ہے ان شاء اللہ۔

اور آنجناب علیہ السلام کی یہ تحریر خود ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔

(۵۴۶۲) اور محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن حسن میثقی سے انہوں نے اپنے دونوں برادران محمد اور احمد سے ان دونوں نے اپنے باپ سے انہوں نے داؤد بن ابی یزید سے انہوں نے برید بن محادیہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص مر گیا اور دو آدمیوں کو وصیت کر گیا تو ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس کے متروکہ میں سے آدھا تم لے لو اور آدھا مجھے دے دو تو اس نے اس سے انکار کیا تو ان لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے لئے یہ جائز ہے۔ اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں اس حدیث کی روشنی میں فتویٰ نہیں دیتا بلکہ اس تحریر کی روشنی میں فتویٰ دیتا ہوں جو حضرت امام حسن بن علی عسکری علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے اور اگر یہ دونوں صحیح ہوں تو دوسرے آدمی کے قول کے مطابق لینا درست ہے جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کا حکم دیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ روایت کی کئی وجوہ اور معانی ہوتے ہیں اور ہر امام اپنے زمانہ اور اس کے احکام سے زیادہ واقف ہوتا ہے نسبت دوسرے لوگوں کے اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

باب: اپنے مال میں سے تھوڑی شے یا ایک سہم یا ایک جزو یا کثیر کے لئے وصیت

(۵۴۶۳) ابان بن تغلب نے علی ابن الحسین علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے اپنے مال میں سے تھوڑی سی شے کے لئے وصیت کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کتاب علی علیہ السلام میں تھوڑی سی شے سے مراد چھ میں سے ایک ہے۔ (۱/۶)

(۵۴۶۴) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک سہم کی وصیت کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سہم آٹھ میں سے ایک ہے (یعنی ۱/۸) اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر۔ انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمولفة قلوبہم و فی الرقاب والغارمین و فی سبیل اللہ و ابن السبیل (سورۃ توبہ آیت نمبر ۶۰) (زکوٰۃ جو ہے سو وہ حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا اور جن کا دل پر چانا منظور ہے۔ اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تادان بھریں اور اللہ کے راستہ میں اور راہ کے مسافر کو)

(۵۴۶۵) نیز یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ سہم چھ میں سے ایک ہے۔ (۱/۶)

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب زکوٰۃ کے سہام میں سے ایک سہم کے لئے وصیت کی

جائے گی تو سہم آٹھ میں سے ایک ہوگا اور جب میراث کے سہام میں سے ایک سہم کے لئے وصیت کی جائے گی تو سہم چھ میں سے ایک ہوگا اور یہ دونوں حدیثیں متفق ہیں مختلف نہیں ہیں اس لئے وصیت کرنے والے کی مراد پر وصیت کا نفاذ ہوگا۔

(۵۳۷۹) حسن بن علی بن فضال نے ثعلبہ بن میمون سے انہوں نے محادیہ بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک جز کی وصیت کی آپ علیہ السلام نے فرمایا جز دس میں سے ایک ہوتا ہے (یعنی ۱۰ / ۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثم اجعل علی کل جبل منہن جزاً ○ (سورۃ بقرہ آیت ۲۶۰) پھر، رہاڑ پر ایک جز رکھ دو اور پہاڑ دس تھے۔

(۵۳۷۷) بزظی نے حسین بن خالد سے انہوں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک جز کیلئے وصیت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا (اس کے مال کا) ایک تہائی کا ساتواں حصہ۔ (یعنی ۱ / ۲۱)

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ گزشتہ زمانے میں مالدار لوگ اپنے مال کو جز جز بانٹتے تھے ان میں کوئی اپنے مال کو دس جز میں بانٹتا تو کوئی سات جز میں بانٹتا تو اس شخص کے دستور کے مطابق اس کی وصیت پر بھی عمل ہوگا اور اس طرح کی وصیت وہی کرتا ہے لیکن عام لوگ وصیت ان ہی الفاظ میں کرتے ہیں جن کے معنی لوگوں کو مظلوم ہوں ان کی تشریح کی ضرورت نہ ہو۔

اور اگر کوئی شخص مال کثیر کی وصیت کرے تو کثیر اتنی (۸۰) اور اس سے زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بناء پر لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ○ (سورۃ توبہ آیت ۲۵) اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کی مدد کثیر مواقع پر کی اور وہ مواقع اتنی (۸۰) تھے۔

باب: ایک شخص کچھ مال کی وصیت فی سبیل اللہ کرتا ہے

(۵۳۷۸) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے حسن بن راشد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو الحسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کچھ مال کی وصیت فی سبیل اللہ کی ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا فی سبیل اللہ سے مراد ہمارے شیعہ ہیں۔

(۵۳۷۹) محمد بن عیسیٰ نے محمد بن سلیمان سے انہوں نے حسین بن عمر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے مجھ سے کچھ مال کی فی سبیل اللہ

وصیت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو حج میں صرف کرو میں نے عرش کیا اس نے فی سبیل اللہ کے لئے وصیت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو حج میں صرف کرو اس لئے کہ میں اللہ کی سبیلوں میں سے کوئی سبیل حج سے افضل و بہتر نہیں جانتا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں باہم متفق ہیں اور وہ اس طرح کہ جس رقم کی فی سبیل اللہ وصیت کی ہے اس کو مردِ شیعہ پر صرف کرے کہ وہ اس سے حج کرے اور اس حدیث کے موافق ہوگی کہ کہا گیا ہے سبیل اللہ ہمارے شیعہ ہیں۔

باب: مرنے والے کی وصیت میں اگر وصی تبدیلی کرے گا تو اس کا ضامن رہے گا

(۵۳۸۰) محمد بن سنان نے ابن مسکان سے انہوں نے ابی سعید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے وصی کو حج کے لئے وصیت کی مگر اس کے وصی نے (حج کے بدلے) ایک غلام کو آزاد کرادیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کا نقصان وصی برداشت کرے گا اور اس رقم سے حج کرانے کا جیسا کہ مرنے والے نے وصیت کی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **فَمَنْ بَدَلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَأَنَّمَا أَعْمَىٰ عَلَىٰ الَّذِينَ يَبْدُلُونَهُ** (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۱) وصیت سننے کے بعد اس میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ ان لوگوں پر ہے جو اس میں تبدیلی کریں۔

(۵۳۸۱) حسن بن محبوب نے محمد بن یارود سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو وصیت کی کہ اس کے ایک تہائی مال میں سے ایک غلام چھ سو درہم میں خرید کر اس کی جانب سے آزاد کر دے تو وصی نے جا کر چھ سو درہم ایک آدمی کو حج کے لئے دیدئے کہ وہ مرنے والے کی طرف سے حج کر دے۔ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میری نظر میں اس وصی نے وصیت کرنے والے کے مال میں سے چھ سو (۶۰۰) درہم کا نقصان کیا جس کے لئے اس نے غلام آزاد کرانے کے لئے وصیت کی تھی۔

(۵۳۸۲) محمد بن ابی عمیر نے زید نرسی سے انہوں نے سابری کے صحابی علی بن مزید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے مجھے اپنے ترکہ کے لئے وصیت کی ہے اور کہا ہے کہ میں اس کی طرف سے حج کروں تو میں نے اس کے ترکہ پر نظر ڈالی تو وہ بہت تھوڑا تھا حج کے لئے کافی نہیں تھا تو میں نے ابو حنیفہ و نیز دیگر فقہائے اہل کوفہ سے دریافت کیا تو ان لوگوں نے کہا اس کو مرنے والے

کی طرف سے تصدق کر دو مگر جب میں طواف میں عبداللہ بن حسن سے ملا اور ان سے پوچھا کہ ایک شخص آپ لوگوں کے موالیوں میں اہل کوفہ میں سے مرگیا اور اپنے ترکہ کی بچھے وصیت کی کہ میں اس کی طرف سے حج کروں مگر میں نے جب اس کے ترکہ کو دیکھا تو حج کے لئے کافی نہ تھا پھر میں نے اپنے پاس جو فقہا تھے ان سے پوچھا ان لوگوں نے کہا کہ وہ رقم مرنے والے کی طرف سے تصدق کر دو اور میں نے تصدق کر دیا۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام کے پاس آؤ اور ان سے پوچھو چنانچہ میں حجر میں گیا تو دیکھا کہ حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام تحت میزاب خانہ خدا کی طرف رخ کئے ہوئے دعا میں مشغول ہیں پھر وہ میری طرف ملتفت ہوئے اور مجھے دیکھا تو پوچھا تمہیں حج سے کیا کام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے مجھ سے اپنے ترکہ کے لئے وصیت کی کہ میں اس ترکہ سے اس کی طرف سے حج کروں مگر میں نے نظر ڈالی تو دیکھا کہ وہ حج کے لئے کافی نہیں تو میں نے میرے پاس جو فقہا تھے ان سے پوچھا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ تم اس کی طرف سے تصدق کر دو۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے اس کی طرف سے تصدق کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ رقم مکہ سے حج کرنے کے لئے پوری ہو جاتی ہے تو پھر اس کے ضامن ہو۔ اور اگر رقم مکہ سے حج کرنے کیلئے پوری نہیں ہوتی تو تم پر کوئی ضمانت نہیں اور اگر مکہ سے حج کے لئے کافی ہے تو تم ضامن ہو۔

باب: اقرباء اور دوستداروں کے لئے وصیت

(۵۳۸۳) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ذراہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنے مال کا ایک تہائی اپنے بچاؤں اور یموؤں کے لئے وصیت کی آپ علیہ السلام نے فرمایا اس میں دو تہائی بچاؤں کے لئے اور ایک تہائی یموؤں کے لئے ہے۔

(۵۳۸۴) اسلم بن زیاد آدمی نے ایک مرتبہ حضرت امام ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص کی اولاد لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہیں اور اس نے اپنی جائیداد کے لئے یہ قرار دیدیا کہ یہ سب میری اولاد کا ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ اللہ کے مقرر کردہ سهام و فرائض کی رو سے کس کا کتنا ہے۔ تو کیا اب اس میں لڑکے اور لڑکیاں سب برابر کی حصہ دار ہو گئی؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ یہ سب اپنے باپ کی وصیت کو اسی طرح نافذ کریں جس طرح جس کے لئے جو چیز نامزد کر دی ہے اور اگر کسی کے لئے کوئی چیز نامزد نہیں کی ہے تو پھر اس وصیت کو کتاب خدا کی طرف واپس کریں ان شاء اللہ۔

(۵۳۸۵) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد بن حسن بن علی علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے اپنے مال کا ایک حصہ اپنے موالیان و موالیات کے لئے وصیت کر دی ہے تو کیا اب اس میں عورت اور مرد

دونوں کو برابر برابر حصہ ملے گا یا وصیت میں مرد کو عورت سے دو گنا حصہ ملے گا؟ تو جواب میں تحریر آئی کہ میت کے لئے جائز ہے کہ جس کے لئے جتنی چاہے وصیت کر جائے ان شاء اللہ۔

باب: بالغ اور نابالغ دونوں کو وصیت کرنا

(۵۳۸۶) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے اپنے بھائی جعفر بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے علی بن یقطین سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالمحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت کو وصیت کی اور اس وصیت میں ایک لڑکے کو بھی شریک کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جائز ہے اور عورت اس وصیت پر عمل کرے گی لڑکے کے بالغ ہونے کا انتظار نہیں کرے گی اور جب لڑکا بالغ ہو جائے گا تو اس کو حق نہیں کہ اس پر راضی نہ ہو سوائے اس کے کہ وصیت میں کوئی تبدیلی کی ہو اگر ایسا ہوا ہے تو اس کو حق ہے کہ وہ مرنے والے کی وصیت کی طرف واپس کر لائے۔

(۵۳۸۷) محمد بن حسن مقدار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابی محمد بن حسن بن علی علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے اپنی اولاد کو وصیت کی اس میں کچھ بڑے ہیں جو بالغ ہیں اور کچھ چھوٹے ہیں جو ابھی نابالغ ہیں کیا بڑوں کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ وصیت کا نفاذ کر کے باپ کے قرض کو ادا کر دیں عابدوں کی گواہی کی بناء پر جو میت پر صحیح عائد ہوتی ہے قبل اس کے کہ چھوٹے بچے بڑے ہو جائیں؟ تو جواب میں آنجناب علیہ السلام کی تحریر آئی کہ بڑی اولادوں پر لازم ہے کہ اپنے باپ کا قرض ادا کریں اور اسے نہ رد کریں۔

باب: وصیت کرنے والے سے پہلے وہ شخص مرجاتا ہے جس کے لئے وصیت کی گئی ہے یا جس مال کی وصیت کی گئی ہے اس پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہے

(۵۳۸۸) عمرو بن سعید مدائنی نے محمد بن عمر ساباطی سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے مجھے وصیت کی اور حکم دیا کہ ہر سال میرے بچا کو کچھ دیتا رہے تو اس کا بچا مر گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کے (بچا کے) ورثہ کو دیتا رہے۔

(۵۳۸۹) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے ایک

دوسرے آدمی کو وصیت کی اور جس کے لئے وصیت کی وہ غائب تھا چنانچہ جس کے لئے وصیت کی تھی وہ وصیت کرنے والے سے پہلے ہی مر گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب وصیت اس کے وارثوں کے لئے ہوگی جس کے لئے وصیت کی گئی تھی اور فرمایا جو شخص کسی آدمی کے لئے وصیت کرے خواہ وہ آدمی موجود ہو یا غائب اور وہ وصیت کرنے والے سے پہلے مر جائے تو پھر یہ وصیت اس کے وارثوں کے لئے ہوگی جس کے لئے وصیت کی گئی تھی مگر یہ کہ خود وصیت کرنے والا اپنی وصیت سے پلٹ جائے اپنی موت سے پہلے۔

(۵۳۹۰) عباس بن عامر نے ثقی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے لئے ایک وصیت کی گئی تھی اور وہ وصیت کردہ شخص پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی مر گیا اور اس کے پسماندگان میں سے بھی کوئی نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے وارث کو تلاش کر دیا اس کے کسی موالی کو اور یہ چیز اس کو دیدہ میں نے عرض کیا اور اگر اس کا کوئی والی معلوم نہ ہو سکے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے معلوم کرنے کی کوشش تو کرو۔ اور اگر تم اس کو نہ پاؤ تو اندھ بھاری کوشش کو جانا ہے پس اس کو تصدق کر دو۔

باب: غلام کو آزاد کرنے صدقہ کرنے اور حج کے لئے وصیت

(۵۳۹۱) محمد بن ابی عمیر نے معاویہ بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میرے خاندان کی ایک عورت نے مجھ سے اپنے مال کی وصیت کی اور مجھ سے اس کی جانب سے ایک غلام آزاد کرنے اور حج کرنے اور کچھ تصدق کرنے کے لئے کہا مگر اس کا مال ان سب کے لئے کافی نہ تھا تو میں نے ابو حنیفہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کے مال کے تین حصے کر دو اور ایک تہائی حج میں ایک تہائی غلام کے آزاد کرنے میں اور ایک تہائی صدقہ میں پھر میں حضرت امام جعفر علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ میرے خاندان کی عورت نے مجھ سے اپنے متروک مال کے ایک تہائی کے متعلق وصیت کی اور کہا کہ اس میں سے اس کی طرف سے ایک غلام آزاد کیا جائے حج کیا جائے اور تصدق کیا جائے تو میں نے نظر ڈالی تو ان سب کے لئے اتنا مال کافی نہ ہوگا۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا پہلے حج کرو اس لئے کہ یہ اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے اور بقیہ کے ایک حصہ کو غلام کے آزاد کرنے اور ایک حصہ کو صدقہ میں صرف کر دو۔ تو آپ علیہ السلام نے جو کچھ کہا تھا وہ جاکر ابو حنیفہ کو بتایا تو انہوں نے اپنا فتویٰ واپس لے لیا اور کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے۔

(۵۳۹۲) حسن بن علی بن فضال نے واؤد بن فرقہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جعفر

صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سفر پر تھا اس کے ساتھ اس کی کنیز اور دو (۲) غلام مملوک تھے تو اس نے ان دونوں غلاموں سے کہا کہ تم دونوں لوجہ اللہ آزاد ہو اور تم دونوں گواہ رہو کہ اس کنیز کے بطن میں جو کچھ ہے وہ میرا ہے۔ چنانچہ اس کنیز کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا اور جب یہ سب اس کے وارثوں تک پہنچے تو ان سب نے اس سے انکار کر دیا اور ان سب کو غلام بنالیا پھر بعد میں ان دونوں غلاموں کو آزاد کر دیا تو ان دونوں نے گواہی دی کہ ان دونوں کے پہلے مالک نے ہم لوگوں کو گواہ بنایا تھا کہ اس کنیز کے بطن میں جو کچھ ہے وہ مجھ سے ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان دونوں کی گواہی لڑکے کے لئے جائز ہے۔ اور اب یہ لڑکا ان دونوں کو غلام نہیں بنائے گا اس لئے کہ ان دونوں نے اس کے نسب کو ثابت کیا ہے۔

(۵۳۹۳) حسن بن محبوب نے ابی حمیلہ سے انہوں نے حران سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی موت کے وقت وصیت کی کہ میں نے فلاں فلاں پانچ کا نام لے کر کہا کہ میں نے ان سب کو آزاد کیا مگر اس کی ایک تہائی کی وصیت کی رقم ان پانچ غلاموں کی جن کا اس نے نام لیا تھا ان کی قیمت کے برابر نہیں ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ان غلاموں کو دیکھا جائے گا جن کا نام لیا تھا اور ان کی قیمتیں لگوائی جائیں گی اور اس کے ایک تہائی مال کو سسٹے رکھا جائے گا۔ پھر پہلے کو آزاد کیا جائے گا پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو پھر چوتھے کو پھر پانچویں کو اور اس میں جس غلام تک پہنچ کر اس کے تہائی مال کی حد ختم ہو جائے گی اس کے بعد دوسرے کا جو نام لیا تھا اس نے اپنے ایک تہائی کو ختم کیا جو اس کی ملکیت میں نہیں اس لئے اس کو جائز نہیں تھا۔

(۵۳۹۴) علاء بن رزین نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص کا جب موت کا وقت قریب ہوا تو اس نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور کچھ کے لئے وصیت کر دی جو سب مل کر ایک تہائی سے زائد ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا غلام کی آزادی تو عمل میں لائی جائے گی اور بقیہ میں کمی کی جائے گی۔

(۵۳۹۵) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ابی ہمام اسماعیل بن ہمام سے انہوں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی موت کے وقت اپنے قراہنداروں کے لئے کچھ مال کی وصیت کی اور ایک غلام کو آزاد کیا تو جن چیزوں کے لئے اس نے وصیت کی ہے اس کے ایک تہائی سے زیادہ ہوتی ہے اب اس کی وصیت کے متعلق کیا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وصیت غلام کی آزادی سے شروع ہوگی پھر اور وصیتوں کا نفاذ ہوگا۔

(۵۳۹۶) نضر بن شعیب نے خالد بن مہدی سے انہوں نے جازی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے وفات پائی تو اس نے ایک کنیز چھوڑی اور اس کو ایک تہائی آزاد کر دیا تو اس کے وصی

نے اس سے نکاح کر لیا میراث کی تقسیم سے پہلے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کنیز اور اس کا شوہر دونوں مل کر بقیہ قیمت کی ادائیگی کے لئے کوشش کریں قیمت لگوانے کے بعد اب عورت کو اگر ازادی ملتی ہے اور اگر غلامی سے دوچار رہتی ہے دونوں صورتوں میں وہی حکم اس کے بچے پر بھی نافذ ہوگا۔

(۵۳۹۷) احمد بن محمد بن ابی نصر بن نبطی نے احمد بن زیاد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا وقت وفات قریب ہو اس کے چند غلام تھے جو خاص اس کے لپٹے ہیں اور چند غلام دوسرے ہیں جو ترکہ میں ملے ہیں اور دوسرے کی شرکت میں ہیں تو اس نے اپنی وصیت میں کہا کہ میرے سارے غلام آزاد ہیں ماسوائے ان غلاموں کے جو شرکت کے ہیں۔ تو آنجناب علیہ السلام نے مسئلہ کے جواب میں تحریر فرمایا پہلے ان غلاموں کی قیمت لگوائی جائے گی اور دیکھا جائے گا اس کے مال کی ایک تہائی حد میں آتے ہیں یا نہیں پھر وہ غلام آزاد ہوں گے۔

(۵۳۹۸) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے علی بن نعمان سے انہوں نے سوید قلاء سے انہوں نے ایوب بن حر سے انہوں نے ابو بکر حفصی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ علقہ بن محمد نے مجھ سے وصیت کی کہ میں ان کی طرف سے ایک بندہ آزاد کروں تو میں نے ان کی طرف سے ایک عورت کو آزاد کر دیا کیا یہ کافی ہے یا میں اپنے مال سے ان کی طرف سے ایک بندہ آزاد کروں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ کافی ہے پھر فرمایا کہ میرے فرزند کی ماں فاطمہ نے مجھ سے وصیت کی کہ میں اس کی طرف سے ایک بندہ آزاد کروں تو میں نے اس کی طرف سے ایک عورت کو آزاد کر دیا تھا۔

(۵۳۹۹) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے وفات پائی اور مجھ سے وصیت کر گیا کہ میں اس کی طرف سے حج کروں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے اب تک کوئی حج نہیں کیا تھا تو اس کے اصل مال میں سے حج کیا جائے گا اور اگر وہ حج کر چکا تھا تو اس کے ایک تہائی مال سے حج کیا جائے گا۔

(۵۵۰۰) اور آپ علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فرمایا جس نے وصیت کی کہ اس کے کچھ مال سے غلام آزاد کیا جائے اور صدقہ دیا جائے مگر اس کی رقم ان سب کے لئے کافی نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پہلے حج کرو اس لئے کہ یہ فرض ہے پھر باقی سے ایک حصہ صدقہ میں اور ایک حصہ غلام آزاد کرانے میں صرف کرو۔

(۵۵۰۱) ابن ابی عمیر نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے تیس (۳۰) دینار دے کر وصیت کی کہ اس سے ہمارے ہم خیال غلاموں میں سے کوئی غلام آزاد کرادیا جائے تو ایسا کوئی نہ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر عام لوگوں میں سے کوئی غلام خرید

کر آزاد کر دیا جائے۔

(۵۵۰۲) علی بن ابی حمزہ نے آنجناب سے یہ بھی روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عام لوگوں میں سے کسی کو خرید لیا جائے بشرطیکہ وہ ناصبی (دشمن آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہو۔

(۵۵۰۳) ابان بن عثمان نے محمد بن مروان سے انہوں نے شیخ یعنی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے وفات پائی آپ نے ساٹھ (۶۰) غلام مملوک چھوڑے جن میں سے ایک تہائی آزاد کرنے کی وصیت فرمائی تو میں نے ان میں قرعہ اندازی کی اور ایک تہائی کو آزاد کر دیا۔

(۵۵۰۴) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک آزاد کردہ کنیز کے متعلق جس کو میرے بھائی نے آزاد کیا تھا جو اس کے عیال میں شمار ہوتی اور دیگر کنیزان کی خدمت کیا کرتی تھی میرے بھائی نے مرتے دم مجھ سے وصیت کی تھی کہ اس کنیز کو پورے مال سے خرچ دینا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اب اگر وہ ان لوگوں کے ساتھ قیام کرتی ہے تو اس کو خرچ دو اور ان کی وصیت پر عمل کرو۔

(۵۵۰۵) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے سماء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے وصیت کی کہ اس کے ایک تہائی مال میں سے ایک غلام پانچ سو (۵۰۰) درہم میں آزاد کیا جائے تو اس کے وصی نے ایک غلام پانچ سو (۵۰۰) درہم سے کم میں خریدا اور رقم میں سے کچھ بچ گیا تو بچی ہوئی رقم کے متعلق آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا آزاد کرنے سے پہلے بچی ہوئی رقم اس غلام کو دیدی جائے پھر میت کی طرف سے اس کو آزاد کر دیا جائے۔

باب: غلام مکاتب اور ام ولد کے لئے وصیت

(۵۵۰۶) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق فرمایا جس کے عقد میں ایک آزاد عورت تھی اور اس عورت نے اپنی موت کے وقت اس کے لئے وصیت کی تو عورت کے وارثوں نے کہا کہ اس کے لئے وصیت جائز نہیں وہ غلام ہے ابھی آزاد نہیں ہوا ہے۔ تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ وہ جس قدر آزاد ہوا ہے اسی حساب سے وہ میراث پائے گا اور جس قدر وہ آزاد ہوا ہے اسی حساب سے اس کے لئے وصیت بھی جائز ہے۔ نیز

آپ علیہ السلام نے اس مکاتب کے متعلق فیصلہ فرمایا جو اپنے ذمہ کی نصف رقم ادا کر چکا ہے تو آپ علیہ السلام نے اس کے لئے نصف وصیت کی اجازت دیدی اور ایک مکاتب کے لئے فیصلہ فرمایا جس نے اپنے مکاتب کی چوتھائی رقم ادا کر دی ہے اور اس کے لئے وصیت کی گئی تو آپ علیہ السلام نے اس کو ایک چوتھائی وصیت کی اجازت دیدی اور آپ علیہ السلام نے ایک ایسے مکاتب کے لئے فرمایا جس کے لئے وصیت کی گئی ہے اور اس نے اپنے مکاتب کی رقم کا چھٹا حصہ ادا کر دیا تو آپ علیہ السلام نے جس قدر وہ آزاد ہوا اسی حساب سے وصیت میں حصہ پانے کی اجازت دیدی۔

(۵۵۰۷) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی ایک ام ولد تھی اور اس کے بطن سے ایک لڑکا تھا جب وقت وفات قریب ہوا تو اس نے اس کے لئے دو ہزار درہم کی یا اس سے زیادہ کی وصیت کی تو کیا اب اس کے وارثوں کو یہ حق ہے کہ اس کو کنیز بنا کر رکھیں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میت کے ایک تہائی حق میں اس کو آزاد کر دیں اور جو کچھ اس کے لئے وصیت کی گئی ہے وہ اس کو دیدیں۔

(۵۵۰۸) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھی ہوئی ایک تحریر سے نقل کیا ہے (آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا) کہ آپ علیہ السلام کے ایک دوستدار کے بھتیجے نے وفات پائی اور اس نے اپنی ایک ام ولد جموزی کہ جس کے لئے کوئی لڑکا نہیں اور اس نے اپنی اس ام ولد کے لئے ایک ہزار درہم کی وصیت کی ہے کیا اس کی یہ وصیت جائز ہے اور کیا وہ آزادی پائے گی۔ اور اس کی کیا صورت ہوگی میری جان آپ علیہ السلام پر قربان آپ علیہ السلام کی کیا رائے اس کی کیا صورت ہوگی۔ تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ایک تہائی مال میں وہ آزاد کر دی جائے اور اس کے لئے وصیت (کی رقم) ہے۔

باب: ایک شخص نے ایک آدمی کے لئے تلوار یا صندوق یا سفینہ کی وصیت کی

(۵۵۰۹) احمد بن محمد بن ابی نصر نے ابی حمزہ سے اور انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے لئے ایک تلوار کی وصیت کی جو نیام میں تھی اور نیام زیورات سے مزین تھی تو اس کے وارثوں نے کہا تمہارا تو صرف تلوار کا پھل ہے نیام وغیرہ نہیں ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں نیام مع تلوار کے اس کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا ایک آدمی نے ایک شخص کے لئے صندوق کی وصیت کی اور اس میں کچھ مال بھی تھا وارثوں نے کہا بس صرف صندوق چہارا ہے اس میں کا مال نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا صندوق اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب اس کا ہے

(۵۵۳) محمد بن حسین نے محمد بن عبداللہ بن ہلال سے انہوں نے عقبہ بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ یہ کشتی فلاں آدمی کی ہے اور یہ نہیں بتایا اس کشتی میں کیا ہے حالانکہ اس میں اناج لدا ہوا ہے تو کیا وہ کشتی مع مال کے اس آدمی کو دیدی جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ کشتی مع مال کے اس کی ہے جس کے لئے وصیت کی گئی ہے مگر یہ کہ کشتی والے نے مال کو مستثنیٰ کر لیا ہو۔ وارثوں کے لئے اس میں سے کچھ نہیں ہے۔

باب : جس نے کوئی وصیت نہ کی ہو اور اس کے بہت سے ورثاء ہوں تو اس کا ترکہ کس طرح تقسیم یا فروخت ہو

(۵۵۱) زرہ نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص بغیر وصیت کے مر گیا اور اس کے بڑے اور چھوٹے لڑکے اور لڑکیاں ہیں اور بہت سے خادم و مملوک میں اس کے ورثاء ترکہ کیسے تقسیم کریں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی مروثقہ کھڑے ہو کر اسے تقسیم کر دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۵۵۲) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے کہ میرے اور اس کے درمیان قرابت ہے مر گیا اور کسین اولادیں چھوڑیں اور اپنے بہت سے غلام اور کنیزیں چھوڑیں اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی؟ آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اس کی کنیزوں میں سے ایک کو غریب کر ام ولد بنا لیا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر ان کا نگران اور منتظم اور ان کی بھلائی پر نظر رکھنے والا ان کو فروخت کر لے اور ان کے نگران اور منتظم نے جو کچھ کر دیا ان بچوں کو اس سے پلٹنے کا کوئی اختیار نہیں۔

باب : ایک شخص وصیت کرتا ہے اس کا وصی ایک بات کے سوا سب کو فراموش کر دیتا ہے یا وہ نہیں رکھتا

(۵۵۱۳) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے سہل بن زیاد سے انہوں نے محمد بن ریان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام یعنی حضرت علی بن محمد علیہما السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک آدمی نے ایک

وصیت کی مگر اس کے وصی نے ایک بات کے سوا کچھ یاد نہیں رکھا اب باقی کے لئے کیا کیا جائے تو جواب میں تحریر آئی کہ بقیہ کو کار خیر میں صرف کر دیا جائے۔

باب: میت کا مال اگر فروخت ہو رہا ہے تو اس کا وصی اس کو زیادہ پر خرید سکتا ہے

(۵۵۱۴) محمد بن احمد بن یحییٰ نے حسین بن ابراہیم ہمدانی سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن یحییٰ کے ہاتھ خط لکھا کہ کیا وصی کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر میت کا مال فروخت ہو رہا ہو تو لوہے کے لئے زیادہ قیمت دیکر لے لے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جائز ہے اگر صحیح طور پر خریدے۔

باب: باپ کا اپنے بیٹے کو اپنی میراث سے خارج کر دینا کیونکہ اس نے اس کی ام ولد کے ساتھ جماع کیا تھا

(۵۵۱۵) حسن بن علی و شاذان نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے علی بن سری کے وصی سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ علی بن سری رحمہ اللہ نے وفات پائی اور مجھے اپنا وصی بنایا نیز کہا کہ ان کے بیٹے جعفر نے ان کی ام ولد سے مجامعت کی تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کو میراث سے خارج کر دوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر سچ کہتے ہو تو اس کو میراث سے خارج کر دو اور عنقریب وہ فاسد العقل ہو جائے گا۔ میں وہاں سے واپس ہوا تو جعفر مجھے قاضی ابو یوسف کے پاس لے گیا اور کہا خدا آپ کا بھلا کرے میں جعفر بن علی سری ہوں اور یہ میرے باپ کے وصی ہیں انہیں حکم دیں کہ یہ میرے باپ کی میراث مجھے دیدیں۔ ابو یوسف نے محمد سے کہا تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا ہاں یہ جعفر بن علی سری ہے اور میں علی سری کا وصی ہوں۔ انہوں نے کہا پھر اس کا مال اس کو دیدو۔ میں نے کہا تنہائی میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا اچھا میرے پاس آجاؤ میں قریب گیا اور احتیاطاً قریب کہ میری بات کوئی نہ سن سکے میں نے کہا یہ اپنے باپ کی ام ولد سے مجامعت کر بیٹھا تو اس کے باپ نے مجھے حکم دیا کہ میں میراث سے اس کو خارج کر دوں اور اسے کسی شے کا وارث نہ بناؤں۔ اس مسئلہ کو معلوم کرنے کے لئے میں مدینہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا اس کو میراث سے خارج کر دو اور کچھ مدت دو۔ ابو یوسف نے کہا۔ اللہ ابو الحسن علیہ السلام نے تم کو یہ حکم دیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں تو انہوں نے تین مرتبہ مجھ سے قسم کھلائی پھر کہا جو انہوں نے حکم دیا ہے اس پر عمل کر دو اس لئے کہ قول تو انہی کا قول

ہے۔

علی سری کے وصی کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ فاسد العقل اور پاگل ہو گیا۔ ابو محمد بن علی وثناء کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے بھی اس کو دیکھا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کے لئے وراثت سے خارج کرنے کی وصیت کرے اور لڑکے سے کوئی ایسا امر حادث نہ ہوا ہو تو وصی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کی وصیت پر عمل کرے اور اس کی تصدیق مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۵۱۶) جس کی روایت احمد بن محمد بن عیسیٰ نے عبد العزیز بن ہندی سے انہوں نے سعد بن سعد سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام یعنی حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کا ایک لڑکا تھا وہ اس کو غیر باپ کی طرف منسوب کرتا تھا چنانچہ اس نے اس کو نکال دیا اور اس کو میراث سے بھی خارج کر دیا اور میں اس شخص کا وصی ہوں اب میں کیا کروں تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں کے سامنے اقرار کرنے کی وجہ سے لڑکا اس کا ہے وصی جب یہ جانتا ہے تو وہ کسی شے سے اس کو محروم نہیں کرے گا۔

باب: یتیم کا یتیمی سے منقطع ہونا

(۵۵۱۷) منصور بن حازم نے ہشام سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یتیم کو احکام ہو جائے تو وہ یتیم نہیں رہ جاتا ہے یہ اس کے بالغ ہونے کی دلیل ہے لیکن اگر احکام کے بعد بھی اس میں بلوغت نہ آئے اور سفیہ (بے وقوف) اور ضعیف العقل رہ جائے تو اس کا ولی اس کے مال کو اپنے قبضہ میں رکھے گا۔

(۵۵۱۸) ابن ابی عمیر نے شعیب بن راشد سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک یتیم نے قرآن پڑھ لیا ہے اور اس کی عقل و سمجھ میں کوئی کمی نہیں ہے اور اس کا مال آدمی کے ہاتھ میں ہے اور جس کے ہاتھ میں مال ہے اس کا ارادہ ہے کہ اس کے احکام آنے تک اس مال سے کام لے پھر اس کو اس کا مال حوالے کر دے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اسے احکام آنے لگے اور اس کے پاس عقل و سمجھ نہ ہو تو کبھی اس کو اس کا مال نہ دیا جائے گا۔

(۵۵۱۹) حسن بن علی وثناء نے عبد اللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی لڑکا تیرہ سال کا ہوئے ہو کر چودہویں سال میں داخل ہو جائے تو محکم ہونے والوں پر جو کچھ واجب ہے وہ سب اس پر واجب ہے خواہ اس کو احکام آئے یا نہ آئے اور اس کی برائیاں بھی لکھی جائیں گی اور

نیکیاں بھی لکھی جائیں گی اور اس کے لئے ہر حکم کا نفاذ بھی ہوگا مگر یہ کہ وہ ضعیف العقل و سفیہ و بیوقوف ہو۔

(۵۵۲۰) صفوان بن یحییٰ نے عیسیٰ بن قاسم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے یتیم بچی کے متعلق دریافت کیا کہ اس کو اس کا مال کب حوالہ کیا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جب معلوم ہو جائے کہ وہ اپنا مال ضائع اور برباد نہیں کرے گی۔ میں نے دریافت کیا اور اگر اس نے شادی کر لی ہو، آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اس نے شادی کر لی تو پھر دمی کی حکیت اس پر ختم ہو جائے گی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس سے آپ علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ جب وہ نو سال کی ہو جائے۔

(۵۵۲۱) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی لڑکی سے حجامت نہ کی جائے جب تک وہ نو یا دس سال کی نہ ہو جائے۔

(۵۵۲۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب لڑکی نو سال کی ہو جائے تو اس کا مال اس کو دیدیا جائے اور وہ اپنے مال کو جیسے استعمال کرے جائز ہے اور آٹھوں سال پر اس کے لئے اور اس کے اوپر حدود شرعیہ جاری ہونگے۔

(۵۵۲۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی کہ آنجناب علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا گیا فان آنستم منهم رشداً فادفعوا الیہم اموالہم (سورۃ نساء آیت ۶) (پھر اگر دیکھو ان میں ہوشیاری تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو) آپ علیہ السلام نے فرمایا رشد کا احساس حفاظت مال ہے۔

(۵۵۲۴) اور محمد بن احمد بن یحییٰ کی روایت میں ہے جو انہوں نے محمد بن حسین سے اور انہوں نے عبد اللہ بن مغیرہ سے اور انہوں نے اس سے کہ جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جب تم انہیں دیکھو کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں تو ان کے درجے بلند کرو (ان کی عزت کر دو)۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ حدیث مندرجہ بالا حدیث کے مخالف نہیں ہے اور یہ اس طرح کہ اس میں رشد محسوس کر لیا جائے جو حفاظت مال ہے تو اس کا مال اس کو دیدیا جائے اور اس طرح جب اس میں رشد محسوس کیا جائے قبول حق کے لئے تو اس سے اس کا امتحان لیا جائے۔ اور آیت تو ایک چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر دوسری چیز میں بھی جاری رہتی ہے۔

باب : وہ شخص جو بالغ ہونے کے بعد بھی اپنا مال لینے سے انکار کرتا ہے

(۵۵۲۵) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے سعد بن اسماعیل سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے یتیموں کے وصی کے متعلق دریافت کیا کہ جب یتیموں کی یتیمی کی مدت پوری ہو گئی تو اس وصی نے ان سے کہا وہ اپنا مال لیں مگر ان لوگوں نے لینے سے انکار کیا۔ اب کیا کیا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ان کو ان کا مال دیدے اور انہیں لینے پر مجبور کرے۔

باب : وارث کے بالغ ہونے کے بعد بھی وصی نے اس کو اس کا مال دینے سے انکار کیا جس کی وجہ سے وہ شادی نہ کر سکا اور زنا کا مرتکب ہو گیا

(۵۵۲۶) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن حسین سے انہوں نے محمد بن قیس سے انہوں نے اس سے جس نے اس کی روایت کی ہے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جو مر گیا اور اس نے ایک آدمی کو اپنا وصی بنایا اور اس کا ایک کس لڑکا تھا جب لڑکا بالغ ہوا تو وصی کے پاس گیا اور کہا کہ میرا مال مجھے دیدو تاکہ میں شادی کر لوں اس نے دینے سے انکار کیا۔ (حناخ) وہ واپس چلا گیا اور زنا میں مبتلا ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس زنا کا دو تہائی گناہ اس مرد وصی پر ہے جس نے اس کا مال دینے سے انکار کیا اور اس کو نہیں دیا ورنہ وہ شادی کر لیتا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو صرف محمد بن یعقوب کی کتاب میں پایا ہے اور میں نے انہی کے سلسلہ اسناد سے اس کی روایت کی ہے لہذا یہ حدیث مجھ سے متعدد حضرات نے بیان کی ہیں جن میں محمد بن محمد بن عمامہ کلینی رضی اللہ عنہ بھی ہیں جنہوں نے محمد بن یعقوب سے روایت کی ہے۔

سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو وصیت کی اور اس کے اوپر قرض ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ آدمی اس کے قرض کو ادا کرے اور باقی اس کے ورثاء میں تقسیم کر دے میں نے عرض کیا پھر وصی قرض کی رقم جدا کرے جس کی اس کو وصیت کی گئی ہے۔ آخر قرض کس سے وصول کیا جائے گا وارثوں سے یا وصی سے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وارثوں سے قرض وصول نہیں کیا جائے گا بلکہ وصی اس کا ضامن ہے۔

باب: مرنے والا قرض سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص قرض خواہوں سے ادائیگی کا ضامن ہو جائے

(۵۵۳۰) حسن بن محبوب نے عبد اللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرتا ہے اور اس پر قرض ہے تو ایک آدمی قرض خواہوں سے اس کی ادائیگی کا ضامن بن جاتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر قرض خواہ راضی ہو جائیں تو مرنے والا بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

باب: فروخت شدہ مال بعینہ موجود ہو اور خریدار مرجائے اور اس مال کی قیمت باقی ہو اور کچھ دوسروں کا قرض بھی ہو

(۵۵۳۱) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے اور انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے ہاتھ کچھ مال فروخت کیا اور خریدار نے مال پہ قبضہ کر لیا مگر ابھی اس کی قیمت ادا نہیں کی کہ خریدار مر گیا اور مال بعینہ ابھی موجود ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر مال بعینہ ابھی موجود ہے تو وہ صاحب مال کو واپس کر دیا جائے گا اور دوسرے قرض خواہوں کو اس سے جھگڑا کرنے کا حق نہیں۔

باب : ایک شخص نے وصیت بھی کی اور غلام بھی آزاد کیا جب کہ اس کے اوپر قرض بھی تھا

(۵۵۲۷) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے انہوں نے ذکر کیا بن ابی یحییٰ سعدی سے انہوں نے حکم بن عتیبہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں کی ایک جماعت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی دیوڑھی پر ان کے برآمد ہونے کا انتظار کر رہی تھی کہ اتنے میں ایک عورت آئی اور اس نے پوچھا تم لوگوں میں سے ابو جعفر (امام محمد باقر) علیہ السلام کون ہے، لوگوں نے کہا تجھے ان سے کیا کام ہے اس نے کہا مجھے ان سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ اہل عراق کے فقیہ ہیں۔ ان سے پوچھ لے۔ اس نے کہا میرا شوہر مر گیا اس نے ایک ہزار درہم چھوڑا اور میرا دین مہر اس پر پانچ سو (۵۰۰) درہم تھا میں نے اپنا دین مہر لے لیا اور اپنی میراث بھی لے لی اس کے بعد ایک شخص آیا اور اس نے دعویٰ کیا میرا اس مرنے والے پر ایک ہزار درہم قرض ہے اور میں نے اس کی گواہی دی۔ حکم کا بیان ہے کہ ابھی ہم لوگ اس کا حساب کر رہے تھے کہ اتنے میں حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام برآمد ہوئے اور فرمایا کہ کیا بات ہے میں تم کو اپنی انگلیوں کو حرکت دیتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، میں نے عرض کیا اس عورت نے بیان کیا کہ میرا شوہر مر گیا اور اس نے ایک ہزار درہم چھوڑا اور میرا اس پر پانچ سو درہم مہر تھا میں نے اس میں سے اپنا دین مہر لے لیا اور پھر اس میں سے میں نے اپنی میراث بھی لے لی اس کے بعد ایک شخص آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ اس پر میرا ایک ہزار درہم قرض ہے میں نے اس کی گواہی دی۔ حکم کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ابھی میں اپنی بات ختم بھی نہیں کر پایا تھا کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا اس کے قبضہ میں دو تہائی ہے اس کا اس کو اقرار ہے اس کے لئے کوئی میراث نہیں حکم کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے زیادہ زود فہم اور سمجھدار کسی کو نہیں دیکھا۔ ابن ابی عمیر کا قول ہے کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ جب تک قرض نہ ادا ہو جائے کوئی میراث نہیں ہے اس نے ایک ہزار درہم چھوڑا اور اس پر قرض ایک ہزار پانچ سو درہم ہے اس عورت کا اور اس قرض خواہ کا۔ لہذا اس عورت کو ایک ہزار کا ایک تہائی بنتا ہے اس لئے کہ اس کا قرض پانچ سو درہم اور مرد قرض خواہ کا ایک ہزار درہم ہے اس کو دو تہائی چلے۔

(۵۵۲۸) ابن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ اس نے اپنی موت کے وقت ایک غلام آزاد کر دیا اور اس پر قرض تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس غلام کی قیمت قرض کے برابر ہے اور اتنا ہی اس کے پاس اور ہے تو یہ آزاد کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۵۵۲۹) اور ابن بن عثمان کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

باب: دیت میں سے قرض کی ادائیگی

(۵۵۳۲) صفوان بن یحییٰ ازرق نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص قتل کر دیا گیا اور اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا اس پر قرض ہے اور اس کے گھر والوں نے قاتل سے اس کی دیت وصول کر لی تو کیا اس کے گھر والوں پر لازم ہے کہ اس کا قرض ادا کریں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا مگر اس نے تو کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا انہوں نے اس کی دیت وصول کی ہے تو لازم ہے کہ اس کا قرض ادا کریں۔

باب: عورت کو وصیت کرنا اور وصی بنانا مکروہ ہے

(۵۵۳۳) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عورت کو وصی نہیں بنایا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے **وَلَا تَوْتُوا السُّفَهَاةَ اَمْوَالِكُمْ** (سورۃ نساء آیت ۵) [تم لوگ اپنے اموال سفیہوں (بے وقوفوں) کے سپرد نہ کرو۔]

(۵۵۳۴) اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قول خدا **وَلَا تَوْتُوا السُّفَهَاةَ اَمْوَالِكُمْ** کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اموال شراب خوروں اور عورتوں کے سپرد نہ کرو پھر فرمایا اور شراب خور سے زیادہ کون سفیہ (بے وقوف) ہوگا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وصیت کے لئے عورت کو منتخب کرنا مکروہ ہے مگر جو عورت کو اپنا وصی بنائے تو عورت پر لازم ہے کہ جو اس کو حکم دیا گیا ہے وہ اس پر پورا پورا عمل کرے اور عورت کو وصی بنالیا جائے ان شاء اللہ۔

باب: وصی کے وصی پر وصیت پر عمل کرنے کے متعلق کیا لازم ہے

(۵۵۳۵) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص ایک آدمی کا وصی تھا وہ مر گیا تو اس نے دوسرے شخص کو وصی بنا دیا کیا اس وصی پر بھی وصیت کی وہی پابندی لازم ہے جو پہلے وصی پر لازم تھی تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر کیا اگر پہلے وصی پر پابندی حق تھی تو اس پر بھی حق ہے۔

باب : ایک آدمی ایک شخص کے لئے اپنے مال کے ایک حصہ کی وصیت کرتا ہے پھر وصیت کرتے ہوئے خطا قتل ہو جاتا ہے

(۵۵۳۶) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک آدمی ایک شخص کے لئے اپنے مال کے ایک تہائی یا ایک چوتھائی کی وصیت کرتا ہے پھر وصیت کرنے والا خطا قتل ہو جاتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی وصیت اس کے مال اور اس کی دست سے پوری کی جائے گی۔

(۵۵۳۷) اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے ایک تہائی مال کی وصیت کی پھر وہ خطا قتل کر دیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی دست کا ایک تہائی بھی اس کی وصیت میں داخل ہوگا۔

باب : ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنی اولاد اور اپنے مال کی وصیت کی اور وصیت کے وقت اس کو اجازت دی کہ وہ مال سے کوئی کام کرے اور نفع اس کے اور اس کی اولاد کے درمیان تقسیم ہوگا۔

(۵۵۳۸) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد عاصمی نے روایت کرتے ہوئے علی بن حسن مثنیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن یوسف سے انہوں نے مثنیٰ بن ولید سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنے مال اور اپنی اولاد کے لئے وصیت کی اور وصیت کے وقت اس کو اجازت دیدی کہ وہ مال سے کام کرے اور نفع اس کے اور اس کی اولاد کے درمیان رہے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ لڑکے کے باپ نے اپنی زندگی ہی میں اس کو اجازت دیدی ہے۔

(۵۵۳۹) ابن ابی عمیر نے عبدالرحمن بن قحاج سے انہوں نے خالد طویل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میرے والد کا جب وقت وفات قریب ہوا تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا اے فرزند اپنے چھوٹے بھائیوں کا مال بھی تم ہی سنبھالو اور اس سے کام کرو آدھا نفع تم لو اور آدھا ان سبھوں کو دو اور تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ تو میرے باپ کی ام ولد نے میرے باپ کے مرنے کے بعد مجھے ابن ابی لیلیٰ کے سلسلے پیش کیا اور کہا کہ یہ میری اولاد کے اموال کھا رہا ہے۔ تو میں نے جو کچھ میرے باپ نے حکم دیا تھا وہ ان کے سلسلے بیان کیا۔ تو ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ اگر جہارے باپ نے

تھیں غلط حکم دیا تو میں اس کی اجازت نہیں دیتا پھر ابن ابی لیلیٰ مجھ پر گواہ بنا کہ اگر میں کوئی حرکت کروں تو وہ اس کا ضامن ہو گا۔ پھر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا سارا قصہ سنانے کے بعد عرض کیا کہ آپ علیہ السلام کی اس میں کیا رائے ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا میں ابن ابی لیلیٰ کے قول کو تو رد نہیں کر سکتا لیکن وہ گئی جہارے اور اند کے درمیان کی بات تو اب تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

باب: کسی مریض کا اپنے کسی وارث سے قرض لینے کا اقرار

(۵۵۳۰) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے اسماعیل بن جابر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مریض تھا اس نے اقرار کیا کہ مجھ پر فلاں وارث کا قرض ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کا اقرار ایک تہائی متروکہ کے اندر ہے تو جائز ہے۔

(۵۵۳۱) حماد بن حلیب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مریض نے اقرار کیا کہ فلاں وارث کا مجھ پر قرض ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ مالدار ہے تو جائز ہے۔

(۵۵۳۲) صفوان بن یحییٰ نے منصور بن حازم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے کسی وارث کے لئے وصیت کی کہ اس کا مجھ پر قرض ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ شخص محترم اور غیر مہتمم ہے تو جسکے لئے اس نے وصیت کی ہے اسے دیدو۔

(۵۵۳۳) علی بن نعمان نے ابن مسکان سے انہوں نے علاء سبزی فروش سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک آدمی کے پاس کچھ مال و دولت رکھا اور جب اس کا وقت وفات قریب آیا تو اس نے اس آدمی سے کہا جو مال میں نے جہارے پاس ودیعت رکھا وہ فلاں عورت کا ہے یہ کہہ کر وہ مر گئی تو اس کے درمیان اس آدمی کے پاس آئے اور بولے میری عینہ کے پاس مال تھا ہماری نظر میں وہ جہارے ہی پاس ہے۔ قسم کھاؤ کہ جہارے پاس کچھ نہیں ہے۔ تو کیا وہ ان لوگوں کے سامنے قسم کھائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ عورت محترمہ اور غیر مہتمم تھی تو قسم کھالے اور اگر غیر محترمہ اور مہتمم تھی تو قسم نہ کھائے بلکہ پورا معاملہ ان کے سامنے رکھ دے اس لئے کہ اس مال میں سے اس (خاتون) کو ایک تہائی پر وصیت کا حق ہے۔

باب: بعض وارثوں کا غلام کے آزاد ہونے یا قرض کا اقرار

(۵۵۳۴) یونس بن عبدالرحمن نے منصور بن حازم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے ایک غلام چھوڑا تو اس کے کسی لڑکے نے گواہی دی کہ اس کے باپ نے اس کو آزاد کر دیا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی گواہی اسی کے حصے کے لئے ہے۔ وہ دوسروں کے حصوں کا نقصان نہیں ہونے دے گا بلکہ غلام دوسروں کے حصوں کی رقم ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔

(۵۵۳۵) ابن ابی عمیر نے محمد بن ابی حمزہ اور حسین بن عثمان سے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرگیا تو اس کے کسی وارث نے اقرار کیا کہ مرنے والے پر فلاں کا قرض ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ قرض اسی کے حصہ میں سے ادا کرنا لازم ہوگا۔

(۵۵۳۶) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر وارثوں میں سے دو آدمی گواہی دیں اور دونوں عادل ہوں تو تمام ورثہ پر اس کی ادائیگی لازم ہے اور اگر وہ دونوں عادل نہ ہوں تو ان دونوں کے حصے سے اس کی ادائیگی لازم ہوگی۔

باب: ایک شخص مرگیا اس پر قرض ہے اور اس کے بال بچے ہیں اور وہ صاحب مال

ہے

(۵۵۳۷) ابن ابی نصر بن علی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مرتا ہے اور اپنے اہل و عیال چھوڑتا ہے اور اس پر لوگوں کا قرض بھی ہے تو کیا اس کے مال سے اس کے اہل و عیال کا خرچ چلایا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کا یقین ہو کہ جس قدر اس پر قرض ہے اتنا اس کا سارا مال ہے تو پھر اس کے اہل و عیال پر خرچ نہ کرے اور اگر یقین نہ ہو تو ان پر میانہ رومی سے خرچ کرے۔

باب: وصیت کے متعلق نادرا احادیث

(۵۵۳۸) محمد بن یعقوب کلمی رضی اللہ عنہ نے حمید بن زیاد سے انہوں نے حسن بن محمد بن سماع سے انہوں نے عبداللہ بن جبہ وغیرہ سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت اپنے غلاموں میں سے جتنے شریر تھے

انہیں آزاد کر دیا اور جتنے نیک اور اچھے تھے انہیں روک لیا تو میں نے عرض کیا بابا جان آپ نے ان لوگوں کو آزاد کر دیا اور انہیں روک لیا۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں نے میرے ہاتھ کی مار کھائی ہے تو اس کے بدلے میں یہ ہے۔

(۵۵۴۹) حسن بن علی وثناء نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے عمر بن یزید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام تین مرتبہ بیمار ہوئے اور آپ علیہ السلام نے تینوں مرتبہ وصیت کی اور جب صحتیاب ہوئے تو اپنی وصیت پر عمل فرمایا۔

(۵۵۵۰) ابن ابی عمیر و صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ موت کے وقت وصیت ایک تہائی یا ایک چوتھائی کے لئے کرنی چاہیے کیا یہ صحیح اور اچھی بات ہے اور آپ کے پدر بزرگوار علیہ السلام نے کیا کیا تھا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک تہائی یہ وہ ہے کہ جس کے لئے میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے وصیت کی تھی۔

(۵۵۵۱) محمد بن ابی عمیر نے ابراہیم بن عبدالحمید سے انہوں نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے صاحبزادے کی کنیز سلمیٰ سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ جب حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا وقت وفات قریب ہوا تو میں ان کی خدمت میں حاضر تھی آپ علیہ السلام پر غشی طاری ہوئی جب غش سے افادہ ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حسن بن علی بن علی بن الحسین (مشہور بہ افضل) کو ستر دینار دیدو میں نے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام ایسے شخص کو دے رہے ہیں جس نے آپ علیہ السلام پر خنجر سے حملہ کیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وائے ہو تجھ پر کیا قرآن نہیں پڑھتی میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا کیا تو نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا ہے والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویخشون ربہم ویخافون سوء الحساب (سورۃ رعد آیت ۲۱) وہ لوگ جو حسن سلوک کرتے ہیں ان لوگوں سے جن سے اللہ نے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے اور برے حساب سے خوف کرتے ہیں۔)

(۵۵۵۲) ابن ابی عمیر نے عمار بن مردان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے والد کا جب وقت وفات قریب آیا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ علیہ السلام کوئی وصیت کریں تو انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے یعنی عمر یہ جو کچھ کرے جائز ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہارے باپ نے وصیت کی اور بہت مختصر کی ان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا پھر اس نے حکم دیا اور وصیت اس کام کی کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر عمل کر دو میں نے عرض کیا مگر اس نے ایک مومن اور صاحب معرفت بندہ آزاد کرنے کی وصیت کی اور جب ہم نے اس کو آزاد کیا تو معلوم ہوا کہ وہ صحیح نکاح سے نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا

تم نے وصیت پوری کر دی اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے قربانی کا جانور اس خیال سے خریدا کہ وہ مونا تازہ ہوگا مگر وہ دبلا پٹلا نکلا تو اس کی طرف سے وہ قربانی پوری ہو گئی۔

(۵۵۵۳) عبداللہ بن جعفر حمیری نے حسن بن مالک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام یعنی علی بن محمد علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے وفات پائی اور اپنی زندگی میں ہر شے آپ علیہ السلام کے لئے قرار دیدی اس کے کوئی اولاد نہیں تھی مگر اس کے مرنے کے بعد اس کے لڑکا پیدا ہوا اور اس کا مال تین ہزار (۳۰۰۰) درہم ہے اس میں سے ایک ہزار (۱۰۰۰) میں آپ علیہ السلام کی خدمت میں ادا کر چکا ہوں۔ میں آپ علیہ السلام پر قربان اب جو آپ علیہ السلام کی رائے ہو مجھے مطلع فرمائیں میں اس پر عمل کروں۔ آپ علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ اب ان لوگوں کے لئے چھوڑ دو۔

(۵۵۵۴) محمد بن یعقوب کسینی رضی اللہ عنہ نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی بن محمد علیہما السلام کو خط لکھا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان ایک شخص نے اپنے مال کا کچھ حصہ آپ علیہ السلام کے لئے قرار دیا پھر اس کو اس کی ضرورت پیش آئی تو کیا وہ اس کو اپنے کام کے لئے لے لے یا آپ علیہ السلام کے پاس بھیج دے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو اختیار ہے جب تک اس نے اس کو اپنے قبضہ سے نہ نکالا ہو اور وہ مال میرے پاس پہنچتا تو میں اس کی مدد کرتا اس لئے کہ اس کو اس کی ضرورت ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو یہ بھی خط لکھا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک معینہ رقم کی آپ علیہ السلام کے لئے وصیت کی اور اپنے دادھیالی اور نانہالی اقرباء کے لئے بھی وصیت کی پھر اس کے بعد اپنی وصیت کو تبدیل کر دیا جس کو دیا تھا اس کو محروم کر دیا اور جس کو محروم کیا تھا اس کو دیا۔ کیا یہ اس کے لئے جائز ہے؟ آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کو مرتے دم تک اس کا اختیار ہے۔

(۵۵۵۵) محمد بن عیسیٰ عسیدی نے حسن بن راشد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مرنے کے بعد کے لئے ایک تہائی کی وصیت کی اور کہا کہ میرا ایک تہائی مال میری موت کے بعد میرے غلاموں اور کنیزوں کے درمیان تقسیم ہوگا اور اس کے باپ کے بھی غلام ہیں تو کیا اس کے باپ کے غلام بھی اس کی اس وصیت میں داخل ہیں یا داخل نہیں ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے جواب تحریر فرمایا کہ داخل نہیں ہیں۔

(۵۵۵۶) محمد بن احمد بن یحییٰ نے روایت کی ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہوئے محمد بن محمد سے انہوں نے کہا کہ ایک مرجہ علی بن بلال نے حضرت امام ابو الحسن یعنی علی بن محمد علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک یہودی مرگیا اور اس نے اپنے مذہب والوں کے لئے ایک چیز کی وصیت کی اور اس چیز کو لینے کی میں قدرت رکھتا

انہیں آزاد کر دیا اور جتنے نیک اور اچھے تھے انہیں روک لیا تو میں نے عرض کیا بابا جان آپ نے ان لوگوں کو آزاد کر دیا اور انہیں روک لیا۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں نے میرے ہاتھ کی مار کھائی ہے تو اس کے بدلے میں یہ ہے۔

(۵۵۳۹) حسن بن علی وثناء نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے عمر بن یزید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام تین مرتبہ بیمار ہوئے اور آپ علیہ السلام نے تینوں رجب وصیت کی اور جب مصیبت ہوئے تو اپنی وصیت پر عمل فرمایا۔

(۵۵۵۰) ابن ابی عمیر و صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ موت کے وقت وصیت ایک تہائی یا ایک چوتھائی کے لئے کرنی چاہیے کیا یہ صحیح اور اچھی بات ہے اور آپ کے پدر بزرگوار علیہ السلام نے کیا کیا تھا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک تہائی یہ وہ ہے کہ جس کے لئے میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے وصیت کی تھی۔

(۵۵۵۱) محمد بن ابی عمیر نے ابراہیم بن عبدالحمد سے انہوں نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے صاحبزادے کی کنیز سلمیٰ سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ جب حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا وقت وفات قریب ہوا تو میں ان کی خدمت میں حاضر تھی آپ علیہ السلام پر غشی طاری ہوئی جب غش سے افادہ ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حسن بن علی بن علی بن الحسین (مشہور بہ افطس) کو ستر و بنار دیدو میں نے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام ایسے شخص کو دے رہے ہیں جس نے آپ علیہ السلام پر خنجر سے حملہ کیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وائے ہو تجھ پر کیا قرآن نہیں پڑھتی میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا کیا تو نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا ہے والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویخشون ربہم ویخافون سوء الحساب (سورۃ رعد آیت ۲۱) وہ لوگ جو حسن سلوک کرتے ہیں ان لوگوں سے جن سے اللہ نے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے اور برے حساب سے خوف کرتے ہیں۔

(۵۵۵۲) ابن ابی عمیر نے عمار بن مروان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے والد کا جب وقت وفات قریب آیا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ علیہ السلام کوئی وصیت کریں تو انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے یعنی عمر یہ جو کچھ کرے جائز ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہارے باپ نے وصیت کی اور بہت مختصر کی ان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا پھر اس نے حکم دیا اور وصیت اس کام کی کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر عمل کرو میں نے عرض کیا مگر اس نے ایک مومن اور صاحب معرفت بندہ آزاد کرنے کی وصیت کی اور جب ہم نے اس کو آزاد کیا تو معلوم ہوا کہ وہ صحیح نکاح سے نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا

جائز ہے کہ اس کے قبضہ میں جو کچھ ہے وہ اس میں سے وصول کرے، آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں اس کے لئے جائز نہیں۔ میں نے عرض کیا آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر کوئی شخص زیادتی کرے اور اس کا مال لیے اور پھر اس کو موقع ملے کہ جو کچھ اس نے زیادہ وصول کرے تو کیا یہ اس کے لئے جائز ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ اس کے مانند نہیں ہے۔

(۵۵۶۱) محمد بن حسین بن ابی خطاب نے عبداللہ بن حبیب سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص کے میرے پاس کچھ دینار تھے وہ بیمار ہوا تو مجھ سے بولا کہ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو تم فلاں شخص کو بیس (۲۰) دینار دیدینا اور باقی دینار میری بہن کو دیدینا چنانچہ وہ مر گیا اور میں اس کی موت کے وقت اس کے پاس نہیں تھا تو ایک مرد مسلمان بچ بولنے والا آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ مرنے والے نے حکم دیا ہے کہ میں تم سے کہہ دوں کہ دیکھو وہ دینار جو میں نے جہیں اپنی بہن کو دینے کو کہا ہے اس میں سے دس دینار تصدق کر کے مسلمانوں میں تقسیم کر دو اور اس کی بہن کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میرے پاس کچھ ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ تم اس میں سے دس (۲) دینار تصدق کر دو جیسا کہ اس نے کہا ہے۔

(۵۵۶۲) محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے عثمان بن مروان سے انہوں نے سماع بن مہران سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق الوصیۃ للوالدین والاقربین بالمعروف حقاً علی المتقین۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۰) (متقیوں پر لازم ہے کہ وہ والدین اور اقرباء کے لئے حسن سلوک کی وصیت کریں) آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ شے ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے صاحب امر (امام) کے لئے قرار دیا ہے۔ میں نے عرض کیا پھر اس کی کوئی حد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں ایک تہائی کا ایک تہائی (۱/۹) کم سے کم۔

(۵۵۶۳) یونس بن عبدالرحمن نے داؤد بن نعمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام فضیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے اپنی وصیت پر عظیم ملاکہ میں سے چار کو گواہ بنایا حضرت جبریل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام حضرت اسرافیل علیہ السلام راوی کا بیان ہے کہ چوتھے کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔

(۵۵۶۴) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے حمید بن زیاد سے انہوں نے ابن سماعہ سے انہوں نے سلیمان بن داؤد سے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام کے دو ستاروں میں سے ایک شخص مر گیا اور چھوٹے چھوٹے بچے

چھوڑے اور تمہوڑا مال چھوڑا اور اس پر قرض ہے اور قرض خواہوں کو اس کا علم نہیں اگر قرض خواہوں کو قرض ادا کر دیا جائے تو اس کے بچوں کے پاس کچھ نہیں رہ جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مال اس کے بچوں پر خرچ کر دے۔ (۵۵۶۵) محمد بن ابی عمیر نے ہشام بن حکم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے غلام کو مدبر کر دیتا ہے کیا اس کو اب جائز ہے کہ اس سے ہٹ جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں یہ بمنزلہ وصیت کے ہے۔

(۵۵۶۶) علی بن حکم نے زیاد بن ابی اللہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ امام حسن و امام حسین علیہما السلام کو بھی وصیت کی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا وہ دونوں حضرات اس سن کے تھے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں مگر ان دونوں کے علاوہ کسی اور کو پانچ (۵) سال سے کم کا نہیں ہونا چاہیے (کہ اسے وصیت کی جائے)۔

باب: وقف و صدقہ و عطیہ

(۵۵۶۷) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام کو وقف اور جو کچھ ان کے آبائے کرام علیہم السلام سے روایات آئی ہیں ان کے متعلق خط لکھا تو جواب میں آپ علیہ السلام کی تحریر آئی کہ وقف کرنے والے کی منشاء کے مطابق وقف ہوتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۵۵۶۸) محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن عیسیٰ یقظینی سے انہوں نے علی بن مزینار سے انہوں نے ابی الحسن سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو الحسن ثانی علیہ السلام (امام علی نقی علیہ السلام) کو خط لکھا کہ میں نے ایک زمین اپنے لڑکے پر حج اور دوسرے امور خیر کے لئے وقف کر دی ہے اور اس زمین میں آپ کا بھی حق رکھا ہے کہ جو میرے بعد آپ کا اور آپ کے بعد آپ کی اولاد کا ہوگا اور میں نے اس حصے کو اس سے جدا کر لیا ہے تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تم اس میں آزاد ہو تمہیں اختیار ہے۔

(۵۵۶۹) علی بن مزینار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا آپ علیہ السلام کے بعض موالیوں نے آپ کے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ہر وقف جو ایک مہینہ وقت تک ہو اس کا نفاذ ورثہ پر واجب ہے اور ہر وہ وقف جس کا کوئی وقت مقرر نہ ہو وہ ورثہ پر جمل و بمہول اور باطل و مردود ہے اور آپ علیہ السلام اپنے آبائے کرام کے قول کو سب سے زیادہ جلتے ہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا یہ

میرے نزدیک بھی ایسا ہی ہے۔

(۵۵۷۰) محمد بن احمد بن یحییٰ نے عبیدی سے انہوں نے علی بن سلیمان بن رشید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھا کہ مولا میں آپ علیہ السلام پر قربان میرے کوئی اولاد نہیں ہے اور میرے پاس جائیدادیں ہیں جو میں نے کچھ لپٹے باپ سے وراثت میں پائی ہیں اور کچھ خود بنائی ہیں اور حادثات کا کوئی ٹھیک نہیں اگر میرے کوئی اولاد نہ ہوئی اور مجھے موت آگئی تو میں آپ علیہ السلام پر قربان آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر میں اس میں سے کچھ لپٹے فقراء اور کمزور بھائیوں کے لئے وقف کر دوں یا اپنی زندگی ہی میں فروخت کر کے اس کی قیمت ان لوگوں پر تصدق کر دوں اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ میرے بعد میرے ورثہ وقف کو نافذ نہیں کریں گے اور اگر میں نے وقف کر دیا تو جب تک میں زندہ ہوں اس سے کھا سکوں گا یا نہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تمہارے خط سے تمہاری جائیداد کے معاملہ کو سمجھ لیا تمہارے لئے جائز نہیں کہ اس وقف میں سے اور صدقہ میں سے کچھ کھاؤ اگر تم نے اس میں سے کھایا اور تمہارے ورثہ ہونے تو پھر وہ وقف نافذ نہیں ہوگا۔ لہذا تم اس کو فروخت کرو اور اپنی زندگی میں اس کی قیمت کا کچھ حصہ تصدق کرو اس لئے کہ اگر تم تصدق کر دو گے تو اپنے اغراجات کے لئے کچھ روک بھی لو گے جیسا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے کیا تھا۔

(۵۵۷۱) محمد بن عیسیٰ عبیدی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ احمد بن حمزہ نے حضرت امام ابوالمحسن علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک غلام مدبر وقف کر دیا گیا اس کے بعد اس کا مالک مر گیا اور اس پر قرض ہے اور اسنا ہے کہ اس کا مال اس کی ادائیگی کے لئے کافی نہیں ہے تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ قرض میں اس کا وقف فروخت کر دیا جائے گا۔

(۵۵۷۲) محمد بن احمد نے عمر بن علی بن عمر سے انہوں نے ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک مرنے والے نے وصیت کی ہے کہ اس کی ایک تہائی میں سے فلاں شخص کی مدد جاری رکھے اور ایک تہائی کے نفاذ کا کوئی حکم نہیں دیا۔ کیا وصی کے لئے یہ جائز ہے کہ اجراء کی وجہ سے میت کے ایک تہائی کو وقف کر دے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نے ایک تہائی کی جو وصیت کی ہے اس کا نفاذ کرے اس کو وقف نہ کرے۔

(۵۵۷۳) صفوان بن یحییٰ نے حضرت امام ابوالمحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی جائیداد وقف کر دی پھر اس کو خیال آیا کہ اس میں کچھ ترمیم کرے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے اپنی اولاد یا کسی غیر کے لئے وقف کی ہے پھر اس کا متولی بھی بنا دیا ہے تو پھر اس کو حق نہیں کہ اس کو واپس لے اور اگر اس کے بچے چھوٹے ہیں اور ان کے ولی سے شرط کر لی کہ بچوں کے باغ

ہونے تک دیکھ بھال اور جب بالغ ہو جائیں تو ان کے حوالے کر دے تو ایسی صورت میں بھی اسے حق نہیں کہ وہ اس میں نظر ثانی کرے اور اگر سچے بڑے ہیں مگر ابھی ان کے سپرد نہیں کیا ہے اور سچے بھی مخالفت نہیں کر رہے ہیں کہ وہ جائیداد اس سے الگ کر لیں تو وہ اس میں نظر ثانی کر سکتا ہے اس لئے کہ وہ بالغ ہونے کے بعد بھی اس سے الگ نہیں کریں گے۔

(۵۵۴) محمد بن علی بن محبوب نے موسیٰ بن جعفر بغدادی سے انہوں نے علی بن محمد بن سلیمان نوٹلی سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابو جعفر ثانی علیہ السلام (امام علی نقی) کو خط لکھا اور اس میں دریافت کیا میرے جد نے ایک زمین فلاں بن فلاں کی اولاد کے محتاجوں کے لئے وقف کر دی جو قبیلہ کے مورث اعلیٰ تھے مگر اب ان کی اولاد کثیر ہے۔ مختلف ملکوں میں بکھری ہوئی اور واقف (وقف کرنے والا) کی اور اولاد کو اس کی شدید ضرورت ہے انہوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ مورث اعلیٰ کی ساری اولاد کو چھوڑیں یہ زمین ہم لوگوں کے لئے مخصوص کر دیں تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ جس زمین کا تم نے ذکر کیا ہے کہ تمہارے جد اعلیٰ نے فلاں بن فلاں کی اولاد میں جو فقراء ہیں ان کے لئے وقف کی ہے تو یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اس شہر میں رہتے ہیں جس میں یہ وقف ہے تم پر یہ فرض نہیں کہ جو لوگ وہاں سے غائب ہیں انہیں تلاش کر دو۔

(۵۵۵) عباس بن معروف نے علی بن ہزیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) کو خط لکھا کہ فلاں شخص نے ایک جائیداد خریدی اور اس کو وقف کر دیا اور اس وقف کا پانچواں حصہ آپ کے لئے قرار دیا اور آپ علیہ السلام کی رائے دریافت کی ہے کہ اس جائیداد میں سے آپ علیہ السلام کا حصہ فروخت کر دیا جائے یا اس کو اپنی نگرانی میں رکھ لوں یا اس کو وقف ہی چھوڑ دوں؟ تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہو کہ میں نے فلاں کو ہدایت کر دی ہے وہ میرا حصہ اس زمین سے فروخت کر دے اور اس کی قیمت میرے پاس بھیج دے میری رائے یہ ہے ان شاء اللہ یا اگر اس کے لئے زیادہ آسان ہو تو اپنی نگرانی میں رہنے دے۔

اور راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھا کہ جن لوگوں پر اس جائیداد کو وقف کرنے کا ذکر کیا گیا ہے ان میں اگر آپ علیہ السلام کی رائے ہو تو اس وقف کو فروخت کر کے جن جن لوگوں کے لئے وقف ہے ہر ایک کو اس کے حصہ کی رقم دیدی جائے تو آپ علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے مجھے تحریر کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ جب اس بات کا علم ہے کہ جن لوگوں کے لئے تم وقف کر رہے ہو ان میں اختلاف ہے اور اس جائیداد کا فروخت کرنا ہی بہتر ہے تو وہ فروخت کر دی جائے اس لئے کہ اختلاف میں جان و مال کے تلف ہونے کا اکثر خطرہ ہوتا ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ وقف صرف انہی لوگوں کے لئے تھا ان کے بعد والوں کے لئے نہ تھا اور اگر ان کے لئے اور ان کے بعد ان کی اولاد کے لئے ہوتا اور نسل کے بعد پھر فقراء اور مومنین کے لئے جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ زمین و اہل زمین کا وارث بھیجے تو تاابد اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوتا۔

(۵۵۷۹) محمد بن عیسیٰ نے ابو علی بن راشد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالمحسن علیہ السلام سے دریافت اور عرض کیا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان میں نے اپنے پہلو میں ایک زمین ایک ہزار (۳۰۰) درہم میں خریدی جب اس میں فصل تیار ہوئی تو مجھے بتایا گیا کہ یہ زمین وقف ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مال وقف کا خریدنا جائز نہیں اس کا غلہ اپنے مال میں مت داخل کرو جن لوگوں کے لئے وقف ہے انہیں دیدہ میں نے عرض کیا مگر ان لوگوں سے ناواقف ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کا غلہ تصدق کر دو۔

(۵۵۷۷) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے جعفر بن حنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنا غلہ اپنے دھیالی اور نہیلی قرابتداروں کے لئے وقف کر دیا اور ایک ایسے شخص اور اس کی اولاد کے لئے اس کی آمدنی میں سے تین سو (۳۰۰) درہم سالانہ کی وصیت کی جس سے اس کی کوئی قرابتداری نہیں ہے اور باقی اس کے دھیالی اور نہیلی قرابتداروں کو تقسیم کر دی جائے گی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کے لئے یہ وصیت کی ہے اس کے لئے درست ہے میں نے عرض کیا اور اگر اس زمین کی آمدنی صرف پانچ سو (۵۰۰) درہم ہی ہو تو پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا اس کی وصیت میں یہ نہیں ہے کہ جس کے لئے وصیت کی ہے اس کی آمدنی میں سے اس کو تین سو (۳۰۰) درہم دیئے جائیں اور باقی اس کے دھیالی اور نہیلی قرابتداروں میں تقسیم کیا جائے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کے قرابتداروں کو اس میں سے لینے کا کوئی حق نہیں جب تک تین سو (۳۰۰) درہم اس کے پورے نہ کر دیئے جائیں جس کے لئے وصیت کی ہے اس کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ ان کا ہے۔ میں نے عرض کیا اور جس کے لئے وصیت کی وہ اگر مر جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ مر جائے تو پھر اس کے وارثوں کے لئے ہے جب تک ان میں سے کوئی ایک بھی باقی ہے وہ وارث ہوتے رہیں گے اور جب ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے سب ختم ہو جائیں تو یہ تین سو (۳۰۰) درہم مرنے والے کے قرابتداروں کے ہو جائیں گے اور وقف میں سے جو کچھ نکلا ہے اس میں واپس ہو جائے گا اور ان میں تقسیم کیا جائے گا اور وہ وارث ہوتے رہیں گے جب تک ان میں سے کوئی ایک بھی باقی ہے۔ اور اس کی آمدنی باقی ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر میت کے قرابتداروں میں سے در ثناء محتاج ہو جائیں اور اس کی آمدنی ان کے لئے کافی نہ ہوتی ہو تو اگر وہ فروخت کرنا چاہیں تو فروخت کر دیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اگر سب کے سب اس پر راضی ہوں اور ان کا اس کے فروخت کرنے میں بھلا ہے تو فروخت کر دیں۔

(۵۵۷۸) عباس بن معروف نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے مہران بن محمد سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا کہ سات سال حج کے موقع پر ان کے لئے نود و تندرہ کیا جائے اور ہر موقع پر جو کچھ خرچ ہوگا اس کے لئے کچھ وقف کر دیا۔

(۵۵۷۹) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ سنو کیا میں تم کو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وصیت بتاؤں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ علیہ السلام نے ایک ڈبیہ یا ایک صندوقچہ نکالا اور اس میں سے ایک تحریر نکالی اس کو پڑھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وصیت نامہ ہے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انہوں نے اپنے سات باغات (۱) عواف (۲) دلال (۳) برقد (۴) مسیشب (۵) حسی (۶) صافیہ اور (۷) مال ام ابراہیم (مشریہ ام ابراہیم یعنی ماریہ قطیفہ کا مکان) کی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے وصیت کی اور اگر وہ دنیا سے گزر جائیں تو امام حسن علیہ السلام کے لئے ہے اور اگر وہ بھی گزر جائیں تو امام حسین علیہ السلام کے لئے ہے اگر وہ بھی گزر جائیں تو میری اولاد میں جو سب سے بڑا ہو اس کے لئے یہ وصیت ہے اور اس پر گواہ اللہ تعالیٰ اور مقداد بن اسود کندی اور زبیر بن العوام ہیں اور علی ابن ابی طالب نے لکھا ہے۔

اور روایت کی گئی یہ مندرجہ بالا باغات وقف تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی پیداوار اور آمدنی میں سے کچھ اپنے مہمانوں اور اپنے یہاں آنے والوں کے لئے لیا کرتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو عباسؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا) اس کے مدعی ہو کر حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس آئے تو حضرت علی علیہ السلام وغیرہ نے گواہی دی کہ یہ سب حضرت فاطمہ علیہا السلام پر وقف ہے۔ اور ان باغات میں ایک کا نام مسیشب سنا گیا ہے لیکن میں نے سید ابو عبد اللہ محمد ابن الحسن موسوی ادام اللہ توفیقہ سے سنا ہے وہ بیان کر رہے تھے کہ وہ باغ ہم لوگوں کے یہاں میثم کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

(۵۵۸۰) محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن فرج سے انہوں نے علی بن معبد سے روایت کی ہے کہ محمد بن احمد بن ابراہیم نے ۲۳۳ھ میں حضرت امام علی النقی ہادی علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے ایک عورت اور کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑیں اور ان سب کے لئے ایک غلام چھوڑا جس کو اس نے ان لوگوں پر دس سال کے لئے وقف کر دیا اس کے بعد وہ غلام دس سال بعد آزاد ہو جائے گا۔ میں آپ علیہ السلام پر قربان کیا ان در ثناء کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر وہ مجبور ہوں اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو اس غلام کو فروخت کر دیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ مدت معینہ (یعنی دس سال) کے لئے جو مشروط ہے فروخت نہ کریں مگر یہ کہ وہ لوگ اہتہائی مجبور ہوں تو ان کے لئے جائز ہے۔

(۵۵۸۱) محمد بن ابی حمیر نے عمر بن اذنیہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ابن ابی لیلیٰ کی مجلس میں حاضر تھا اور انہوں نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ کیا جس نے اپنے کسی قریبدار کو رہنے کی اجازت دی مگر مدت مقرر نہیں کی (کہ ہمیشہ رہے یا مالک مکان کی زندگی تک رہے یا جس کو اجازت دی ہے وہ اپنی زندگی تک رہے) اس کے بعد مالک مکان مر گیا تو مرنے والے کے ورثہ اور وہ شخص جس کو رہنے کی اجازت دی گئی تھی وہ ابن ابی لیلیٰ کے پاس آئے ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ مرنے والا جس حالت میں مکان چھوڑ گیا ہے اسی حالت میں رہنے دیا جائے تو محمد بن مسلم ثقفی نے کہا مگر علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے تو اسی مسجد میں چہارے فیصلہ کے برخلاف فیصلہ دیا ہے ابن ابی لیلیٰ نے کہا تمہیں کیسے معلوم؟ انہوں نے جواب دیا میں نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی باقر علیہ السلام کو فرماتے سنا وہ فرما رہے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ حمیس (رکاوٹ و بندش) کو ہٹاؤ اور وراثت نافذ کرنا ابن ابی لیلیٰ نے کہا کیا یہ چہارے پاس کسی کتاب میں لکھا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں ابن ابی لیلیٰ نے کہا اچھا تو کسی کو بھیج کر وہ کتاب میرے پاس سے منگوا لو۔ محمد بن مسلم ثقفی نے کہا مگر اس شرط پر کہ تم اس کتاب میں اس حدیث کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں دیکھو مگر ابن ابی لیلیٰ نے کہا یہ تمہیں اختیار ہے۔ تو انہوں نے وہ کتاب منگوائی اور انہیں اس کتاب میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وہ حدیث دکھائی اور انہوں نے اپنا فیصلہ بدل دیا۔

اور حمیس ہر وہ وقف ہے جو غیر معینہ وقت کے لئے ہو، وہ وارثوں کو واپس کر دیا جائے گا۔

(۵۵۸۲) عبداللہ بن مغیرہ نے عبدالرحمن جعفی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس اپنی میراث کے سلسلے میں آتا جاتا رہتا تھا تاکہ وہ ہم لوگوں میں تقسیم کر دے۔ اس میراث میں کچھ جائیداد ایسی بھی تھی جو غیر معینہ مدت کے لئے وقف تھی اور وہ ہمیشہ اسے ٹالتا رہا۔ جب بہت وقت گزر گیا تو میں نے اس کی شکایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا اس کو معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر معینہ مدت کے وقف کو رد کر دیتے تھے اور اس پر میراث کا حکم نافذ کر دیا کرتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا۔ مگر اس نے وہی کیا جو کر رہا تھا۔ تو میں نے کہا کہ میں نے تمہاری شکایت حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے کی تو انہوں نے ایسا کہا تھا۔ تو ابن ابی لیلیٰ نے مجھ پر حلف رکھا کہ کیا حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام نے ایسا ہی کہا تھا تو میں نے حلف اٹھایا تو ابن ابی لیلیٰ نے اسی کے مطابق میرا فیصلہ کر دیا۔

(۵۵۸۳) یعقوب بن یزید نے محمد بن شعیب سے انہوں نے ابی کہس سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا چھ (۶) چیزیں مومن سے اس کے مرنے کے بعد ملتی ہوتی ہیں۔ (۱) وہ لڑکا جو اس کے لئے طلب مغفرت کرے (۲) اور کوئی دینی کتاب یا قرآن مجید جو وہ چھوڑ جائے۔ (۳) اور کوئی ورثت

جو وہ لگائے (۳) اور کوئی کنواں جو وہ کھودے۔ (۵) اور کوئی کار خیر جو اس کے بعد بھی جاری رہے۔ (۶) اور کوئی اچھی رسم جو اس کے بعد بھی لوگ اختیار کریں۔

(۵۵۸۳) علی بن اسباط نے محمد بن حمران سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ مشترکہ تصدق کرتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جائز ہے۔

(۵۵۸۵) حسین بن سعید نے نضر سے انہوں نے قاسم بن سلیمان سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بالغ اولادوں پر کچھ تصدق اور وقف کر دیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس کے مرنے تک اس کی اولادوں نے اس پر قبضہ نہیں کیا ہے تو پھر وہ میراث ہے اور اگر نابالغ اولاد کے لئے تصدق اور (وقف) کیا ہے تو پھر یہ جائز ہے اس لئے کہ نابالغ مالدار کا ولی بھی خود وہی ہے نیز فرمایا اور اگر کسی نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تصدق اور (وقف) کیا ہے تو وہ واپس نہیں ہوگا۔

(۵۵۸۶) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں جمیل بن دراج سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے اپنے لڑکے پر اپنا مال یا اپنا گھر تصدق وقف کر دیا کیا اس کو حق ہے کہ وہ اسے واپس لے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں مگر یہ کہ وہ لڑکا صغیر (چھوٹا) و نابالغ ہو۔

(۵۵۸۷) موسیٰ بن بکر نے حکم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے والد نے مجھے ایک گھر تصدق کیا پھر انہوں نے اپنی رائے بدل دی اور اسے واپس لے لیا اور ہمارے قاضی لوگ میرے حق میں فیصلہ کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہمارے قاضی لوگوں نے اچھا فیصلہ کیا اور تمہارے والد نے بہت برا کیا لیکن اگر تم ان سے مقدمہ کرو تو اپنی آواز ان کی آواز پر بلند نہ کرنا اور اگر ان کی آواز بلند ہو تو تم اپنی آواز کو جھکا لینا میں نے عرض کیا مگر وہ فوت ہو چکے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تم اس کو اپنے تصرف میں لاؤ۔

(۵۵۸۸) ربیع بن عبد اللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا ایک گھر جو مدینہ میں بنی ذریق کے محلہ کے اندر تھا تصدق کیا اور یہ تحریر کیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم علی ابن ابی طالب نے اپنی حیات میں بد رستی صحت اپنا ایک گھر جو بنی ذریق میں ہے تصدق کیا یہ ایسا صدقہ ہے جو فروخت نہیں کیا جائے گا نہ اس کا کوئی وارث بنے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کا وارث ہوگا جو تمام آسمانوں اور زمینوں کا وارث ہے اور اس صدقہ کے گھر میں انہوں نے اپنی خلائوں کو حق سکونت دی ہے جب تک وہ زندہ ہیں اور ان کی اولاد زندہ ہے اور اگر یہ سب کے سب ختم ہو جائیں تو پھر مسلمانوں میں جو ضرورت مند ہو۔ اس کا اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔

(۵۵۸۹) حماد بن عثمان نے ابی الصباح کنانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالمسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری ماں نے اپنے گھر کا نصف حصہ مجھے تصدق کر دیا تو میں نے ان سے کہا کہ مگر قاضی لوگ اس زبانی تصدق کو جائز نہیں کہیں گے تو اس لئے آپ ذرا اس کو لکھ دیں انہوں نے کہا جو چہارے جی میں آئے اور جو تم اپنے لئے مناسب سمجھو کر لو۔ تو میں نے ایک دستاویز لکھوائی تو بعض درثاء یہ چاہتے ہیں کہ میں حلف اٹھا کر کہوں کہ میں نے اس کی قیمت نقد ادا کر دی ہے حالانکہ میں نے اس کی کوئی قیمت نقد ادا نہیں کی ہے ایسے میں آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کے لئے حلف اٹھا لو۔

(۵۵۹۰) محمد بن سلیمان دہلی نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنے گھر کا ایک حصہ کسی مرد مسافر کو تصدق کر دیا اور اس کے بعد وہ مر گیا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی قیمت لگوائی جائے اور وہ قیمت اس کو دیدی جائے۔

(۵۵۹۱) محمد بن ابی حمیر نے ابان سے انہوں نے اسماعیل جعفی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کو صدقہ دے اور وہی صدقہ اس کی طرف میراث میں منتقل ہو جائے تو وہ اس کے لئے جائز ہے۔

(۵۵۹۲) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام بخشش و عطیہ کو وصیت میں شامل کر دیتے تھے۔ اور جو شخص اپنی موت کے وقت بغیر تحریر و بغیر گواہ کسی بات کا اقرار کئے ہوتا تو اس کو رد کر دیا کرتے تھے۔

(۵۵۹۳) محمد بن علی بن محبوب نے علی بن سندی سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے کہ حضرت امام ابوالمسن علیہ السلام نے صدقہ کے لئے اس طرح وصیت کی کہ یہ وقف کیا ہے موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے انہوں نے فلاں فلاں جگہ کی اپنی ساری جائیداد وقف کر دی جس کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ کل کا کل اس کے درختوں کو، اس کی زمینوں کو، اس کی نالیوں کو، اس کے پانی اور کنوئیں کی منڈیروں کو، اس کے حقوق کو، اور پانی پینے کو اور ہر حق جو اس کے لئے ہے، بلندی میں یا منظر میں، یا چوڑائی یا لمبائی میں، یا لوازمات خانہ میں، یا صحن میں یا آبی ذخیروں میں، یا اس سے بھرنے والی شاخوں میں یا آباد زمینوں میں یا غیر آباد زمینوں میں جو اس کو حاصل ہے اس کے تمام حقوق کو اپنے مصلب کے تمام مردوں اور عورتوں پر وقف کر دیا اور اللہ تعالیٰ جو اس میں پیدا کرے گا وہ ان پر اور اس میں جو عمارت ہے اور اس کے قطعات ہیں ان کی تعمیر میں جو صرف ہوگا اس پر تقسیم ہوگا مگر تیس (۳۰) کجگروں کے گھجوں کو چھوڑ کر جو اس قریہ کے مساکین کو تقسیم ہونگے فلاں شخص کی اولاد میں مردوں کو دو حصہ اور عورتوں کو ایک حصہ کے حساب سے اور اگر فلاں کی اولادوں میں سے کسی عورت نے شادی کر لی تو اس کا کوئی حصہ نہ

ہوگا اس وقف میں جب تک کہ وہ بغیر شوہر کے واپس نہ آجائے اگر بغیر شوہر کے واپس آجائے تو اس کا حصہ ہوگا اسی طرح کہ جیسے فلاں کی اولاد میں سے غیر شادی شدہ ہے۔ اور اگر فلاں کی اولاد میں سے کوئی مر گیا تو اس کی اولاد کو اپنے باپ کا حصہ ملے گا۔ مرد کو دو حصہ اور عورت کو ایک حصہ کے حساب سے جس طرح فلاں نے اپنی صلیبی اولاد کے درمیان شرط رکھی ہے اور اگر فلاں کی اولاد میں سے کوئی اور کہ اس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی تو اس کا حق اہل وقف کو ملنا دیا جائے۔ اور میری لڑکیوں کی اولاد کو میرے اس وقف میں کوئی حق نہیں ہوگا مگر یہ کہ ان کے آباء میری اولاد میں سے ہوں اور میرے وقف میں میری اولاد اور میری اولاد کی اولاد اور ان کے اعتقاد (بعد والوں) میں سے ایک بھی باقی ہے تو اس کی موجودگی میں کسی اور کو کوئی حق نہ ہوگا اور اگر سب ختم ہو جائیں اور کوئی ایک بھی باقی نہ رہے تو میری ماں کے بطن سے میرے باپ کی دوسری اولاد میں تقسیم ہوگا جب تک ان میں سے ایک بھی باقی ہے اسی شرط کے مطابق جو میں نے اپنی اولاد اور اپنے اعتقاد کے لئے رکھی ہے اور اگر میری ماں کے بطن سے میرے باپ کی اولاد بھی ختم ہو جائے اور کوئی ایک بھی نہ رہے تو میرا وقف اولیٰ پیر اولیٰ پر ہوگا جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو وارث بنا دے جس کو اس نے وارث بنایا ہے اور وہ بہترین وارث ہے۔ آپ علیہ السلام نے یہ وقف علیٰ ابراہیم کے لئے قرار دیا اور اگر ان دونوں میں سے ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کے ساتھ قاسم داخل ہوگا اور ان دونوں سے ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کے ساتھ اسماعیل داخل ہوگا اور ان دونوں میں ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کے ساتھ عباس داخل ہوگا اور ان دونوں میں ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کا ساتھ میری اولاد میں جو سب سے بڑا ہے وہ داخل ہوگا اور اگر میری اولاد میں سب ختم ہو جائیں صرف ایک باقی رہ جائے تو وہی اس کا متولی ہوگا۔

(۵۵۹۳) عباس بن عامر نے ابی صماری سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک مکان خریدنا اب اس کا کھلا ہوا صحن باقی تھا تو اس نے اس کے اندر غلہ خانہ بنایا کیا وہ اس کو مسجد پر وقف کر دے؟ آپ نے فرمایا کہ مجوسی آتشکدہ کے لئے وقف کیا کرتے ہیں۔

باب: سکنی و عمری اور رقبی

(۵۵۹۵) محمد بن ابی حمیر نے حسین بن نعیم سے انہوں نے حضرت امام ابوالمحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے اپنا گھر ایک آدمی کو تاحیات اس کو اور اس کے بعد اس کی اولاد کو سکونت کے لئے دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو اور اس کی اولاد کو شرط معاہدہ کے مطابق اس میں سکونت کا حق حاصل ہے میں نے عرض کیا اگر مالک کو مکان کے فروخت کرنے کی ضرورت پیش

آئے تو کیا وہ فروخت کر دے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں (دریافت کیا) پھر فروخت کرنے کی وجہ سے سکونت کا معاہدہ ختم ہو جائیگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا فروخت کرنے کی وجہ سے سکونت کا معاہدہ ختم نہیں ہوگا میں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ بیع اور فروخت نہ کرایہ داری کو ختم کرتا ہے اور نہ سکنی کو لیکن فروخت کرے تو اس شرط پر کہ وہ خریدار اس کا مالک اس وقت ہوگا جب سکنی اور کرایہ دار کا معاہدہ ختم ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا اور اگر کرایہ دار کو اس کی رقم اور جو کچھ اس نے اس کی تعمیر وغیرہ پر خرچ کیا ہے اسے واپس کر دے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ چاہتا ہے اور کرایہ دار اس پر راضی ہو جاتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۵۵۹۶) حسن بن محبوب نے خالد بن نافع بخلی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے اپنے مکان میں ایک آدمی کو تاحیات سکنی کیا یعنی مالک مکان نے اور جس نے سکنی کیا تھا وہ مر گیا اور سکنی ابھی زندہ ہے آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر اس کے ورثہ چاہیں کہ سکنی کو مکان سے نکال دیں تو کیا ان کو یہ حق ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا میری رائے تو یہ ہے اس مکان کی عدل و انصاف کے ساتھ قیمت لگوئی جائے اور میت کے ایک تہائی (حق وصیت) کو دیکھا جائے گا اگر اس مکان کی قیمت اس کے ایک تہائی میں آتی ہے تو ورثہ کو حق نہیں کہ اس سے سکنی کو نکالیں اور اگر اس مکان کی قیمت اس کی ایک تہائی میں نہیں آتی اس سے زائد ہے تو ورثہ کو حق ہے کہ اس کو نکال دیں۔ تو عرض کیا گیا کہ آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر مالک مکان کے مرنے کے بعد وہ سکنی بھی مر گیا تو کیا اس سکنی کو حق ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اس میں سکنی بنا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں۔

(۵۵۹۷) حسن بن علی بن فضال نے احمد بن محمد بن مرقطی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مکان میں ایک آدمی کو تاحیات ساکن بنایا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے لئے جائز ہے اور اس کو حق نہیں کہ اس میں سے اس کو نکالے۔ میں نے عرض کیا اس کو اور اس کے پسماندگان کو بھی حق سکونت دے سکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے لئے جائز ہے۔ اور میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مکان میں ایک آدمی کو ساکن بنایا لیکن کوئی وقت معین نہیں کیا کہ کب تک۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر مالک مکان اس کو جب چاہے نکال دے۔

(۵۵۹۸) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے انہوں نے حمران سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے سکنی اور عمری (مدت معینہ تک کے لئے ساکن اور عمر

بہر کے لئے ساکن) کے لئے دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ اس معاملہ میں معاہدہ اور شرائط پر کاربند ہوتے ہیں اگر تاحیات کی شرط ہے تو وہ تاحیات رہے گا اور اگر اس کی اولاد کے لئے بھی شرط ہے تو اس کی اولاد کو رہنے کا حق ہے تاوقتیکہ وہ سب فتنہ ہو جائیں پھر اس کے بعد وہ گھر اس کے مالک کی طرف پلٹ جائے گا۔

(۵۵۹۹) محمد بن فضیل نے ابی العباس کثانی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے سکنی اور عمری کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو اس کی زندگی تک کے لئے سکونت دینی ہے تو وہ شرط کے مطابق زندگی بھر اس میں رہے گا اور اگر اس کو اور اس کے بعد اس کی اولاد کو بھی سکونت کا حق دیا ہے تو مالکوں کو کوئی حق نہیں کہ اس کو فروخت کریں اور نہ وہ گھر وراثت میں جائے گا (النتیجہ) جب اولاد فتنہ ہو جائے گی تو وہ پہلے مالک کی طرف پلٹ آئے گا۔

کتاب الفرائض والموارث

باب: ارثت میں عول کا باطل ہونا

(۵۶۰۰) سماع نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ دوجو ریت کے ٹیلوں کے ذرے ذرے کا شمار رکھتا ہے وہ جانتا ہے سہام چھ (۶) سے زیادہ نہیں ہوگا اگر لوگ اس کے دعوہ و اسباب کو جان لیں تو یہ چھ (۶) سے ہرگز تجاوز نہیں کریں گے۔

(۵۶۰۱) سیف بن عمیرہ نے ابو بکر حضری سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ وہ دوجو ریت کے ذرے ذرے کا شمار رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ سہام چھ (۶) سے زیادہ نہیں ہونگے۔

(۵۶۰۲) فضل بن شاذان نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے علی بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا روایت کرتے ہوئے محمد بن اسحاق سے ان کا بیان ہے کہ مجھ سے بیان کیا زہری نے روایت کرتے ہوئے عبید اللہ بن عبداللہ بن عقبہ سے انکا بیان ہے ایک مرتبہ میں ابن عباسؓ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے سلسلے فرائض کا تذکرہ ہوا تو ابن عباسؓ نے کہا پاک و منزہ ہے خدائے بزرگ و برتر کیا تم لوگ دیکھتے ہو کہ وہ دوجو ریت کے ٹیلوں کے ایک ایک ذرے کا شمار رکھتا ہے اس نے مال (مترکہ) میں نصف و نصف اور ایک ثلث رکھا ہے تو ان دونوں نصف سے تو پورا مال ہی ختم ہو گیا اب ثلث

کی کیا گنجائش رہ گئی تو زفر بن اوس بصری نے کہا اے ابن عباسؓ سب سے پہلے فرائض میں کس نے عول و زیادتی کی؟ کہا ریح نے جب ان کے سامنے فرائض کا مسئلہ پیش ہوا اور ایک دوسرے سے ٹکرانے لگا تو انہوں نے کہا واللہ میں نہیں جانتا کہ کس کو مقدم کروں اور کس کو مؤخر کروں لہذا میں کوئی شے اس سے آسان نہیں سمجھتا کہ تم لوگوں میں یہ مال حصوں کے ساتھ تقسیم کروں چنانچہ انہوں نے ہر صاحب حق پر عول کر کے فریضہ بڑھا دیا اور خدا کی قسم اگر اللہ نے جس کو مقدم کیا ہے اس کو مقدم رکھتا اور جس کو اللہ نے مؤخر کیا ہے اس کو مؤخر رکھتا تو کوئی فریضہ زیادہ نہ ہوتا تو زفر بن اوس نے ان سے عرض کیا کہ ان دونوں میں سے کس کو مقدم کیا ہے اور ان دونوں میں سے کس کو مؤخر کیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے نیچے اتار کر دوسرے فریضہ پر کر دیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے اور جس کو اللہ نے مؤخر کیا ہے وہ فریضہ ہے کہ اگر وہ اپنے فرض سے ہٹا تو اس کے لئے کچھ نہیں ہے سوائے اس کے کہ جو باقی رہ جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے اب اللہ تعالیٰ نے جس کو مقدم کیا ہے وہ زوج (شوہر) ہے اس کے لئے نصف ہے اگر کوئی ایسا دخیل ہو کہ جس نے اس کو اس سے ہٹایا تو پھر وہ ربع (ایک چوتھائی) پر آجائے گا اور اس ربع سے اس کو کوئی نہیں ہٹائے گا اور زوج کے لئے ربع ہے اگر وہ یہاں سے ہٹی تو پھر اس کے لئے ثمن (انٹھواں حصہ) ہے اور اس سے اس کو کوئی نہیں ہٹائے گا۔ اور ماں کے لئے ثلث (ایک تہائی) ہے اگر یہ یہاں سے ہٹی تو سدس (چھٹا حصہ) پر آجائے گی اور یہاں سے اس کو کوئی نہیں ہٹائے گا تو یہی وہ فرائض ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے لیکن وہ فرائض جنہیں اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے وہ لڑکیاں اور ہمیں ہیں ان کے لئے نصف ہے اگر وہ ایک ہے اور اگر وہ دو ہیں یا دو سے زیادہ ہیں تو دو ثلث اور اگر دیگر فرائض نے ان کو وہاں سے ہٹا دیا تو ان کے لئے کچھ نہ ہوگا سوائے اس کے کہ جو باقی رہ جائے تو یہ وہ ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جن کو مقدم کیا ہے اور جن کو مؤخر کیا ہے اگر یہ دونوں جمع ہو جائے تو جس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے اس سے شروع کیا جائے گا اور اس کا حق کامل دیا جائے گا پھر اگر کچھ باقی رہ گیا تو وہ مؤخر کو دیا جائے گا۔ اور کچھ باقی نہیں رہا تو اس کے لئے کچھ نہیں ہے تو زفر بن اوس نے ان سے کہا کہ ریح کو یہ مشورہ دینے سے آپ کو کس نے روکا؟ تو ابن عباسؓ نے کہا کہ ان کی ہیبت (خوف) نے۔ زہری کا قول ہے کہ خدا کی قسم اگر عول اس امام عدل کی طرف سے لہجاء نہ ہوتا جن کا ہر حکم درع و احتیاط کی بناء پر ہوتا تھا وہ حکم نافذ نہ کرتے اور اس پر عمل شروع نہ ہو جاتا تو اہل علم میں سے دو اشخاص بھی ابن عباسؓ سے اختلاف کرنے والے نہ ہوتے۔

(۵۹۳) فصل کا کہنا ہے اور عبداللہ بن ولید مدنی جو سفیان کے صحابی تھے انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے بیان کیا ابو القاسم کوئی نے جو ابو یوسف کے مصاحب تھے انہوں نے ابو یوسف سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے لیث بن ابی سلیم نے روایت کرتے ہوئے ابی عمر و عبدی سے انہوں نے ابن سلیمان سے انہوں نے حضرت علی ابن ابی

طالب علیہ السلام سے کہ آجنتاب علیہ السلام فرمایا کرتے کہ فرائض کے چھ (۶) سہم (حصہ) ہیں۔ دو ثلث کے چار سہم۔ نصف کے تین سہم ایک ثلث کے دو سہم اور ربع کا ایک سہم اور نصف اور ثمن کے تین چوتھائی سہم۔ لڑکا موجود ہے تو اس کے ساتھ اور کوئی وارث نہیں ہوگا سوائے ماں باپ اور شوہر اور زوجہ کے۔ اور عورت کو سوائے لڑکے اور بھائی کے اور کوئی ثلث سے محجوب نہیں کرے گا۔ اور شوہر کو نصف سے زیادہ کبھی نہیں دیا جائے گا اور نہ ربع سے کم دیا جائے گا۔ اور عورت نہ کبھی ربع سے زیادہ اور نہ کبھی ثمن سے کم پائے گی خواہ وہ چار ہوں یا اس سے کم وہ سب اس میں برابر برابر پائیں گی۔ اور ماں کی طرف سے بھائی بہن ثلث سے زیادہ کبھی نہیں پائیں گے اور نہ سدس (چھٹے حصہ) سے کبھی کم پائیں گے اور اس میں مرد و عورت سب برابر ہونگے اور ان میں سوائے لڑکے اور باپ کے ثلث سے کوئی محجوب نہیں کرے گا۔ اور دست ان لوگوں پر تقسیم کی جائے گی جو میراث کے حقدار ہیں۔

فصل بن شاذان کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کتاب خدا کے موافق ہے۔ اور اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ لڑکے کی موجودگی کے ساتھ بھائی اور بہن کوئی میراث نہیں پائیں گے۔ اور نہ لڑکے کی موجودگی کے ساتھ دادا کوئی میراث پائے گا۔ اور اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ ماں کی طرف سے بھائی ماں کو میراث سے محجوب نہیں کریں گے۔

اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ یہ حدیث میں والد کہا گیا ہے والدین اور والدہ نہیں کہا گیا ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ جائز ہے جس طرح کہا جاتا ہے ولد اور اس سے مراد لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہوتے ہیں اور کبھی ماں کو بھی والد کہا جاتا ہے جب اس کو باپ کے ساتھ جمع کر لیا جائے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بناء پر کہ **و لا بویہ لکل واحد منهما السدم** (سورۃ نساء آیت ۱۱) (اور دونوں باپ میں سے ہر ایک کے لئے چٹا حصہ ہے) تو دونوں باپ میں سے ایک سے مراد ماں ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول **الوصیۃ للوالدین والاقربین** (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۰) (وصیت کرنا ماں اور باپ کے واسطے اور رشتہ داروں کے لئے) تو ان والدین میں سے ایک ماں ہی مراد ہے اور اللہ تعالیٰ نے ماں کا بھی والد ہی نام رکھا ہے جس طرح اس کا رب نام رکھا ہے۔ یہ بالکل واضح اور روشن ہے **الحمد لله**۔

(۵۴۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میراث کے سہام چھ (۶) ہیں اس سے زیادہ نہیں ہونگے کیونکہ انسان چھ (۶) اشیاء سے خلق کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے **ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین** (سورۃ مومنون آیت ۱۲) (اور ہم نے بنایا آدمی کو حنی ہوئی مٹی سے)۔

اور دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ وارثین جو ہمیشہ وراثت پائیں گے کبھی ساقط نہیں ہونگے چھ (۶) ہیں۔ ماں، باپ،

بیٹا، بیٹی، زوج، زوجہ۔

باب: صلبی اولاد کی میراث

اگر کوئی شخص فقط ایک لڑکا چھوڑے نہ زوجہ چھوڑے نہ ماں باپ تو نکل مال لڑکے کا ہوگا اور اسی طرح اگر دو لڑکے یا اس سے زائد ہوں تو ان کے درمیان مال سب کا سب برابر تقسیم ہوگا۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص فقط ایک لڑکی چھوڑے نہ زوجہ چھوڑے اور نہ ماں باپ تو سارا مال لڑکی کا ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مال اولاد کے لئے قرار دیا یہ نہیں کہا کہ لڑکی کے لئے نصف مگر یہ کہ وہ لڑکی مرنے والے کے ماں باپ کے ساتھ ہو۔ اسی طرح اگر لڑکیاں دو یا اس سے زائد ہوں تو سارا مال ان سب کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر کوئی اپنی لڑکی اور اپنے لڑکے کی لڑکی (پوتی) اور لڑکے کا لڑکا (پوتا) چھوڑے اور اس کی زوجہ اور اس کے ماں باپ بھی نہ ہوں تو سارا مال اس کی اپنی لڑکی کے لئے ہے۔ اپنی صلبی اولاد کے رہتے ہوئے اولاد کی اولاد کے لئے کچھ نہیں ہے اس لئے کہ جو ذاتی طور سے قریب ہے دہی مال کا سب سے زیادہ حقدار ہے یہ نسبت اس کے جو کسی غیر کے واسطے سے قریب ہو۔ اور جو بطن کے ذریعہ میت سے زیادہ قریب ہو وہ مال کا زیادہ حقدار ہے یہ نسبت اس کے جو بطن سے دور ہو۔

اور اگر کوئی شخص ایک لڑکا ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو سارا مال ان سب کا ہوگا مرد کو دو اور عورت کو ایک کے حساب سے جبکہ ان کے ساتھ مرنے والے کی زوجہ اور اس کے والدین نہ ہوں۔ اور اگر کوئی ایک لڑکی اور ایک بھائی اور ایک بہن اور اپنا دادا چھوڑے تو سارا مال اس کی لڑکی کا ہوگا لڑکی کے ساتھ کوئی وراثت نہیں پائے گا سوائے لڑکے اور زوجہ اور والدین کے اور اسی طرح لڑکے کے ساتھ بھی کوئی وراثت نہیں پائے گا سوائے زوجہ اور والدین کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔

(۵۳۵) جمیل بن دراج نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آئیناب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے علم کی میراث پائی اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ان کے ترکہ کی میراث پائی۔

(۵۳۶) احمد بن محمد بن ابی نصر نے حسن بن موسیٰ حاتم سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ نہیں خدا کی قسم نہیں وراثت پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہ عباسؓ نے اور نہ علی علیہ السلام نے اور نہ عورتوں میں سے کسی نے آپؐ کی وراثت پائی سوائے فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے اور حضرت علی علیہ السلام نے جو کچھ لیا تھا وہ آپ کے اہل بیت وغیرہ تھے لیکن یہ کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرض ادا کر دیا تھا۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کتاب خدا

میں ہے کہ واولوالارحام بعضهم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ (سورۃ انفال آیت ۷۵) (اور رشتہ دار آپس میں زیادہ حق دار ہیں ایک دوسرے کے اند کی کتاب میں)۔

(۵۶۰۷) بزنطی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر ثانی (امام حسن عسکری) علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی اور اپنے ایک بچا کو چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا سارا مال لڑکی کا ہے بچا کا نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا اور ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی اور اپنا ایک بھائی یا کہا کہ اپنے بھائی کا ایک لڑکا چھوڑا۔ تو آپ علیہ السلام در تک خاموش رہے پھر فرمایا کہ مال لڑکی کے لئے ہے۔

(۵۶۰۸) علی بن حکم نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آتخاب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میرا ایک پڑوسی مرگیا اور کئی لڑکیاں چھوڑیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا سارا مال ان لڑکیوں کا ہے۔

(۵۶۰۹) اور حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ جو مرگیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی حقیقی اپنے ماں اور باپ کی طرف سے اور اپنی ایک حقیقی بہن چھوڑی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا سارا مال لڑکی کا ہے اور ماں اور باپ کی طرف سے جو حقیقی بہن ہے اس کا کچھ نہیں ہے۔

(۵۶۱۰) اور بزنطی نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی اور اپنا ایک بھائی چھوڑا تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا اگر اس کے بچا کی طرف سے کوئی خطرہ نہ ہو تو سارا مال لڑکی کو دیدو۔

باب: والدین کے لئے میراث

(۵۶۱۱) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنے دونوں ماں باپ چھوڑے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ماں کو ایک ثلث اور باپ کا دو ثلث ہے۔

باب: زوج اور زوجہ کے لئے میراث

(۵۶۱۲) معاویہ بن حکیم نے علی بن حسن بن زید سے انہوں نے شمعل سے انہوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا جو مرگئی اور اپنا شوہر چھوڑا اور اس کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کا کوئی وارث نہیں تو سارا مال شوہر کے لئے ہے اور اگر شوہر مر جائے اور عورت کے سوا اس کا کوئی وارث نہ ہو تو عورت کے لئے ایک ربع ہے اور جو باقی رہے وہ امام کے لئے ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم ظہور امام علیہ السلام کے وقت کا ہے لیکن زمانہ غیبت میں اگر شوہر مر جائے اور اپنی زوجہ چھوڑے اور اس کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہ ہو تو سارا مال اس کی زوجہ کے لئے ہے اور اس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۶۱۳) جس کی روایت کی ہے محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق کہ جو مرگئی اور اس نے اپنا شوہر چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا سارا مال اس کے شوہر کے لئے ہے میں نے عرض کیا اور اگر مرد مر جاتا ہے اور اپنی زوجہ کو چھوڑتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سارا مال اس کی زوجہ کے لئے ہے۔

باب: اپنی صلیب اولاد اور ماں باپ کے لئے

(۵۶۱۴) محمد بن ابی عمیر نے عمر بن اذینہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ان کو وہ صحیفہ فرائض پڑھوایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بولتے گئے اور حضرت علی علیہ السلام اپنے ہاتھ سے لکھتے گئے تھے۔ اس میں، میں نے لکھا ہوا پایا کہ ایک شخص نے اپنی ایک لڑکی چھوڑی اور اپنی ماں کو چھوڑا تو لڑکی کے لئے نصف ہے اور ماں کے لئے سدس (چھٹا حصہ) ہے پھر بقیہ مال کے چار حصہ ہونگے تین حصہ لڑکی کو ملے گا اور ایک حصہ ماں کو ملے گا۔

اور اس میں میں نے یہ بھی لکھا ہوا پایا کہ ایک شخص نے اپنی ایک لڑکی چھوڑی اور ماں باپ چھوڑے تو لڑکی کو نصف اور والدین میں سے ہر ایک کے لئے سدس (چھٹا حصہ) اور بقیہ مال کے پانچ حصہ ہونگے تین حصہ لڑکی کے اور دو حصہ دونوں ماں باپ کے لئے۔

رادی کا بیان ہے کہ اس میں میں نے یہ بھی پڑھا کہ ایک شخص نے اپنی ایک لڑکی چھوڑی اور اپنے باپ کو چھوڑا تو لڑکی کے لئے نصف ہوگا اور ایک سہم باپ کے لئے اب بقیہ مال چار حصوں میں تقسیم ہوگا تین حصہ لڑکی کے لئے اور ایک حصہ باپ کے لئے۔

اور اگر کوئی شخص ماں باپ کو اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو ماں باپ دونوں کے لئے ایک ایک سدس (یعنی دو سدس) اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکوں اور لڑکیوں کا ہے مرد کو دو اور عورت کو ایک کے حساب سے۔

اور اگر کوئی شخص ایک لڑکا اور ماں باپ کو چھوڑے تو دونوں ماں باپ کے لئے سدس سدس (دو سدس) اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکے کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص ماں کو چھوڑے اور ایک لڑکا چھوڑے تو ماں کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب لڑکے کے لئے اور اگر کوئی شخص باپ کو چھوڑے اور ایک لڑکا چھوڑے تو باپ کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکے کے لئے اور اگر کوئی شخص ماں کو چھوڑے اور کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو ماں کے لئے ایک سدس اور بقیہ لڑکے اور لڑکیوں کے لئے مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے۔

اور اگر کوئی شخص باپ کو چھوڑے اور کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو باپ کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے، مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے۔

باب: شوہر کے لئے میراث اولاد کے ساتھ

اور اگر کوئی عورت مر جائے اور ایک لڑکا اور شوہر چھوڑے۔ تو شوہر کے لئے ایک ربع (جو تعالیٰ) اور جو کچھ بچے وہ سب لڑکے کے لئے ہے اور اسی طرح اگر دو لڑکے ہوں یا دس سے زیادہ تو شوہر کے لئے ربع ہے اور جو باقی رہے وہ سب لڑکوں کے لئے برابر برابر ہے اور شوہر ہر حال میں ربع سے کم اور نصف سے زیادہ نہیں پائے گا اور زوجہ ثن (آنحویں حصہ) سے کم اور ربع سے زیادہ نہیں پائے گی اور کسی حال میں بھی زوجہ اور شوہر میراث سے ساقط نہیں کئے جائیں گے۔

اور اگر مرنے والی عورت نے ایک لڑکی اور شوہر چھوڑا تو شوہر کے لئے ربع ہے اور جو باقی رہے وہ سب لڑکی کا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کی موجودگی کے ساتھ لڑکی کے لئے نصف رکھا ہے۔

اور اگر اس نے شوہر اور دو لڑکیوں یا اس سے زائد لڑکیوں کو چھوڑا تو شوہر کے لئے ایک ربع اور جو باقی ہے

اس میں تمام لڑکیوں کو برابر برابر ملے گا۔

اور اگر اس نے شوہر اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑیں تو شوہر کے لئے ایک رطل اور جو باقی ہے اس میں لڑکوں اور لڑکیوں کو مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے ملے گا۔

باب: لڑکے کے ساتھ زوجہ کے لئے میراث

اور جب مرد مر جائے اور زوجہ اور ایک لڑکا چھوڑے تو زوجہ کے لئے ثمن (آنکھوں حصہ) اور جو باقی ہے وہ سب لڑکے کے لئے ہے۔ اور اسی طرح اگر زوجہ اور ایک لڑکی چھوڑے تو زوجہ کے لئے ثمن اور جو باقی ہے وہ سب لڑکی کے لئے ہے اور اگر وہ زوجہ اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو زوجہ کے لئے ثمن اور جو باقی ہے اس میں تمام لڑکوں اور تمام لڑکیوں کو ملے گا۔ مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے۔

باب: شوہر کے ساتھ لڑکے اور والدین کے لئے میراث

(۵۶۱۵) محمد بن ابی عمیر نے روایت کی ہے کہ ابن اذینہ نے بیان کیا کہ میں نے زرارہ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ محمد بن مسلم اور بکیر روایت کرتے ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے شوہر اور ماں باپ اور لڑکی کے متعلق کہ شوہر کو ایک رطل یعنی بارہ حصوں میں سے تین حصہ ۱۲ / ۳ اور ماں باپ کو ایک ایک سدس یعنی بارہ حصوں میں سے چار حصہ ۱۲ / ۴ اور اب رہ گئے پانچ حصے تو یہ لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ اگر وہ لڑکا ہوتی تو اس وقت بھی اس کو اتنا ہی ملتا اس سے زیادہ نہیں ملتا اور اگر دو لڑکیاں ہوتیں تو اس وقت بھی ان دونوں کو ان پانچ حصوں کے سوا کچھ نہ ملتا۔ زرارہ نے کہا یہی حق ہے اگر تم مول کا ارادہ رکھتے ہو تو یہ کرو فریضہ مول نہیں ہوتا اور نقصان ان ہی لوگوں کے لئے ہے جن کے لئے زیادہ ہے جیسے لڑکا اور ماں باپ بھائی (حقیقی) اور مادری بھائی (سوتیلی) تو جو ان کے لئے حصہ معین ہے اس میں کمی نہ ہوگی۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اپنے ماں باپ کو اور ایک اولاد یا دو اولادیں یا اس سے زیادہ اولادوں کو چھوڑ جائے تو شوہر کے لئے ایک رطل ماں باپ کے لئے ایک ایک سدس (یعنی دو سدس) اور جو باقی رہ جائے وہ سب لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے۔

باب: زوجہ کے ساتھ والدین اور اولاد کے لئے میراث

اگر کوئی شخص مرحائے اور ماں باپ و زوجہ اور ایک لڑکا چھوڑ جائے تو زوجہ کے لئے ثمن (آنکھوں حصہ) اور والدین کے لئے دو سدس (دو نوں کے لئے ایک ایک سدس) اور جو باقی رہے وہ لڑکے کے لئے ہے اور اسی طرح اگر دو لڑکے یا تین لڑکے یا اس سے زائد ہوں تو ان سب کے لئے بھی وہی ہے جو باقی رہ گیا ہے۔

اور اگر وہ زوجہ اور لہنے والدین اور ایک لڑکی چھوڑ جائے تو زوجہ کے لئے ثمن اور والدین کے لئے دو سدس اور لڑکی کے لئے نصف اور جو باقی رہے تو وہ لڑکی اور والدین پر رد کر دیا جائے ان کے نصاب کے مطابق اور زوج و زوجہ پر کچھ رد نہیں کیا جائے گا اور ثمن (آنکھوں حصہ) کی وجہ سے اس کے چوبیس حصے کئے جائیں گے جب ثمن اور دو سدس اور نصف اس میں سے نکل گئے تو صرف ایک حصہ باقی رہ گیا جو پانچ پر تقسیم نہیں ہوگا اس لئے چوبیس کو پانچ سے ضرب دینگے تو ایک سو بیس (۱۲۰) حصے ہونگے۔ اس میں سے زوجہ کو آنکھوں حصہ یعنی پندرہ (۱۵) اور والدین کو اس میں سے دو سدس یعنی چالیس (۴۰) اور اب باقی رہ گئے پینسٹھ (۱۵) تو لڑکی کے لئے اس میں سے نصف یعنی ساٹھ (۳۰) اب باقی رہ گئے پانچ (۵) اس میں سے لڑکی کے لئے تین ہیں تو اس کے ہاتھ تریسٹھ (۶۳) آئے اور والدین کے لئے دو (۲) تو ان کے ہاتھ آئے بیالیس (۳۲) (یعنی لڑکی کو ۶۳/۱۲۰، ماں کو ۲۱/۱۲۰، باپ کو ۲۱/۱۲۰، بیوی کو ۱۵/۱۲۰)

اور اسی طرح اگر کوئی شخص مرحائے اور ایک زوجہ اور دو (۲) لڑکیاں یا اس سے زائد اور والدین کو چھوڑ جائے تو زوجہ کے لئے ایک ثمن اور والدین کے لئے دو سدس اور اب جو باقی رہ جائے وہ لڑکیوں کے لئے اور اس میں محول باطل ہے اس لئے کہ اگر لڑکیاں لڑکے ہوتے تو انکے لئے بھی جو باقی بچا ہے وہی ہے۔

باب: زوج اور زوجہ کے ساتھ والدین کے لئے میراث

جب کوئی عورت لہنے شوہر اور لہنے والدین کو چھوڑ جائے تو شوہر کے لئے نصف ہے اور ماں کے لئے ایک ثلث کامل اور جو باقی رہے وہ باپ کو اور وہ ایک سدس (چھٹا حصہ) ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ ابُوْهُ فَلَا مَهَ الثَّلَاثُ (سورہ نسا، آیت ۱۱) (اگر مرنے والے کے کوئی لڑکا نہ ہو صرف ماں باپ وارث ہوں تو اس کی ماں کے لئے ایک ثلث ہے) تو اللہ تعالیٰ نے ماں کے لئے ایک ثلث کامل قرار دیا ہے اگر اس کے کوئی لڑکا اور کوئی بھائی نہ ہو۔

فصل کہتے ہیں کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ ماں کے لئے پورے مال کا ایک ثلث ہے۔ اور ہمارے مخالفین یہ تو نہیں کہتے کہ پورے مال کا ایک سدس (یعنی چھٹا حصہ) ہے اس فریضہ میں بلکہ وہ یہ کہتے کہ (شوہر کا حصہ نصف نکال کر) جو باقی ہے اس میں سے ایک ثلث ماں کا ہے اور یہی تو پورے مال کا ایک سدس (چھٹا حصہ) ہوا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ لفظ قرآن کی مخالفت نہ کریں اس لئے اس کی لفظ (یعنی ثلث) باقی رکھی مگر اس کے حکم کی مخالفت کی اور یہ صرف اس پر مبنی چرمانا ہے اور یہ اللہ اور اس کی کتاب کی مخالفت ہے اور اسی طرح عورت کی میراث والدین کے ساتھ کہ زوجہ کے لئے ربع اور ماں کے لئے ایک ثلث اور جو باقی رہ جائے وہ باپ کے لئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے یہ حصہ مقرر کر دیا ہے اور اس سے قبل کی آیت میں زوجہ کے لئے نصف اور زوجہ کے لئے ربع اور ماں کے لئے ثلث اور باپ کے لئے کچھ نہیں کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وورثہ ابوالا فلا مہ الثلث** سورۃ نساء آیت ۱۱ اور باپ کے لئے جو باقی رہ جائے ان حصوں کے نکلنے کے بعد تو باپ کو ورثہ ملے گا تمام حصوں کے چلے جانے کے بعد جو بچ جائے گا۔

(۵۶۱۶) محمد بن ابی عمیر نے ابن اذنیہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس صحیفہ فرائض کو پڑھوایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بولتے گئے تھے اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے ہاتھ سے لکھتے گئے تھے تو میں نے اس میں پڑھا کہ ایک عورت سرگئی اس نے اپنے شوہر اور اپنے ماں باپ کو چھوڑا تو شوہر کے لئے نصف یعنی تین سہم اور ماں کے لئے ثلث یعنی دو سہم اور باپ کے لئے سدس یعنی ایک سہم۔ (یعنی اگر کل رقم سو (۱۰۰) ہو تو شوہر کو = ۵۰ روپیہ۔ ماں کو ۳۳ روپیہ اور باپ کو ۱۶ روپیہ ملیں گے)۔

(۵۶۱۷) احمد بن محمد بن ابی نصر نے جمیل سے انہوں نے اسماعیل جعفی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنی زوجہ اور اپنے والدین کو چھوڑا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا زوجہ کے لئے ربع، ماں کے لئے ثلث اور اس کے بعد جو باقی رہا وہ باپ کے لئے ہے۔ (یعنی سو میں سے بیوی کے لئے = ۲۵ روپیہ۔ ماں کے لئے = ۳۳ روپیہ۔ اور جو باقی رہ جائے یعنی = ۴۲ روپیہ باپ کے لئے) اور اگر عورت اپنے شوہر اور اپنی ماں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور جو باقی ہے وہ ماں کے لئے (یعنی سو میں سے شوہر کے لئے = ۵۰ روپیہ اور باقی = ۵۰ ماں کے لئے) اور اگر اپنے شوہر کو اور اپنے باپ کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور جو باقی رہے وہ باپ کے لئے ہے۔

باب: پوتے (بیٹے کے بیٹے) کے لئے میراث

(۵۶۱۸) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے انہوں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ لڑکی کی لڑکیاں (نواسیاں) لڑکیوں کی قائم مقام ہو گئی اگر میت کی کوئی لڑکی نہیں اور نہ سوائے ان کے اس کا کوئی وارث ہے۔ اور فرمایا لڑکے کی لڑکیاں (پوتیاں) لڑکے کی قائم مقام ہو گئی اگر مرنے والے کا کوئی لڑکا نہیں اور ان کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔

اور اگر کوئی شخص ایک نواسا اور ایک پوتی چھوڑے تو نواسے کے لئے ایک ثلث اور پوتی کے لئے دو ثلث اس لئے کہ ہر رشتہ دار اس کا حصہ پائے گا جس کے رشتہ کو وہ لیکر چل رہا ہے۔

(۵۶۱۹) اور محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنی لڑکی کی لڑکی (نواسی) اور اپنے باپ اور ماں کی طرف سے اپنے بھائی (حقیقی) کو چھوڑا تو میراث کس کے لئے ہوگی؟ اس کے جواب میں تحریر آئی کہ میراث سب سے زیادہ قریبی کے لئے ہوگی ان شاء اللہ۔ اور پوتا اور نواسی اپنے صلی لڑکے کی موجودگی میں میراث نہیں پائیں گے۔ اور پوتے کا بیٹا پوتے کی موجودگی میں میراث نہیں پائے گا۔ اور جس کا نسب زیادہ قریب ہے وہ دور کے نسب والے کے مقابلہ میں میراث کا زیادہ حقدار ہے۔ اور پوتا اگرچہ وہ سچے درجہ میں ہے اس کے ساتھ اس کی موجودگی میں بھائی، بہن، چچا، بھوپھی، ماموں، خالہ، بھتیجا، بھانجا، چچا کا لڑکا، ماموں کا لڑکا، بھوپھی کا لڑکا، خالہ کا لڑکا، ان میں سے کوئی بھی میراث نہیں پائے گا۔

باب: پوتے کے ساتھ والدین کی میراث

چار اشخاص کی موجودگی کے ساتھ سوائے شوہر یا زوجہ کے کوئی میراث نہیں پائے گا۔ ماں باپ لڑکا اور لڑکی اور یہی میراث میں اصل ہے۔ پس اگر کوئی شخص باپ اور پوتے اور نواسے کو چھوڑے تو مال ماں باپ کے لئے ہے۔ ماں کے لئے ایک ثلث اور باپ کے لئے دو ثلث کیونکہ پوتا لڑکے کا قائم مقام ہوگا جبکہ اس کا کوئی لڑکا نہ ہو اور نہ اس کے سوا کوئی وارث ہو اور وارث ماں اور باپ ہیں اور فضل بن شاذان نے ہم لوگوں کے فتویٰ کے خلاف فتویٰ دیا ہے اس مسئلہ میں ان سے خطا ہوئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص نواسا اور پوتی اور والدین کو چھوڑ جائے تو والدین کے لئے دو سدس اور جو باقی ہے اب اس میں کا دو ثلث پوتی کے لئے اور ایک ثلث نواسے کے لئے ہے اس لئے کہ پوتی اپنے باپ کی قائم مقام ہے اور نواسا اپنی ماں کا قائم مقام ہے اور یہیں ان کا قدم سیدھے راستے سے ہٹ گیا یہ تو اس کا راستہ ہے جو قیاس کرتا ہے۔

باب: پوتے کی میراث شوہر اور زوجہ کے ساتھ

جب کوئی شخص زوجہ اور پوتا چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ثمن (انھوں حصہ) اور جو باقی رہ گیا وہ سب پوتے کے لئے ہے اور اگر کوئی عورت شوہر اور پوتے کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ربع (ایک چوتھائی) اور جو باقی رہ گیا ہے وہ سب پوتے کے لئے۔ اس لئے کہ شوہر اور زوجہ یہ دونوں اصل وارث نہیں یہ سببی رشتہ دار ہیں نسبی نہیں ہیں اور پوتا ان دونوں کے ساتھ بمنزلہ لڑکے کے ہے اس لئے کہ مرنے والی کا نہ کوئی لڑکا ہے اور نہ والدین ہیں۔

باب: ماں باپ اور بھائیوں اور بہنوں کے لئے میراث

اگر کوئی شخص مرجائے اور اپنے ماں باپ کو چھوڑے تو ماں کے لئے ایک ثلث باپ کے لئے دو ثلث اور اگر ماں باپ اور ایک بھائی یا ایک بہن چھوڑے تو ماں کے لئے ایک ثلث اور باپ کے لئے دو ثلث ہے اور اگر وہ ماں باپ اور ایک بھائی اور دو بہنیں یا دو بھائی یا چار بہنیں پوری یا حقیقی چھوڑ جائے تو ماں کے لئے سدس (چھٹا حصہ) اور جو باقی رہے وہ سب باپ کے لئے ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بنا۔ پرفان کان لہ اخوة (یعنی سوتیلی بھائی یا حقیقی بھائی) فلامہ السدس (سورۃ نساء آیت ۱۱) (تو اس کی ماں کے لئے سدس) اور یہ سب ماں کو ثلث سے محجوب کر دیں گے اس لئے کہ یہ سب باپ کے عیال ہیں اور باپ پر ہی ان سب کا خرچ ہے تو یہ سب محجوب تو کریں گے مگر وراثت نہیں پائیں گے۔ اور جب چھوڑے ماں باپ کو اور ماں کے دوسرے شوہر سے پیدا بھائی یا بہن جتنے بھی ہوں وہ ماں کو ثلث سے محجوب نہیں کریں گے اور وراثت نہیں پائیں گے۔

باب: ماں باپ شوہر اور بہت سے بھائی بہن کی میراث

اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اپنے ماں باپ اور بہت سے بھائی بہن کو چھوڑے خواہ سب حقیقی ہوں یا باپ ایک ہو ماں دوسری ہو یا ماں ایک ہو باپ دوسرا ہو۔ تو شوہر کے لئے نصف ہے اور بقیہ باپ کے لئے ہے حقیقی اور دونوں طرح کے سوتیلی بھائیوں بہنوں کے لئے باپ یا ماں کے ساتھ کچھ نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر وہ عورت شوہر کو اور اپنی ماں کو اور بہت سے حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو یا باپ کی طرف سے سوتیلی یا ماں کی طرف سے سوتیلی بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس اور جو باقی

وہ جائے گا وہ ماں کو دیدیا جائے گا اور سارے بھائی اور بہن ساقط ہو جائیں گے۔ کیونکہ ماں کا سہم مقرر ہے وہ رشتہ میں سب سے زیادہ اور بذات خود قریب ہے اور بھائی بہن دوسرے کے واسطے سے قریب ہیں۔

اور اگر کوئی عورت شوہر اور ماں اور ماں کی طرف سے چند بھائی بہن اور اپنی حقیقی بہن کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور اب جو باقی رہ جائے وہ ماں کے لئے ہے۔

اور اگر عورت شوہر اور والدین اور اپنے حقیقی بھائیوں یا (باپ کی دوسری بیوی کے بچے) سوتیلے بھائیوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف ماں کے لئے ایک سدس اور باقی باپ کے لئے ہے اور اگر ماں کی طرف سے سوتیلے بھائی ہوں تو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے ثلث اور باپ کے لئے سدس ہے۔

باب: وہ لوگ جو کسی کو میراث سے محجوب نہیں کرتے

(۵۶۲۰) محمد بن سنان نے علاء بن فضیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا نو ذائدہ بچہ اور طفل نہ تم کو محجوب کرتا ہے اور نہ تمہیں وارث بناتا ہے لیکن وہ کہ حج کر اپنی زندگی کا اعلان کرے اور پیٹ کا چھپا ہوا بچہ بھی کوئی شے نہیں خواہ وہ اس میں حرکت کرے مگر یہ کہ اس کو پیدا ہوئے ایک دن اور ایک رات گزر جائے۔ اور وہ بھائی اور بہن جو ماں کے دوسرے شوہر سے ہوں خواہ ان کی تعداد کتنی ہو وہ ماں کو ایک ثلث سے محجوب نہیں کریں گے اور متعدد بھائی یا ایک بھائی دو بہنیں یا چار بہنیں خواہ سوتیلی (دوسری ماں سے) ہوں خواہ حقیقی ایک ماں باپ سے خواہ اس سے زیادہ ہوں وہ ماں کو ثلث سے محجوب نہیں کریں گی۔ اور مملوک (غلام) نہ محجوب کرے گا اور نہ کسی کو وارث کرے گا۔

باب: بھائیوں اور بہنوں کے لئے میراث

اگر کوئی شخص صرف ایک ماں باپ کا (حقیقی) بھائی چھوڑے تو کل مال اس کے لئے ہے اور اسی طرح اگر دو بھائی ہوں یا اس سے زیادہ ہوں تو مال ان کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص ایک ماں باپ سے صرف ایک بہن (حقیقی) چھوڑے تو اس کے لئے نصف مقرر ہے اور باقی اس پر رد کر دیا جائے گا اس لئے کہ سارے رشتہ داروں میں وہ سب سے زیادہ قریب اور صاحب سہم ہے اور اسی طرح اگر دو بہنوں یا اس سے زیادہ کو چھوڑے تو ان سب کے لئے دو ثلث ہے اور باقی ان سب پر رد کر دیا جائے گا صاحبان رحم کے سہم کی بناء پر اور اگر ایک ماں باپ کے حقیقی چند بھائی اور چند بہنیں ہوں تو ان سب پر مال تقسیم کر دیا جائے گا مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے

حساب سے اور اسی طرح سوتیلے بھائی اور بہن اگر حقیقی بھائی اور بہن نہیں ہیں تو وہ ہر جگہ حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے قائم مقام ہونگے اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بھائی اور ایک سوتیلے بھائی کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی بھائی کا ہوگا اور سوتیلے بھائی (وراثت سے) ساقط ہو جائیگا حقیقی بھائی بہن کے ساتھ سوتیلے بھائی بہن کچھ نہیں پائیں گے۔

اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی اور ایک سوتیلی بہن کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی کے لئے ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بہن اور سوتیلے بھائی کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی بہن کے لئے ہوگا نصف مال تو اس کا مقررہ حصہ ہے اور باقی رشتہ داروں میں جو سب سے زیادہ قریبی ہے اس کے لئے اور یہی (حقیقی بہن) سب سے زیادہ قریبی ہے۔

(۵۶۲۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے بموجب کہ ماں کی حقیقی اولاد میراث کی سب سے زیادہ حقدار ہے بہ نسبت سوتیلی اولاد کے:

پس کوئی شخص حقیقی بہنوں پدری (سوتیلی بہنوں) اور ایک پدری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو حقیقی بہنوں کے لئے دو ثلث اور جو باقی بچا وہ بھی ان سب پر رد کر دیا جائے گا اس لئے کہ یہی سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہیں۔

اور اگر کوئی شخص پدری سوتیلے بھائی اور حقیقی بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو کل مال پدری سوتیلے بھائی کا ہوگا اس لئے کہ وہ بطن سے زیادہ قریب ہے اور اس لئے کہ پدری بھائی اگر حقیقی بھائی نہیں ہے تو وہ حقیقی بھائی کا قائم مقام ہوگا اور جب وہ حقیقی بھائی کے قائم مقام ہے جو بطن سے زیادہ قریب تھا تو بھائی کے لڑکے سے زیادہ میراث کا حقدار ہے اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بھائی اور مادری بھائی کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی بھائی کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور ایک مادری بہن کو چھوڑے تو مادری بہن کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے لئے مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بہن اور ایک مادری بہن یا بھائی چھوڑے تو مادری بہن یا بھائی کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی بہن کے لئے ہے۔ (نصف اس کا معینہ حصہ اور باقی رد کی حیثیت سے)۔

اور اگر کوئی شخص دو (۲) مادری بھائی یا دو (۲) مادری بہن یا اس سے زیادہ چھوڑے اور حقیقی بھائی چھوڑے تو مادری بھائیوں یا بہنوں کا ایک ثلث ہے جو ان کے درمیان مساوی تقسیم ہوگا اور بقیہ حقیقی بھائیوں کے لئے ہے۔

اور مادری بھائی یا بہن اگر ایک ہے تو اس کے لئے سدس ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہیں خواہ مرد ہوں یا عورت تو ان کے لئے ثلث ہے نہ ان کے لئے ثلث سے زیادہ ہے اور نہ سدس سے کم ہے اگر ایک ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے۔ وان کان رجل یورث کلاً لہ او امراتاً ولہ اخ او اخت فلکل واحد منهما السدس فان کانوا اکثر من ذلک فہم شرکاء فی الثلث (سورۃ نساء آیت ۱۲) اور اگر کوئی

شخص اپنے مادری ایک بھائی یا ایک بہن کو وارث چھوڑے تو اس میں سے ہر ایک کا خاص چیزوں میں چھٹا حصہ ہے۔ اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو سب کے سب ایک خاص تہائی میں شریک رہیں گے)۔

اور اگر کوئی شخص ایک پدری بھائی اور ایک مادری اور ایک حقیقی بھائی کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لئے ایک سُدس اور جو کچھ باقی ہے وہ سب حقیقی بھائی کے لئے ہے اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی شخص مادری بھائیوں اور بہنوں کو اور حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو اور پدری بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو مادری بھائیوں اور بہنوں کے لئے ایک ثلث ہے اور اس میں عورت اور مرد دونوں برابر ہونگے اور جو باقی ہے وہ حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے لئے ہے مرد کے لئے دو (۲) اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے اور پدری بھائی اور بہن ساقط ہو جائیں گے۔

اور کوئی شخص ایک مادری بہن اور حقیقی ایک بہن اور پدری ایک بہن چھوڑے تو مادری بہن کے لئے ایک سُدس ہے اور جو باقی ہے وہ حقیقی بہن کے لئے ہے اور پدری بہن ساقط ہو جائیگی۔

اور اگر کوئی شخص مادری دو (۲) بہنیں اور حقیقی دو (۲) بہنیں اور پدری (۲) دو بہنیں چھوڑے تو مادری دونوں بہنوں کے لئے ایک ثلث ان دونوں کے درمیان برابر برابر اور جو باقی ہے وہ حقیقی دونوں بہنوں کے لئے ہے اور پدری دونوں بہنیں ساقط ہو جائیگی۔

اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی اور مادری کئی بھائی اور کئی بہنیں اور ایک حقیقی بھائی کا لڑکا چھوڑے تو مادری بھائی بہنوں کے لئے ایک ثلث ہے جس میں مرد اور عورت دونوں برابر برابر ہیں۔ اور جو باقی ہے وہ حقیقی بہن کے لئے ہے اور حقیقی بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی شخص ایک پدری بھائی اور ایک مادری بھائی کا لڑکا چھوڑے تو سارا مال پدری بھائی کا ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص ایک مادری بھائی اور حقیقی بھائی کا ایک لڑکا چھوڑے تو سارا مال مادری بھائی کا ہوگا اور حقیقی بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اس مسئلہ میں فضل بن شاذان نے غلطی کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مادری بھائی کے لئے سُدس ہے۔ اور اس کا یہ حکم مقرر ہے۔ اس کے بعد جو باقی رہ جائے وہ حقیقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور اس کے متعلق ایک کمزور سی دلیل پیش کی ہے اور کہا ہے کہ اس لئے کہ حقیقی بھائی کا لڑکا ایسے بھائی کا قائم مقام ہے جو کل مال کا مستحق ہے از روئے کتاب اس لئے وہ بمنزلہ حقیقی بھائی کے اور اسے ماں کی وجہ سے زیادہ قربت حاصل ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بھائی کا لڑکا بھائی کے بمنزلہ اس وقت ہوگا جب کوئی بھائی نہ ہو اور جب اس کے بھائی ہے تو بھائی کا لڑکا بھائی کے بمنزلہ نہیں ہوگا جیسے بیٹے کا بیٹا (پوتا) جب مرنے والے کا کوئی بیٹا نہ ہو اور نہ ماں

باپ ہوں اور دین خدا میں اگر قیاس جائز ہوتا تو اگر کوئی شخص ایک پدری بھائی چھوڑتا اور حقیقی بھائی کا لڑکا چھوڑتا تو سارا مال حقیقی بھائی کے بیٹے کے لئے ہوتا۔ پدری بچا اور حقیقی بچا پر قیاس کرتے ہوئے کیونکہ سارا مال حقیقی بچا کے لئے ہوتا ہے اس لئے کہ اس نے دونوں قسم کے کھالے جمع کر لئے ہیں (یعنی باپ بھی دوسرا مال بھی دوسری) اور یہ ائمہ علیہم السلام کی احادیث ماثورہ میں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا واجب ہے۔

اور اس مسئلہ میں فصل کہتے ہیں کہ مال پدری بھائی کے لئے ہے اور حقیقی بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا اور ان کے اس قیاس سے یہ لازم آتا ہے کہ مال حقیقی بھائی کے لڑکے اور پدری بھائی کے درمیان تقسیم ہونا چاہیے کیونکہ بھائی کے لڑکے کی قربت زیادہ ہے ماں کی وجہ سے اور وہ اس سے بھی زیادہ قربت رکھتا ہے جو پورے کا حقدار ہوتا جس کا سهم مقرر تھا اور جس کے ساتھ پدری بھائی کوئی وراثت نہیں پاتا۔

اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کے لڑکے اور حقیقی بھائی کے لڑکے اور پدری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لڑکے کے لئے سدس اور باقی سب حقیقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور پدری بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی پدری بھائی کے لڑکے کو اور حقیقی بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور پدری بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی مادری بہن کی لڑکی اور حقیقی بہن کی لڑکی اور پدری بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کے لئے سدس ہے اور باقی سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے اور پدری بہن کی لڑکی ساقط ہو جائے گی۔

اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی اور حقیقی بھائی کے لڑکوں کو چھوڑے تو اگر یہ ایک ہی بھائی کی اولادیں ہیں تو مال ان سب کے درمیان مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم ہوگا اور اگر یہ لڑکی کسی اور بھائی کی ہے اور لڑکے کسی اور بھائی کے ہیں تو اس بھائی کی لڑکی میراث میں اپنے باپ کا نصف حصہ پائے گی۔ اور لڑکے اپنے باپ کا نصف حصہ میراث پائیں گے۔

اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کے لڑکے کو اور حقیقی بھائی کے لڑکے کے لڑکے (پڑپوتے) کو چھوڑے تو سارا مال مادری بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اس لئے کہ وہ زیادہ قریب ہے ایسا نہیں ہے جیسا فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ مادری بھائی کے لڑکے کو ایک سدس اور باقی حقیقی بھائی کے پڑپوتے کے لئے ہے اس لئے کہ یہ اس اصل کے خلاف ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے فرائض و میراث کی بنیاد رکھی ہے۔

اور اگر کوئی حقیقی بھائی یا پدری بھائی یا مادری بھائی کے پڑپوتے کو اور بچا کو یا پھوپھی کو یا ماموں کو یا خالہ کو چھوڑے تو سارا مال بھائی کے پڑپوتے کے لئے ہے اس لئے کہ بھائی کی اولاد خواہ وہ کتنے ہی نیچے طبقے کی ہو وہ باپ کی

اولاد ہے اور چچا اور پھوپھی دادا کی اور ماموں اور خالہ نانا کی اولاد ہیں اور باپ کی اولاد خواہ کتنے نیچے طبقہ کی ہو وہ میراث کی زیادہ حقدار ہے یہ نسبت دادا اور نانا کی اولاد کے اور یہی اصول جاری رہے گا پدری یا مادری یا حقیقی بہن کی اولاد کے لئے بھی ان کے ساتھ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ میراث نہیں پائیں گے جس طرح لڑکے کے لڑکے (پوتے) خواہ کتنے ہی نیچے طبقہ کے ہوں ان کے ساتھ پدری یا مادری یا حقیقی بھائی بہن میراث نہیں پائیں گے۔

(۵۶۲۲) ابن ابی عمیر نے ابن اذنیہ سے انہوں نے بکیر بن اعین سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک عورت مرگئی اور اس نے شوہر اور مادری بھائیوں اور پدری بھائیوں کو چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا شوہر کے لئے نصف (یعنی تین سہم) (۵۰ فی صد) اور مادری بھائیوں کے لئے ایک ثلث (۳۳۔۳۳ فی صد) جس میں عورت مرد سب برابر اور باقی رہ گیا ایک سہم (۶۶۔۶۶ فی صد) تو وہ پدری بھائیوں اور بہنوں کے لئے ہے مرد کے لئے دو (۲) اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے۔

(۵۶۲۳) راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس نے شوہر اور اپنے مادری بھائیوں اور اپنی پدری بہن کو چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ شوہر کے لئے نصف یعنی تین سہم اور مادری بھائیوں کے لئے دو سہم اور پدری بہن کے لئے ایک سہم ہے۔ اہل شخص نے کہا لیکن زید بن ثابت کے احکام فرائض اور عامرہ کے احکام فرائض تو اس کے سوا کچھ اور ہیں اے ابو جعفر علیہ السلام وہ لوگ کہتے ہیں کہ پدری بہن کے لئے تین سہم ہیں یہ جھجھ میں سے ہیں جو مول کر کے آٹھ کر دیا جائے گا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ اس شخص نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ **وَنَزَلَ اَخْتًا فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ** (سورۃ نساء۔ آیت ۱۴۴) (اس کی بہن ہے تو اس کے لئے ترکہ میں سے نصف ہے) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اور اگر بہن کے بدلے بھائی ہو؟ اس شخص نے کہا تو اس کے لئے سدس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بھائی کا حصہ کم کر دیا اگر تم لوگ دلیل میں یہ کہتے ہو کہ بہن کے لئے نصف ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے نصف مقرر کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تو بھائی کے لئے پورا مقرر کیا ہے اور کل تو نصف سے زیادہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر بہن کے لئے کہا ہے **فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ** تو بھائی کے لئے کہا ہے **وَهُوَ يَرِثُهَا اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ** (سورۃ نساء۔ آیت ۱۴۴) (اور وہ بھائی وارث ہے اس بہن کا اگر اس کا بیٹا نہ ہو) یعنی وہ اس کے سارے مال کا وارث ہوگا اگر اس کے کوئی اولاد نہیں ہے تو جس کو اللہ تعالیٰ نے سب دیا ہے اس کو تم لوگ کسی سہم میں سے کچھ بھی نہیں دیتے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے نصف کہا ہے اس کو پورا حصہ دیتے ہو اور کہتے ہو کہ شوہر کے لئے نصف اور ماں اور مادری بھائیوں اور پدری بہن کہتے ہو پس دیتے ہو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس، مادری بھائیوں کے لئے ثلث، پدری بہن کے لئے

نصف تم لوگوں نے نو (۹) حصے کر دیے حالانکہ چھ حصے ہیں مول (زیادہ) کر کے نو (۹) حصے کر دیے۔ اس شخص نے کہا وہ لوگ یہی کہتے ہیں۔ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر پدری بہن کی جگہ بھائی ہو تو اس شخص نے کہا پھر اس کے لئے کچھ نہیں ہے مگر آپ علیہ السلام اس کے لئے کیا کہتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ماں کے ساتھ حقیقی بھائیوں اور پدری بھائیوں کے لئے کچھ نہیں ہے۔

باب: زوج و زوجہ کی میراث بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ

اگر کوئی شخص مر جائے اور ایک زوجہ اور پدری بھائی یا حقیقی بھائی یا مادری بھائی کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک چوتھائی (۲۵ فی صد) اور بقیہ (۷۵ فی صد) بھائی کے لئے ہے اور اسی طرح اگر زوجہ اور پدری بہن یا حقیقی بہن یا مادری بہن کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع (۲۵ فی صد) اور بقیہ بہن کے لئے ہے۔ اور اگر ایک زوجہ اور مادری بھائی اور حقیقی بھائی اور مادری بھائی کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے اور مادری بہن کے لئے سدس (۶۶۔۱۶ فی صد) اور جو باقی رہ گیا (۳۳۔۸۳ فی صد) وہ حقیقی بھائی کے لئے ہے اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر ایک زوجہ ایک مادری بھائی ایک مادری بہن یا متعدد مادری بھائی اور بہن اور متعدد حقیقی بھائی اور بہن اور متعدد پدری بھائی اور بہن کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع (۲۵ فی صد) ہے۔ اور مادری بھائی بہنوں کے لئے ثلث (۳۳۔۳۳ فی صد) جس میں مرد عورت برابر کے حصہ دار ہیں۔ جو باقی ہے۔ (۶۶۔۳۱ فی صد) اس میں حقیقی بھائی بہن ہیں جو مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے حصہ پائیں گے۔ اور پدری بھائی بہن ساقط ہو جائیں گے۔ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے پدری بھائی یا مادری یا حقیقی بھائی کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور جو باقی رہا وہ بھائی کے لئے ہے اور اسی طرح اگر وہ اپنے شوہر اور پدری یا مادری یا حقیقی بہن کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور جو باقی رہا وہ بہن کے لئے ہے۔

اور اگر عورت اپنے شوہر کو اور متعدد مادری بھائیوں اور بہنوں کو اور متعدد حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور متعدد پدری بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور مادری بھائیوں اور بہنوں کے لئے ثلث (۳۳۔۳۱) جو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیں گے۔ اور جو چھٹا حصہ باقی رہ گیا وہ حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے لئے ہے۔ جس میں مرد کو دو اور عورت کو ایک کے حساب سے ملے گا۔

اور اگر وہ عورت اپنے شوہر اور مادری بھائی اور ایک حقیقی بھائی اور ایک پدری بھائی کو چھوڑے تو شوہر کے

لئے نصف (۵۰ فی صد) اور مادری بھائی کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہا وہ حقیقی بھائی کے لئے ہے۔ اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

باب: داداؤں اور دایوں کے لئے میراث

(۵۶۲۳) محمد بن ابی عمیر نے ابن اذینہ سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے جد کے فریضہ (میراث میں حصہ) کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا میرے علم میں کوئی شخص نہیں جو اس مسئلہ میں اپنی رائے سے نہ کہتا ہو سوائے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے وہ اس مسئلہ میں وہ کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(۵۶۲۵) یحییٰ بن ابی عمران نے یونس سے انہوں نے ایک شخص سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ دادا، دادی، اور نانا، نانی یہ سب وارث نہیں گئے۔

(۵۶۲۶) حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے جمیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باپ کی ماں یعنی دادی کو (ترکہ میں سے) سدس کھانے کو دلایا کرتے جبکہ دادی کا لڑکا زندہ ہوتا۔ اور ماں کی ماں یعنی نانی کو بھی (ترکہ میں سے) سدس کھانے کے لئے دلایا کرتے جبکہ نانی کی بیٹی زندہ ہوتی۔

(۵۶۲۷) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا حماد بن عثمان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالرحمن بن ابی عبداللہ بصری نے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری بیٹی مرگئی اور میری ماں زندہ ہیں تو ابن بن تغلب نے کہا کہ اس کے لئے کچھ نہیں ہے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا سبحان اللہ ارے ایک سہم اسے بھی دو یعنی سدس۔

(۵۶۲۸) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے انہوں نے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا لڑکی کی لڑکیوں (نواسیوں) اور جد کے متعلق تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جد کے لئے ایک سدس ہے اور باقی نواسیوں کا ہے۔

(۵۶۲۹) حسن بن علی بن فضال نے عبداللہ بن بکر سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دادی، نانی) کو ایک سدس

کھانے کے لئے دلایا کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کوئی حصہ فرض نہیں کیا۔

(۵۶۳۰) یعقوب بن یزید نے یحییٰ بن مبارک سے انہوں نے عبد اللہ بن جبہ سے انہوں نے ابی حمید سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے والدین اور نانی کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ماں کے لئے سوس اور نانی کے لئے سوس اور جو دو ثلث باقی ہیں وہ باپ کے لئے ہیں۔

(۵۶۳۱) اور سعادیہ بن حکیم کی روایت میں علی بن الحسن بن رباط سے ہے انہوں نے اس کو مرفوع کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف آپ علیہ السلام نے فرمایا جدہ کے لئے لپٹے پیٹے کے ساتھ اور اپنی بیٹی کے ساتھ ایک سوس ہے۔

(۵۶۳۲) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق جو مرگیا اور اس نے اپنی ایک زوجہ چھوڑی اور اپنی ایک بہن اور لپٹے جد کو چھوڑا آپ علیہ السلام نے فرمایا مال کے چار سہم ہونگے ایک سہم (ربیع) زوجہ کو (۲۵ فی صد) ایک سہم بہن کو (۲۵ فی صد) اور دو سہم جد کو (۵۰ فی صد)۔

(۵۶۳۳) ابان نے بکیر اور حلی سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا مادری بھائی کے لئے جد کے ساتھ ایک ثلث ہے اور وہ پدری بھائیوں کے ساتھ شریک ہوگا۔

(۵۶۳۴) حسن بن محبوب نے عبد اللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ ایک شخص نے لپٹے ایک مادری بھائی کو چھوڑا اور اس کے سوا کسی کو وارث نہیں چھوڑا آپ علیہ السلام نے فرمایا سارا مال اس کے لئے ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس مادری بھائی کے ساتھ جد بھی ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر مادری بھائی کو ایک سوس دیا جائے گا اور باقی جد کو دیا جائے گا۔

(۵۶۳۵) محمد بن فضیل نے ابی القباہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے جد کے ساتھ مادری بھائیوں کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا مادری بھائیوں کا حصہ جد کے ساتھ ایک ثلث ہے۔

(۵۶۳۶) حسن بن محبوب نے خالد بن جریر سے انہوں نے ابی الریح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مادری بھائیوں کے ساتھ جد کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کتاب علی علیہ السلام میں ہے مادری بھائی جد کے ساتھ ایک ثلث کے وارث ہونگے۔

(۵۶۳۷) ابن محبوب نے عبد اللہ بن سنان اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا

بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے پدری بھائی اور جد کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا مال ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

(۵۶۳۸) ابن محبوب نے خالد بن جریر سے انہوں نے ابی الریح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام پدری بھائی کو جد کے ساتھ بمنزلہ رکھتے تھے۔

(۵۶۳۹) ابن اذینہ نے زرارہ اور بکیر اور محمد بن مسلم اور فضیل اور برید بن معاویہ سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ پدری بھائیوں کے ساتھ جد بھی بھائیوں کی طرح ایک بھائی ہے۔

(۵۶۴۰) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنا ایک حقیقی بھائی اور اپنا جد چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مال ان سب کے درمیان برابر تقسیم ہوگا خواہ دو بھائی ہوں یا سو اور جد بھی ان کے ساتھ اسی طرح ہوگا جیسے ان میں سے ایک ہے اور جد کو بھی ایک بھائی کے برابر حصہ ملے گا۔

(۵۶۴۱) حماد بن حریر سے انہوں نے فضیل یا کسی دوسرے سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جد بھی بھائیوں میں شریک ہے اور اس کا حصہ بھی ایک بھائی کے حصہ کے برابر ہے بھائی خواہ کتنے ہوں زیادہ ہوں یا کم۔

(۵۶۴۲) محمد بن ولید نے حماد بن عثمان سے انہوں نے اسماعیل بن جعفری سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ جد بھائیوں کے برابر مال کی تقسیم میں شریک ہوگا خواہ وہ ایک ہزار ہی کیوں نہ ہوں۔

(۵۶۴۳) ابن ابی عمیر نے ابن مسکان سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرمبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے ایک جد اور چھ بھائی چھوڑے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جد بھی مثل ان میں سے ایک کے ہے۔

(۵۶۴۴) یونس کی روایت میں سیف بن عمیرہ سے ہے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو چھ بھائی اور ایک جد کے متعلق فرماتے ہوئے سنا ہے آپ علیہ السلام نے جد کے متعلق کہا کہ جد ان میں ساتواں ہوگا۔

(۵۶۴۵) ابن محبوب نے عبد اللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے جد حقیقی بھائی اور بہن کو اور جد کو چھوڑا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جد بھی بھائیوں کے مانند ایک ہے اور مال ان سب کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور

عورت کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

(۵۶۳۶) ابن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے چچا زاد بھائی اور جد کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سارا مال جد کے لئے ہے۔

(۵۶۳۷) بڑھئی نے ثقی سے انہوں نے حسن صیقل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا ایک بھائی کا لڑکا ہے اور جد ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔

(۵۶۳۸) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعض اصحاب سے بہن کی لڑکیوں اور جد کے متعلق روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ بہن کی لڑکیوں کے لئے ثلث اور باقی جد کے لئے ہے۔

(۵۶۳۹) حسن بن علی بن نعمان نے عبداللہ بن نسر سے انہوں نے اعش سے انہوں نے سالم بن ابی جعد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے جدہ کو سارا مال دیا۔
مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آنجناب علیہ السلام نے جدہ کو سارا مال اس لئے دیا کہ اس کے سوا کوئی اور میت کا وارث نہ تھا۔

(۵۶۵۰) حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ خود کو جہنم کے جراثیم (سانپ، بکھو وغیرہ) کے حوالہ کر دے تو وہ جد کے متعلق کچھ کہے۔
اور ابن سیرین نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جد کے متعلق بعض صحابہ سے سو (۱۰۰) باتیں سنیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

اور فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ تمہیں معلوم ہو کہ جد ہمیشہ بھائی کے بمنزلہ ہے جہاں بھائی میراث پائے گا وہاں جد بھی میراث پائے گا جہاں وہ ساقط ہوگا وہاں یہ بھی ساقط ہوگا۔ مگر فضل نے یہ غلط کہا اس لئے کہ جد لڑکے کے لڑکے (پوتے) کے ساتھ میراث پائے گا اور بھائی اس کے ساتھ میراث نہیں پائے گا۔ اور جد باپ کی طرف سے باپ کے ساتھ میراث پائے گا۔ نانا ماں کی طرف سے ماں کے ساتھ میراث پائے گا۔ مگر بھائی، باپ اور ماں کے ساتھ میراث نہیں پائے گا۔ تو پھر جد ہمیشہ بھائی کے بمنزلہ کیسے ہو گیا اور جہاں وہ میراث پائے گا وہاں یہ کیسے میراث پائے گا اور جہاں وہ ساقط ہو وہاں کیسے ساقط ہوگا۔ بلکہ جد بھائیوں کے ساتھ ان میں سے ایک کے بمنزلہ ہے۔ لیکن جہاں وہ میراث پائے وہاں یہ میراث پائے گا اور جہاں وہ ساقط ہو وہاں یہ بھی ساقط ہو تو ایسا نہیں ہے۔

اور فضل نے اس پر کچھ دلیلیں بھی پیش کی ہیں۔

(۵۶۵۱) وہ حدیث جس کی روایت کی ہے فراس نے شعبی سے انہوں نے ابن عباس سے ان کا بیان ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مجھے خط لکھا چھ (۶) بھائیوں اور جد کے متعلق کہ جد کو بھی ان میں سے ایک کے مانند قرار دو اور میری اس تحریر کو محو کر دو۔

تو حضرت علی علیہ السلام نے جد کو ان سب کے ساتھ ساتواں قرار دیا اور آپ علیہ السلام کا یہ کہنا کہ میری اس تحریر کو محو کر دینا تو اس لئے کہ آپ علیہ السلام نے یہ پسند نہیں کیا کہ سابقہ ادوار کے خلاف حکم دینے پر لوگ انہیں تنقید کا نشانہ بنائیں لیکن یہ بھی فضل بن شاذان کے لئے جت نہیں بن سکتی اس لئے کہ یہ حدیث صرف یہ ثابت کرتی ہے کہ بھائیوں کے ساتھ جد بھی ان میں سے بمنزلہ ایک کے سمجھا جائے گا۔ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جد ہمیشہ بھائی کے بمنزلہ شمار ہوگا اور نہ یہ ثابت ہوتا کہ جہاں بھائی وارث بنے وہاں یہ بھی وارث بنے اور جہاں بھائی ساقط ہو وہ بھی ساقط ہو۔

اور ہمارے مخالفین نے یہ روایت کی ہے کہ عمر کی بیٹی کی بیٹی (نواسی) مرگئی اور اس نے انہیں چھوڑا اور دو بھائیوں کو چھوڑا تو عمر نے اس کے متعلق زید بن ثابت سے مسئلہ دریافت کیا۔ زید نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ مال تم لوگوں پر تین حصے کر کے تقسیم کر دیا جائے۔ تو عمر نے زید بن ثابت کا قول اختیار کیا اور اپنی ذات کو جد ہوتے ہوئے بھائی قرار دیا۔ لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حقیقی بھائی اور پدری بھائی اور جد کے متعلق کہا ہے کہ مال حقیقی بھائی اور جد پر نصف نصف تقسیم ہوگا۔ اور پدری بھائی کے لئے کچھ نہیں ہوگا تو انہوں نے بھی جد کو بھائی قرار دیا گویا میت نے دو حقیقی بھائی اور ایک پدری بھائی چھوڑا اور جد کو بھائی قرار دیا اور یہ بات جو ہم لوگ کہتے ہیں اس کے موافق ہے۔

اور اگر کوئی شخص ایک مادری بہن اور ایک مادری بھائی اور نانا اور نانی اور ایک حقیقی بہن اور ایک پدری بھائی چھوڑے تو مادری بھائی بہن اور نانا اور نانی کے لئے ایک ثلث اس میں مرد و عورت برابر ہیں اور جو باقی رہے وہ سب حقیقی بہن کا ہے اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر متعدد مادری بھائی اور متعدد مادری بہنیں اور نانا اور نانی اور متعدد حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور دادا اور دادی اور متعدد پدری بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو مادری بھائیوں اور بہنوں اور نانا نانی کے لئے ایک ثلث ہے اس میں مرد و عورت سب برابر ہونگے اور جو باقی رہ جائے وہ سب حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور دادا اور دادی کا ہے مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک (۱) حصہ کے حساب سے اور پدری بھائی بہن ساقط ہو جائیں گے۔

اور اگر کوئی شخص مادری بھائیوں اور بہنوں کو اور نانا اور نانی کو اور حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو اور دادا اور

دادی کو اور پدری بھائیوں کو اور بہنوں کو چھوڑ جائے تو مادری بھائیوں اور بہنوں اور نانا اور نانی کے لئے ایک ثلث ہے اس میں مرد و عورت سب برابر ہیں۔ اور پدری بھائی بہن ساقط ہو جائیں گے۔

اگر کوئی ایک مادری بھائی اور نانا اور ایک حقیقی بھائی اور دادا اور پدری بھائی کو چھوڑ جائے تو مادری بھائی اور نانا کے لئے ایک ثلث ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور جو باقی ہے وہ حقیقی بھائی اور دادا کے لئے ہے دونوں کے درمیان نصف نصف اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی شخص زوجہ اور مادری بھائی اور نانا اور پدری بھائی کو چھوڑ جائے تو مادری بھائی اور نانا کے لئے ایک ثلث ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور جو باقی ہے وہ پدری بھائی کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنے پوتے کو اور دادا کو اور اپنے حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ربع (چوتھائی) اور جد کے لئے سدس (چھٹا) ہے اور جو باقی رہا وہ پوتے کے لئے ہے۔ اور بھائی بہن ساقط ہو جائیں گے۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے والدین اور اپنے نانا یعنی ماں کے باپ کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف ہے ماں کے لئے ثلث اور اسی ثلث میں نصف لے کر نانا کو دیدیا جائے گا جو سدس ہوگا پورے مال میں سے اور باپ کے لئے سدس ہوگا۔ (شوہر ۱/۲، ماں ۱/۶، نانا ۱/۶، باپ ۱/۶)۔

اور اگر کوئی شخص اپنے والدین اور دادا اور نانا کو چھوڑے تو ماں کے لئے سدس اور نانا کے لئے سدس اور باپ کے لئے نصف (۱/۲) اور دادا کے لئے سدس ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنے باپ کو اور نانا کو چھوڑے تو سارا مال باپ کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنی ماں کو اور دادا کو چھوڑے جو اس کے باپ کا باپ ہے تو مال ماں کے لئے ہے اس لئے کہ دادا تو باپ کا باپ ہے اور اس کے لئے سدس اس کے بیٹے کے حصے میں سے اس کی خوراک کے لئے ہے۔ اور اسی طرح ماں کا باپ (نانا) اس کے لئے بھی سدس اس کی بیٹی کے مال سے اس کی خوراک کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو اور اپنے والدین کو اور اپنے دادا کو اور اپنے نانا کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع اور ماں کے لئے سدس اور نانا کے لئے سدس (چھٹا) دادا کے لئے سدس اور باقی باپ کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے والدین کو اپنے دادا کو اور اپنے نانا کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس نانا کے لئے سدس اور باپ کے لئے سدس اور دادا یعنی باپ کا باپ ساقط ہو جائے گا۔

اور یہی وہ موقع ہے جہاں دادا میراث نہیں پائے گا باپ کے ساتھ اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس کو میراث سدس اس کے بیٹے کے مال سے خوراک کے لئے ہے۔ اور جب اس کے بیٹے نے صرف ایک سدس میراث پائی تو اس کا

خوراکی کا حصہ ساقط ہو گیا۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنے والدین کو اور اپنے دادا کو اور اپنے نانا کو اپنے متعدد پدری یا حقیقی بھائیوں بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف (۱/۲) اور ماں کے لئے سدس اور دادا کے لئے سدس اور جو باقی رہا وہ باپ کے لئے اور نانا میراث سے ساقط ہو جائے گا۔ اور یہی وہ موقع ہے جہاں نانا میراث نہیں پائے گا ماں کے ساتھ اور اس کا سبب یہ ہے کہ حقیقی بھائیوں بہنوں یا پدری بھائیوں بہنوں نے ماں کو ایک ثلث سے محجوب کر دیا ہے اور اس کو سدس کی طرف پلٹا دیا جائے گا اور جب ماں سدس سے زیادہ نہیں پائے گی تو اس کے مال سے اس کے باپ کی خوراکی ساقط ہو جائے گی۔

اور اگر کوئی عورت اپنے دادا اور دادی یا نانا نانی اور چچا یا پھوپھی یا ماموں یا خالہ کو چھوڑے تو مال دادا یا دادی یا نانا یا نانی کے لئے ہے۔ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ ساقط ہو جائیں گے دادا دادی یا نانا نانی کے ساتھ اور بھائی کے ساتھ اور بہن کے ساتھ اور بھائی کے لئے کے ساتھ اور بہن کے لئے کے ساتھ اور بھائی کی لڑکی کے ساتھ اور بہن کی لڑکی کے ساتھ۔ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ اور چچا کی اولاد پھوپھی کی اولاد ماموں کی اولاد اور خالہ کی اولاد میں سے کوئی وراثت نہیں پائے گا۔

بھائی کی اولاد اور بہن کی اولاد خواہ کتنے نیچے طبقہ کے ہوں میراث کے زیادہ حقدار ہیں چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کے مقابلہ میں ولا قوۃ الا باللہ۔

باب : رشتہ داروں کی میراث

- ۱۔ اگر کوئی مرنے والا چچا کو چھوڑے تو سارا مال چچا کے لئے ہوگا اور اسی طرح دو (۲) چچا یا تین (۳) چچا یا اس سے زیادہ کو چھوڑے تو مال ان سب کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔
- ۲۔ اور اگر کوئی شخص متعدد چچا اور متعدد پھوپھیوں کو چھوڑے تو سارا مال ان کے درمیان مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک (۱) حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔
- ۳۔ اور کوئی شخص اگر دو (۲) چچاؤں کو چھوڑے ایک حقیقی ہو اور ایک پدری ہو تو مال حقیقی چچا کے لئے ہوگا۔ اور پدری چچا ساقط ہو جائے گا۔
- ۴۔ اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی چچا اور ایک مادری چچا کو چھوڑے تو مادری چچا کو ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی چچا کے لئے ہے اور اسی طرح اگر پدری پھوپھی اور مادری پھوپھی کو چھوڑے تو مادری پھوپھی کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب پدری پھوپھی کے لئے ہوگا۔

- ۵۔ اور اگر کوئی شخص صرف ماموں کو چھوڑے تو سارا مال ماموں کے لئے ہوگا۔
- اور اسی طرح اگر کوئی شخص دو (۲) ماموں یا تین (۳) یا اس سے زیادہ کو چھوڑے تو مال ان سب کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔
- ۶۔ اور اگر کوئی شخص متعدد ماموؤں اور متعدد خالادوں کو چھوڑے تو مال ان سب کے درمیان مرد اور عورت کو برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔
- ۷۔ اور اگر دو ماموؤں کو چھوڑے ایک حقیقی اور دوسرا پدری تو مال (میراث) حقیقی ماموں کے لئے ہے اور پدری ماموں ساقط ہو جائے گا۔
- ۸۔ اور اگر کوئی شخص دو (۲) ماموں ایک مادری اور دوسرا حقیقی چھوڑے تو مادری ماموں کو ایک سدس اور جو باقی رہ جائے وہ حقیقی ماموں کے لئے ہے اور اسی طرح اگر کوئی ایک پدری ماموں اور ایک مادری ماموں کو چھوڑے تو مادری ماموں کو ایک سدس اور باقی پدری ماموں کو دیا جائے گا اور اسی طرح اگر کوئی ایک مادری خالہ اور ایک پدری خالہ کو چھوڑے تو مادری خالہ کو سدس اور باقی سب پدری خالہ کے لئے ہے۔
- ۹۔ اور اگر کوئی شخص تین (۳) ماموں متفرق قسم کے اور تین (۳) بچا متفرق قسم کے چھوڑے تو دو (۲) قسم کے ماموں کے لئے اس میں سے ایک ثلث ہے اور اس ثلث کا ایک سدس مادری ماموں کے لئے اور حقیقی ماموں کے لئے اس ثلث کے چھ حصوں میں سے پانچ حصہ ہے اور پدری ماموں ساقط ہو جائے گا۔
- ۱۰۔ اور دو (۲) قسم کے بچاؤں کے لئے دو (۲) ثلث اور اس دو (۲) ثلث کا چھٹا حصہ مادری بچا کے لئے اور پانچ (۵) حصہ حقیقی بچا کے لئے اور پدری بچا ساقط ہو جائے گا۔ اور اس کا حساب اس طرح ہوگا کہ سارے مال کے چھتیس (۳۶) حصے کئے جائیں گے جس میں سے مادری ماموں کے لئے دو (۲) حصے اور حقیقی ماموں کے لئے دس (۱۰) حصے اور مادری بچا کے لئے چار (۴) حصے اور حقیقی بچا کے لئے بیس (۲۰) حصے۔
- ۱۱۔ اور اگر کوئی شخص دو (۲) حقیقی ماموں اور دو (۲) مادری ماموں اور دو (۲) حقیقی بچا اور دو (۲) مادری بچا کو چھوڑے تو دونوں ماموؤں کے لئے ایک ثلث کا ایک ثلث یعنی چھتیس (۳۶) حصوں سے چار (۴) حصے ہیں اور حقیقی دونوں ماموؤں کے لئے ایک ثلث کے دو ثلث یعنی چھتیس (۳۶) حصوں میں سے آٹھ حصے ہیں اور مادری دونوں بچاؤں کے لئے دو ثلث کا ایک ثلث یعنی چھتیس (۳۶) حصوں میں سے آٹھ (۸) حصے ہیں اور دونوں حقیقی بچاؤں کے لئے چھتیس (۳۶) حصوں میں سے سولہ (۱۶) حصے ہیں۔
- ۱۲۔ اور کوئی شخص بہت سے ماموں بہت سی خالائیں بہت سے بچا اور بہت سی پھوپھیوں کو چھوڑے تو ماموں اور خالادوں کے لئے ایک ثلث ان سب کے درمیان عورت مرد سب برابر برابر تقسیم ہوگا اور تمام بچاؤں اور پھوپھیوں کے

لئے دو ثلث جس میں مرد کے لئے دو حصے اور عورت کے لئے ایک حصے کے حساب سے ہوگا۔

۱۲۔ اور اگر کوئی شخص ایک پدری ماموں اور ایک مادری چچا کو چھوڑے تو پدری ماموں کے لئے ایک ثلث اور مادری چچا کے لئے دو ثلث ہونگے۔

۱۳۔ اور اگر کوئی شخص ایک مادری ماموں اور ایک پدری چچا کو چھوڑے تو مادری ماموں کے لئے ایک ثلث ہے اس کے سوا کوئی نہیں جو مادری رشتہ سے میراث میں اس کا شریک ہو اور پدری چچا کے لئے دو ثلث ہے۔

۱۴۔ اور اگر کوئی شخص ایک پدری چچا اور ایک حقیقی چچا کا لڑکا چھوڑے تو سارا مال حقیقی چچا کے لڑکے کے لئے ہے اس لئے کہ اس میں دونوں طرح کے کھالے جمع ہو گئے یہ پدری کھالہ بھی ہے اور مادری کھالہ بھی اور یہ اصل پر محمول نہ ہوگا بلکہ یہ ائمہ علیہم السلام کی طرف سے صحیح احادیث وارد ہونے کی وجہ سے مسلم ہے۔

۱۵۔ اور اگر کوئی شخص دو چچا زاد بھائیوں کو چھوڑے جن میں سے ایک مادری بھائی ہے تو سارا مال مادری بھائی کے لئے ہے۔

۱۶۔ اور اگر کوئی عورت دو ابن عم کو چھوڑے جن میں سے ایک اس کا شوہر ہو تو شوہر کے لئے نصف ہے اور دوسرا نصف ان دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

۱۷۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی چچا زاد بہن اور مادری چچا زاد بہن کو چھوڑے تو مادری چچا زاد بہن کے لئے ایک سدس اور باقی حقیقی چچا زاد بہن کے لئے ہے۔

۱۸۔ اور اسی طرح اگر کوئی ماموں کی لڑکی اور مادری ماموں کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری ماموں کی لڑکی کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی ماموں کی لڑکی کے لئے ہے۔

۱۹۔ اور اگر کوئی شخص ایک ماموں کو اور باقی کو چھوڑے تو سارا مال باقی کے لئے ہے اور ماموں ساقط ہو جائے گا اور فضل بن شاذان نے یہ غلط کہا کہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا بمنزلہ بھائی کے لڑکے اور دادا کے۔

۲۰۔ اور اگر کوئی چچا اور بہن کے لڑکے کو چھوڑے تو مال بہن کے لڑکے کے لئے ہے۔

۲۱۔ اور اگر کوئی چچا کو اور بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مال بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔ اور یونس بن

عبدالرحمن نے غلط کہا کہ مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔ انہیں اس مسئلہ میں شبہ اس لئے ہوا کہ جب انہوں نے دیکھا کہ میت اور اس کے چچا کے درمیان تین (۳) بطون ہیں اور اسی طرح میت اور بھائی کے لڑکے کے

درمیان بھی تین (۳) بطون ہیں اور وہ سب کے سب پدری ہیں تو انہوں نے کہا کہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف اور یہ غلط ہے اس لئے کہ جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ وہ سب کے سب پدری جمع ہوئے تو یہ کہاں ہے بھائی کا لڑکا

اپنے باپ کی اولاد ہے اور چچا دادا کی اولاد اور باپ کی اولاد دادا کی اولاد سے زیادہ میراث کی مستحق ہے چاہے وہ کتنے ہی نیچے طبقہ کی ہو۔ جس طرح بیٹے کا بیٹا (پوتا) بھائی سے زیادہ میراث کا حق دار ہے کیونکہ بیٹے کا بیٹا میت کی اولاد ہے اور بھائی اس کے باپ کی اولاد ہے اور میت کی اولاد باپ کی اولاد سے زیادہ میراث کی حقدار ہے۔ اگرچہ وہ بطون میں برابر ہیں۔

۲۲۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کی لڑکی اور اپنی ماں کی پھوپھی کو چھوڑے تو مال اس کی خالہ کی لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ خالہ کی لڑکی نانی کی اولاد ہے اور ماں کی پھوپھی ماں کی دادی کی اولاد ہے اور میت کی نانی میراث کی زیادہ حقدار ہے ماں کی دادی کی اولاد کے مقابلہ میں۔ اور اسی طرح اگر اپنی ماں کے چچا کو اور اپنے ماموں کے لڑکے کو چھوڑے تو مال ماموں کے لڑکے کے لئے ہے۔

۲۳۔ اور اگر کوئی شخص اپنی ماں کی پھوپھی اور اپنی خالہ کی لڑکی کو چھوڑے تو بطونوں میں دونوں برابر ہیں مگر یہ کہ ماں کی پھوپھی ماں کی دادی کی اولاد ہے اور خالہ کی لڑکی میت کی نانی کی اولاد ہے۔ اس لئے خالہ کی لڑکی سارے مال کی سب سے زیادہ حقدار ہے اور اسی طرح خالہ کا لڑکا۔

۲۴۔ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنی پھوپھی اور اپنی خالہ کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور خالہ کے لئے ایک ثلث اور باقی پھوپھی کے لئے ہے بمنزلہ شوہر اور والدین کے کہ شوہر کے لئے نصف ماں کے لئے ایک ثلث اور باپ کے لئے ایک سدس۔

۲۵۔ اور اگر ماموں اور خالہ کو چھوڑے تو مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا اور اسی طرح اگر ماموں کے لڑکے اور خالہ کے لڑکے کو چھوڑے تو ان دونوں کے درمیان بھی مال نصف نصف تقسیم ہوگا۔

۲۶۔ اور اگر ماں کی خالہ اور باپ کی پھوپھی کو چھوڑے تو ماں کی خالہ کے لئے ثلث اور باپ کی پھوپھی کے لئے دو ثلث ہوگا۔

۲۷۔ اور اگر چچا اور ماموں کو چھوڑے تو ماموں کے لئے ایک ثلث اور چچا کے لئے دو ثلث۔

۲۸۔ اور مادری بہن کے لڑکے اور مادری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو ان دونوں کے درمیان مال نصف نصف تقسیم ہوگا اور اسی طرح مادری بہن کی لڑکی اور مادری بھائی کے لڑکے کو بھی اس لئے کہ مادری بھائی بہن میراث میں عورت اور مرد برابر ہیں۔

۲۹۔ اور اگر تین مختلف بھائی بہن کی اولاد کو چھوڑے تو مادری بہن کے لڑکے کو ایک سدس اور باقی حقیقی بہن کی اولاد کے لئے ہوگا۔

۳۰۔ اور اگر تین مختلف بہنوں کی لڑکیوں کو چھوڑے اور ہر ایک کے ساتھ اس کے بھائی بھی ہوں تو مادری بہن

کی لڑکی اور اس کے بھائی کو ایک سدس اور اس کے اندر وہ دونوں برابر برابر حصہ پائیں گے اور جو باقی ہے وہ حقیقی بہن کی لڑکی اور اس کے بھائی کا حصہ ہے اس میں مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ ہوگا۔

۳۱۔ اور اگر کوئی شخص بہن کی لڑکی اور بہن کے لڑکے جن دونوں کی ماں ایک ہو کو چھوڑے تو مال ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے ہوگا اور اگر یہ دونوں الگ الگ دو بہنوں کے ہوں تو ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا اور اسی طرح اگر ایک بہن کی پانچ اور ایک بہن کی ایک لڑکی ہو تو ایک بہن کی پانچ اولاد کے لئے نصف اور یہ نصف ان پانچوں پر تقسیم ہوگا اور دوسری بہن کی ایک لڑکی تو اس کے لئے نصف اور اسی حساب سے تمام وہ لوگ جو اس قسم کے ہوں اس لئے کہ ہر صاحب رحم (رشتہ دار) اس کا حصہ پائے گا جس کے سلسلہ میں وہ آرہا ہے۔

۳۲۔ اور اگر کوئی شخص پدری بہن کی لڑکی اور حقیقی بہن کے پوتے کو چھوڑے تو مال پدری بہن کی لڑکی کے لئے ہوگا اور دوسرا ساقط ہو جائے گا۔

۳۳۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بہن کی لڑکی کی تین (۳) اولادیں اور پدری بہن کی لڑکی کی تین (۳) اولادیں اور مادری بہن کی لڑکی کی تین (۳) اولادیں چھوڑے تو مادری بہن کی اولادوں کو ایک سدس اور جو باقی رہے وہ سب حقیقی بہن کی اولادوں کے لئے اور پدری بہن کی اولادیں ساقط ہو جائیں گی۔ اور فضل بن شاذان نے اس مسئلہ میں اور اس کے مشابہ دیگر مسئلوں میں غلطی کی اور یہ کہا ہے کہ حقیقی بہن کی اولاد کے لئے نصف اور مادری بہن کی اولاد کے لئے سدس اور اس کے بعد جو باقی رہ جائے وہ ان لوگوں پر ان نصاب کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔

۳۴۔ اور اگر کوئی شخص اپنے حقیقی بھائی کی لڑکی اور اپنے پدری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال اپنے حقیقی بھائی کی لڑکی کا ہوگا۔

۳۵۔ اور اگر کوئی مادری بھائی کی دس لڑکیاں اور اپنے حقیقی بھائی کی ایک لڑکی چھوڑے تو مادری بھائی کی لڑکیوں کے لئے ایک سدس جو ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور باقی سب حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہوگا۔

۳۶۔ اور اگر کوئی مادری دو (۲) بہنوں کی دو (۲) لڑکیاں اور حقیقی بہن کی ایک لڑکی چھوڑے تو مادری دونوں بہنوں کی دونوں لڑکیوں کے لئے ایک ثلث اور بقیہ حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے۔

۳۷۔ اور اگر کوئی مختلف قسم کے بھائیوں کی تین (۳) لڑکیاں اور مختلف قسم کی بہنوں کی تین (۳) لڑکیاں چھوڑے تو اس کا اصل حساب چھ (۶) سے ہے مادری بہن کی لڑکی اور مادری بھائی کی لڑکی کے لئے ثلث یعنی دو سہم ہر ایک کے لئے ایک سہم۔ اور باقی رہے دو ثلث حقیقی بہن کی لڑکیوں کے لئے اس دو (۲) ثلث کا ایک قرار دے کر تین (۳) ثلث کر کے ایک ثلث حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے اور دو ثلث حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہے مگر یہ چار دونوں پر

صحیح تقسیم نہ ہوگا اس لئے چھ (۶) کو تین (۳) سے ضرب دیگئے تو اٹھارہ (۱۸) ہو جائیں گے اب مادری بہن کی لڑکی اور مادری بھائی کی لڑکی کو ایک ثلث یعنی چھ (۶) سہم دیگئے جو ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اب باقی رہے بارہ (۱۲) اس میں سے حقیقی بھائی کی لڑکی کو آٹھ (۸) اور حقیقی بہن کی لڑکی کو چار (۴) دیگئے۔

۳۷۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی اور پدری بھائی کے لڑکے کی لڑکی کو چھوڑے تو پورا مال حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ حقیقی بھائی کے ساتھ پدری بھائی میراث نہیں پاتا۔ اسی طرح جو اس سے قریب ہو۔ اور اسی طرح حقیقی بھائی کی لڑکی کے ساتھ پدری بھائی کا لڑکا میراث نہیں پائے گا اور عصبہ و اہل خاندان کا میراث میں کوئی حق نہ دین خدا کی طرف سے مقرر ہے اور نہ سنت رسول کی طرف سے۔

۳۸۔ اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے اور وہی پدری بہن کا بھی لڑکا ہو نیز اپنی حقیقی بہن کے لڑکے کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لڑکے کو سدس اور باقی سب حقیقی بہن کے لڑکے کا ہے۔

۳۹۔ اور اگر کوئی مادری بہن کی لڑکی کو چھوڑے اور وہی پدری بھائی کی لڑکی بھی ہو نیز اپنی حقیقی بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کے لئے سدس اور باقی سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے۔

۴۰۔ اور اگر کوئی مادری بہن کی لڑکی کو چھوڑے اور وہی پدری بھائی کی لڑکی بھی ہو نیز اپنی حقیقی بہن کی لڑکی اور ایک مادری بہن اور ایک پدری بہن کو چھوڑے تو مادری بہن کے لئے ایک سدس اور باقی سب پدری بہن کے لئے ہے اور دونوں بہنوں کی دونوں لڑکیاں ساقط ہو جائیں گی اس لئے کہ وہ دونوں ایک بطن نیچے اتر گئیں۔

۴۱۔ اور اگر کوئی پدری بہن کی لڑکی کو چھوڑے اور وہی مادری بھائی کی لڑکی بھی ہو نیز حقیقی بہن کی لڑکی کو نیز مادری خالہ کو جو پدری بھوپھی بھی ہو نیز اپنی حقیقی خالہ کو چھوڑے تو مادری بہن کو لڑکی کو سدس اور اس کو پدری بھائی کی لڑکی کی حیثیت سے کچھ نہیں ہے اور اب جو باقی ہے وہ سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے اور مادری خالہ جو پدری بھوپھی بھی ہے اور حقیقی خالہ یہ سب ساقط ہو جائیں گی۔

۴۲۔ اور اگر کوئی بہن کی لڑکی کے لڑکے اور بہن کے لڑکے کے لڑکے کو چھوڑے اور ان دونوں کی ماں ایک ہو تو مال کے تین حصے ہونگے بہن کے لڑکے کے لڑکے کے لئے دو ثلث اور بہن کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث اور اگر یہ دونوں دو بہنوں سے ہیں تو ان کے درمیان نصف نصف مال تقسیم ہوگا۔

۴۳۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی کے لڑکے کو اور حقیقی بھائی کے لڑکے کی لڑکی کو چھوڑے تو اگر بھائی کے لڑکے اور بھائی کی لڑکی ان دونوں کا باپ ایک ہے تو بھائی کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث اور بھائی کے لڑکے کی لڑکی کے لئے دو ثلث ہے اور اگر بھائی کی لڑکی کا باپ بھائی کے لڑکے کے باپ کا غیر ہے تو مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہے ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے جد کی میراث پائے گا۔

- ۳۳۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی کے لڑکے اور حقیقی بھائی کی لڑکی کی لڑکی کو چھوڑے تو اگر ان دونوں کی ماں ایک ہے تو مال ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے ہوگا اگر ان دونوں کی ماں ایک نہیں ہے تو ان کے لئے نصف نصف ہوگا۔
- ۳۵۔ اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کی لڑکی کے لڑکے اور پدری بھائی کی لڑکی کے لڑکے کو چھوڑے تو مادری بھائی کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب پدری بھائی کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ہے۔
- ۳۶۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی کی لڑکی اور مادری بھائی کی بیٹی کو چھوڑے تو مال مادری بھائی کی لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ وہ زیادہ قریب ہے۔
- ۳۷۔ اور اگر کوئی شخص متفرق بہنوں کی تین لڑکیاں چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہے وہ حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے اور پدری بہن کی لڑکی ساقط ہو جائے گی اس لئے کہ حقیقی بہن کے ساتھ اس کی ماں وراثت نہیں پائے گی۔
- ۳۸۔ اور اگر کوئی شخص ایک بہن کی پانچ اولاد اور ایک دوسری بہن کی ایک لڑکی چھوڑے تو ایک بہن کی پانچ اولاد کو نصف اور دوسرے بہن کی ایک لڑکی کو نصف۔
- ۳۹۔ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے مادری بھائی کو اور اپنے چچا کے لڑکے کو چھوڑے اور اپنی لڑکی کے لڑکے کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ایک ربح اور باقی اپنی لڑکی کے لڑکے کے لئے اور اس کے علاوہ سب لوگ ساقط ہو جائیں گے۔
- ۵۰۔ اور اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کے لڑکے کو اور لڑکی کی لڑکی کو چھوڑے اور ان دونوں کی ماں ایک ہو جو ان دونوں کو چھوڑ کر مر گئی ہو تو مال ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔
- ۵۱۔ اور اگر کوئی شخص نواسی اور پرپوتی کو چھوڑے تو مال نواسی کے لئے ہے اس لئے کہ یہ بطن سے زیادہ قریب ہے۔
- ۵۲۔ اور اگر کوئی شخص پوتی کے لڑکے کو اور نواسی کے لڑکے کو چھوڑے تو پوتی کے لڑکے کے لئے دو (۲) ثلث اور نواسی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث اور اسی طرح اگر وہ نواسی کے لڑکے کو اور پوتی کی لڑکی کو چھوڑے تو پوتی کی لڑکی کے لئے دو (۲) ثلث اور نواسی کے لڑکے کو ایک ثلث۔
- ۵۳۔ اور اگر کوئی شخص ایک لڑکی کی کئی اولادیں اور دوسری لڑکی کی ایک لڑکی کو چھوڑے تو لڑکی کی کئی اولاد کو نصف اور دوسری لڑکی کی ایک لڑکی کو نصف۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ایک لڑکی کی دس (۱۰) لڑکیوں کو چھوڑے

ایک ایک سہم سب کے لئے ہوگا دوسری لڑکی جس کی فقط ایک لڑکی ہے اس کے لئے نصف باقی ہے۔ اسی طرح اگر ایک لڑکی کے دس لڑکوں کو اور دوسری لڑکی کی فقط ایک لڑکی کو چھوڑے تو لڑکی کے دس لڑکوں کے لئے نصف اور دوسری لڑکی کی فقط ایک لڑکی کے لئے نصف ہے۔

۵۴۔ اور اگر کوئی شخص ایک نواسی کی ایک لڑکی اور دوسری نواسی کی دو لڑکیاں اور تیسری نواسی کی تین لڑکیاں چھوڑے تو سب مال کے اٹھارہ سہم ہونگے۔ نواسی کی لڑکی کو چھ سہم اور دوسری نواسی کی دو لڑکیوں کو چھ سہم جو آپس میں تین تین سہم پائیں گی۔ اور ایک تیسری نواسی کی تین لڑکیوں کے لئے چھ سہم اور یہ تینوں لڑکیاں دو دو سہم آپس میں تقسیم کریں گی۔

۵۵۔ اور اگر کوئی شخص اپنے نواسے کی لڑکی اور نواسی کی لڑکی جبکہ ان دونوں کی جدہ ایک ہوں اور دوسری نواسی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال چھ (۶) سہم پر تقسیم ہوگا۔ نواسے کی لڑکی کے لئے دو (۲) سہم اور نواسی کی لڑکی کے لئے ایک سہم اور دوسری لڑکی کی نواسی کے لئے تین (۳) سہم۔

۵۶۔ اور اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کی نواسی اور اپنے بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال اپنی لڑکی کی نواسی کے لئے ہوگا۔

۵۷۔ اور اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کی نواسی اور متفرق بہنوں کی تین (۳) لڑکیاں چھوڑے تو سارا مال اپنی لڑکی کی نواسی کے لئے ہوگا اور اپنی لڑکیوں کی لڑکیوں کے ساتھ بھائیوں اور بہنوں کی لڑکیاں کوئی میراث نہیں پائیں گی خواہ وہ کتنے ہی نیچے طبقہ کی ہوں۔

۵۸۔ اور اگر کوئی عورت اپنے نواسے یا اپنی نواسی کو اور اپنے شوہر کو اور اپنے مادری بھائی یا اپنے حقیقی بھائی اور اپنے چچا کے لڑکے کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ایک ربع اور باقی سب اپنی لڑکی کی اولاد کے لئے ہے۔

۵۹۔ اور اگر کوئی شخص اپنے چچا اور اپنے نواسے یا اپنی نواسی کو چھوڑے تو سارا مال لڑکی کی اولاد کے لئے ہے اور چچا سب سے ساخط ہو جائے گا ایک اس سبب سے کہ لڑکی کی اولاد میت کی اولاد ہے اور چچا دادا کی اولاد ہے اور میت کی اولاد بذات خود زیادہ حقدار اور زیادہ قریب ہے دادا کی اولاد سے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ میت اور چچا کے درمیان تین بطن ہیں اس لئے کہ چچا قریب ہے دادا سے اور دادا قریب ہے باپ سے اور باپ میت کی ذات سے قریب ہے اور نواسے اور میت کے درمیان دو بطن ہیں اس لئے کہ لڑکی کی اولاد لڑکی سے قریب ہے اور لڑکی بذات خود میت سے قریب ہے اسی بناء پر لڑکی کی اولاد بہ لحاظ بطن زیادہ قریب اور نسب میں بھی زیادہ قربت رکھتی ہے۔ اور اولاد کے ساتھ دادا وراثت نہیں پاتا اور چچا اس سے قریب ہے جو وراثت نہیں پاتا۔ اور اولاد کی اولاد اس سے قریب ہے جو وراثت پاتی ہے اس لئے وہ مال میراث کے زیادہ حقدار ہیں۔ ولا قوۃ الا باللہ وبالله التوفیق۔

اور بھائی اور بھائی کی اولاد اس مسئلہ میں بمنزلہ چچا کے ہیں لڑکی کی اولاد کے ہوتے ہوئے وہ میراث نہیں پائیں گے۔

۶۰۔ اور اگر کوئی مادری بھائی اور حقیقی بھائی کی لڑکی اور اپنی نواسی اور لپٹے نواسے کو چھوڑے تو مال میراث نواسی اور نواسے کے لئے ہے وہ دونوں آپس میں مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے لیں گے۔

۶۱۔ اور اگر کوئی شخص اپنی پدری بہن کی لڑکی کو اور اپنی مادری بہن کی لڑکی کو اور لپٹے کنہہ کو چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کو ایک سدس اور باقی پدری بہن کی لڑکی کے لئے ہے اور کنہہ ساقط ہو جائے گا۔

۶۲۔ اور اگر کوئی حقیقی پھوپھی کو اور پدری پھوپھی کو چھوڑے تو مال میراث حقیقی پھوپھی کے لئے ہے۔

۶۳۔ اور اگر کوئی شخص چچا اور بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو مال میراث بہن کی لڑکی کے لئے ہے کیونکہ بھائی کی

اولاد بھائی کی قائم مقام ہے اور چچا کا قائم مقام نہیں ہے اور اسی لئے کہ بھائی کا لڑکا لپٹے باپ کی اولاد میں سے ہے اور چچا دادا کی اولاد میں سے ہے۔ اور اس لئے کہ بھائی کا لڑکا دادا کے ساتھ میراث پائے گا اور دادا کا لڑکا بھائی کے ساتھ میراث نہیں پائے گا جمع ہونے کے وقت اور اسی طرح اگر کوئی شخص چچا کو اور لپٹے بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مال میراث بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔

۶۴۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی چچا کی لڑکی کو اور مادری چچا کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری چچا کی لڑکی کے لئے ایک

سدس ہے اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی چچا کی لڑکی کے لئے ہے۔ اور اسی طرح مادری ماموں کی لڑکی اور حقیقی ماموں کی لڑکی۔ تو مادری ماموں کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ حقیقی ماموں کی لڑکی کے لئے ہے۔

۶۵۔ اور اگر کوئی شخص چچا کی لڑکیوں اور چچا کے لڑکوں کو چھوڑے تو مال میراث ان کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

۶۶۔ اور اگر کوئی ماموں کی لڑکیوں اور ماموں کے لڑکوں کو چھوڑے تو مال میراث ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اس میں مرد اور عورت سب برابر ہوں گے۔

۶۷۔ اور اگر کوئی چچا کے ایک لڑکے اور پھوپھی کی ایک لڑکی کو چھوڑے تو چچا کے لڑکے کو دو ثلث اور پھوپھی کی لڑکی کو ایک ثلث ملے گا۔

۶۸۔ اور کوئی اپنی پھوپھی کے لڑکے اور اپنی پھوپھی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال میراث ان کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

۶۹۔ اور اگر کوئی مادری چچا اور حقیقی ماموں کو چھوڑے تو ماموں کے لئے ایک ثلث ماں کا حصہ اور چچا کے لئے باقی دو ثلث باپ کا حصہ ہوگا۔

- ۴۰۔ اور اگر کوئی اپنی پھوپھی کی لڑکی اور اپنے باپ کی پھوپھی کو چھوڑے تو سارا مال پھوپھی کی لڑکی کے لئے ہوگا۔
- ۴۱۔ اور اگر ایک پھوپھی کی دس (۱۰) اولادیں چھوڑے اور ایک پھوپھی کی ایک لڑکی تو پھوپھی کی دس (۱۰) اولادوں کے لئے نصف اور دوسری پھوپھی کی ایک لڑکی کے لئے باقی نصف ہوگا۔
- ۴۲۔ اور اگر کوئی شخص اپنی پدری پھوپھی اور حقیقی پھوپھی کو چھوڑے تو مال میراث حقیقی پھوپھی کے لئے ہوگا۔
- ۴۳۔ اور کوئی شخص حقیقی پھوپھی کی پانچ (۵) لڑکیاں اور مادری پھوپھی کی ایک لڑکی اور پدری پھوپھی کی ایک لڑکی چھوڑے تو حقیقی پھوپھی کی پانچ (۵) لڑکیوں کے لئے چھ (۶) حصوں میں سے پانچ (۵) حصہ اور مادری پھوپھی کی لڑکی کے لئے چھ (۶) حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور پدری پھوپھی ساقط ہو جائے گی۔
- ۴۴۔ اور اگر کوئی شخص ایک بچہ کی دو (۲) لڑکیاں اور دوسرے بچہ کی ایک لڑکی چھوڑے تو بچہ کی دو (۲) لڑکیوں کے لئے نصف اور دوسرے بچہ کی ایک لڑکی کے لئے نصف جو باقی ہے۔ اور اسی طرح اگر بچہ کے لڑکے ہوں۔
- ۴۵۔ اور کوئی شخص متفرق بچہ کی تین (۳) لڑکیاں یا متفرق بچہ کی لڑکیوں کی تین (۳) لڑکیاں یا متفرق پھوپھیوں کی لڑکیوں کو چھوڑے تو ان کے لئے بھی وہی ہوگا جو میں نے ماموں کی لڑکیوں اور پھوپھیوں کی لڑکیوں اور پھوپھیوں کی نواسیوں کے لئے بیان کر دیا ہے۔
- ۴۶۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بچہ کی لڑکیوں کے پانچ (۵) لڑکے اور مادری بچہ کی لڑکی کی ایک لڑکی چھوڑے تو مادری بچہ کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی بچہ کی لڑکیوں کی اولاد کے لئے ہے۔
- ۴۷۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بچہ کی لڑکیوں کی تین (۳) اولادوں کو اور دوسرے حقیقی بچہ کی نواسی کو اور مادری بچہ کی نواسی کو چھوڑے تو مال کے چھتیس (۳۶) سہم ہونگے۔ مادری بچہ کی نواسی کے لئے چھ (۶) سہم اور حقیقی بچہ کی نواسی کو پندرہ (۱۵) سہم اور دوسرے حقیقی بچہ کی لڑکیوں کی تین (۳) اولادوں کو پندرہ (۱۵) سہم جس میں وہ سب پانچ (۵) پانچ (۵) سہم پائیں گے۔
- ۴۸۔ اور اگر کوئی شخص اپنے باپ کے بچہ کی لڑکی اور اپنے بچہ کی نواسی کو چھوڑے تو مال میراث اس کے بچہ کی نواسی کے لئے ہوگا اور باپ کے بچہ کی لڑکی ساقط ہو جائے گی کیونکہ اس (مرحوم) نے گویا اپنے باپ کے دادا اور اپنے بچہ کو چھوڑا اور بچہ زیادہ حقدار ہے باپ کے دادا سے۔
- ۴۹۔ اور کوئی اپنی پدری پھوپھی کو جو مادری خالہ بھی ہے اور حقیقی خالہ اور پدری پھوپھی کو چھوڑے تو مال میراث کے اٹھارہ (۱۸) سہم ہونگے مادری خالہ جو پدری پھوپھی ہے اس کے لئے ایک تہائی کا چھٹا یعنی اٹھارہ (۱۸) سہم میں سے ایک۔ اور حقیقی خالہ کے لئے ایک تہائی کے چھ (۶) حصوں میں سے پانچ (۵) حصہ اور یہ اٹھارہ (۱۸) میں سے پانچ

(۵) ہوگا اور پدری پھوپھی کے لئے دو (۲) ثلث کا نصف یعنی اٹھارہ (۱۸) میں چھ (۶) حصہ اور پدری پھوپھی جو مادری خالہ ہے اس کے لئے بھی دو (۲) تہائی کا نصف یعنی چھ (۶) حصہ اور اس نے ثلث کا چھٹا حصہ بھی پایا اس لئے اس کے ہاتھ میں سات (۷) حصے آئے۔

۸۰۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کو اور اپنی پھوپھی اور اپنی زوجہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور خالہ کے لئے ایک ثلث اور اب جو باقی رہا وہ پھوپھی کے لئے ہے سزاؤ زوجہ پچیس (۲۵) فی صد۔ خالہ تینتیس (۳۳) فی صد۔ پھوپھی بیالیس (۳۲) فی صد۔

اور کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنی خالہ اور اپنی پھوپھی کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور خالہ کے لئے ثلث اور جو باقی رہ گیا وہ پھوپھی کے لئے ہے اور پھوپھی کو اسی طرح نقصان ہوگا جس طرح باپ کو نقصان ہوتا اگر وہ عورت شوہر کو اور ماں باپ کو چھوڑتی۔

۸۱۔ اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ اور اپنی پھوپھی کے لڑکوں کو اور اپنے ماموں کی لڑکیوں کو اور اپنے ماموں کے لڑکوں کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع اور ماموں کے لڑکوں اور ماموں کی لڑکیوں کے لئے ایک ثلث جس میں مرد اور عورت سب برابر برابر پائیں گے اور اب جو باقی رہ گیا ہے وہ پھوپھی کے لڑکوں کے لئے ہے۔

۸۲۔ اور اگر کوئی شخص کئی عدد ماموں اور کئی عدد خالوں اور چچا کے لڑکے کو چھوڑے تو مال میراث ماموں خالوں کے لئے برابر برابر ہے اور چچا کا لڑکا ساقط ہو جائے گا اس لئے کہ وہ بطن سے نیچے اتر گیا ہے۔

۸۳۔ اور اگر کوئی شخص چچا کی لڑکی اور پھوپھی کا لڑکا چھوڑے تو چچا کی لڑکی کے لئے دو ثلث اور پھوپھی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث ہے۔

۸۴۔ اور اگر کوئی شخص ماں کی پھوپھی اور باپ کی خالہ کو چھوڑے تو ماں کی پھوپھی کے لئے ایک ثلث اور باپ کی خالہ کے لئے دو ثلث۔

۸۵۔ اور اگر کوئی شخص مادری چچا کے لڑکے اور حقیقی پھوپھی کے نواسے کو چھوڑے تو مال میراث مادری چچا کے لڑکے کے لئے ہے۔

۸۶۔ اور کوئی شخص چچا کے لڑکے اور چچا کی لڑکی اور ماموں کو چھوڑے تو مال میراث ماموں کے لئے ہے۔

۸۷۔ اور بھائیوں اور بہنوں اور ان کی اولاد کی اولاد کے ہوتے ہوئے خالائیں پھوپھیاں اور چچا اور ماموں کوئی

میراث نہیں پائیں گے۔ اس لئے کہ بھائیوں اور بہنوں کی اولاد اپنے باپ کی اولاد ہوتی ہے۔ اور چچا اور ماموں اور

پھوپھیاں اور خالائیں وادا اور نانا کی اولاد ہوتی ہیں۔ اور باپ کی اولاد خواہ کتنے ہی نیچے طبقہ کی ہو دادا اور نانا کی اولاد سے

زیادہ سزاوار اور اولیٰ ہے۔

- ۸۸ - اور اگر کوئی شخص نانا یعنی ماں کے باپ اور مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو گویا اس نے دو مادری بھائی چھوڑے تو میراث کا مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔
- ۸۹ - اگر کوئی شخص نانا اور مادری چچا اور مادری بھائی کے لڑکے اور چچا کے پوتے کو چھوڑے تو میراث کا مال نانا اور بھائی کے لڑکے کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اور باقی سب لوگ ساقط ہو جائیں گے۔
- ۹۰ - اور اگر کوئی شخص نانی اور ماموں اور خالہ اور چچا اور پھوپھی کو چھوڑے تو میراث کا مال نانی کے لئے ہے۔ اس لئے کہ وہ ازروئے بطن سب سے زیادہ قریب ہے اور اسی طرح نانی کے بدلے نانا اس لئے کہ نانی اور نانا دونوں ماں کے واسطے سے قریب ہیں اور چچا اور ماموں دادا اور نانا کے واسطے سے قریب ہیں اور جو شخص ماں کے واسطے سے قریب ہو وہ مال میراث کا زیادہ حقدار ہے بہ نسبت ان کے جو دادا نانا کے واسطے سے قریب ہو اور ماموں تو ماں کے باپ کا لڑکا ہے وہ ماں کے باپ کے ساتھ کیونکر دراشت پائے گا۔
- ۹۱ - اور اگر کوئی شخص نانا کو اور حقیقی بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو نانا کے لئے ایک سدس ہے اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے۔
- ۹۲ - اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو اور نانا کو اور مادری بہن کی دو لڑکیاں اور حقیقی بہن کی دو لڑکیاں چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور نانا کے لئے سدس اور مادری بہن کی دونوں لڑکیوں کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہا وہ حقیقی بہن کی دونوں لڑکیوں کے لئے ہے۔
- ۹۳ - اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور نانا کو اور اپنی پدری بہن کے لڑکے کو اور اپنے حقیقی بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور نانا کے لئے سدس اور جو باقی ہے وہ حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہے اور پدری بہن کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔
- ۹۴ - اور اگر کوئی شخص حقیقی ماموں کو اور پدری ماموں کو چھوڑے تو میراث کا مال حقیقی ماموں کے لئے ہے اور اسی طرح خالہ بھی اس صورت میں اور اسی طرح چچا اور پھوپھی بھی ایسی صورت میں اور مال میراث اس کے لئے ہے جو حقیقی ہے۔ اس کے لئے نہیں ہے جو پدری ہے۔
- ۹۵ - اور اگر کوئی شخص حقیقی ماموں کی لڑکی کو یا مادری ماموں کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری ماموں کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور باقی حقیقی ماموں کی لڑکی کے لئے ہے۔
- ۹۶ - اور اگر کوئی شخص ماموں کو اور مادری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال مادری بھائی کی لڑکی کے لئے ہے۔
- ۹۷ - اور اگر کوئی شخص خالہ کو اور خالہ کے لڑکے کو چھوڑے تو مال خالہ کے لئے ہے اس لئے کہ وہ بطن سے زیادہ قریب ہے۔

۹۸۔ اور اگر کوئی پدری خالہ اور اپنی مادری بہن کے لڑکے کو چھوڑے تو مال مادری بہن کے لڑکے کے لئے ہے۔

۹۹۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کو اور اپنی بہن کی نواسی کو اور اپنے مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مال اس کے مادری بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔

۱۰۰۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کو اور اپنے بھائی کے لڑکے کو اور اپنے بھائی کی پوتی کو اور اپنے بھائی کی نواسی کو چھوڑے تو مال اس کے بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور باقی لوگ ساقط ہو جائیں گے۔

۱۰۱۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کے لڑکے کو اپنی ماں کے ماموں کو اور اپنی ماں کے چچا کو چھوڑے تو مال متروکہ اس کی خالہ کے لڑکے کے لئے ہے۔

۱۰۲۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کی لڑکیوں کو اور خالہ کے لڑکوں کو اور زوجہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور باقی خالہ کے لڑکوں اور خالہ کی لڑکیوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

۱۰۳۔ اور اگر کوئی شخص تین (۳) مختلف خالائیں کو چھوڑے تو مادری خالہ کے لئے ایک سدس اور باقی حقیقی خالہ کے لئے ہے اور پدری خالہ ساقط ہو جائے گی۔

۱۰۴۔ اور اگر کوئی شخص متفرق نوعیت کے تین ماموں اور تین مختلف خالائیں کو چھوڑے تو مادری ماموں اور مادری خالہ کے لئے ایک ثلث جو ان میں برابر برابر تقسیم ہوگا اور جو باقی ہے وہ ماموں اور حقیقی خالہ کے لئے ہے اور پدری ماموں اور خالہ ساقط ہو جائیں گے۔

۱۰۵۔ اور اگر کوئی شخص اپنی ماں کی خالہ کو اور ماں کے ماموں کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔

۱۰۶۔ اور اگر کوئی شخص ماموں کی لڑکی کو اور خالہ کی لڑکی کو اور مادری خالہ کو چھوڑے تو مال متروکہ ماموں کی لڑکی اور خالہ کی لڑکی کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اور مادری خالہ ساقط ہو جائے گی۔

باب: آزاد کردہ غلاموں کے ساتھ رشتہ داروں کی میراث

(۵۹۵۲) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے محمد بن سہل سے انہوں نے حسن بن حکم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جس نے اپنی دو (۲) خالائیں اور اپنے آزاد کردہ غلاموں کو چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض رشتہ دار بعض سے اولیٰ ہیں مال متروکہ دونوں خالائیں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

(۵۶۵۳) علی بن یقطین نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مرجاتا ہے اور اپنی ایک بہن اور اپنے چند آزاد کردہ غلاموں کو چھوڑ جاتا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مال متروکہ اس کی بہن کے لئے ہے۔ اور جب بھی کوئی اپنے رشتہ دار کو چھوڑے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بہن کی لڑکی ہو یا نواسی یا ماموں کی یا خالہ کی لڑکی، چچا کی لڑکی ہو یا پھوپھی کی لڑکی یا اس سے بھی دور کی رشتہ دار ہو مال میراث رشتہ داروں کے لئے ہے خواہ وہ نیچے طبقے کے رشتہ دار کیوں نہ ہوں ان لوگوں کے ساتھ کوئی موالی کوئی میراث نہیں پائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے ان کے لئے جسے مقرر کئے ہیں اور یہ بتایا ہے کہ یہ لوگ میراث کے لئے زیادہ اولیٰ اور حقدار ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں **واولوالا رحام بعضهم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ** (سورۃ انفال آیت ۷۵) (اور رشتہ دار آپس میں ایک دوسرے کے حق دار زیادہ ہیں اللہ کے حکم میں)۔ اور اس نے موالی کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ (۵۶۵۴) اور جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام رشتہ داروں کو میراث دیا کرتے تھے۔ آزاد کردہ غلاموں کو نہیں۔

اور وہ حدیث کہ جس کی مخالفین نے روایت کی ہے کہ حضرت حمزہ کا ایک آزاد کردہ غلام مر گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصف حضرت حمزہ کی لڑکی کو دیا اور نصف موالی کو دیا۔

تو یہ حدیث منقطع ہے یہ عبداللہ بن شداد کی روایت جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی ہے اور یہ مرسل ہے۔ اور شاید یہ کچھ ہو بھی تو یہ آیات فرائض کے نزول سے پہلے کی بات ہوگی جو منسوخ ہو گئی ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں طیفوں کے لئے بھی حصہ مقرر کیا تھا والذین عقدت ایمانکم فاتوہم نصیبہم (سورۃ النساء آیت ۳۲) (اور جن سے معاہدہ ہوا چہاں ان کو دے دو ان کا حصہ) لیکن یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس قول سے منسوخ ہو گئی۔ **واولوالا رحام بعضهم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ** اور ابراہیم نخعی اس حدیث سے حضرت حمزہ کے غلام کے بارے میں انکار کیا کرتے تھے اور ان میں صحیح کتاب خدا ہے نہ کہ حدیث۔

(۵۶۵۵) اور لوگ حسان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں سوید بن غفلہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے ان سے لڑکی اور زوجہ اور موالی کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میں تم کو اس مسئلہ میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا فیصلہ بتاتا ہوں آپ علیہ السلام نے لڑکی کے لئے نصف اور زوجہ کے لئے ثمن (آنکھوں حصہ) اور اس کے بعد جو باقی رہ گیا وہ لڑکی پر پٹنا دیا اور موالی کو کچھ نہیں دیا۔

باب: موالی کی میراث

اگر کوئی شخص اپنے آزاد کردہ غلام کو (جو اپنے آقا کو) نعمت دینے والا ہو یا اس سے نعمت پانے والا ہو چھوڑے اور اس کے سوا کوئی اور وارث نہ چھوڑے تو مال متروکہ اس کے لئے ہے۔

اور اگر وہ بہت سے موالی جو نعمت دینے والے یا نعمت کے پانے والے مرد اور عورتیں ہوں تو ان کے درمیان مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک (۱) حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص اپنے آزاد کردہ غلام جو نعمت دینے والا ہو یا نعمت پانے والا ہو اس کے لڑکوں اور لڑکیوں کو چھوڑے اور ان کے سوا کوئی اور وارث نہ چھوڑے تو ان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک (۱) حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا کیونکہ ولایت اور سرپرستی کا گوشت بھی نسب کے گوشت کے مانند ہے۔

اور جب کوئی شخص اپنے رشتہ داروں میں سے چھوڑے خواہ وہ نسب میں قریب کے ہوں یا دور کے اور اپنے آزاد کردہ غلام کو خواہ وہ اس کو نعمت دینے والا ہو یا اس سے نعمت لینے والا چھوڑے تو مال متروکہ رشتہ داروں میں سے جو وارث ہوگا اس کے لئے ہے اور اس آزاد کردہ غلام کے لئے کچھ نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واولوالا رحام بعضهم اولى ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمہاجرین الا ان تفعولوا الی اولیائکم معروفا (سورۃ احزاب آیت ۶) (اور قرابت والے ایک دوسرے سے زیادہ نگاہ رکھتے ہیں اللہ کے حکم میں سب ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ کرنا چاہو اپنے رفیقوں سے احسان) یعنی ان لوگوں کے لئے کسی شے کی وصیت یا ورثہ کے لئے میراث میں سے کچھ ہبہ کر دیا ہو۔

باب: ان لوگوں کی میراث جو ڈوب کر مر گئے یا ان پر مکان گر پڑا اور دب کر مر گئے اور یہ نہیں معلوم کہ ان میں سے کون پہلے مرا

(۵۶۵۶) ابن محبوب نے عبدالرحمن سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ثمام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک گروہ کشتی میں غرق ہو گیا یا ان پر مکان کی چھت گر گئی اور سب دب کر مر گئے اور نہیں معلوم کہ پہلے کون مرا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ بعض بعض کے وارث بنیں گے اور یہی کتاب علی علیہ السلام میں تحریر ہے۔

(۵۶۵۷) علی بن ہزیر نے فضالہ سے انہوں نے ابان سے انہوں نے فضل بن عبد الملک سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے شوہر اور زوجہ کے لئے روایت کی ہے جن پر مکان کی چھت گر پڑی اور دونوں دب کر مر گئے اور انہیں معلوم ان میں سے پہلے کون مرا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پہلے عورت مرد کی میراث پائے گی پھر مرد عورت کی میراث پائے گا۔

(۵۶۵۸) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فیصلہ ایسے شخص کے متعلق کیا جس کے مکان کی چھت گر پڑی اور اس میں وہ اور اس کی زوجہ دونوں دب کر مر گئے اور یہ نہیں معلوم کہ کون ان دونوں میں پہلے مرا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے شریک حیات کا وارث بنے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درجہ کے لئے فرض کیا ہے۔

(۵۶۵۹) محمد بن ابی عمیر نے عبد الرحمن سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک گھر کی چھت ایک گروہ پر مجتمعاً گر پڑی اور یہ نہیں معلوم کہ ان میں اپنے ساتھی سے پہلے کون مرا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان میں سے لوگ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔ میں نے عرض کیا مگر ابو حنیفہ تو اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ کیا اعتراض کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا وہ کہتے ہیں کہ اگر دو (۲) شخص ہوں ایک کے پاس ایک لاکھ ہو اور دوسرے کے پاس کچھ نہ ہو اور وہ دونوں کشتی میں سوار ہوں اور دونوں غرق ہو جائیں اور یہ نہ معلوم ہو کہ ان دونوں میں سے پہلے کون مرا تو ایسی صورت میں میراث ایسے شخص کے وارثوں کو مل جائے گی جس کے پاس کچھ نہ تھا اور جس کے پاس رقم تھی اس کے وارثوں کو کچھ نہ ملے گا۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ اس نے سنا وہ ایسا ہی ہے۔

مختلف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب ان دونوں کا ان دونوں کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو اور یہی دونوں آپس میں ایک دوسرے کے قریب ترین رشتہ دار ہوں۔

(۵۶۶۰) حماد بن عسیٰ نے حسین بن غنار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ابو حنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو کہ ایک کتبہ پر مکان کی چھت گر پڑی سب مر گئے صرف دو بچے باقی رہے ایک آزاد اور دوسرا اپنے مالک کا غلام مگر یہ نہیں معلوم کہ ان دونوں میں آزاد کون ہے اور غلام کون ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ ان دونوں کو مال نصف نصف تقسیم کر دیا جائے گا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان قرعہ ڈالا جائے گا جس کے نام قرعہ نکلے گا وہ آزاد ہوگا اور دوسرے کو آزاد کر دیا جائے گا اور وہ اس کا آزاد کردہ غلام سمجھا جائے گا۔

باب: وہ بچے جو ماں کے پیٹ میں ہوں یا نوزائیدہ ہوں

یا سقط شدہ ہوں ان کی میراث

(۵۶۹۱) حریر نے فضیل سے روایت کی ہے کہ حکم بن عتیہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک بچہ ماں کے پیٹ سے گرا مگر نہ وہ جیٹا اور نہ رویا کیا وہ وراثت پائے گا؟ تو آپ علیہ السلام نے منہ موڑ لیا اس نے اس سوال کا پھر اعادہ کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ بچہ بالکل صاف اور واضح حرکت کرتا ہے تو وراثت پائے گا اس لئے کہ کبھی کبھی بچے گونگے بھی پیدا ہوتے ہیں۔

(۵۶۹۲) حسن بن محبوب نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے سوار سے انہوں نے حسن (بصری) سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے طلحہ اور زبیر کو شکست دی اور شکست خوردہ لوگ آنے لگے تو ان لوگوں کا گزر ایک ایسی عورت کی طرف سے ہوا جو حاملہ تھی اور راستہ پر تھی وہ ان لوگوں کو دیکھ کر ایسی خوف زدہ ہوئی کہ اس کے پیٹ کا بچہ ساقط ہو گیا اور وہیں گر پڑا اس کے بعد وہیں وہ عورت بھی مر گئی۔ چنانچہ وہ عورت اور اس کا بچہ وہیں راستہ پر مردہ پڑے ہوئے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کے اصحاب کا گزر اس طرف سے ہوا تو لوگوں سے اس عورت کے متعلق دریافت کیا لوگوں نے کہا کہ یہ عورت حاملہ تھی۔ جس وقت جنگ اور شکست کو دیکھا تو ایسا خوف زدہ ہوئی کہ پیٹ کا بچہ ساقط ہو گیا پھر یہ دونوں مر گئے۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا ان دونوں میں سے پہلے کون مرا لوگوں نے کہا پہلے اس کا لڑکا مرا آپ علیہ السلام نے اس کے شوہر یعنی لڑکے کے باپ کو بلوایا اور لڑکے کی دست (خونہا) کا دو ٹکٹ اور اس کی ماں کو ایک ٹکٹ دیا۔ پھر مری ہوئی عورت کی دست کا نصف اس کے شوہر کو دیا جو دو ہزار پانچ سو درہم تھے۔ یہ اس لئے کہ اس عورت کا کوئی اور لڑکا نہ تھا سوائے اس لڑکے کے جو ماں کے خوف زدہ ہونے سے پیٹ سے ساقط ہو گیا تھا اور باقی اس مری ہوئی عورت کے وارثوں کو دیا اور یہ سب کچھ بصرہ کے بیت المال سے ادا کیا۔

باب: ایسے لڑکے اور لڑکی کی میراث جن کی آپس میں شادی ہو گئی تھی اور ان میں سے ایک مر گیا

(۵۶۶۳) نضر بن سويد نے قاسم بن سلیمان سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک لڑکے کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی کیا وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہونگے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان دونوں کے باپ نے ان دونوں کی شادی کی ہے تو ہاں۔ اور قاسم بن سلیمان نے کہا ہے کہ اگر ان دونوں کے باپ زندہ ہوں تو ہاں۔

(۵۶۶۴) حسن بن محبوب نے عبد العزیز مبدی سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک شخص کے متعلق جس کے زیر پرورش ایک یتیم لڑکی تھی اس کی شادی اپنے لڑکے سے کر دی لڑکا بالغ تھا اور یتیم لڑکی نابالغ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا لڑکے پر اس کا نکاح جائز ہے لیکن اگر لڑکا مر گیا تو لڑکی کے بالغ ہونے تک اس کے حصہ کی میراث روک لی جائے گی۔ اور جب لڑکی بالغ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر حلف سے یہ کہے کہ اس کو میراث لینے کا داعی صرف یہ ہے کہ میں اس نکاح پر راضی تھی تو اس کو میراث اور نصف مہر دیا جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ لڑکی بالغ ہونے سے پہلے اور شوہر کی موت سے پہلے مرجائے تو اس کی وراثت شوہر نہیں پائے گا۔ اس لئے کہ لڑکی کو بلوغ کے بعد اختیار تھا کہ نکاح منظور کرے یا نہ کرے اور شوہر کو یہ اختیار نہ تھا۔

(۵۶۶۵) حسن بن محبوب نے علی بن حسن بن رباط سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے حبلی سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک لڑکا دس سال کا تھا کہ اس کے باپ نے بچپن میں اس کا نکاح کر دیا کیا دس سال کی عمر میں اس کو طلاق دینا جائز ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا نکاح تو جائز ہے لیکن طلاق تو مناسب ہے اس کی عدت اس کے پاس رکی رہے جب تک یہ لڑکا بالغ نہیں ہو جاتا۔ جب بالغ ہو جائے تو اس کو بتایا جائے کہ اس نے عورت کو طلاق دیدی ہے اگر وہ اس کا اقرار کرتا ہے اور اس کو تسلیم کرتا ہے تو یہ اس کی پہلی طلاق ہوگی اور وہ بھی اس عورت کو شادی کا پیغام دینے والوں میں سے ایک ہوگا اور اگر وہ انکار کرے اور طلاق کو تسلیم نہ کرے تو پھر یہ اس کی عورت ہوگی۔ میں نے عرض کیا اور اسی اثناء میں اگر وہ عورت مرجائے یا یہ شوہر مرجائے؟ آپ نے فرمایا پھر ان دونوں میں جو باقی ہے بلوغ تک میراث روک لی جائے اور بلوغ کے بعد وہ قسم کھا کر کہے میراث لینے کا داعی صرف یہ ہے کہ وہ نکاح پر راضی تھا تو اس کو میراث دیدی جائے گی۔

باب: طلاق دینے والے مرد اور طلاق پانے والی عورت کی میراث

(۵۶۶۶) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ذراہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دیدے تو جب تک وہ عورت عدۃ میں ہے وہ دونوں ایک دوسرے کے وارث ہونگے لیکن اگر اس نے یہ تیسری طلاق دی ہے تو مرد کو رجوع کرنے کا کوئی حق نہیں اور ان دونوں کے درمیان کوئی میراث نہیں ہے۔

باب: ایک شخص نے حالت مرض میں کسی عورت سے نکاح کیا یا طلاق دی تو اس کی میراث

(۵۶۶۷) حسن بن محبوب نے ابی دآد حنظل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے حالت مرض میں ایک عورت سے نکاح کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے اس سے دخول کیا اور اسی مرض میں مر گیا تو وہ عورت اس کی وراثت پائے گی اور ابھی اس سے دخول نہیں کیا تھا اور مر گیا تو وہ عورت اس کی وراثت نہیں پائے گی اور اس کا نکاح باطل ہے۔

(۵۶۶۸) ابن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے انہوں نے ابوالعباس سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حالت مرض میں اپنی عورت کو طلاق دے تو جب تک وہ حالت مرض میں ہے یہ عورت اس کا ورثہ پائے گی خواہ اس کی مدت عدہ ختم ہو جائے مگر یہ کہ وہ اس مرض سے صحت یاب ہو جائے۔ میں نے عرض کیا خواہ اس کا مرض طویل کیوں نہ ہو جائے، آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک سال کے عرصہ کے درمیان تک۔

(۵۶۶۹) حماد نے حلی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص حالت احتضار میں ہے اور وہ اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے کیا اس کی یہ طلاق جائز ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اور اگر وہ شخص مر گیا تو عورت اس کی وراثت پائے گی اور اگر عورت مر گئی تو وہ اس کی وراثت نہیں پائے گا۔

(۵۶۷۰) صالح بن سعید نے یونس سے اور انہوں نے اپنے کسی راوی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے دریافت کیا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ اگر کوئی شخص حالت مرض میں اپنی عورت کو طلاق دیدے اضرار کی صورت میں تو وہ عورت اس کا ورثہ پائے گی مگر مرد اس کا ورثہ نہیں پائے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اضرار کی وجہ سے اور اضرار کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس کو اپنے ورثہ سے محروم کر دے اور اس کی سزائیں یہ میراث اس پر لازم ہے۔

باب: اس عورت کی میراث جس کا شوہر مر گیا ہے

(۵۶۶۱) حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ دخول کرنے سے پہلے ہی مر گیا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس عورت کو کامل میراث ملے گی اور وہ چار ماہ دس دن عدہ رکھے گی اور اس نے اس کو مہر یعنی صداق معین کر دیا ہے تو اس کو اس میں سے نصف ملے گا اور اگر اس نے کوئی معین نہیں کیا ہے تو اس کو کوئی مہر نہیں ملے گا۔

(۵۶۶۲) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے اس کے ساتھ دخول کیا ہے تو اس کو کامل مہر ملے گا۔ (۵۶۶۳) ابن ابی نصر نے عبدالکریم بن عمرو سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا مہر عورت کے فیصلہ پر رکھا مگر عورت کے فیصلہ کرنے سے پہلے وہ شخص مر گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کے لئے کوئی مہر مسدوق نہیں مگر عورت اس کا ورثہ پائے گی۔

باب: میراث مخلوع (عاق شدہ)

(۵۶۶۴) صفوان بن یحییٰ نے ابن مسکان سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے مخلوع یعنی عاق شدہ کے متعلق دریافت کیا جس کے باپ نے بادشاہ کے سامنے اس کی میراث اور اس کے جرائم سے برائت کا اظہار کر دیا ہے تو اب اس کی میراث کس کے لئے ہوگی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ قریب اپنے باپ سے ہے۔

باب: میراث حمیل

(۵۶۷۵) حسن بن محبوب نے ابن مہزم سے انہوں نے طلحہ بن زید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حمیل بغیر کسی ثبوت و گواہ کے وراثت نہیں پائے گا۔ اور حمیل وہ ہے کہ ایک عورت دار کفر سے اسیر ہو کر آئے (کافروں کی قید میں رہ کر آئے) اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو اور بعد میں اس کا باپ یا اس کا بھائی اس کو شناخت کرے تو وہ بچہ حمیل ہے۔

(۵۶۷۶) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حمیل کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حمیل کیا شے ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایک عورت اپنے ملک سے قید ہو کر لائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ بچہ ہوتا ہے اور کہتی ہے کہ یہ لڑکا میرا ہے اور ایک آدمی قید ہو کر آتا ہے اور اس کا بھائی اسے ملتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ میرا بھائی ہے اور ان دونوں کے پاس ان کے دعویٰ کا کوئی ثبوت و گواہ نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر چہارے وہاں اس کے متعلق لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا اگر اس کی ولادت پر کوئی ثبوت و گواہ نہیں ہے تو لوگ اس کو وارث نہیں بناتے اس لئے کہ اس کی ولادت حالت شرک میں ہوئی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا سبحان اللہ جب ایک عورت آتی ہے اپنے لڑکے کے ساتھ اور مسلسل کہتی ہے کہ یہ میرا لڑکا ہے اور ایک آدمی آتا ہے اور اس کا بھائی اس کو پہچانتا ہے اور وہ دونوں صحیح الدماغ ہیں اور مسلسل اس کا اقرار کرتے ہیں تو وہ دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

باب: مشکوک اولاد کی میراث

(۵۶۷۷) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ انصار میں سے ایک شخص میرے پدر بزرگوار علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا میں ایک بڑی مشکل میں مبتلا ہو گیا ہوں میری ایک کنیز ہے میں برابر اس سے جماعت کیا کرتا تھا چنانچہ اس مرتبہ میں نے اس سے جماعت کی اور غفلت جہالت کر کے اپنے کسی کام کے لئے باہر نکلا مگر اپنے ساتھ سفر خرچ لینا بھول گیا تو اس کے لئے واپس اپنے گھر آیا کہ اپنا سفر خرچ لے لوں تو دیکھا اس کنیز کے پیٹ پر میرا ایک غلام سوار ہے (جو جماعت کر رہا ہے) میں نے اپنی اس جماعت کا دن شمار کیا تو نو مہینہ ہونے پر اس کنیز کے وہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا چہارے لئے یہ جائز نہیں کہ اس لڑکی سے مقاربت کرو اور نہ اس کو فروخت کرو بلکہ جب تک تم زندہ

رہو اس کو خرچ دیا اور مرتے وقت وصیت کر جاؤ کہ تمہارے مال سے اس کو خرچ دیا جائے یہاں تک کہ اللہ تمہارے اور اس کے لئے کوئی راستہ پیدا کر دے (یعنی تم مر جاؤ یا وہ مر جائے)۔

(۵۶۶۸) عبد الحمید سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی کے پاس ایک کنیز تھی جس سے وہ جماعت کیا کرتا تھا اور وہ اس کنیز کو اپنے کاموں کے لئے بھیجا کرتا چنانچہ وہ حاملہ ہو گئی اور اس کو ڈر ہوا کہ یہ حمل اس سے نہیں ہے اب وہ کیا کرے کیا وہ اس کنیز کو اور اس لڑکے کو فروخت کر دے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ کنیز کو فروخت کر دے اور لڑکے کو فروخت نہ کرے اور لڑکے کو اپنے مال میں کسی شے کا وارث نہ بنائے۔

(۵۶۶۹) قاسم بن محمد نے سلیم مولیٰ طربال سے انہوں نے حریر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنی کنیز سے جماعت کیا کرتا تھا اور اسے اپنے کام کے لئے بھیجا بھی کرتا تھا چنانچہ وہ حاملہ ہو گئی اور اس کو اطلاع ملی کہ اس کنیز نے زنا کا ارتکاب کیا ہے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہوا تو بچہ کو روک لو اس کو فروخت نہ کرو اور اس کو اپنے گھر میں ایک حصہ دو۔ تو آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ ایک شخص اپنی کنیز سے جماعت کیا کرتا تھا اور اس کو اپنے کام کے لئے کہیں نہیں بھیجتا تھا اور اس پر زنا کا اتہام لگتا تھا چنانچہ وہ حاملہ ہو گئی۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہو تو اسے فروخت نہ کرے اسے اپنے پاس رکھے اور اسے اپنے گھر اور اپنے مال میں حصہ دے اور یہ مسئلہ اس مسئلہ کے مانند نہیں ہے۔

باب: ایسے لڑکے کی میراث جس کا باپ اس کی ولایت سے اقرار کرنے کے بعد انکار کر دیتا ہے

(۵۶۸۰) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی شخص اپنے لڑکے سے اقرار کرنے کے بعد انکار کرے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں اور نہ اس کے لئے یہ مناسب ہے خواہ اپنی زوجہ سے ہو یا اپنی کنیز سے ہو وہ اسی سے ملحق ہوگا۔

باب: میراث ولد الزنا

(۵۶۸۱) حسین بن سعید نے محمد بن حسن بن ابی خالد اشعری سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص نے ایک خط لکھ کر سری معرفت حضرت ابو جعفر ثانی (امام حسن عسکری) علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا اس میں دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اور وہ حاملہ ہو گئی اس کے حاملہ ہونے کے بعد اس نے اس سے نکاح کر لیا پھر اس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ لڑکا شکل و صورت میں اس کے بہت زیادہ مشابہہ ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے اس کے جواب میں اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا اور اپنی مہر لگائی کہ ولد الزنا میراث نہیں پائے گا۔

(۵۶۸۲) یونس نے عبد اللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ولد الزنا کی دیت کتنی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جس نے اس پر غریب کیا جس قدر غریب کیا ہے وہ اس کو دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا مگر وہ ولد الزنا تو مر گیا اور اس کا مال متروک ہے اس کی وراثت کون لے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا امام اور ایک روایت یہ بھی کی گئی ہے کہ ولد الزنا کی دیت آٹھ سو درہم ہے اور اس کی میراث ابن طاعنہ کی میراث کے مانند ہے۔

باب: قاتل کی میراث اور دیت کا کون وارث ہوگا اور کون نہیں ہوگا

(۵۶۸۳) صفوان بن یحییٰ نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے جمیل سے انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ وراثت نہیں پائے گا ہاں اگر اس کے کوئی لڑکا ہے تو وہ اپنے دادا کی میراث پائے گا۔

(۵۶۸۴) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ماں کو خطا قتل کر دے تو وہ ماں کی میراث پائے گا اور اگر اس نے اس کو عمد قتل کیا ہے تو وہ اس کی میراث نہیں پائے گا۔

(۵۶۸۵) نضر بن قاسم بن سلیمان سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کا اپنے شوہر کی دیت میں سے حصہ ہے اور مرد کا اپنی زوجہ کی دیت میں سے حصہ ہے اس وقت کہ جب ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو قتل نہ کیا ہو۔

(۵۶۸۶) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے مقتول کی دیت کے متعلق فیصلہ فرمایا اگر مقتول پر کوئی قرض نہیں ہے تو تمام درثاً حکم خدا کے مطابق اپنے مقرر مہام کے مطابق حصہ پائیں گے سوائے مادری بھائیوں اور بہنوں کے اس لئے کہ یہ دیت میں سے کچھ درث نہیں پائیں گے۔

(۵۶۸۷) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے ایک آدمی کو قتل کر دیا اس کا ایک بھائی دار ہجرت میں ہے اور دوسرا بھائی دار بدو (دار کفر) میں ہے اس نے ہجرت نہیں کی۔ آپ کی کیا رائے ہے اگر اس کا مہاجر بھائی قاتل کو معاف کر دے اور بدوی بھائی قاتل کو قتل کرنا چاہے تو کیا اس کو یہ حق ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس بدوی کو کوئی حق نہیں کہ مہاجر کو قتل کرے جب تک وہ خود ہجرت نہ کرے اور اگر اس کو مہاجر بھائی معاف کر دے تو اس کا یہ ٹھوکرنا جائز ہے۔ میں نے عرض کیا پھر اس بدوی کے لئے مقتول کی میراث میں کچھ حصہ ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں میراث اس کے لئے ہے اور اگر دیت وصول کی جاتی ہے تو اس کے مقتول بھائی کی دیت میں اس کا حصہ ہے۔

(۵۶۸۸) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے حالت حمل میں شوہر کو بغیر بتائے کوئی دوا پی لی اور اس کا بچہ ساقط ہو گیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر بچہ میں ہڈی پیدا ہو گئی تھی اور اس پر گوشت چرہہ گیا تھا تو وہ اس کی پوری دیت لپٹنے شوہر کو ادا کرے گی اور اگر وہ صرف علقہ یا مسنخہ تھا تو اس پر چالیس (۴۰) دینار یا ایک غلام یا کنیز ہے جو وہ لپٹنے شوہر کو ادا کرے گی میں نے عرض کیا تو وہ اس بچہ کی دیت میں اس کے باپ کے ساتھ میراث بھی نہیں پائے گی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں اس لئے کہ اس نے اس کو قتل کیا ہے وہ اس کی میراث نہیں پائے گی۔

(۵۶۸۹) زرہ نے سماء سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی ایک حاملہ لڑکی کو مارا پٹیا تو اس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ ساقط ہو گیا تو اس کے شوہر نے اس کے باپ کے خلاف دادرسی کردی تو عورت نے لپٹنے شوہر سے کہا کہ اگر اس ساقط شدہ بچے کی کوئی دیت ہے اور اس میں میرا کوئی حق وراثت ہے تو وہ میری میراث میرے باپ کے لئے ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب عورت نے لپٹنے باپ کو اپنا حصہ بخش دیا تو یہ باپ کے لئے جائز ہے۔

(۵۶۹۰) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں باہم جدال و قتال ہوا ان میں سے ایک

عدل چاہتا تھا اور دوسرا بغاوت پر کمر بستہ تھا دونوں میں جنگ چھڑی تو اہل عراق میں سے کسی نے اپنے باپ یا اپنے بھائی یا اس کے حمایتی کو قتل کر دیا جو باغیوں میں سے تھا اور قاتل مقتول کا وارث ہے کیا وہ اس کی وراثت پائے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں اس لئے کہ اس نے اس کو حق پر قتل کیا ہے۔

فصل بن شاذان نیشاپوری کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کو مارے اور زیادہ نہیں ایک حد میں ادب سکھانے کے لئے مارے اور اس ضرب سے لڑکا مرجائے تو باپ اس کا وارث ہوگا اور اس پر اس کا کفارہ نہیں اس لئے کہ باپ کے لئے یہ لازم تھا اس لئے کہ اس کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے لڑکے کو ادب سکھائے اس لئے کہ وہ اس کے لئے بمنزلہ امام کے ہے اگر امام کس پر حد جاری کرے اور وہ مرجائے تو امام پر اسکی نہ کوئی دیت ہے اور نہ کفارہ اور امام کو اس کا قاتل نہیں کہیں گے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر حد جاری کی اور وہ اس میں مر گیا۔

اور اگر باپ اپنے بیٹے کو حد سے زیادہ مارے اور وہ مرجائے تو باپ اس کی وراثت نہیں پائے گا اور اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ اور ہر وہ شخص جس کے لئے میراث ہے اس پر کفارہ نہیں ہوگا اور جس کے لئے میراث نہیں ہے اس پر کفارہ ہے۔

اور اگر بیٹے کے جسم پر پھوڑا ہے اور باپ نے اس کو شگاف کر دیا جس کی وجہ سے وہ مر گیا تو باپ اس کا قاتل نہیں وہ وارث ہوگا اس پر نہ کفارہ ہے اور نہ دیت اس لئے کہ یہ باپ کی منزل پر ہے وہ اس کی تندرستی اور اصلاح چاہتا ہے اور اسی کے مشابہہ اور معالجات۔

اور اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہے اور اس کا باپ یا اس کا بھائی اس کی ٹاپوں کے نیچے آکر مر گیا تو اس کو وراثت نہیں ملے گی دھیالی رشتہ داروں پر اس کی دیت ہوگی اور اس پر کفارہ ہوگا۔ اور اگر وہ (سواری پر سوار نہیں ہے بلکہ) ہٹکا کر یا آگے سے کھینچ کر چل رہا ہے اور سواری نے اس کے باپ یا بھائی کو کچل دیا اور وہ مر گیا تو وہ اس کی میراث پائے گا۔ اور اس کی دیت اس کے دھیالی خاندان والوں پر اس کے وارثوں کے لئے ہوگی اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہے۔

اور اگر کوئی شخص ایسی جگہ کنواں کھودے جہاں اس کو کھودنے کا کوئی حق نہیں یا بیت القلاء باہر بنادے یا صحبہ باہر نکال دے اور اس کے کسی وارث کو گزند پہنچے اور وہ مرجائے تو اس پر کفارہ لازم نہیں ہے اور خاندان والوں پر اس کی دیت ہے اور وہ اس کا وارث ہوگا۔ اس لئے کہ یہ قاتل نہیں ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر وہ یہی کام اس جگہ کرتا جہاں اس کو حق ہوتا اور ایسا حادثہ ہو جاتا تو نہ وہ قاتل ہوتا اور نہ اس پر دیت واجب ہوتی نہ کفارہ۔ پس ایسی شے کا باہر بنانا جس کا اس کو حق نہیں تو یہ قتل نہیں اس لئے کہ یہی کام جو اس نے کیا ہے اگر اس کا حق رکھتے ہوئے کرتا تو قتل نہیں ملے گا اور اہل خاندان پر احتیاطاً دیت لازم ہوگی تاکہ کسی مسلمان کا خون رائیگاں نہ جائے اور تاکہ لوگ ان

چیزوں پر اپنا حق نہ سمجھیں جن پر ان کو کوئی حق نہیں ہے۔ اور اسی طرح لڑکا جبکہ نابالغ ہو اور مجنون اگر یہ دونوں قتل کر دیں تو وراثت نہیں گے اور ان کی دست ان دونوں کے اہل خاندان پر ہوگی۔ اور قاتل اگرچہ وراثت نہیں پائے گا۔ مگر دوسرے کو بحجب کر دے گا کیا تم نہیں سمجھتے بھائی وراثت نہیں پاتے مگر ماں کو بحجب کر دیتے ہیں۔

باب: میراث ابن ملاعنہ (مہتم بیوی سے پیدا ہونے والی اولاد)

ابن ملاعنہ کے وارث اس کے پدری رشتہ داروں میں سے کوئی نہ ہوگا بلکہ اس کی ماں اور اس کا مادری بھائی اور اس کی اولاد اور اس کے ماموں لوگ اور اس کی زوجہ وارث ہوگی۔ اگر اس نے اولاد چھوڑی ہے تو اس کو مال متروکہ اللہ کے مقرر کردہ سہام کے مطابق ملے گا اور اگر اس نے اپنے باپ کو اور ماں کو چھوڑا ہے تو مال متروکہ ماں کے لئے ہوگا اور اگر اس نے اپنے باپ اور اپنے لڑکے کو چھوڑا ہے تو مال متروکہ لڑکے کے لئے ہوگا۔

اور اگر وہ اپنے باپ اور اپنے ماموں کو چھوڑے تو مال متروکہ ماموں کے لئے ہے۔

اور اگر ماموں اور خالہ کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

اور اگر وہ اپنے ماموں اور خالہ اور چچا اور پھوپھی کو چھوڑے تو مال متروکہ ماموں اور خالہ کے لئے برابر برابر تقسیم ہوگا اور چچا اور پھوپھی ساقط ہو جائیں گے۔

اور اگر اپنے مادری بھائیوں اور مادری جدہ (نانی) کو چھوڑے تو مال متروکہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

اور اگر وہ اپنے مادری بہن کے لڑکے کو اپنے مادری جد (نانا) کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔

اور اگر وہ اپنی ماں اور اپنی زوجہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک چوتھائی اور بقیہ ماں کے لئے ہے۔

اور اگر ابن ملاعنہ اپنی زوجہ اپنے نانا اور خالہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور بقیہ نانا کے لئے ہے۔

اور وہ متفرق تین خالوں اور اپنی زوجہ اور اپنے مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور باقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔

اور اگر وہ اپنی لڑکی اور ماں کو چھوڑے تو لڑکی کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس (چھٹا حصہ) اور جو باقی رہا وہ ان دونوں کے لئے ان کے سہم کے مطابق۔ اور وہ اپنی ماں اور اپنے بھائی کو چھوڑے تو مال متروکہ ماں کے لئے ہے۔

اور اگر وہ اپنی زوجہ اور اپنی لڑکی اور نانا اور نانی کو اور مادری بھائی اور بہن کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ثمن

(آنھوں حصہ) اور بقیہ لڑکی کے لئے ہے۔

اور اگر وہ زوجہ اور جد اور ماں اور جدہ اور بھائی کا لڑکا اور بہن کا لڑکا اور ماموں اور خالہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے رابع اور جو باقی ہے وہ سب ماں کے لئے اور باقی لوگ ساقط ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ اپنی لڑکی اور پوتی کو چھوڑے تو ماں متروکہ لڑکی کے لئے ہوگا اور اسی طرح اگر وہ اپنی لڑکی اور اپنے پوتے کو چھوڑے تو ماں متروکہ لڑکی کے لئے ہوگا۔ اور اگر ابن ملامتہ اپنے حقیقی بھائی اور اپنے ایک مادری بہن اور ایک حقیقی بہن کو چھوڑے تو ماں متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔ اور اسی طرح اگر وہ ایک مادری بہن اور ایک حقیقی بہن کو چھوڑے تو ماں متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔

اور اگر وہ بھائی کے لڑکے اور مادری بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو ماں متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔ اور اگر بنت ملامتہ مر جائے اپنے نواسے کو اور اپنی پوتی کے لڑکے کو اور اپنے شوہر کو اور اپنے ماموں کو اور اپنے جد کو اور اپنی بہن کے لڑکے کو اور اپنے بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ایک رابع اور جو باقی ہے وہ سب نواسے کے لئے ہے اور بقیہ سب ساقط ہونگے۔

اور اگر ابن ملامتہ اپنی بہن کو اور اپنے مادری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو سارا ماں متروکہ بہن کے لئے ہے۔ اور اگر وہ اپنی زوجہ اور اپنے نانا اور نانی کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک رابع اور جو باقی ہے وہ نانا نانی کے درمیان نصف نصف ہوگا۔

لیکن ابن ملامتہ کا پوتا اگر مر جائے تو اس کی میراث غیر ابن ملامتہ کی میراث کے مانند ہوگی تمام فرائض میراث کے اندر اور ولد الزنا کی میراث بھی ولد ملامتہ کی میراث کے مانند ہے۔

(۵۶۹۱) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ملامتہ کے متعلق کہ جس کے شوہر نے اس کو چھوڑ دیا اور اس کے لڑکے سے انکار کر دیا ہے اور اس سے طاعت کر لیتا ہے پھر اس کے بعد اس کا شوہر کہتا ہے کہ یہ لڑکا میرا ہے اور خود اپنے کو جھٹلاتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب وہ عورت تو اس کی طرف پلٹ کر تا ابد نہیں جائے گی لیکن لڑکا تو اگر وہ اس کا دعویٰ کرتا ہے اور اسے نہیں چھوڑتا تو میں اس کو اس کی طرف واپس کرتا ہوں لیکن وہ لڑکے کی میراث نہیں پائے گا اور لڑکا اس کی میراث لے گا۔ باپ لڑکے کی میراث کا حقدار نہ ہوگا بلکہ اس کے ماموں اس کی میراث پائیں گے اور اگر اس لڑکے کو کسی نے ولد الزنا کہا تو حد میں اس کو کولے لگائے جائیں گے۔

(۵۶۹۲) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ملامتہ کے لڑکے کی میراث اس کی ماں کے لئے ہے اور اگر اس کی ماں زندہ نہیں ہے تو ماں کے سب سے زیادہ

قریبی اس (میت) کے ماموں ہیں۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب تک امام عصر علیہ السلام پردہ نیست میں ہیں ملاعنہ کے لڑکے کی میراث اس کی ماں کے لئے ہے اور جب امام علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو اس کی ماں کے لئے ایک ثلث ہوگا اور باقی امام مسلمین کے لئے ہوگا اور اس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۶۹۳) جس کی روایت کی ہے حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ابن ملاعنہ کی میراث میں سے ایک ثلث اس کی ماں پائے گی اور باقی امام المسلمین کے لئے ہوگی۔

(۵۶۹۴) ابن ابی عمیر نے ابان وغیرہ سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ابن ملاعنہ کے متعلق حضرت امیر المومنین نے فیصلہ فرمایا کہ اس کی میراث ایک ثلث اس کی ماں پائے گی اور باقی امام کے لئے ہے اس لئے کہ اس کے جرائم کے تادان کی ذمہ داری امام پر ہے۔

(۵۶۹۵) ابوالجوزاء نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمرو بن خالد سے انہوں نے زید بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد نامدار علیہم السلام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی زوجہ پر زنا کا اتہام لگایا پھر کہیں باہر چلا گیا اور جب واپس آیا تو وہ مر چکی تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس شخص کو دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کے لئے کہن جائے گا کہ یا تم اپنے نفس پر گناہ کا الزام لگاؤ اور کہو کہ میں نے غلط اتہام لگایا تھا) تو تم پر حد جاری کی جائے گی اور تمہیں میراث دی جائے گی اور چاہو تو اس الزام کو برقرار رکھو اور اس سے ملاعنہ کرو تو تم کو میراث نہیں ملے گی۔

(۵۶۹۶) منصور بن عازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام ارشاد کیا کرتے تھے کہ جب کوئی ابن ملاعنہ مرجائے اور اس کے بھائی ہوں تو مال متروکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ سہام پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ یعنی مادری بھائی یا حقیقی بھائی۔ پدری بھائی تو کوئی وراثت نہیں پائیں گے اور حقیقی بھائی ماں کی طرف سے میراث پائیں گے باپ کی طرف سے نہیں یہ لوگ اور مادری بھائی میراث میں برابر ہیں۔

(۵۶۹۷) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ملاعنہ کی جبکہ وہ حاملہ تھی اور اس کا حمل ظاہر ہو چکا تھا اور اس شخص نے عورت کے بطن میں جو تھا اس سے انکار کر دیا۔ مگر جب بچہ پیدا ہو گیا تو اس نے بچہ کا دعویٰ کیا اور اقرار کیا اس کو خیال آیا کہ یہ بچہ اسی کا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کا بچہ اس کو دیدیا جائے گا وہ وراثت پائے گا کوڑے نہیں لگائے جائیں گے اس لئے کہ لعان گزر گیا۔

(۵۶۹۸) اور محمد بن فضیل نے ابی الدیلمی سے اور عمرو بن عثمان نے سفیان سے انہوں نے زید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ابن ماعینہ کے متعلق کہ اس کا وارث کون ہوگا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی وارث اس کی ماں ہوگی۔ میں نے عرض کیا آپ علیہ السلام کی نظر میں اگر اس کی ماں مرگئی ہو اس کے بعد یہ بھی مرگیا ہو تو اب اس کا وارث کون ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ماں کے خاندان والے اس (میت) کے ماموں اس کے وارث ہونگے۔

(۵۶۹۹) حماد بن عیسیٰ نے شعیب سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ابن ماعینہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگا اور اس کے تمام امور اور کیفیات کی نسبت اسی کی طرف ہوگی۔

باب: جو شخص میراث کے وقت اسلام لایا ہو یا آزاد ہوا ہو اس کی میراث

(۵۷۰۰) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو میراث کے وقت مسلمان ہوا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میراث تقسیم ہو چکی تو اب اس کو کوئی حق نہیں میں نے عرض کیا اور غلام جو میراث کے وقت آزاد ہوا ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ بھی اسی منزل پر اس کے مثل ہے۔

باب: میراثِ خنثی (بیچرا)

(۵۷۰۱) حسن بن موسیٰ شیبانی نے غیاث بن کلوب سے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ خنثی جہاں سے وہ پیشاب کرتا ہے اسی کے اعتبار سے وہ میراث پائے گا۔ اگر دونوں سوراخوں سے پیشاب کرتا ہے تو جس طرف سے پہلے پیشاب کرتا ہے اسی کے اعتبار سے وہ میراث پائے گا اور اگر اس نے ابھی پیشاب نہیں کیا اور مر گیا تو نصف حصہ مرد کا اور نصف عورت کا ملے گا۔

(۵۷۰۲) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام خنثی کو اس کی پسلیاں شمار کر کے میراث دیتے تھے اگر عورت کی پسلیوں سے اس

کی ایک پہلی کم ہے تو اس کو مرد کی میراث دیتے کیونکہ عورت کی پہلیوں سے مرد کی ایک پہلی کم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت حواء علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پہلی سے پیدا کی گئیں اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کی ایک پہلی کم ہو گئی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جس مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام خلق ہوئے تھے ان کی بچی ہوئی مٹی سے حضرت حواء پیدا ہوئیں اور وہ مٹی پہلیوں کی مٹی سے بچی ہوئی تھی اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کی تکمیل کے بعد وہ پیدا ہوئیں تو حضرت آدم علیہ السلام کی ایک بائیں پہلی کی مٹی لے لی گئی اور اس سے وہ پیدا کر دی گئیں اور اگر ایسا ہوتا جیسا کہ جاہل کہتے ہیں تو اہل تشیع کو بھی یہ کہنے کے لئے ایک راستہ ملتا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی ہی پیدا سے نکاح کرتے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے کجور کے درخت کو بھی حضرت آدم علیہ السلام کی فاضل طینت سے پیدا کیا اور اسی طرح کبوتر کو بھی تو اگر ایسا ہوتا کہ یہ سب کے سب حضرت آدم علیہ السلام کی تکمیل خلقت کے بعد ان کے جسد سے ماخوذ ہوتے تو ان کے لئے حواء علیہ السلام سے نکاح کرنا جائز نہ ہوتا ورنہ یہ ہو جاتا کہ انہوں نے اپنے بعض (جزا) سے نکاح کیا اور ان کے لئے یہ جائز نہ ہوتا کہ کجور کھائیں اس لئے کہ اس طرح انہوں نے اپنے بعض کو کھایا اور اسی طرح کبوتر کو بھی۔

(۵۷۰۳) بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کجور کے متعلق فرمایا ہے کہ تم لوگ اپنی چھو بھی سے نیک سلوک کرو۔

(۵۷۰۴) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ قاضی شریع اپنے مسند قضا پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت اس کے پاس آئی اور اس نے کہا اے قاضی میرے اور میرے خصم (شوہر) کے درمیان فیصلہ کرو۔ انہوں نے کہا تیرا خصم کون ہے؟ اس عورت نے کہا کہ تم ہو۔ قاضی شریع نے لوگوں سے کہا کہ اس عورت کو راستہ دو اور لوگوں نے اسے راستہ دیدیا تو وہ اس کے پاس پہنچی۔ انہوں نے اس عورت سے پوچھا کہ تجھ پر کیا ظلم ہوا۔ اس نے جواب دیا میرے وہ بھی عضو ہے جو مردوں کے ہوتا ہے اور وہ بھی عضو ہے جو عورت کے ہوتا ہے۔ قاضی شریع نے کہا مگر حضرت امیر المومنین علیہ السلام تو اس کا فیصلہ پیشاب کے مقام سے کرتے ہیں اس نے کہا مگر میں تو دونوں سے پیشاب کرتی ہوں اور دونوں سے ایک ساتھ پیشاب رک جاتا ہے۔ شریع نے کہا خدا کی قسم میں نے اس سے زیادہ تعجب خیز بات کبھی نہیں سنی۔ اس عورت نے کہا مگر اس سے زیادہ تعجب خیز بات ایک اور ہے شریع نے پوچھا وہ کیا ہے؟ عورت نے کہا میرے شوہر نے مجھ سے مجامعت کی تو میرے لڑکا پیدا ہوا اور میں نے اپنی کنیز سے مجامعت کی تو اس کے بھی لڑکا پیدا ہوا۔ شریع نے تعجب سے ہاتھ پر ہاتھ مارا پھر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا امیر المومنین میرے سامنے ایک ایسا مقدمہ پیش ہوا ہے کہ اس سے زیادہ تعجب خیز بات میں نے کبھی سنی ہی نہیں اس کے بعد اس نے سارا قصہ بیان کیا۔ تو

امیر المؤمنین علیہ السلام نے دریافت کیا تو اس عورت نے کہا ہاں یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا تیرا شوہر کون ہے اس نے عرض کیا فلاں شخص ہے تو آپ علیہ السلام نے آدمی بھیج کر اس کے شوہر کو بلایا اور اس سے پوچھا کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا ہاں یہ میری بیوی ہے آپ علیہ السلام نے اس عورت نے جو کچھ بیان کیا تھا اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا ہاں ایسا ہی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تم تو شیر پر سواری کرنے والے سے زیادہ جری اور بہادر ہو کہ اس حالت میں اس پر سوار ہوئے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا اے قنبر اس عورت کو ایک حجرہ میں لے جاؤ اور اس کی پسلیاں شمار کر دو۔ اس کے شوہر نے کہا یا امیر المؤمنین میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو بھیجوں اس پر مجھے اعتماد نہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اچھا پھر دینار کو بلاؤ جو خصی ہے اور دینار کا شمار اہل کوفہ کے صالحین میں ہوتا تھا اور اس پر بھروسہ کیا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ آیا تو آپ علیہ السلام نے اس سے کہا اے دینار اس عورت کو حجرے میں لے جاؤ اس کے کپڑے اتار دو اور اس سے کہو کہ وہ اپنے میز پر باندھے رہے۔ پھر تم اس کی پسلیاں گنو چنانچہ دینار نے ایسا ہی کیا تو اس کی پسلیاں سترہ (۱۷) تھیں دہائی جانب نو عدد اور بائیں جانب آٹھ عدد۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے اس کو مردوں کا لباس اور ٹوپی اور نعلین پہنایا اور اس کے دوش پر ردا ڈال دی اسے مردوں سے ملحق کر دیا اور فرمایا کہ میں نے وہی فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی آخری بائیں پسلی سے پیدا کیا اس لئے مرد کی ایک پسلی کم ہے اور عورت کی پسلیاں پوری ہیں۔

(۵۷۰۵) حسن بن محبوب نے جمیل بن دراج سے یا جمیل بن صالح سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے مولود کے متعلق جس کے نہ مردوں کا عضو تھا اور نہ عورتوں کا آپ علیہ السلام نے فرمایا امام قرعہ ڈالے گا ایک پرچہ پر عبد اللہ لکھے گا اور دوسرے پرچہ امتہ اللہ لکھے گا پھر امام یا قرعہ ڈالنے والا کہے گا۔ اللھم انت اللہ لا الہ الا انت ، عالم الغیب والشہادۃ انت تحكم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون ، بین لنا امر ہذا المولود حتی یورث ما فرضت لہ فی کتابک (اے اللہ صرف تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی اللہ نہیں تو ہر غائب و حاضر کو جاننے والا ہے تو اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیتا ہے جس میں لوگ اختلاف رکھتے ہیں۔ ہمارے لئے اس مولود کے متعلق واضح کر دے تاکہ تو نے اپنی کتاب میں جو فرض کیا ہے اس کے مطابق اس کو وراثت دی جائے۔) پھر ان دونوں پرچوں کو گننام پرچوں میں ملا کر الٹ پلٹ کر دیا جائے۔ اب جو پرچہ نکل آئے اس کے مطابق اس کو وراثت دی جائے۔

باب: اس مولود کی میراث جس کے دو (۲) سرہوں

(۵۷۰۶) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن احمد بن اشیم سے انہوں نے محمد بن قاسم جوہری سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حریر بن عبداللہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے عہد میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کے دو سر تھے تو امیرالمومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اسے دو آدمی سمجھ کر میراث دی جائے یا ایک آدمی سمجھ کر؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اسے چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ سوجائے پھر اس کو پکارا جائے اگر دونوں ایک ساتھ جاگتے ہیں تو اس کے لئے میراث بھی ایک ہوگی اور ایک جاگ جائے اور دوسرا سوتا رہے تو ان کو دو آدمیوں کی میراث دی جائے گی۔

اور احمد بن محمد بن ابی نصر برنظی نے ابی جمیلہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے فارس میں ایک عورت کو دیکھا کہ اس کے دو سر اور دو پیٹے ہیں اور کمر ایک ہے (کھانے پینے میں) یہ اس پر جھپٹتا ہے اور وہ اس پر جھپٹتا ہے۔

باب: گم شدہ شخص کی میراث

(۵۷۰۷) یونس بن عبدالرحمن نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن علیہ السلام نے گمشدہ شخص کے متعلق فرمایا کہ اس کے مال کا چار (۴) سال تک انتظار کیا جائے گا پھر تقسیم کر دیا جائے گا۔ مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یعنی یہ سب نہ چلنے کے بعد کہ وہ شخص مر گیا یا زندہ ہے اور یہ بھی نہ معلوم ہو کہ وہ کہاں اور کس سرزمین پر ہے اور چار (۴) سال تک ہر چہار جانب تلاش کرنے کے بعد اور اس کی موت و حیات کی خبر نہ ملنے کے بعد اس کی زوجہ اس کے لئے عدہ وفات رکھے گی اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ سہام کے مطابق اس کا مال اس کے وارثوں پر تقسیم کر دیا جائے گا۔

(۵۷۰۸) صفوان بن یحییٰ نے عبداللہ بن جندب سے انہوں نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حفصہ امور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں اس وقت حاضر خدمت تھا انہوں نے پوچھا کہ میرے والد کا ایک ملازم تھا اور میرے والد کے پاس اس ملازم کا کچھ (مال) تھا اور وہ ملازم مر گیا اور اس نے نہ کوئی وارث چھوڑا اور نہ قریبدار ہیں اس کی وجہ سے دل تنگ ہوں کہ کیا کروں آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہیں غریب فقہاء عامہ نے شک میں ڈالا، تمہیں ان غریبوں نے شک میں ڈالا۔ میں نے عرض کیا میں آپ علیہ السلام پر قربان

میں اس کی وجہ سے دل تنگ ہوں کہ کیا کروں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اب یہ تمہارے مال کے طور پر ہے اور اگر اس کا کوئی طلب گار آئے تو اس کو دے دینا۔

(۵۷۰۹) ابن ابی نصر نے حماد سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اس نے کئی لڑکے چھوڑے جس میں ایک غائب ہو گیا نہیں معلوم وہ کہاں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی میراث تقسیم کر دی جائے گی اور غائب کا حصہ الگ کر کے رکھ دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا پھر اس پر زکوٰۃ ہوگی؟ فرمایا نہیں جب تک وہ آئے جائے اور اپنی رقم پر قبضہ نہ کر لے اور اس قبضہ کو ایک سال نہ گزر جائے۔ میں نے عرض کیا لیکن یہ نہیں معلوم وہ کہاں ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر ورثہ مالدار ہیں تو اس کی میراث کا حصہ بھی تقسیم کر لیں اور وہ آجائے تو اسے واپس کر دیں۔

(۵۷۱۰) یونس بن عبدالرحمن نے ابن عون سے انہوں نے معاویہ بن وہب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس پر کسی آدمی کی کچھ رقم تھی مگر اب وہ لاپتہ ہو گیا اور یہ بھی نہیں معلوم کہ کہاں ہے اور یہ بھی نہیں خبر کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا اور وہ نہ اس کے کسی وارث کو جانتا ہے اور نہ اولاد کو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تلاش کرے عرض کیا اس کی تلاش میں تو بڑی طوالت ہے تو کیا؟ طرف سے تصدق کر دے؟ فرمایا تلاش کرے۔

(۵۷۱۱) اس کے متعلق دوسری حدیث یہ ہے کہ اگر اس کا وارث باوجود تلاش کرنے کے نہ ملے اور اللہ تعالیٰ تیری تلاش و جستجو کو جانتا ہے تو تصدق کر دے۔

باب: مرتد کی میراث

(۵۷۱۲) حسن بن محبوب نے ابی ولاد حنظل سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتد میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اسلام سے مرتد ہو گیا اس کی میراث کس کے لئے ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کتاب خدا کے مطابق اس کی میراث وارثوں پر تقسیم کر دی جائے گی۔

(۵۷۱۳) حسن بن محبوب نے سیف بن عمیرہ سے انہوں نے ابی بکر حضرمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی مسلمان اسلام سے مرتد ہو جائے تو اس کی عورت اس سے بائن ہو جائے گی جس طرح عورت تین طلاق سے بائن ہو جاتی ہے اور وہ عدہ رکھے گی جس طرح مطلقہ عدہ رکھتی ہے اور اگر وہ اسلام کی طرف دوبارہ پلٹ آئے تو وہ پھر سے نکاح کرے گا اور اس کے لئے عورت کو عدہ کی ضرورت نہیں۔

(اگر عورت دوسرے سے نکاح کرتی ہے تو دوسرے کے لئے عدہ کی ضرورت ہے)۔ اور اگر وہ عدہ کی مدت پوری ہونے سے قبل قتل کر دیا جائے یا مرجائے تو عورت عدہ و نفات رکھے گی اور وہ عورت عدہ میں اس کی وراثت پائے گی اور اگر عورت بحالت عدہ مرجائے اور مرد اسلام سے مرتد ہے تو مرد اس کا وارث نہ ہوگا۔

باب: ایسے شخص کی میراث جس کا کوئی وارث نہیں ہے

(۵۷۱۳) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اہل بیت میں سے اور نہ اس کا کوئی آزاد کردہ غلام جس کے جرائم کے تادان کی ذمہ داری اس نے لی ہو تو اس کا مال غنیمت میں شامل ہوگا۔

(۵۷۱۵) اور دوسری حدیث میں روایت کی گئی ہے کہ جو شخص مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال اس کے ہم شہروں یعنی اس شہر کے رہنے والوں کے لئے ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس وقت امام ظاہر ہونگے تو اس کا مال امام کے لئے ہے اور جب تک امام پردہ غیب میں ہیں تو اس کا مال اس کے شہر والوں کے لئے ہے جب کہ اس کا کوئی وارث یا اہل شہر سے زیادہ اس سے کوئی قرابت نہ رکھتا ہو۔

(۵۷۱۹) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے شخص مسلم کے متعلق روایت کی جو قتل کر دیا گیا اور اس کا باپ نصرانی ہے تو اس کی دست کس کے لئے ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی دست لیکر بیت المال میں جمع کر دی جائے گی اس لئے کہ اس کے جرائم کے تادان کی ذمہ داری (بھی) مسلمانوں کے بیت المال پر ہے۔

باب: مختلف قوموں کی میراث

دو قوموں کے افراد ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔ اور مسلمان کافر کا وارث بنے گا لیکن کافر مسلمان کا وارث نہیں بنے گا۔ اور اس کی وجہ مال مشرکین کے متعلق اصل حکم ہے کہ یہ مسلمانوں کے لئے مال غنیمت ہے اور اس مال کے مشرکین سے زیادہ مسلمان حقدار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کفار پر ان کے کفر کی سزا میں میراث حرام کر دی ہے جس طرح قاتل پر قتل کی سزا میں میراث حرام کر دی ہے۔ لیکن مسلمان تو یہ کس جرم کی سزا میں میراث سے محروم کر دیا جائے؟ اور اسلام کیونکر اس کے نقصان اور برائی میں انصاف کرے گا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معہدہ ذیل

ارشاد کی موجودگی میں کہ

(۵۷۱۷) اسلام ہمیشہ زیادہ کرتا ہے کم نہیں کرتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کی موجودگی میں کہ

(۵۷۱۸) اسلام میں نہ ضرر ہے اور نہ ضرر رسائی۔ تو اسلام مرد مسلمان کے لئے خیر میں اضافہ کا سبب ہے شر میں اضافہ

کا سبب نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کی موجودگی میں کہ

(۵۷۱۹) اسلام خود بلند ہوتا ہے بلند نہیں کیا جاتا۔ اور کفار بمنزلہ مردوں کے ہیں وہ کسی کو محجوب نہیں کرتے (وراثت

سے نہیں روکتے) اور وارث نہیں ہوتے۔

(۵۷۲۰) ابو الاسود دہلی سے روایت کی گئی ہے کہ معاذ بن جبل جب یمن میں تھے تو ان کے پاس لوگوں نے آکر بیان

کیا فلاں یہودی مر گیا اور اس نے ایک مسلمان بھائی کو چھوڑا تو حضرت معاذ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اسلام ہمیشہ زیادہ کرتا ہے کم نہیں کرتا لہذا یہ مسلمان اپنے یہودی بھائی کا وارث ہوگا۔

(۵۷۲۱) محمد بن سنان نے عبد الرحمن بن اعین سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک نصرانی کے

متعلق روایت کی ہے کہ وہ مرحاتا ہے اور اس کا ایک لڑکا مسلمان ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام ہمیشہ عرت بزحاتی ہے لہذا ہم لوگ ان کے وارث ہونگے اور وہ ہمارے وارث نہ ہونگے۔

(۵۷۲۲) زرعة نے سماع سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ

ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا مسلمان شخص مشرک کا وارث ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں مگر مشرک شخص مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔

(۵۷۲۳) موسیٰ بن بکر نے عبد اللہ بن اعین سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ

علیہ السلام نے فرمایا دو قوموں کے افراد ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے۔ ہم لوگ تو ان کے وارث ہوتے ہیں مگر وہ لوگ ہمارے وارث نہیں ہوتے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اسلام کی وجہ سے ہم لوگوں کی عرت ہی بزحاتی ہے۔

(۵۷۲۴) حسن بن محبوب نے حسن بن صالح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ

علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مسلمان کافر کو میراث سے محجوب کر دیتا مگر مسلمان اس کی میراث لیتا ہے اور کافر ایک مومن کو میراث سے محجوب نہیں کرتا اور نہ وہ مسلمان کی میراث پاتا ہے۔

(۵۷۲۵) حسن بن محبوب نے ابی ولاد حنظل سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ مسلمان اپنی ذمیہ عورت کا وارث

ہوتا ہے مگر ذمیہ عورت اس کی وارث نہیں ہوتی۔

(۵۷۲۶) حسن بن علی قزاز نے احمد بن عمار سے انہوں نے ابی خدیجہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کافر کبھی مسلمان کی وراثت نہیں پائے گا لیکن مسلمان کے لئے حق ہے کہ وہ کافر کی وراثت لے لیکن یہ کہ کسی مسلمان نے کسی کافر کے لئے کسی شے کی وصیت کر دی ہو۔

(۵۷۲۷) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہودی اور نصرانی مسلمانوں کی وراثت نہیں پائیں گے لیکن مسلمان-یہودی اور نصرانی کی وراثت پائیں گے۔

(۵۷۲۸) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد مسلمان ہو گیا اور اس کی ماں نصرانیہ ہے اور اس کی زوجہ اور اولاد ہے جو سب مسلمان ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وراثت کی تقسیم سے پہلے اس کی ماں مسلمان ہو گئی تو اس کو سدس (چھٹا حصہ) دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس کی نہ عورت ہو نہ بچے اور نہ مسلمانوں میں سے اس کا کوئی وارث جس کا حق کتاب خدا میں سہم مقرر ہو اور اس کی ماں نصرانیہ ہو دوسرے قریب دار بھی نصرانی ہوں کہ اگر وہ مسلمان ہوتے تو از روئے کتاب خدا ان کا حق ہوتا تو اس کی میراث کس کے لئے ہوگی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کی ماں مسلمان ہو جائے تو اس کی تمام میراث ماں کے لئے ہوگی اور اگر اس کی ماں مسلمان نہ ہو بلکہ اس کے قریب داروں میں سے کوئی ایسا شخص مسلمان ہو جائے جس کا حق کتاب خدا میں مذکور ہے تو اس کی میراث اس کے لئے ہے اور اگر اس کے قریب داروں میں سے کوئی اسلام نہ لائے تو اس کی میراث امام کے لئے ہے۔

(۵۷۲۹) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے عبد الملک بن اعین یا مالک بن اعین سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک نصرانی مرگیا اس کے ایک بھائی کا بیٹا مسلمان ہے اور ایک بہن کا بیٹا مسلمان ہے اور نصرانی کی اولاد اور زوجہ نصرانی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میری نظر میں اس کا مال سترکہ دو تہائی اس کے بھائی کے لڑکے کو دیدیا جائے اور ایک تہائی اس کی بہن کے لڑکے کو دیدیا جائے اگر اس کے بچے چھوٹے اور کمسن نہ ہوں اور اگر اس کے بچے چھوٹے اور کمسن ہیں تو ان دونوں وارثوں پر فرض ہے کہ وہ ان بچوں کا خرچ دیں اس میں سے جو انہوں نے ان بچوں کے باپ سے ورثہ میں پایا ہے جب تک کہ وہ بڑے اور بالغ نہ ہو جائیں تو عرض کیا گیا کہ یہ دونوں کس طرح سے خرچ دیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو دو ثلث کا وارث ہے وہ خرچ کا دو ثلث دے اور جو ایک ثلث کا وارث ہے وہ خرچ کا ایک ثلث دے اور جب بچے بڑے اور بالغ ہو جائیں تو خرچ دینا بند کر دیں۔ عرض کیا گیا اور اگر وہ بچے کمسن ہی میں اسلام لے آئیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کے باپ نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ سب امام کے حوالے کر دیں یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں اور بالغ ہونے کے بعد وہ اسلام پر قائم رہیں تو امام ان کی میراث ان کو دے دے گا اور بالغ

ہونے کے بعد وہ اسلام پر باقی نہ رہے تو امام اس کی میراث اس کے بھائی کے لڑکے اور اس کی بہن کے لڑکے کو دیدیگا جو دونوں مسلمان ہیں مال متروکہ کا دو ثلث بھائی کے لڑکے کو اور ایک ثلث بہن کے لڑکے کو۔

(۵۴۳۰) ابن ابی عمیر نے ابراہیم بن عبد الحمید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سرفس کیا ایک نصرانی اسلام لانے کے بعد پھر نصرانیت کی طرف پلٹ گیا اور مرگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی میراث اس کی نصرانی اولاد کے لئے ہے اور اگر کوئی مسلمان نصرانیت اختیار کرے پھر مرجائے تو اس کی میراث اس کی مسلمان اولاد کے لئے ہے۔

باب: مملوک (غلام) کی میراث

(۵۴۳۱) محمد بن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام ارشاد فرماتے تھے ایک ایسے آزاد شخص کے متعلق کہ جو مرتا ہے اور اس کی ماں کسی کی مملوکہ ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ مملوکہ اپنے لڑکے کے مال سے خریدی جائے پھر آزاد کر دی جائے اور پھر اس کو اس کا وارث بنایا جائے۔

(۵۴۳۲) حنان بن سدر نے ابن ابی یحضر سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا حضرت علی علیہ السلام کا ایک آزاد کردہ غلام مرگیا تو آپ علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا تم لوگ نگاہ ڈالو کہیں اس کا وارث تم لوگوں کو ملتا ہے۔ تو آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ اس کی دو لڑکیاں یمامہ میں کسی کی مملوکہ ہیں تو میت کے مال سے ان دونوں کو خرید لیا گیا پھر بقیہ میراث ان دونوں کے حوالے کر دی گئی۔

(۵۴۳۳) محمد بن ابی عمیر نے حمیل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مرتا ہے اور اپنا ایک مملوک لڑکا چھوڑتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے مال سے اس کے لڑکے کو خرید کر آزاد کر دیا جائے پھر بقیہ مال کا اس کو وارث بنا دیا جائے۔

(۵۴۳۴) اور ابن مسکان کی روایت میں سلیمان بن خالد سے ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کیا کہ جب کوئی ایسا شخص مرجاتا کہ جس کی زوجہ کسی کی مملوکہ ہوتی تو حضرت علی علیہ السلام اس کے مال سے اس کی زوجہ کو خرید کر آزاد کرتے پھر اس کو اس کا وارث بنا دیتے تھے۔

(۵۴۳۵) عبداللہ بن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے

آنجناب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی آدمی کے غلام کیلئے دعویٰ کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے آپ نے فیصلہ فرمایا کہ جس نے دعویٰ کیا ہے اس کے مال سے وہ لڑکا آزاد کرایا جائے۔ اور اگر دعویٰ کرنے والا وفات پا جائے اور اس کے آزاد کرانے سے پہلے اس کا مال متروکہ تقسیم ہو جائے تو مال اس کی آزادی سے پہلے ختم ہو چکا اور اگر مال کی تقسیم سے پہلے وہ آزاد ہوا ہے تو اس مال میں اس کا بھی حصہ ہوگا۔

(۵۷۳۶) حسن بن محبوب نے وصب بن عہد ربیع سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس اس کی ام ولد کنیز تھی اس کنیز کا لڑکا مر گیا تو اس کے مالک نے اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کر دیا اور وہاں اس کے لڑکا پیدا ہوا پھر اس کا شوہر مر گیا تو وہ اپنے مالک کے پاس واپس آگئی اب اس کے مالک کو کیا یہ جائز ہے کہ اس سے بغیر نکاح مجامعت کرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس سے مجامعت نہ کرے جب تک وہ اپنے شوہر کی موت پر چار ماہ دس دن عدہ نہ رکھ لے اور پھر اس کے بعد مالک کی حیثیت سے بغیر نکاح اس سے مجامعت کرے۔ میں نے عرض کیا پھر اس کا لڑکا جو اس کے شوہر سے پیدا ہوا ہے اس کی حیثیت کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا اگر اس کے شوہر نے کچھ مال چھوڑا ہے تو وہ اس سے خرید کر آزاد کر دیا جائے گا اور وہ اپنے باپ کا وارث ہوگا میں نے عرض کیا اور اگر اس نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ اپنی ماں کے ساتھ ہے جو حیثیت اس کی ہے وہی لڑکے کی بھی ہوگی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں نے اس لئے تحریر کیا ہے کہ اس کے اسناد قوی ہیں لیکن دراصل ہم لوگوں کے نزدیک یہ ہے کہ ماں باپ میں سے اگر ایک بھی آزاد ہے تو لڑکا بھی آزاد ہوگا۔ اور کبھی کبھی امام عیہ السلام سے ایسی بات ملتی ہے جو بظاہر خبر کی شکل میں ہوتی ہے مگر اس کے معنی انکار کے ہوتے ہیں اور بیان کرنے والے اسے خبر کی شکل میں بیان کر دیتے ہیں۔

(۵۷۳۷) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ غلام کو وارث نہیں بنایا جائے گا اور طلاق بائن پائی ہوئی عورت وارث نہیں بنائی جائے گی۔

(۵۷۳۸) محمد بن اسماعیل بن یزید نے منصور بن یونس بزرگ سے انہوں نے جمیل بن دراج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ آزاد اور غلام ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔

(۵۷۳۹) علی بن ہزیر نے فضالہ سے انہوں نے ابان سے انہوں نے فضل بن عبدالمکک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مملوک اور مملوکہ جب وارث نہیں ہوتے تو کیا یہ دونوں کسی کو ورثہ سے محجوب بھی کرتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔

باب: غلام مکاتب کی میراث

(۵۷۴۰) یونس بن عبدالرحمن نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مکاتب نے خود اپنی ذات کو خرید لیا اور اتنا مال چھوڑا کہ جس کی قیمت ایک لاکھ درہم ہے مگر اس کا کوئی وارث نہیں ہے تو اس کا وارث کون ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کا وارث وہ ہوگا جو اس کے جرائم کا ذمہ دار ہے۔ میں نے عرض کیا اس کے جرائم کا فاسق کون ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جو تمام مسلمانوں کے جرائم کا فاسق ہے۔ (یعنی امام)۔

(۵۷۴۱) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں ہمارے بعض اصحاب سے ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے اپنے مملوک کو مکاتب بنایا اور اس پر یہ شرط رکھ دی کہ اس مکاتب کی میراث اس (یعنی مالک) کے لئے ہوگی تو یہ مقدمہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا تو آپ علیہ السلام نے اس کی شرط کو باطل کر دیا اور فرمایا اللہ کی شرط تیری شرط سے پہلے ہے۔

(۵۷۴۲) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے مکاتب کے متعلق فیصلہ فرمایا جو مرگیا اور اس کے پاس مال تھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا جس قدر وہ آزاد ہوا ہے اسی کے حساب سے اس کا مال اس کے ورثہ کے لئے ہے اور جس قدر وہ آزاد نہیں ہوا ہے اسی کے حساب سے اس کا مال مکاتب کرنے والوں کے لئے ہے۔

(۵۷۴۳) صفوان بن یحییٰ نے منصور بن حازم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا مکاتب نے جس قدر رقم ادا کر دی ہے اسی کے حساب سے وہ کسی کو وارث بنائے گا اور کسی کا وارث بنایا جائے گا۔

(۵۷۴۴) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سماعہ نے روایت کرتے ہوئے عبدالحمید بن عواض سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس مکاتب کے متعلق جو اپنے مکاتب کی کچھ رقم ادا کر کے مرجاتا ہے۔ اور ایک لاکھ چھوڑتا ہے اور مکاتب کی جتنی رقم اس پر باقی ہے اس سے زیادہ رقم چھوڑتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے موالی (مالکان) اس سے اپنے مکاتب کی رقم پوری کریں گے اور بقیہ اس کے لڑکے کو دیدیں گے۔

باب: مجوسیوں کی میراث

مجوسی لوگ نسب کی بنیاد پر میراث پاتے ہیں نکاح فاسد کی بنیاد پر میراث نہیں پاتے۔ پس اگر کوئی مجوسی مرتا ہے اور اپنی ماں کو چھوڑتا ہے جو اس کی بہن بھی ہے اور وہی اس کی زوجہ بھی ہے تو مال متروکہ اس (عورت) کا ہے اس بنیاد پر کہ وہ ماں ہے بہن کی بنیاد پر اور زوجہ کی بنیاد پر اس کا کچھ نہیں ہے۔

(۵۷۳۵) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ اگر کوئی مجوسی اپنی ماں اور اپنی بہن اور اپنی بیٹی سے نکاح کئے ہوتا تو حضرت علی علیہ السلام اس کو دو (۲) وجہوں سے میراث دیتے ایک اس وجہ سے کہ وہ اس کی ماں ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ وہ اس کی زوجہ ہے۔

اور سکونی کی اس روایت پر جس میں وہ تنہا ہے میں فتویٰ نہیں دیتا۔

اگر کوئی مجوسی اپنی ماں کو چھوڑے جو اس کی بہن بھی ہو اور لڑکی چھوڑے تو ماں کی حیثیت سے اس کو ایک سدس اور لڑکی کو نصف اور جو باقی رہا اس کو ان کے نصاب کے مطابق انہیں واپس دیدیا جائے گا۔ اور اس حیثیت سے اس کی بہن بھی کچھ نہیں اس لئے کہ ماں کی موجودگی میں بھائی بہن میراث نہیں پاتے۔

اور اگر وہ اپنی لڑکی کو چھوڑے جو اس کی بہن بھی ہو اور وہی اس کی زوجہ بھی تو لڑکی کی حیثیت سے اس کے لئے نصف ہوگا اور باقی اسی پر رد کر دیا جائے گا اور بہن اور زوجہ کی حیثیت سے وہ کوئی میراث نہیں پائے گی۔

اور اگر وہ اپنی بہن کو چھوڑے جو اس کی زوجہ بھی ہے اور ایک بھائی کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم کر دیا جائے گا اور زوجہ کی حیثیت سے وہ کچھ نہیں پائے گی۔ اور یہ سارا باب اسی مثال پر ہوگا۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوں اور وہ مجوسی مرحائے۔ تو اس نے حقیقت میں تین لڑکیاں چھوڑیں اور مال متروکہ ان تینوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور اگر ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک مرحائے تو درحقیقت اس (متوفیہ) نے اپنی ماں کو چھوڑا جو پدری اعتبار سے اس کی بہن ہے اور اپنی حقیقی بہن کو چھوڑا تو مال متروکہ اس کی ماں کے لئے ہوگا جو پدری اعتبار سے اس کی بہن ہے اس لئے کہ والدین کی موجودگی میں بھائیوں بہنوں کی کوئی میراث نہیں۔

اور اگر باپ کے مرنے کے بعد لڑکی کی لڑکی مرحائے تو اس نے اپنی ماں کو چھوڑا اور باپ کی طرف سے وہ اس کی بہن بھی ہے تو مال متروکہ اس کی ماں کو ملے گا ماں ہونے کی حیثیت سے اور بہن ہونے کی حیثیت سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر اس لڑکی کی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر مر جائے تو مال متروکہ ان سب میں تین حصہ کر کے تقسیم ہوگا پھر اگر پہلی مرحائے جس نے اس سے نکاح کیا تھا تو مال متروکہ درمیانی لڑکی کا ہوگا اور اگر باپ کے مرنے کے بعد درمیانی لڑکی مر جائے تو اس کی ماں کے لئے جو سب میں بڑی ہے ایک سدس۔ اس لڑکی کے لئے جو سب میں چھوٹی ہے نصف اور جو باقی رہے وہ ان دونوں پر ان کے نصاب کے مطابق واپس کر دیا جائے گا۔ اور اگر مرنے والی سب سے چھوٹی ہے اور سب سے بڑی ابھی باقی ہے تو سارا مال متروکہ اس کی ماں کے لئے ہے جو درمیانی ہے اور سب سے بڑی والی ساقط ہو جائے گی اس لئے کہ وہ بہن بھی ہے اور نانی بھی اور ماں کی موجودگی میں بہن کے لئے کوئی میراث نہیں ہے۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوں پھر ان دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر وہ مجوسی مر جائے تو اس کا مال متروکہ ان سب کے لئے چار حصوں میں تقسیم ہوگا ان کو زوجیت کی بنا پر کچھ نہ ملے گا۔ پس اگر وہ لڑکی مر جائے جس سے آخر میں نکاح کیا تھا تو درحقیقت اس (متوفیہ) نے اپنی لڑکی چھوڑی اور اپنی ماں کو چھوڑا اپنی بہن کو چھوڑا جو اس کی نانی ہے تو اس کی لڑکی کے لئے نصف ہے اور اس کی ماں کے لئے سدس اور جو باقی ہے وہ ان دونوں کے نصاب کے مطابق ان دونوں پر رد کر دیا جائے گا اور اس بہن کے لئے جو اس کی نانی بھی ہے کچھ نہیں ہے۔

اور کوئی مجوسی اپنی ماں سے نکاح کر لے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر اس لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہو اس کے بعد وہ مجوسی مر جائے تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس ہے اور اب جو باقی ہے وہ لڑکے اور لڑکی کے لئے ہے لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک کے حساب سے اور اگر اس کے بعد اس کی ماں مر جائے تو مال متروکہ اس لڑکی کے لئے ہے جس سے اس مجوسی نے نکاح کیا تھا اور لڑکی کے لئے لڑکے کے لئے کچھ نہیں ہے لڑکی کی موجودگی میں اور اگر ماں نہیں مری بلکہ مجوسی کے بعد پہلی لڑکی مر گئی تو اس کی اس ماں کے لئے جو مجوسی کی پہلی لڑکی ہے ایک سدس ہے اور جو باقی ہے وہ لڑکے کے لئے ہے۔ اور اگر باپ کے بعد لڑکا مر گیا اور اس کی ماں زندہ ہے اور مجوسی کی ماں بھی بقید حیات ہے تو کل مال متروکہ لڑکے کی ماں کے لئے ہے اور مجوسی کی ماں کے لئے کچھ نہیں ہے۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی ماں سے نکاح کرے اور اس کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہو پھر اس کا لڑکا بھی اپنی دادی سے نکاح کرے جو مجوسی کی ماں ہے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر مجوسی مر جائے تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس ہے اب جو باقی ہے وہ اس کے لڑکے اور اس کی لڑکی کے لئے ہے لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک کے حساب سے پھر اگر اس کے مرنے کے بعد اس کی ماں مر جائے تو مال متروکہ اس کے لڑکے اور اس کی لڑکی کے لئے ہے مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے اور اگر اس کی ماں نہیں مری بلکہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد

اس کا لڑکا مر گیا تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس اور اس کی لڑکی کے لئے نصف اور جو باقی ہے وہ ان دونوں پر ان کے نصاب کے مطابق رد کر دیا جائے گا اور اس کی بہن کے لئے کچھ نہیں ہے۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی ماں سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہو اس کے بعد وہ اپنی بہن سے نکاح کرے اور اس سے بھی ایک لڑکا اور لڑکی پیدا ہو اس کے بعد وہ مجوسی مرحائے تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ اس کے لڑکے اور اس کی لڑکی دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم کر دیا جائے گا اور اگر اس مجوسی کی ماں ان سب کے مرنے کے بعد مرحائے تو مال متروکہ کل کا کل اس لڑکی کے لئے ہوگا اور باقی سب لوگ ساقط ہو جائیں گے۔

باب: میراث کے متعلق نادر احادیث

(۵۷۴۶) حماد بن عیسیٰ نے ربیع بن عبد اللہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص مرحائے تو اس کی تلوار، اس کا مصحف، اس کی انگوٹھی، اس کی کتابیں، اس کے ہر وقت استعمال کی چیزیں، اس کا لباس یہ سب اس کے بڑے لڑکے کا ہے اور اگر سب سے بڑی اولاد لڑکی ہے تو پھر اولاد ذکر (لڑکوں) میں جو سب سے بڑا ہو اس کے لئے ہے۔

(۵۷۴۷) حماد بن عیسیٰ نے شعیب بن یعقوب سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مرنے والا مرحائے تو تلوار، اس کے ہر وقت کے استعمال کی چیزیں، اس کا لباس اس کے سب سے بڑے لڑکے کے لئے ہے۔

(۵۷۴۸) علی بن حکم نے ابان احمر سے انہوں نے میسر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عورتوں کے متعلق دریافت کیا کہ میراث میں ان کے لئے کیا ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے لئے ہجرت، عمارت، شہر اور بانس کی قیمت ہے لیکن زمین اور غیر منقولہ جائیداد تو ان میں ان کے لئے کوئی میراث نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اور کہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے لئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یہ چیزیں ان کے لئے کیسے ہو گئیں جبکہ ان کے لئے آٹھواں حصہ اور چوتھا حصہ مقرر ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس لئے کہ عورت کا کوئی نسبی رشتہ نہیں ہے جس سے وہ میراث پائے یہ تو ان لوگوں میں اگر داخل ہو گئی ہے اور یہ اس لئے اس طرح ہوا تاکہ اگر عورت کسی سے نکاح کرے تو اس کا شوہر یا دوسری قوم کی اولاد آئے اور ان کی غیر منقولہ جائیداد میں مزاحمت کرے۔

(۵۷۳۹) محمد بن سنان کے مسائل کے جواب دیتے ہوئے حضرت امام رضا علیہ السلام نے انہیں تحریر فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ عورت غیر منقولہ جائیداد میں سے کوئی میراث نہیں پائے گی سوائے ہنستہ اثینوں، مہندم مکان کی قیمت کے اس کے لئے غیر منقولہ جائیداد کی تبدیلی اور تغیر ممکن نہیں اور عورت اور اس کے شوہر کے درمیان رشتہ منقطع ہو جائے تو اس کے رشتہ میں تغیر اور تبدیلی آجائے گی لیکن بیٹے اور باپ کے لئے ایسا نہیں وہ ایک دوسرے سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے اور عورت کے لئے تبدیلی ممکن ہے پس وہ چیز جو آتی جاتی ہے اس کے لئے میراث میں بھی وہی چیز دی جائے گی جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے اس لئے کہ یہ دونوں آپس میں مشابہت رکھتی ہیں۔ اور ثابت اور مقیم شے اپنے مال پر باقی رہے گی اور اسی طرح رہے گی جیسے وہاں کے ثابت اور مقیم لوگ۔

(۵۷۴۰) اور حسن بن محبوب کی روایت میں احوال سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ عورتیں غیر منقولہ جائیداد میں کچھ وارثت نہیں پائیں گی ان کے لئے بناؤں اور اثخار اور کھجور کی قیمت ہے بناؤں سے مراد یہاں مکانات ہیں اور عورتوں سے مراد زوجہ ہے۔

(۵۷۴۱) محمد بن ولید نے حماد بن عثمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ عورت کے لئے طوب اور شہتیروں کی قیمت اس لئے قرار دی گئی کہ مبادا وہ نکاح کرے اور ایسا شخص (شوہر) داخل ہو جائے جو ان کی موروثی جائیداد کو غراب و برباد کر دے یہاں طوب سے مراد ہنستہ اثینیں ہیں۔

(۵۷۴۲) اور حسن بن محبوب کی روایت میں علی بن رباب اور خطاب ابی محمد ہمدانی سے ہے انہوں نے طربال سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت شوہر کے متروکہ میں پانی کے حوض و مکانات واسطے اور سواریوں میں سے میراث نہیں پائے گی۔ اور نقد رقم، غلام، کپڑے اور گھڑ کا سامان جو کچھ اس کے شوہر نے چھوڑا ہے اس میں سے میراث پائے گی۔

(۵۷۴۳) ابان نے فضل بن عبد الملک سے اور ابن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے مرد کے متعلق دریافت کیا کہ وہ عورت کے ورثہ میں اس کا مکان اور اس کی زمین سے کچھ لے سکتا ہے یا یہ بھی عورت کے مانند ان میں سے کچھ نہیں لے سکتا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ہر شے میں میراث لے گا جس میں عورت میراث لیتی ہے اور اس کو چھوڑے گا جس کو عورت چھوڑ دیتی ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہوگا جب اس عورت سے اس کے کوئی لڑکا ہو اور اگر اس عورت سے اس کے کوئی لڑکا نہ ہو تو بر بنائے اصول اس کی قیمت کے سوا ان چیزوں کی کوئی میراث نہیں پائے گی اور اس کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۷۵۳) جس کی روایت کی ہے محمد بن ابی عمیر نے اذنیہ سے عورتوں کے متعلق کہ جب عورت کے لڑکا ہو تو اس کو کاشتکاری میں سے حصہ داری دی جائے گی۔

(۵۷۵۵) محمد بن سنان کے مسائل کے جواب میں حضرت امام رضا علیہ السلام نے جو کچھ لکھا اس میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ میراث میں سے مرد کو جس قدر دیا جاتا ہے اس سے نصف عورت کو دینے کا سبب یہ ہے کہ عورت جب نکاح کرتی ہے تو لیتی ہے اور مرد دیتا ہے اس لئے وہ مردوں سے زیادہ پاتی ہے۔ اور دوسرا سبب مرد کو عورت سے دو گنا دینے کا یہ ہے کہ عورت اگر محتاج ہے تو مرد اس کی کفالت کرتا ہے اور مرد پر اس کا نان نفقہ واجب ہے اور اگر مرد محتاج ہے تو عورت پر اس کی کفالت اور اس کا نان نفقہ واجب نہیں ہے اس لئے عورت کو مرد سے زیادہ مل جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے **الرَّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا** **انْفَقَوْا مِنْ أَمْوَالِهِمْ (سورة نسا آیت ۳۴)** (مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ برائی دی اللہ نے ایک کو دوسرے پر اور اس واسطے کہ خرچ کئے انہوں نے اپنے مال)۔

(۵۷۵۶) حمدان بن حسین کی روایت میں حسین بن ولید سے ہے اور انہوں نے ابن بکر سے اور انہوں نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا سبب ہے کہ میراث میں مرد کے لئے عورت سے دو گنا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ہر قرار دیا ہے۔

(۵۷۵۷) ابن ابی عمیر نے ہشام سے روایت کی ہے کہ ابن ابی العوجاء نے محمد بن نعمان احوال سے کہا کہ کیا بات ہے کہ عورت کمزور و ضعیف ہے اس کو تو ایک سہم اور مرد قوی اور دو تہمند اس کو دو سہم؟ راوی کا بیان ہے کہ اس کا ذکر میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کا کوئی کنبہ نہیں اور نہ اس پر کسی کا نان و نفقہ ہے نہ اس پر جہاد ہے اور اسی طرح کی دوسری چیزوں کا بھی شمار کیا اور یہ سب مردوں پر فرض ہے اسی لئے مرد کے لئے دو سہم ہے اور عورت کے لئے ایک سہم۔

(۵۷۵۸) محمد بن ابی عبداللہ کوئی نے موسیٰ بن عمران نخعی سے انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید سے انہوں نے علی بن سالم سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میراث میں ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر کیسے ہو گیا؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس لئے کہ وہ دانے جو حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ نے کھائے تھے وہ تعداد میں اٹھارہ (۱۸) تھے اس میں سے حضرت آدم علیہ السلام نے بارہ (۱۲) دانے کھائے اور حضرت حواؑ نے چھ دانے کھائے اس لئے میراث میں مرد کے لئے عورت سے دو گنا ہے۔

(۵۷۵۹) نصر بن سید نے یحییٰ حلبی سے انہوں نے ایوب بن عطیہ حذاء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مومن کا خود اس کے نفس سے زیادہ مالک ہوں لہذا جو مرجائے اور مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کے لئے ہے اور جو قرض چھوڑے یا عیال چھوڑے تو ان سب کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔

(۵۷۶۰) اسماعیل بن مسلم سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے حضرت ابو ذر رحمہ اللہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا وہ ارشاد فرماتے تھے کہ جو کوئی شخص سفر میں مرجائے تو اس کی موت کو پوشیدہ نہ رکھو اس لئے کہ عورت کے عدہ کے لئے یہ ایک امانت ہے وہ عدہ رکھے گی اور اس شخص کی میراث تقسیم ہوگی اس شخص کے اہل کے درمیان اور اس کا حصہ جاتا رہے گا۔

(۵۷۶۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اجساد پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے عالم قل میں ارواح کے درمیان موانعات (ایک دوسرے کا بھائی) قرار دیا اور جب ہم الملبیت میں ہمارا قائم ظہور کرے گا تو عالم قل میں جو جس کا بھائی بنایا گیا تھا اس کا اس کو وارث بنائے گا وہ ولادت کے سبب بھائی کو وارث نہیں بنائے گا۔

باب نو اور: اور یہ اس کتاب کا آخری باب ہے

(نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتیں حضرت علی علیہ السلام کے لئے)

(۵۷۶۲) حماد بن عمرو اور انس بن محمد دونوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت جعفر علیہ السلام بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے اپنے جد نادر علیہ السلام سے انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ یا علی (علیہ السلام) میں تم کو وصیت کرتا ہوں تم اس کو یاد رکھو اور جب تک تم میری وصیت یاد رکھو گے ہمیشہ خیر و بہتری میں رہو گے۔

۲ یا علی (علیہ السلام) جو شخص فظ و غضب کو ضبط کر لے باوجودیکہ وہ اس پر عمل کرنے پر قادر ہو تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے پیچھے پیچھے امن و ایمان کو روانہ کرے گا جس سے وہ لذت یاب ہوگا۔

۳ یا علی (علیہ السلام) جس شخص نے اپنے مرنے کے وقت حسن سلوک کی وصیت نہیں کی تو اس سے تپہ چلے گا

- ۴ کہ اس کی مردت میں نقص تھا اس کو شفاعت میر نہ ہوگی۔
- ۵ یا علی (علیہ السلام) بہترین جہادیہ ہے انسان اس حالت میں صبح کرے کہ اس کا کسی پر علم و نال انصافی کرنے کا ارادہ نہ ہو۔
- ۶ یا علی (علیہ السلام) جس کی زبان سے لوگ ڈرتے ہوں وہ جہنمی ہے۔
- ۷ یا علی (علیہ السلام) بدترین شخص وہ ہے جس کے فحشیات کے ڈر سے لوگ اس کا اکرام کریں اور یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ اس کے شر کے ڈر سے۔
- ۸ یا علی (علیہ السلام) بدترین شخص وہ ہے جو اپنی دنیا کے لئے اپنی آخرت کو فروخت کر دے اور اس سے بھی بدترین وہ ہے جو دوسرے کی دنیا کے لئے اپنی آخرت کو فروخت کر دے۔
- ۹ یا علی (علیہ السلام) جو شخص کسی آدمی کی بچی یا جھوٹی معذرت کو قبول نہ کرے گا۔ میری شفاعت اس کو نصیب نہ ہوگی۔
- ۱۰ یا علی (علیہ السلام) صلح کرانے کے لئے جھوٹ اللہ کو پسند ہے اور فساد کرانے کے لئے سچ اللہ کو ناپسند ہے۔
- ۱۱ یا علی (علیہ السلام) جو شخص شراب کو غیر خدا کی خوشنودی کے لئے بھی ترک کر دے تو اللہ اس کو سر پہ مہر شراب جنت میں پلانے گا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا غیر خدا کی خوشنودی کے لئے آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں خدا کی قسم اپنے نفس کو بچانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر اس کا شکریہ بھی ادا کرے گا۔
- ۱۲ یا علی (علیہ السلام) شراب خوار بت پرست کے مانند ہے۔
- ۱۳ یا علی (علیہ السلام) شراب خوار کی نماز چالیس (۴۰) دن تک اللہ قبول نہیں کریگا اور اگر اس چالیس (۴۰) دن کے اندر مر گیا تو کافر رہتے ہوئے مرے گا۔
- ۱۴ مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس وقت جب کہ وہ شراب کو حلال سمجھ کر پئے۔
- ۱۵ یا علی (علیہ السلام) بھر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس کا کثیر نشہ آور ہے اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔
- ۱۶ یا علی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے تمام گناہوں کو ایک گھر میں بند کر دیا ہے اور اس کی کبھی شراب خوری ہے۔
- ۱۷ یا علی (علیہ السلام) شرابی پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ جب وہ اپنے رب کو بھی نہیں پہچانتا۔
- ۱۸ یا علیؑ بڑے بڑے پہاڑوں کا ازالہ زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس سلطنت کے ازالہ کے جس کی مقررہ مدت کے دن ابھی پورے نہیں ہوئے۔
- ۱۹ یا علی (علیہ السلام) جس شخص کے نہ دین سے تمہیں نفع پہنچے اور نہ اس کی دنیا سے تو اس کی ہم نشینی میں

جہارے لئے کوئی بھلائی نہیں اور جو جہاری تعظیم و تکریم ضروری نہ سمجھے اس کی تعظیم و تکریم تم پر ضروری نہیں۔

۱۸ یا علی (علیہ السلام) مناسب ہے مومن کے اندر یہ آٹھ (۸) صفات ہوں۔ (۱) بلا دینے والے فتنوں کے وقت وقار (۲) بلاؤں کے وقت صبر (۳) خوشحالی اور کشادگی میں شکرِ خدا (۴) اللہ تعالیٰ نے اس کو جو رزق دیا ہے اس پر قناعت کرے (۵) اپنے دشمنوں پر بھی ظلم نہ کرے (۶) اپنے دوستوں پر بار نہ ڈالے (۷) اپنے جسم پر سختی برداشت کر لے (۸) اور لوگوں کو راحت پہنچائے۔

۱۹ یا علی (علیہ السلام) چار (۴) شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ (۱) امام عادل کی (۲) باپ کی اپنے لڑکے کے لئے (۳) کسی شخص کی اپنے برادر مومن کے لئے اس کے پس پشت دعا (۴) اور مظلوم کی دعا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنے عرت و جلال کی قسم تمہاری دیر بعد ہی ہی لیکن میں تیری ضرورت مدد کروں گا۔

۲۰ یا علی (علیہ السلام) آٹھ (۸) مواقع پر اگر لوگوں کو خفت اٹھانی پڑے تو اپنے سوا کسی دوسرے کو برا نہ کہیں۔ (۱) بغیر بلائے کسی کے دسترخوان پر بیٹھ جانا (۲) صاحب خانہ پر حکم چلانا (۳) اپنے دشمنوں سے بھلائی کی امید رکھنا (۴) کہنے اور بخیل سے بخشش کی امید رکھنا (۵) دو شخصوں کی راز کی باتوں میں دخیل ہونے والا جس کو وہ دونوں داخل نہیں کرنا چاہتے (۶) بادشاہ وقت کا استخفاف کرنے والا (۷) ایسی مجلس میں بیٹھنے والا جس میں وہ بیٹھنے کا اہل نہیں ہے (۸) اس شخص سے بات کرنے والا جس کو وہ سنا نہیں چاہتا۔

۲۱ یا علی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے جنت کو فحش گو اور بد زبان پر حرام کر دیا ہے جس کو پرواہ نہیں کہ کیا کہتا ہے اور اس کے لئے کیا کہا جاتا ہے۔

۲۲ یا علی (علیہ السلام) خوش نصیب ہے وہ شخص جس کی عمر بھی طویل اور اس کا عمل بھی نیک ہو۔

۲۳ یا علی (علیہ السلام) کسی سے مزاح نہ کرو ورنہ جہاری شان جاتی رہے گی، جھوٹ نہ بولو ورنہ جہارے چہرے کا نور جاتا رہے گا، اور دو باتوں سے پرہیز کرو۔ اکتاہٹ اور کسلندی۔ اگر تم اکتا گئے تو حق پر صبر نہ کر سکو گے، اگر تم کسلند ہو گئے تو حق ادا نہ کر سکو گے۔

۲۴ یا علی (علیہ السلام) ہر گناہ کی توبہ ہے سوائے بد خلقی کے اس لئے کہ بد خلق جب ایک گناہ سے نکلے گا تو دوسرے گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔

۲۵ یا علی (علیہ السلام) چار (۴) شخصوں کو بہت جلد سزا ملتی ہے۔ (۱) ایک وہ جس پر تم احسان کرو اور وہ جہارے احسان کا بدلہ برائی سے دے (۲) اور ایک وہ شخص جس پر تم ظلم و زیادتی نہ کرو (مگر وہ تم پر ظلم و زیادتی کرے (۳) ایک وہ شخص جس سے تم کسی کام کا عہد کر دو اور اسے پورا کرو اور وہ تم سے غداری کرے (۴)

اور وہ شخص جو اپنے قراہتداروں سے ملے مگر وہ لوگ اسے چھوڑے رہیں۔

۲۶ یا علی (علیہ السلام) جس پر سنگ دلی مسلط ہوئی اس کی راحت جاتی رہی۔

۲۷ یا علی (علیہ السلام) بارہ (۱۲) باتیں ہیں جو ایک مرد مسلمان کو چاہیئے دسترخوان کے لئے سیکھ لے۔ ان میں سے چار (۴) فریضہ ہیں اور چار (۴) سنت ہیں اور چار (۴) ادب ہیں۔ اب فریضہ تو معلوم کر لے کیا کھا رہا ہے۔ پھر بسم اللہ کرے اور اللہ کا شکر ادا کرے اور اس پر راضی اور خوش رہے اور سنت تو بائیں پاؤں پر بیٹھے اور تین انگلیوں سے کھائے۔ اور جو اس کے قریب ہے اسے کھائے اور انگلیاں چاٹ لے اور ادب تو چھوٹے چھوٹے لقمے اٹھانا۔ اور خوب اچھی طرح چبانا۔ اور لوگوں کے چہروں پر کم نظر کرنا اور ہاتھ دھونا۔

۲۸ یا علی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے جنت دو طرح کی اینٹوں سے بنائی۔ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اور اس کی بہار دیواری یا قوت کی ہے اور اس کی چھت زبرجد کی۔ اور اس کے سنگ ریزے موتی ہیں۔ اور اس کی مٹی زعفران۔ مہک اذفر ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ اب بول تو اس نے کہا نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والا ہے میرے اندر جو داخل ہوگا وہ سعید و نیک ہوگا تو اللہ جل جلالہ نے فرمایا مجھے اپنے عرس و جلال کی قسم اس میں وہ داخل نہ ہوگا جو شراب کا عادی ہو اور نہ چغٹور اور نہ دیوث (زنا کرانے والا) اور نہ شرابی اور نہ نشت اور نہ نباش قبر (کفن چور) اور نہ عشر وصول کرنے والا اور نہ قطع رحم کرنے والا اور نہ قدری۔

۲۹ یا علی (علیہ السلام) اس امت میں سے دس طرح کے اشخاص خدا نے عظیم سے کفر کرنے والے ہونگے، چھوٹے چغٹور، ساحر، دیوث، عورت سے بطور حرام اس کے مقعد میں مجامعت کرنے والا، جانور سے مجامعت کرنے والا، اپنے محرم سے مجامعت کرنے والا، فتنہ برپا کرنے کی کوشش کرنے والا، کافران عربی کو اسلحہ فروخت کرنے والا، زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والا اور وہ جو استطاعت کے باوجود مرجائے اور حج نہ کرے۔

۳۰ یا علی (علیہ السلام) پانچ مواقع کے علاوہ کسی موقع پر ولیمہ نہیں ہے۔ عرس یا غرس یا عذار یا وکار یا رکاز۔ عرس یعنی نکاح کرنا، غرس یعنی لڑکے کی ولادت، عذار یعنی ختنہ، وکار یعنی تعمیر مکان یا اسکی خریداری رکاز یعنی آدمی کا حج کر کے مکہ سے آنا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل لغت سے سنا ہے وہ وکار کے معنی میں کہتے ہیں کہ یہ اس دعوت کے لئے کہا جاتا ہے جو مکان کی تعمیر یا اسکے خریدنے کے وقت کی جاتی ہے اور وکیہ اور وکار اسی سے ماخوذ ہے۔ اور وہ دعوت جو سفر سے پلٹنے کے بعد کی جاتی ہے اس کو نقیہ کہتے ہیں اور اس کو رکاز بھی کہتے ہیں اور رکاز کے معنی غنیمت کے ہیں گویا مکہ سے واپسی کے بعد لوگوں کو دعوت طعام دینا حاجی کے لئے

غنیمت کے طور پر بڑے ثواب کا باعث ہے اور اسی بناء پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سر دیوں میں روزہ ایک ٹھنڈی غنیمت ہے۔

۳۱ یا علی (علیہ السلام) کسی عاقل کے لئے یہ مناسب نہیں کہ تین باتوں کے لئے علاوہ کسی اور کے لئے سفر کرے۔ اپنی معاش کی درستی کے لئے یا آخرت کے لئے زاد سفر مہیا کرنے کے لئے۔ یا اس شے سے لذت یاب ہونے کے لئے جو حرام نہیں ہے۔

۳۲ یا علی (علیہ السلام) حسن خلق تین ہیں دنیا اور آخرت میں۔ جو تم پر قلم و زیادتی کرے اس کو محاف کردو۔ جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے میل ملاپ کی کوشش کردو۔ اور جو کوئی اپنی جہالت و نادانستگی میں تم پر کوئی الزام لگائے تو تم اس کو برداشت کردو۔

۳۳ یا علی (علیہ السلام) چار کے آنے سے پہلے چار میں جلدی کرو۔ اپنے بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی میں۔ اپنے مریض ہونے سے پہلے اپنی صحت کے لئے۔ اپنے فقر سے پہلے خود کو غنی رکھنے کے لئے اور اپنی موت سے پہلے اپنی حیات کے لئے۔

۳۴ یا علی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے (مندرجہ ذیل باتوں کو) مکروہ کر دیا ہے۔

نماز میں فعل عبث کرنا۔ صدقہ دینے میں احسان جتنا۔ مسجد کے اندر حالت جنب میں آنا۔ قبروں کے درمیان ہنسنا۔ لوگوں کے گھروں میں جھانکنا۔ عورتوں کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا اس لئے کہ یہ اندھا پن پیدا کرتا ہے۔ عورت سے جماع کرتے وقت بات کرنے کو مکروہ کیا ہے اس سے گوشت کا پھل پیدا ہوتا ہے۔ مغرب و عشاء کے درمیان سونے کو مکروہ کیا ہے اس لئے کہ یہ رزق سے محروم کر دیتا ہے۔ بغیر لنگی پہنے زر آسمان غسل کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ بغیر لنگی پہنے دریا میں داخل ہونے کو مکروہ کیا ہے اس لئے کہ اس میں ملائکہ رہتے ہیں۔ بغیر لنگی پہنے حمام میں داخل ہونے کو مکروہ کیا ہے۔ نماز ظہر میں اذان و اقامت کے درمیان باتیں کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ طوفان کے وقت سمندر کے سفر کو مکروہ کیا ہے۔ اس چھت پر سونا جس کے چاروں طرف باڑ نہ بنی ہو مکروہ کیا ہے اور کہا کہ جو شخص بغیر باڑ کی چھت پر سوتے تو اس سے میں بری الزمہ ہوں۔ کسی مکان میں جتنا سونے کو مکروہ کیا ہے۔ اپنی عورت پر حالت حیض میں مجامعت کو مکروہ کیا ہے۔ اگر اس نے ایسا کیا اور جذامی یا مبروص اولاد پیدا ہو تو لپٹے سوا کسی اور کو برا نہ کہے۔ جذامی شخص سے بات کرنے کو مکروہ کیا ہے مگر یہ کہ جذامی اور اس کے درمیان چند ہاتھ کا فاصلہ ہو اور آہنجاب علیہ السلام نے فرمایا کہ جذامی شخص سے اسی طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ اور کسی شخص کا حالت احلام میں اپنی عورت سے مجامعت کو مکروہ کیا جب تک فصل جنابت نہ کر لے وگرنہ لڑکا جنوں پیدا ہو تو

اپنے سوا کسی دوسرے کو برا نہ کہے۔ دریا کے کنارے پیشاب کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ اور اس درخت یا کھجور کے نیچے پانچنا کرنے کو مکروہ کیا ہے جس پر پھل آئے ہوئے ہوں۔ اور کھڑے کھڑے پانچنا کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ اور کھڑے کھڑے جو تہہ پہنے کو مکروہ کیا ہے۔ اور اندھیرے مکان میں بغیر چراغ داخل ہونے کو مکروہ کیا ہے۔

۳۵ یا علی (علیہ السلام) فخر کرنا حسب کے لئے آفت ہے۔

۳۶ یا علی (علیہ السلام) جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اس کو اللہ ہر چیز سے ڈرتا ہے۔

۳۷ یا علی (علیہ السلام) آٹھ (۸) شخصوں کی اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں کرتا۔ بھاگا ہوا غلام جب تک وہ اپنے مالک کے پاس بٹ کر نہ آجائے۔ ناشزو نافرمان عورت جس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ زکوٰۃ کو منع کرنے والا۔ ونسو کو ترک کرنے والا۔ بالغ لڑکی کو جو بغیر اولہی کے نماز پڑھے۔ پیش نماز جو لوگوں کو نماز پڑھائے اور لوگ اس کو ناپسند کرتے ہوں۔ وہ شخص جو نشر میں ہو۔ اور جو زمین پر پیشاب پانچنا پھیلتا ہے۔

۳۸ یا علی (علیہ السلام) جس شخص میں یہ چار (۴) باتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔ (۱) جو شخص کسی یتیم کے لئے پناہ دے (۲) اور ضعیف پر رحم کرے (۳) اور اپنے والدین پر مہربان ہو (۴) اور اپنے مملوک پر نرمی کرے۔

۳۹ یا علی (علیہ السلام) تین (۳) باتوں کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا وہ لوگوں میں سب سے افضل ہوگا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو ادا کرے گا وہ لوگوں میں سب سے عابد ترین شمار ہوگا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام باتوں سے پرہیز کرے گا وہ لوگوں میں سب سے زیادہ پرہیزگار شمار ہوگا۔ جو شخص اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرے گا وہ لوگوں میں سب سے زیادہ غنی شمار ہوگا۔

۴۰ یا علی (علیہ السلام) یہ است تین (۳) چیزوں کی طاقت نہیں رکھتی۔ اپنے مال میں اپنے بھائی کے ساتھ برابری۔ اپنے مقابلہ میں لوگوں کے ساتھ انصاف اور ہر حال میں اللہ کا ذکر اور یہ ذکر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا نہیں ہے بلکہ جب کوئی امر اس کے سامنے پیش آئے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اسے ترک کر دے۔

۴۱ یا علی (علیہ السلام) تین (۳) طرح کے لوگ ہیں کہ تم ان کے ساتھ انصاف بھی کرو مگر وہ لوگ تمہارے ساتھ ظلم و ناانصافی کریں گے۔ ایک کمینہ شخص دوسرے جہاری بیوی، تیسرا تمہارا خادم، اور تین طرح کے لوگ تین طرح کے لوگوں سے انصاف نہیں کرتے۔ شخص آزاد غلام کے ساتھ، عالم جاہل کے ساتھ،

قوی ضعیف کے ساتھ۔

- ۴۲ یا علی (علیہ السلام) سات (۷) باتیں ہیں کہ جس شخص میں یہ باتیں ہو گئیں حقیقتاً اس کا ایمان مکمل ہو گیا اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھل گیا۔ (۱) جس نے کامل وضو کیا (۲) اور اچھی طرح نماز ادا کی (۳) اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی (۴) اور غصہ کو ضبط کیا (۵) اپنی زبان کو قید میں رکھا (۶) اور اپنے گناہوں کے لئے طلب مغفرت کرتا رہا (۷) اور اپنے نبی کے اہلبیت کے لئے خیر خواہی کا حق ادا کرتا رہا۔
- ۴۳ یا علی (علیہ السلام) تین (۳) شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ جو اپنا زاد سفر اکیلا کھائے۔ ریگستان و صحرا میں اکیلے سفر کرے اور مکان میں اکیلا سوئے۔
- ۴۴ یا علی (علیہ السلام) تین باتوں سے جنوں کا خوف ہے۔ (۱) قبروں کے درمیان پانتخانہ کرنا (۲) ایک جوتا پہن کر چلنا (۳) اکیلے سونا۔
- ۴۵ یا علی (علیہ السلام) تین مواقع پر جھوٹ مستحسن ہے۔ (۱) جنگ میں کید و کمز (۲) زوجہ کو دھمکی کے لئے (۳) اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے۔ تین شخص کے ساتھ بیٹھنے سے قلب مردہ ہو جاتا ہے۔ (۱) خسیں اور کمینوں کے ساتھ بیٹھنے سے (۲) دو لہتمندوں کے ساتھ بیٹھنے سے (۳) عورتوں کے ساتھ بات کرنے سے۔
- ۴۶ یا علی (علیہ السلام) ایمان کی تین حقیقتیں ہیں۔ مفلس ہوتے ہوئے بھی مساکین پر خرچ کرنا، اپنے محتالے میں لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا، طالب علموں پر علم کو خرچ کرنا۔
- ۴۷ یا علی (علیہ السلام) تین باتیں اگر کسی میں نہیں ہیں تو اس کا عمل پورا نہ ہوگا۔ (۱) پرمیزگاری جو اس کو اللہ کی نافرمانی سے بچائے۔ (۲) خلق جس سے لوگوں کی دیوئی و مدارات کرے۔ (۳) حلم و بردباری جس سے جاہلوں کے جہل کو رد کرے۔
- ۴۸ یا علی (علیہ السلام) دنیا میں تین باتیں مومن کی فرحت کا سبب ہوتی ہیں۔ (۱) برادران ایمانی سے ملاقات۔ (۲) روزہ دار کو افطار کرانا۔ (۳) اور آخر شب میں نماز تہجد۔
- ۴۹ یا علی (علیہ السلام) میں تم کو تین باتوں سے منع کرتا ہوں، حسد و حرص اور تکبر۔
- ۵۰ یا علی (علیہ السلام) چار باتیں شقاوت کی نشانی ہیں (۱) آنکھوں کا جمود (آنسو نہ لکھنا) (۲) قسادتِ قلبی (۳) لمبی چوڑی امیدیں (۴) بقا کی خواہش۔
- ۵۱ یا علی (علیہ السلام) تین درجات ہیں تین کفارات ہیں تین مہلکات ہیں اور تین نجات دہندہ ہیں۔ درجات: سخت سردی میں کامل وضو کرنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ رات اور دن دونوں میں نماز جماعت کے لئے جانا۔ اور کفارات: کھلی آواز سے سلام کرنا۔ لوگوں کو کھانا کھلانا۔ اور جب سب لوگ سو

رہے ہوں نماز تہجد پڑھنا۔ اور مہلکات: بخل و کنجوسی پر عمل کرنا، خواہشات کا تابع ہونا، خود پسندی کرنا۔ اور نجات دہندہ: ظاہرہ اور پس پردہ خوفِ خدا۔ اور فقر و دولتندی میں میانہ روی اختیار کرنا اور خوشی اور نا خوشی دونوں میں عدل و انصاف کی بات کرنا۔

۵۲ یا علی (علیہ السلام) دودھ چھڑانے کے بعد کوئی رضاعت نہیں۔ احکام کے بعد یتیمی نہیں۔ (جب لڑکے کو احکام ہونے لگے تو وہ یتیم نہیں رہتا)۔

۵۳ یا علی (علیہ السلام) والدین کے ساتھ حسن سلوک کے لئے دو سال تک چلنا پڑے تو جاؤ۔ کسی قرابتدار کے ساتھ حسن سلوک کے لئے ایک سال تک چلنا پڑے تو جاؤ، کسی مرض کی عیادت کے لئے ایک میل تک جانا پڑے تو جاؤ۔ کسی جنازے کی مشایعت کے لئے دو میل تک جاؤ۔ کسی دعوت کو قبول کرنے کے لئے تین میل تک بھی جاؤ۔ اپنے دینی بھائی کی ملاقات کے لئے چار میل جاؤ کسی کی فریادری کے لئے پانچ میل تک جانا پڑے تو جاؤ۔ کسی مظلوم کی مدد کے لئے چھ میل بھی جانا پڑے تو جاؤ اور تم پر استغفار لازم ہے۔

۵۴ یا علی (علیہ السلام) مومن کی تین علامتیں ہیں۔ نماز و زکوٰۃ اور صوم۔ غیر مخلص کی تین علامتیں ہیں جب حاضر ہو تو چالپوسی کرے جب غائب ہو تو غیبت و برائی کرے۔ جب مصیبت میں دیکھے تو طعنہ زنی کرے اور ظالم کی تین علامتیں ہیں۔ اپنے ماتحتوں پر غلبہ کی وجہ سے سختی کرے اور اپنے اوپر والوں کی نافرمانی کرے۔ اور ظالموں کی پشت پناہی کرے۔ اور ریاکار کی بھی تین علامتیں ہیں لوگوں کے سامنے جھپٹی اور تیزی دکھائے اور جب اکیلا ہو تو سستی اور کسالت کرے اور چاہتا ہو کہ تمام امور میں اس کی تعریف کی جائے اور منافق کی بھی تین علامتیں ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ جو وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے جب امانتدار بنایا جائے تو خیانت کرے۔

۵۵ یا علی (علیہ السلام) نو (۹) چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں۔ کھانا اور ترش سیب کھانا، دھنیاں اور پنیر اور چوہے کا جھوٹا کھانا اور قبروں کے کتبہ کا پڑھنا، اور عورتوں کے درمیان چلنا، جوؤں کا پھینکنا، گردن کی جڑ کی حجامت کرنا، ٹہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔

۵۶ یا علی (علیہ السلام) عیش تین باتوں میں ہے وسیع مکان، حسین کنیز اور پتلی کر کا گھوڑا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ میں اہل لغت میں سے ایک شخص سے سنا ہے کہ فرس قباہ پتلی کر والے گھوڑے کو کہتے ہیں اس کو فرس اقب و قباہ دونوں کہتے ہیں اس لئے کہ فرس مذکر و مونث دونوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور مونث کے علاوہ کسی کو قباہ نہیں کہتے ذوالرمہ شاعر کہتا ہے۔

تنصبت حوله یوماً تراقبہ O صحر سماحیح فی احشائها قباب
(ایک دن اسکے ارد گرد دیکھنے کے لئے ایسی طویل مہارن وحشی کھڑی ہو گئیں جن کی کڑھلی تھی۔)
صحر جمع اصحر مائل بہ سرفی، سماحیح طویل، قباب بتلی۔

۵۷

یا علی (علیہ السلام) خدا کی قسم اشرار کی سلطنت میں اگر کوئی کمینہ اور گھنٹیا آدمی کنوئیں کی تہہ میں بھی پڑا ہوگا
تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایسی ہوا بھیجے گا جو اس کو اٹھا کر اخیار و اشراف کے اوپر کر دے گی۔

۵۸

یا علی (علیہ السلام) جو شخص خود کو اپنے موالی کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرتا ہے اس پر اللہ کی لعنت،
جو شخص مزدور کو مزدوری دینے سے انکار کرے تو اس پر اللہ کی لعنت، جو شخص کوئی حادثہ کر گزرے یا حادثہ
کرنے والے کو پناہ دے تو اس پر اللہ کی لعنت تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ حادثہ کیا ہوگا؟ آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قتل۔

۵۹

یا علی (علیہ السلام) ہوسن وہ ہے کہ جس سے تمام مسلمانوں کی جان و مال محفوظ رہے۔ اور مسلمان وہ ہے
جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام مسلمان سلامت رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو برائیوں کو ترک کر دے۔

۶۰

یا علی (علیہ السلام) سب سے زیادہ مومن کے ایمان کی نشانی اللہ کے لئے دوستی اور اللہ کے لئے دشمنی ہے۔

۶۱

یا علی (علیہ السلام) جو شخص اپنی عورت کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دے
گا۔ تو حضرت علی (علیہ السلام) نے عرض کیا کہ وہ اطاعت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ
حمام جانے کی اور کسی عروسی میں جانے کی یا کسی غمی میں جانے کی اور باریک لباس پہننے تک کی اجازت
چاہے۔

۶۲

یا علی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ جاہلیت کی نخوت اور اپنے آباؤ پر خضر کو ختم کر دیا اور کہا کہ آگاہ
رہو سب لوگ آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئے اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے اور ان میں سب سے زیادہ مکرم
وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

۶۳

یا علی (علیہ السلام) ہر دار کی قیمت، کتے کی قیمت، شراب کی قیمت، زانیہ کا ہر، فیصلہ کرنے پر رشوت اور
کاہن کی اجرت یہ سب حرام کی کمائی ہے۔

۶۴

یا علی (علیہ السلام) جو شخص علم اس لئے حاصل کرے کہ بیوقوفوں سے بحث کرے یا علماء سے مجادلہ و
مناظرہ کرے یا خود اپنی طرف لوگوں کو دعوت دے تو وہ اہل جہنم میں سے ہے۔

۶۵

یا علی (علیہ السلام) جب کوئی بندہ مرجاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس نے کچھ نہیں چھوڑا اور ملائکہ کہتے ہیں کہ
اس نے آخرت کے لئے کچھ نہیں بچھا۔

- ۶۶ یا علی (علیہ السلام) دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔
- ۶۷ یا علی (علیہ السلام) چنانک موت مومن کے لئے راحت اور کافر کے لئے حسرت ہے۔
- ۶۸ یا علی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طرف وحی فرمائی کہ تو اس کی خدمت کر جس نے میری خدمت کی اور اسے تکلیف دے جس نے تیری خدمت کی۔
- ۶۹ یا علی (علیہ السلام) اگر دنیا اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک پر گس کے برابر بھی (اہم) ہوتی تو کافراں میں سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں پی سکتا تھا۔
- ۷۰ یا علی (علیہ السلام) اولین و آخرین میں سے ہر ایک قیامت کے دن یہی تمنا کرے گا کہ اس کو دنیا میں سے صرف قوت لایموت ہی دیا جاتا۔
- ۷۱ یا علی (علیہ السلام) بدترین شخص انسانوں میں سے وہ ہے جو قضا و قدر کے معاملہ میں اللہ پر اتہام رکھے۔
- ۷۲ یا علی (علیہ السلام) مومن کی کراہ تسبیح اس کی چیخ تہلیل، اس کا بستر پر سونا عبادت اور ایک پہلو سے دوسرے پہلو کر دھ بے بدلتا راہ خدا میں جہاد ہے اور اگر وہ عاقبت و شفاء پا گیا تو لوگوں میں اس طرح چلے پھرے گا کہ اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔
- ۷۳ یا علی (علیہ السلام) اگر مجھے کوئی سواری کا جانور (گدھا، بکرا) دیدیا جائے تو میں اسے قبول کر لوں گا۔ اور اگر مجھے اس پر سوار ہونے کی دعوت دی جائے تو میں اسے پسند کروں گا۔
- ۷۴ یا علی (علیہ السلام) عورتوں پر نہ جمنا ہے نہ جھامت، نہ اذان و اقامت، نہ مرنیس کی حمایت نہ جنازے کی مشابعت، نہ صفاد مردہ کے درمیان ہرولہ، نہ حجر اسود کا بوسہ، نہ باآواز بلند تلبیہ، نہ بال منڈوانا، نہ فیصلہ کرنے کی ذمہ داری، نہ اس سے مشورہ لیا جائے گا، نہ وہ کوئی جانور ذبح کرے گی مگر بوقت ضرورت، نہ باآواز بلند تلبیہ، نہ قبر کے پاس کھڑا ہونا، نہ خطبہ کا سننا نہ خود اپنا آپ نکاح پڑھے گی، نہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے لکھے گی اور اگر اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نکلی تو اس پر اللہ کی لعنت اور جبریل کی اور میکائیل کی اور نہ شوہر کے گھر سے بغیر اس کی اجازت کچھ لگیں۔ اور اگر شوہر اس پر ناراض ہو وہ اس پر ظلم بھی کرے تو وہ اس کے گھر سے باہر شب نہ بسر کرے گی۔
- ۷۵ یا علی (علیہ السلام) اسلام برہنہ ہے اس کا لباس حیا ہے اس کی زینت وفا ہے اس کی مروت عمل صالح ہے اس کا ستون ورع اور پرہیزگاری ہے اور ہر شے کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد ہم اہلبیت کی محبت ہے۔
- ۷۶ یا علی (علیہ السلام) بد خلقی نحوست ہے اور عورت کی اطاعت ندامت ہے۔
- ۷۷ یا علی (علیہ السلام) اگر کسی شے میں نحوست ہے تو وہ عورت کی زبان میں ہے۔

یا علی (علیہ السلام) ہلکی پھلکی زندگی بسر کرنے والے نجات پائیں گے۔

۷۸

یا علی (علیہ السلام) جس نے عمدہ دیدہ و دانستہ مجھ پر جھوٹ لگایا تو وہ اوندھا جہنم میں جائے گا۔

۷۹

یا علی (علیہ السلام) تین چیزیں حافظہ زیادہ کر دیتی ہیں اور بلغم کو دور کرتی ہیں، کندر و مسواک اور قرآن پاک کی تلاوت۔

۸۰

یا علی (علیہ السلام) مسواک سنت ہے وہ منہ کو پاک کرنے والی ہے اور آنکھوں کو جلا دیتی ہے اور خدائے رحمن کی خوشنودی ہے۔ دانتوں کو سفید کرتی ہے اور ان کے پیلے پن کو دور کرتی ہے۔ مسواہوں کو مضبوط رکھتی ہے۔ بلغم دور کرتی ہے۔ حافظہ کو زیادہ کرتی ہے نیکیوں میں اضافہ کرتی ہے۔ اس سے ملائکہ کو فرحت ہوتی ہے۔

۸۱

یا علی (علیہ السلام) نیند چار طرح کی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی نیند ان کی پشت کے بل ہوتی ہے۔ مومنین کی نیند دائیں کروٹ کے بل ہوتی ہے، کفار و منافقین کی نیند ان کے بائیں کروٹ کے بل ہوتی ہے اور شیاطین کی نیند ان کے منہ کے بل ہوتی ہے۔

۸۲

یا علی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی بھیجا اس کی صلب سے اس کی ذریت کو قرار دیا۔ اور میری ذریت کو چہارے صلب سے قرار دیا اگر تم نہ ہوتے تو میری ذریت نہ ہوتی۔

۸۳

یا علی (علیہ السلام) چار چیزیں پشت کو شکستہ کر دیتی ہیں۔ (۱) وہ امام جو اللہ کی نافرمانی کرے اور اس کے حکم پر عمل کیا جائے (۲) وہ بیوی کہ جس کا شوہر لاکھ جتن کرے مگر وہ زنا سے باز نہ آئے (۳) وہ فقر کہ جس کی دوا خود فقیر کے پاس نہ ہو (۴) اور بُرا پردوسی جو گھر میں رہتا ہو۔

۸۴

یا علی (علیہ السلام) حضرت عبدالمطلب علیہ السلام نے زمانہ جاہلیت میں پانچ سنہیں قائم کیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں بھی جاری رکھا۔ باپ کی عورتوں کو بیٹوں پر حرام کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی وَلَا تَنْكَحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ (سورۃ النساء - آیت نمبر ۲۲) (جن عورتوں سے چہارے آباء نے نکاح کیا ان سے تم لوگ نکاح نہ کرو)۔ آپ نے ایک دنیوی پایا تو اس میں سے پانچواں حصہ خمس نکال کر تصدق کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِن كُنْتُمْ أَمْتُمْ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ لَنَا عَلَىٰ عِبْرِ نَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ التَّقِيهِ الْجَمْعِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (سورۃ انفال - آیت نمبر ۴۱) یہ جان لو جو چیز بھی تم مال غنیمت پاؤ تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریبداروں اور یتیموں اور مسکینوں اور

۸۵

پردیسوں کا ہے۔ اور اگر تم خدا پر اور اس (غیبی امداد) پر ایمان لائے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن نازل کی تھی جس دن دو جماعتیں باہم گتھ گئی تھیں اور خدا تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جب آپؐ نے چاہ زمزم کھودا تو اس کا نام سقایتہ الحاج رکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی اجعلتم سقایتہ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الآخر و جہد فی سبیل اللہ لا یتؤن عند اللہ واللہ لایہدی القوم الظالمین (سورۃ توبہ)۔ آیت نمبر ۱۹) (کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد الحرام کو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لانے کے مانند سمجھ لیا ہے۔ اور جو خدا اور روز آخرت پر ایمان لایا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں ہیں اور خدا عالم لوگوں کی ہدایت نہیں کرتا)۔ اور آپؐ نے قتل کی دیت ایک سو اونٹ قرار دیئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اسلام میں جاری رکھا۔

اور قریش کے نزدیک خانہ کعبہ کے طواف میں شوط اور چکر کی تعداد مقرر نہ تھی تو حضرت عبد المطلب علیہ السلام نے سات شوط مقرر فرمائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی کو اسلام میں جاری رکھا۔
یا علی (علیہ السلام) حضرت عبد المطلب علیہ السلام ازلام (فال لینے کے تیر) سے مال تقسیم نہیں کرتے تھے اور بتوں کی عبادت نہیں کرتے تھے اور بتوں کے نام کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں۔

یا علی (علیہ السلام) وہ قوم جو آخر زمانہ میں پیدا ہوگی اور نبی کے عہد سے ملحق نہ ہوگی اور بخت ان کی نگاہوں سے پردے میں ہوگی مگر ان کے ہر سفید و سیاہ پر ایمان رکھے گی ان کا ایمان لوگوں میں تعجب خیز ہوگا اور ان کا یقین سب سے بڑھا ہوا ہوگا۔

یا علی (علیہ السلام) تین چیزیں قسی القلب کردیتی ہیں۔ لہو (اگانے بجانے کا) سننا، شکار کی تلاش، اور حاکم وقت کے دروازے پر جانا۔

یا علی (علیہ السلام) ان جانوروں کی جلد پر نماز نہ پڑھو جن کا تم دودھ نہیں پیتے اور نہ ان کا گوشت کھاتے ہو۔ اور ذات الحیث اور ذات الصلاصل اور فحجان (مکہ اور مدینہ کے درمیان مقامات) میں نماز نہ پڑھو۔

یا علی (علیہ السلام) ہر وہ انڈا جس کے دونوں اطراف مختلف ہوں اور ٹھیلیوں میں سے جس کے فلس (چھٹکا) ہو اور چڑیوں میں سے جو پرواز میں پر پھڑپھڑائے (دف کرے) یہ سب کھاؤ اور جو چڑیا پرواز کے وقت صف کرے (پر نہ پھڑپھڑائے) اسے چھوڑ دو اور آبی چڑیوں میں سے جن کے پوٹے ہوں انہیں کھاؤ۔

یا علی (علیہ السلام) جن درندوں کے ٹھیلے دانت ہو اور چڑیوں میں سے جن کے پنچے ہوں ان کا کھانا حرام ہے

انہیں نہ کھاؤ۔

یا علی (علیہ السلام) پھل اور شکوفہ کی جو ری پر ہاتھ نہیں کٹے گا۔

۹۲

یا علی (علیہ السلام) زانی پر کوئی سہر نہیں اشارے کنایہ پر کوئی حد نہیں اور حد میں کوئی شفاعت نہیں۔ اور

۹۳

قطع رحم میں کوئی قسم نہیں۔ بیٹے کے لئے باپ کے ساتھ عورت کے لئے اپنے شوہر کے ساتھ اور غلام کے

لئے اپنے آقا کے ساتھ کوئی قسم نہیں۔ اور دن کا رات تک کوئی روزہ نہیں اور ایک روزہ دوسرے سے ملانا

نہیں اور ہجرت کے بعد عرب صحرائی بننا نہیں ہے۔

یا علی (علیہ السلام) کوئی باپ بیٹے کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

۹۴

یا علی (علیہ السلام) بددلی سے دعا اللہ قبول نہیں کرتا۔

۹۵

یا علی (علیہ السلام) عالم کا سونا عابد کی عبادت سے زیادہ افضل ہے۔

۹۶

یا علی (علیہ السلام) وہ دو رکعت نماز جو عالم پڑھتا ہے وہ اس ایک ہزار رکعت نماز سے افضل ہے جو عابد پڑھتا

۹۷

ہے۔

یا علی (علیہ السلام) شوہر کی اجازت کے بغیر زوجہ سنتی روزہ نہیں رکھے گی۔ اور مالک کی اجازت کے بغیر غلام

۹۸

سنتی روزہ نہیں رکھے گا۔ اور میزبان کی اجازت کے بغیر مہمان سنتی روزہ نہیں رکھے گا۔

یا علی (علیہ السلام) یوم عید فطر کا روزہ حرام ہے یوم عید الفطر کا روزہ حرام ہے۔ اور وصال کا روزہ (دو روزوں

۹۹

کو بغیر افطار کئے رکھنا) حرام ہے اور خاموشی کا روزہ حرام ہے اور معصیت کے لئے نذر کا روزہ حرام ہے اور

صوم دھر (السی مدت کا روزہ) حرام ہے۔

یا علی (علیہ السلام) زنا میں چھ باتیں ہیں ان میں سے تین دنیا میں اور تین آخرت میں پس جو دنیا میں ہوگی وہ

۱۰۰

یہ کہ بھرے کی رونق جاتی رہے گی اور آدمی جلد فنا ہو جائے گا۔ اور روزی منقطع ہو جائے گی اور جو آخرت

میں واقع ہوگی وہ بدترین حساب ہوگا اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں جانا ہوگا۔

یا علی (علیہ السلام) سو دو رہا۔ کے ستر (۷۰) حصے ہیں اس میں سب سے معمولی حصہ الیما ہے جیسے کوئی اپنی ماں

۱۰۱

سے زنا کرے۔

یا علی (علیہ السلام) ایک درہم سو لینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی بڑا ہے کہ کوئی خانہ کعبہ میں اپنی

۱۰۲

محرّم عورت کے ساتھ ستر (۷۰) مرتبہ زنا کرے۔

یا علی (علیہ السلام) جو شخص ایک قیراط بھی زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ نہ مومن ہے اور نہ مسلم اور نہ اس میں کوئی

۱۰۳

خوبی ہے۔

- ۲۴ یا علی (علیہ السلام) تارک زکوٰۃ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے گا کہ وہ اسے دنیا میں پھر سے پلٹا دے (تاکہ اسے ادا کر دے) چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حتیٰ اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون (سورۃ موسیٰ آیت ۹۹) [یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئیگی تو وہ کہے گا کہ پروردگار تو مجھے دنیا میں واپس کر دے (تاکہ زکوٰۃ ادا کر دوں۔)]
- ۲۵ یا علی (علیہ السلام) جو شخص حج کی استطاعت رکھتا ہو اور حج ترک کر دے تو وہ کافر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلاً ومن كفر فان الله غني عن العلمين (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۹۷) (اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس کے گھر کا حج فرض ہے جو استطاعت رکھتا ہو اور جس نے کفر و انکار کیا تو اللہ تمام عالمین سے بے نیاز ہے۔)
- ۲۶ یا علی (علیہ السلام) جو شخص حج کو نالتا رہے یہاں تک کہ اسے موت آجائے تو اللہ تعالیٰ اس کو یہودی یا نصرانی بنا کر مبعوث کرے گا۔
- ۲۷ یا علی (علیہ السلام) صدقہ سے قضائے میرم (حقی موت) بھی رد ہو جاتی ہے۔
- ۲۸ یا علی (علیہ السلام) پوشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔
- ۲۹ یا علی (علیہ السلام) کھانا نمک سے شروع کرو اور نمک پر ختم کرو اس لئے کہ اس میں بہتر (۴۲) امرامی سے شفاء ہے۔
- ۳۰ یا علی (علیہ السلام) جب میں مقام محمود پر کھڑا ہوں گا تو عہد جاہلیت میں جتنے میرے باپ ماں بچا اور بھائی ہونگے ان سب کی شفاعت کروں گا۔
- ۳۱ یا علی (علیہ السلام) میں ابن زبیر ہوں۔ (یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام و حضرت ائحق علیہ السلام کا بیٹا)
- ۳۲ یا علی (علیہ السلام) میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔
- ۳۳ یا علی (علیہ السلام) عقل وہ ہے جس سے جنت حاصل کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کی جائے۔
- ۳۴ یا علی (علیہ السلام) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو خلق کیا وہ عقل ہے۔ اس سے کہا آگے آؤ وہ آگے آئی پھر اس سے کہا پیچھے ہٹ تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ پھر فرمایا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم میں نے کوئی مخلوق ایسی نہیں پیدا کی جو میرے نزدیک تجھ سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ تیرے ہی بناء میں لوگوں سے لین دین کروں گا تیرے ہی بناء پر میں لوگوں کو ثواب دوں گا اور تیرے ہی بناء پر میں لوگوں پر عقاب کروں گا۔
- ۳۵ یا علی (علیہ السلام) اگر کوئی رشتہ دار محتاج ہے تو اس وقت صدقہ نہیں (بلکہ اس کی مدد)۔

۱۱۹ یا علی (علیہ السلام) مضاف کے لئے ایک درہم خرچ کرنا اللہ کی راہ میں ایک ہزار درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ اس میں چودہ خوبیاں ہیں۔ یہ دونوں کانوں سے ریح نکال دیتا ہے۔ آنکھوں کا دھندلا پن دور کر دیتا ہے۔ ناک کے نتھنوں کو ملین (نرم) کر دیتا ہے۔ خوشبو کو اچھی کر دیتا ہے۔ جبڑوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ ضعف و کمزوری کو دور کر دیتا ہے۔ شیطانی دوسو سے کم ہو جاتے ہیں۔ اس سے ملائکہ فرحت و خوشی محسوس کرتے ہیں۔ مومن کے لئے خوشخبری اور بشارت ہے اور کافر ناراض اور ناخوش ہوتا ہے۔ یہ زینت و طیب ہے منکر و نکیر کو (سوال کرنے سے) حیا آتی ہے اور قبر کے عذاب سے نجات ملتی ہے۔

۱۱۷ یا علی (علیہ السلام) اس قول میں کوئی بھلائی نہیں جس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ اور نہ سرسری نگاہ میں جس کے ساتھ اختیار آزمائش نہ ہو اور نہ مال و دولت میں جس کے ساتھ جو دو سخاوت نہ ہو۔ اور نہ سچائی میں جس کے ساتھ وفا نہ ہو اور نہ فقر میں جس کے ساتھ درغ و پرہیزگاری نہ ہو اور نہ صدقہ میں جس کے ساتھ نیت نہ ہو۔ اور نہ زندگی میں جس کے ساتھ صحت و تندرستی نہ ہو اور نہ وطن میں جس کے ساتھ امن و خوشی نہ ہو۔

۱۱۸ یا علی (علیہ السلام) بکری کی سات چیزیں حرام ہیں خون، مذاکیر، مٹا، حرام مغز، غدود، طحال اور پتہ۔
۱۱۹ یا علی (علیہ السلام) چار چیزوں کی قیمت کم کرانے کی کوشش نہ کرو۔ قربانی کا جانور خریدنے میں، کفن کے خریدنے میں، غلام کے خریدنے میں اور کم مکر مہ جانے کے لئے کرایہ پر سواری لینے میں اتار چڑھاؤ نہ کرو۔
۱۲۰ یا علی (علیہ السلام) کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اخلاق میں مجھ سے سب سے مشابہہ تم لوگوں میں کون ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا ہاں، یا رسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم لوگوں میں سب سے زیادہ خوش اخلاق، تم میں سب سے زیادہ بردبار، تم میں سے اپنے قریبداروں کے ساتھ سب سے زیادہ نیکی کرنے والا اور تم میں سب سے زیادہ اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرنے والا ہے۔

۱۲۱ یا علی (علیہ السلام) میری امت کے لوگ جب کشتی پر سوار ہوں تو وہ یہ آیت پڑھ کر دم کر لیں عَزَّوَجَلَّ سے امان ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرٍ ۝ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهُ یَوْمَ الْقِیَمَةِ ۝ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیٰتٌ بَیْمِیْنِهِ ۝ سُبْحٰنَہٗ ۝ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرَکُوْنَ (سورۃ زمر آیت ۶۴) اللہ کے نام سے جو رحمن اور رحیم ہے خدا کی جیسی قدر کرنی چاہیے تم لوگوں نے نہ کی۔ قیامت کے دن زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اس کے دلہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے۔ جسے یہ لوگ اس کا شریک بناتے ہیں وہ اس سے پاکیزہ اور برتر ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِبٰہَا وَ مَرْسِیٰہَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ مود آیت نمبر ۴۱) اللہ کے نام سے ہے

اس کا چلنا اور ٹھہرنا۔ بے شک میرا رب ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۲۲ یا علی (علیہ السلام) میری امت کے لئے چوری سے امان ہے (اس آیت کریمہ میں) قُلْ اَدْعُوا اللّٰهَ اَوْ اَدْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيَّامًا تَذْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُتْ بِهَا وَتَبْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيْلًا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الدِّیْنِ وَكَبِّرْ لَا تَكْبِيْرًا۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۱۱-۱۱۳) (کہہ دو کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر جو کہہ کر پکارو گے سو سب نام اسی کے اچھے ہیں۔ اور اپنی نماز بہت بلند آواز سے نہ پڑھو اور نہ بالکل چپکے چپکے اور ان دونوں کے درمیان کا راستہ اختیار کرو۔ اور کہہ کہ ہر طرح کی تعریف اس خدا کو سزاوار ہے جو نہ تو کوئی اولاد رکھتا ہے اور نہ سلطنت میں اس کا کوئی صاحب دار ہے اور نہ اسے کسی طرح کی کمزوری ہے کہ کوئی اس کا سرپرست ہو اور اس کی بڑائی اچھی طرح کرتا رہے۔)

۱۲۳ یا علی (علیہ السلام) میری امت کے لئے امان ہے اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْا وَلَیِّنَ زَالَتَا اَنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا (سورہ فاطر۔ آیت نمبر ۴۱) (بے شک اللہ تمام رہا ہے آسمان کو اور زمین کو کہ ٹل نہ جائیں۔ اور اگر ٹل جائیں تو کوئی تمام نہ سکے ان کو سوائے اس کے۔ وہ ہے قہر والا اور بخشنے والا)

۱۲۴ یا علی (علیہ السلام) (کہنا) میری امت کے لئے امان ہے ہر غم و ہم میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ لَا مَلْجَاوْ لَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ یعنی نہیں ہے کوئی طاقت اور نہیں کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی اور نہیں کوئی جائے پناہ اور نہیں ہے کوئی جائے نجات اللہ سے لیکن صرف اللہ کی طرف۔

۱۲۵ یا علی (علیہ السلام) میری امت کے لئے چلنے سے امان ہے۔ اِنَّ وَلِیَّ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَلَ الْكِتَابُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَهُوَ یَتَوَلٰی الصّٰلِحِیْنَ (اعراف۔ آیت نمبر ۱۹۶) (میرا حمایتی تو اللہ ہے۔ جس نے اتاری کتاب اور وہ حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی) وَمَا قَدَّرَ اللّٰهُ حَقَّ قَدْرًا اِذْ قَالُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَاۤءَ بِهٖ مُّوْسٰی نُوْرًا وَهُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْهُ قَرًا طٰیْسَ تُبَدُّوْهَا وَتُخْفَوْنَ كَثِیْرًا وَعَلِمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ (سورۃ النعام آیت ۹۱) (ان لوگوں (یہودی) نے خدا کی جیسی قدر کرنی چاہئے نہ کی اس لئے کہ ان لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ خدا نے کسی

بشر پر کچھ نازل ہی نہیں کیا تم بوجھو تو پھر وہ کتاب جسے موسیٰ لیکر آئے تھے کس نے نازل کی جو لوگوں کے لئے روشنی اور ہدایت تھی جسے تم لوگوں نے الگ الگ کر کے کاغذی اور اوراق بنا ڈالے اور اس میں کا کچھ حصہ تو تم ظاہر کرتے ہو اور بہترے کو چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں وہ باتیں سکھائی گئیں جنہیں تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا۔ تم ہی کہہ دو کہ خدا نے اس کے بعد انہیں چھوڑ دیا کہ اپنی توتوتیں میں، میں کھیلنے پھیریں۔

یا علی (علیہ السلام) جس شخص کو درندوں سے خوف ہو وہ اس آیت کو پڑھے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (سورہ توبہ آیت ۱۲۸-۱۲۹) (تمہارے پاس آیا ہے رسول تم ہی میں سے۔ تمہاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچی۔ تمہاری بھلائی پر حریص ہے۔ ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے۔ پھر بھی اگر منہ پھیریں تو کہہ دو کہ مجھے اللہ کافی ہے۔ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔)

یا علی (علیہ السلام) جس شخص کی سواری سرکش کرے تو اس کے دلہنے کان میں یہ آیت پڑھے۔ وَلَهُ أَسْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ (سورہ آل عمران ۸۳) اور اسی کے حکم میں ہے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے۔ خوشی سے۔ مجبوری سے اور اسی کی طرف سب لوٹ جائیں گے۔)

یا علی (علیہ السلام) جس شخص کے شکم میں بت کا پانی یعنی مرض استسقاء ہو تو وہ اپنے شکم پر آیت الکرسی تحریر کرے اور پانی پر دم کرے وہ پانی پیئے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا یاب ہوگا۔

یا علی (علیہ السلام) جو شخص کسی ساحر یا کسی شیطان سے خوف زدہ ہو تو ان آیات کی تلاوت کرے اِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ مَسْخُورَاتٌ بِأَمْرِ إِلَهِ الْخَلْقِ وَالْأَمْرُ تَبَرَّكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ۔ (سورہ اعراف آیت نمبر ۵۴) (بے شک تمہارا رب اللہ ہے۔ جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین چھ دن میں۔ پھر قراؤ پھر عرش پر۔ الزحما ہے رات پر دن کہ وہ اس کے پیچھے دوڑ لگاتا ہوا آتا ہے۔ اور سورج چاند تارے پیدا کئے اپنے حکم کے تابعدار۔ سن لو کہ اسی کا کام پیدا کرنا ہے اور حکم کرنا ہے۔ بڑی برکت والا ہے۔ اللہ جو رب ہے

سارے جہانوں کا (اِنَّ رَبَّکُمْ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یَدْبُرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ذٰلِکُمْ اللّٰهُ رَبَّکُمْ فَاَعْبُدُوْهُ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ۔ (سورۃ یونس آیت نمبر ۳) (بے شک جہاں رب اللہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں بنایا، پھر قائم ہوا عرش پر۔ کام کی تدبیر کرتا ہے۔ کوئی سفارش نہیں کر سکتا مگر اس کی اجازت کے بعد۔ وہ اللہ ہے رب جہاں اس کی بندگی کرو۔ کیا تم خیال نہیں کرتے)۔

۱۳۰

یا علی (علیہ السلام) لڑکے کا حق اس کے باپ پر یہ ہے کہ اس کا کوئی اچھا سا نام رکھے۔ اس کو ادب سکھائے اور اس کو ایسی جگہ رکھے جو صالحین کے رہنے کی جگہ ہے۔ اور باپ کا حق بیٹے پر یہ ہے کہ وہ اپنے باپ کو نام لے کر نہ پکارے اور اس کے آگے نہ چلے اور اس کے آگے نہ بیٹھے اور اس کے ساتھ حمام میں نہ جائے۔

۱۳۱

یا علی (علیہ السلام) تین چیزیں دوسو اس پیدا کرتی ہیں مٹی کھانا۔ دانتوں سے ناخن کترنا اور اپنی داڑھی چبانا۔

۱۳۲

یا علی (علیہ السلام) ان والدین پر اللہ کی لعنت جو اپنی اولاد کو اپنی نافرمانی پر مجبور کر دیں۔

۱۳۳

یا علی (علیہ السلام) جو شخص اپنے والدین پر رحم کرے جو اپنے لڑکوں کو اپنے ساتھ حسن سلوک پر آمادہ کریں۔

۱۳۴

یا علی (علیہ السلام) جو شخص اپنے والدین کو رنج پہنچائے وہ والدین سے عاق ہو جاتا ہے۔

۱۳۵

یا علی (علیہ السلام) جس شخص کے سامنے کسی مرد مسلم کی غیبت ہو رہی ہو اور وہ اس کی صفائی اور مدد کر سکتا ہو مگر مدد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں (بے یار و مددگار) چھوڑ دے گا۔

۱۳۶

یا علی (علیہ السلام) جو شخص اپنے مال سے کسی یتیم کے اغراجات سنبھالے یہاں تک کہ وہ مستغنی ہو جائے تو اللہ اس پر جنت واجب ہے۔

۱۳۷

یا علی (علیہ السلام) جو شخص کسی یتیم کے سر پر اپنے شفقت کا ہاتھ پھیرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ہر بال کے عوض اس کو ایک نور عطا کرے گا۔

۱۳۸

یا علی (علیہ السلام) جہل سے سخت کوئی تنگدستی نہیں۔ اور عقل سے بڑھ کر کوئی مال منفعت بخش نہیں اور غرور سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں اور تدبیر کے مانند کوئی عقل نہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے اس سے بچنے کے مانند کوئی پرہیزگاری نہیں اور حسن خلق کے مانند کوئی ذاتی فضیلت نہیں اور تفکر کے مانند کوئی عبادت نہیں۔

۱۳۹

یا علی (علیہ السلام) تنگم کی آفت جھوٹ ہے اور علم کی آفت نسیان ہے اور عبادت کی آفت عدم رجوع قلب ہے،

۱۴۰

- ۱۳۱ اور جمال کی آفت غرور ہے اور علم کی آفت حسد ہے۔
یا علی (علیہ السلام) پچار باتیں اسراف اور فضول خرچی ہیں۔ شکم سیری کے باوجود کھانا۔ چاندنی میں چراغ جلاتا
زمین شور میں قہم ریزی کرنا اور نااہل کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔
- ۱۳۲ یا علی (علیہ السلام) جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔
- ۱۳۳ یا علی (علیہ السلام) نماز میں کوئے کی طرح چونچ مارنے سے بچو اور سجدے میں شیر کی طرح شکار کھانے سے
پرہیز کرو۔
- ۱۳۴ یا علی (علیہ السلام) اگر میں ہڈی کے منہ میں کہنی تک ہاتھ ڈال دوں تو یہ میرے لئے اس سے بہتر ہے کہ
میں کسی ایسے سے کچھ مانگوں جس کے پاس پہلے نہ تھا اور اب ہو گیا۔
- ۱۳۵ یا علی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کا لوگوں میں سب سے زیادہ نافرمان اور سرکش وہ ہے جو اپنے قاتل کے علاوہ
کسی اور کو قتل کرے اور جس نے مارا ہے اس کے علاوہ کسی اور کو مارے۔ اور جو اپنے موالی کے علاوہ
کسی سے تولی (محبت) رکھے اور اس سے انکار کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔
- ۱۳۶ یا علی (علیہ السلام) دلہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنو اس لئے کہ یہ اللہ کے مقرب بندوں کے لئے اللہ کی طرف سے
فضیلت ہے تو حضرت علی (علیہ السلام) نے عرض کیا میں کس نگینہ کی انگوٹھی پہنوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا تم حقیق سرخ کی انگوٹھی پہنو اس لئے کہ اس کے پہاڑ نے سب سے پہلے اللہ کی ربوبیت
اور میری نبوت اور اے علی (علیہ السلام) تمہارے دھی ہونے کا اور تمہاری اولاد کی امامت کا عہد چہارے
شیعوں کے جنتی ہونے کا اور تمہارے دشمنوں کے جہنمی ہونے کا اقرار کیا۔
- ۱۳۷ یا علی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے اہل دنیا پر پہلی نظر ڈالی تو تمام عالمین میں سے مردوں میں مجھے منتخب کیا پھر
دوسری نظر ڈالی تو سارے عالمین میں سے تم کو منتخب کیا اور تیسری مرتبہ نظر ڈالی تو سارے عالمین کے
مردوں میں سے تمہاری اولاد کے امہ کو منتخب کیا اور چوتھی مرتبہ نظر ڈالی تو تمام عالمین کی عورتوں میں
سے فاطمہ (علیہا السلام) کو منتخب کیا۔
- ۱۳۸ یا علی (علیہ السلام) میں نے تین مقامات پر اپنے نام کے ساتھ تمہارے نام کو دیکھا تو اسے دیکھتے ہوئے مجھے
اچھا لگا۔ جب میں معراج میں آسمان پر جاتے ہوئے بیت المقدس پہنچا تو اس کے صحرے پر لکھا ہوا پایا لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ (انہیں کوئی اللہ سوائے
اس اللہ کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں میں نے ان کے وزیر کے ذریعہ ان کی تائید کی
میں نے ان کے وزیر کے ذریعے ان کی نفرت کی) تو میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا میرا وزیر

کون ہے؟ تو انہوں نے کہا علی علیہ السلام ابن ابی طالب ہیں پھر جب میں سورۃ المہمتی پر پہنچا تو اس پر لکھا ہوا پایا انی انا اللہ لا الہ الا انا وحدی محمد صفوتی من خلقی ایدتہ بوزیرہ ونصرته بوزیرہ (بیشک میں ہی اللہ ہوں نہیں ہے کوئی اللہ سوائے میرے اکیلے کے، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری مخلوق میں میرے منتخب بندے ہیں میں نے ان کی تائید ان کے وزیر کے ذریعہ کی، میں نے ان کی نصرت ان کے وزیر کے ذریعہ کی) تو میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا میرا وزیر کون ہے؟ تو انہوں نے کہا علی علیہ السلام ابن ابی طالب ہیں پھر جب میں رب العالمین کے عرش تک پہنچا تو اس کے ستونوں پر لکھا ہوا پایا انی انا اللہ لا الہ الا انا وحدی محمد حبیبی ایدتہ بوزیرہ ونصرته بوزیرہ (میں ہی اللہ ہوں نہیں ہے کوئی اللہ سوائے میرے اکیلے کے، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے حبیب ہیں میں نے ان کی تائید ان کے وزیر کے ذریعہ کی میں ان کی نصرت ان کے وزیر کے ذریعہ کی۔)

۱۳۹

یا علی (علیہ السلام) اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے تمہارے اندر سات خوبیاں عطا کی ہیں۔ میرے ساتھ تم ہی ہو جس کے لئے قبر شق ہوگی۔ اور تم ہی پہلے ہو گے جو میرے ساتھ صراط پر کھڑے ہو گے اور جب مجھے لباس جنت پہنایا جائے گا تو تمہیں بھی پہلے پہنایا جائے گا۔ اور جب مجھے تحیت و سلام کہا جائے گا تو تمہیں بھی کہا جائے گا۔ اور تم پہلے ہو گے جس کو میرے ساتھ علیین میں ساکن کیا جائے گا۔ اور تم پہلے ہو گے جس کو میرے ساتھ جنت کی شراب جس کے منہ پر مسک کی سرنگی ہوگی پلائی جائے گی۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا اے سلمان اگر تم بیمار ہوئے تو تمہاری بیماری کے اندر تمہارے لئے تین باتیں ہوگی۔ تم اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے یاد میں رہو گے اور اس میں تمہاری دعا قبول ہوگی۔ اور تمہاری بیماری تمہارے جسم سے ہر گناہ کو بغیر جھاڑے ہوئے نہیں چھوڑے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری مدت حیات پوری ہونے تک تمہیں خیر و عافیت سے رکھے گا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی ذر رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابو ذر تم کسی سے کچھ مانگنے سے ہمیشہ بچنا اس لئے کہ اس میں اس وقت ذلت ہوگی پھر بہت جلد فقیر بنا دگی اور قیامت کے دن اس کا بہت لمبا چوڑا حساب ہوگا۔

اے ابو ذر تم تنہائی میں زندگی بسر کرو گے اور تنہائی کے عالم میں مردے اور تنہا جنت میں داخل ہو گے اور اہل عراق کا ایک گروہ تم تک پہنچنے کی سعادت حاصل کرے گا اور وہی تمہارے غسل و کفن و دفن کا فریضہ انجام دے گا۔ اے ابو ذر تم اپنا ہاتھ پھیلا کر کسی سے کچھ نہ مانگنا لیکن اگر خود کوئی شخص کچھ دے تو اسے قبول کر لینا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو یہ نہ بتاؤں کہ تم سب میں بدترین کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ بتائیں۔ آپ نے فرمایا جفل خور، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے، عیب سے براست کی مخالفت کرنے والے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ چھوٹے چھوٹے فقرات جو اس سے پہلے بیان نہیں کئے گئے

- (۵۷۶۳) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔
- (۵۷۶۴) وہ چیز جو تھوڑی ہو اور کافی ہو وہ اس چیز سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور لمحائے رکھے۔
- (۵۷۶۵) بہترین توشہ آخرت تقویٰ ہے۔
- (۵۷۶۶) حکمت کی اصل خوفِ خدا ہے۔
- (۵۷۶۷) دل میں جو چیزیں ڈالی جاتی ہیں ان میں سب سے بہترین ہے۔
- (۵۷۶۸) شک و شبہ مجملہ کفر کے ہے۔
- (۵۷۶۹) نوحہ کرنا جاہلیت کا عمل ہے۔
- (۵۷۷۰) سکر (نشہ) جہنم کا انگارہ ہے۔
- (۵۷۷۱) شراب بلیس کی طرف سے ہے۔
- (۵۷۷۲) شراب گناہوں کا مجموعہ ہے۔
- (۵۷۷۳) عورتیں شیطان کے پھندے ہیں۔
- (۵۷۷۴) جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے۔
- (۵۷۷۵) بدترین کمائی سود کی کمائی ہے۔
- (۵۷۷۶) بدترین کھانا یتیم کا مال ناجائز طور پر کھانا ہے۔
- (۵۷۷۷) نیک بخت وہ ہے جو غیر سے نصیحت حاصل کرے۔
- (۵۷۷۸) بد بخت وہ ہے جو بطن سے بد بخت ہو۔
- (۵۷۷۹) تم لوگوں کی بازگشت چار ہاتھ زمین کی طرف ہے۔ (یعنی قبر)
- (۵۷۸۰) سب سے بڑا سود تو جھوٹ ہے۔

- (۵۷۸۱) مومن کو دشنام (گالی) دینا فسق ہے، مومن سے قتال کرنا کفر ہے، اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ کی معصیت ہے، اس کے مال کا احترام اس کے خون کے احترام کے مانند ہے۔
- (۵۷۸۲) جو شخص اپنے غصہ کو ضبط کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا۔
- (۵۷۸۳) جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اس کا عوض دے گا۔
- (۵۷۸۴) اس وقت (میدان جنگ) تنور کی طرح گرم ہے۔ (یہ جملہ حسین کے دن فرمایا)۔
- (۵۷۸۵) مومن ایک سوراخ سے دوسرے نہیں ڈسا جاتا۔
- (۵۷۸۶) آدمی پر مصیبت اپنے ہاتھ ہی سے آتی ہے۔
- (۵۷۸۷) طاقتور وہ ہے جو اپنے نفس پر غالب آجائے۔
- (۵۷۸۸) کان سے سنا آنکھوں سے دیکھنے کے مانند نہیں ہوتا۔
- (۵۷۸۹) یا اللہ میری امت کو ہفتہ اور جمعرات کے دن سحر خیزی میں برکت دے۔
- (۵۷۹۰) مجلسوں میں (جو کچھ دیکھا یا سنا جاتا ہے) ایک طور کی امانت ہے۔
- (۵۷۹۱) قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔
- (۵۷۹۲) اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے ٹکرائے تو اللہ تعالیٰ اس کو پاش پاش کر دے گا۔
- (۵۷۹۳) حسن سلوک ان لوگوں سے شروع کرو جو چہاری میال ہیں۔
- (۵۷۹۴) جنگ دھوکے اور چابازی کا نام ہے۔
- (۵۷۹۵) ایک مسلمان اپنے برادر مسلم کے کردار کا آئینہ ہوتا ہے۔
- (۵۷۹۶) جو شخص میدان جنگ میں (جہاد میں) نہیں مرا گویا وہ بستر پر مرا (یعنی کوئی فضیلت نہیں)۔
- (۵۷۹۷) منہ سے بات نکلی اور بٹا مسلط ہوئی۔
- (۵۷۹۸) تمام انسان کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں۔
- (۵۷۹۹) بخل سے بڑا کون سا مرض ہے؟
- (۵۸۰۰) حیا مکمل خیر اور خوبی ہے۔
- (۵۸۰۱) جمہوری قسم آبادیوں کو اجازت چھوڑتی ہے۔
- (۵۸۰۲) بغاوت کی سب سے جلد سزا ملتی ہے۔
- (۵۸۰۳) حسن سلوک کی بہت جلد اور اچھی جزا ملتی ہے۔

- (۵۸۰۳) مسلمان اپنی شرط اور عہد کے پابند ہوتے ہیں۔
- (۵۸۰۵) بیشک بعض شر حکمت سے لرزہ ہوتے اور بعض کے بیان میں بحر و جادہ ہوتا ہے۔
- (۵۸۰۶) زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔
- (۵۸۰۷) جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو وہ شہید ہے۔
- (۵۸۰۸) عطا کردہ شے کو واپس لینا ایسا ہی ہے جیسے اپنی تے کو پھر کھائے۔
- (۵۸۰۹) کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے برادر مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔
- (۵۸۱۰) جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔
- (۵۸۱۱) شرمندگی اور ندامت ہی توبہ ہے۔
- (۵۸۱۲) لڑکا شوہر کا ہے اور زانی کے لئے ہتھر ہے۔
- (۵۸۱۳) نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی ایسا ہی ہے جیسے وہ خود نیک کام کرنے والا ہے۔
- (۵۸۱۴) کسی شے کی محبت و خواہش تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔
- (۵۸۱۵) جو شخص بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔
- (۵۸۱۶) گم شدہ چیز گم کرنے والے ہی کو دی جائے گی۔
- (۵۸۱۷) جہنم سے بچو خواہ کچھور کے ایک ٹکڑے سے ہی کیوں نہ ہو۔
- (۵۸۱۸) تمام روحمیں (عالم ارواح میں) فوج در فوج رہتی تھیں اگر وہاں ایک دوسرے سے تعارف ہوا ہے تو یہاں ان میں باہمی الفت ہے اور اگر وہ وہاں ایک دوسرے سے متعارف نہیں ہوئیں تو یہاں ان کے درمیان اختلاف ہوگا۔
- (۵۸۱۹) مالدار شخص کا ادائیگی فرمیں میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔
- (۵۸۲۰) سفر بھی عذاب کا ایک حصہ ہے۔
- (۵۸۲۱) انسانوں کا بھی معدن ہوتا ہے سونے اور چاندی کے معدن کی طرح۔
- (۵۸۲۲) صاحب مجلس صدر مجلس بننے کا زیادہ حقدار ہے۔
- (۵۸۲۳) تعریف کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو۔
- (۵۸۲۴) صدقہ دے کر آسمان سے رزق اتارو۔
- (۵۸۲۵) دعا کے ذریعہ بلاؤں کو دفع کرو۔
- (۵۸۲۶) دلوں کی فطرت میں یہ ہے کہ جو شخص ان پر احسان کرے اس سے محبت کریں اور جس نے ان سے بد سلوکی

کی ہے اس سے نفرت کریں۔

(۵۸۲۷) صدقہ سے مال کبھی کم نہیں ہوتا۔

(۵۸۲۸) اگر اپنے رشتہ دار محتاج ہیں تو کسی اور کو صدقہ دینا مناسب نہیں۔

(۵۸۲۹) صحت اور فراغت یہ دونوں پوشیدہ نعمتیں ہیں۔

(۵۸۳۰) بادشاہوں کا صفو سے کام لینا اُن کی سلطنت کو زیادہ دنوں باقی رکھتا ہے۔

(۵۸۳۱) آدمی کا اپنی زوجہ کو ملنا دینا اس کی عفت میں انصاف کرنا ہے۔

(۵۸۳۲) خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

(۵۸۳۳) محمد بن ابراہیم بن اسحاق رضی اللہ عنہ نے احمد بن محمد بن سعید ہمدانی سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حسن بن قاسم نے اس حدیث کی قراءت کی کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم بن معقلی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبد اللہ محمد بن خالد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبد اللہ بن بکر مرادی نے انہوں نے روایت کی حضرت موسیٰ علیہ السلام بن جعفر علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد نامدار سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام ابن الحسین علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد مکرم علیہ السلام سے ان کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے سامان جنگ کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک ضعیف العمر شخص وارد ہوا جس پر آثار سفر نمایاں تھے اور بولا کہ امیر المومنین کہاں ہیں؟ تو اس سے کہا گیا کہ امیر المومنین یہ ہیں تو اس نے آپ علیہ السلام کو سلام کیا اور کہا کہ یا امیر المومنین میں آپ علیہ السلام کے پاس دیار شام سے حاضر ہوا ہوں۔ میں بول چالوں اور میں نے آپ علیہ السلام کے لاتعداد فضائل سنے ہیں کہ جس سے مجھے گمان ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام لوگوں کو کہیں فریب تو نہیں دیتے لہذا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو علم دیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی عطا کیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا اے شیخ سنو جس شخص کے دو دن برابر اور یکساں گزرے وہ نقصان میں ہے اور جس شخص کا مقصد ہی دنیا حاصل کرنا ہوگا تو دنیا چھوڑتے وقت اس کو بہت حسرت ہوگی۔ اور جس کسی کا آج کے بعد کل کا دن اس سے برا گزرا تو وہ محروم ہے اور ایک شخص کو جب اس کی دنیا سپرد کی جائے پھر وہ آخرت کے خسارے کی پرواہ نہ کرے تو وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اور جو شخص اس نقصان سے اپنے نفس کو نہ بچائے تو یقیناً اس پر خواہشات کا غلبہ ہے اور جو اس نقصان میں زندگی بسر کر رہا ہے تو اس کے لئے موت بہتر ہے۔

اے شیخ جس چیز کو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ اور دوسروں کے لئے بھی وہی

برتاؤ کرو جس کو تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ کیا جائے۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو کیا تم نہیں دیکھتے کہ اہل دنیا شام و صبح مختلف حالات میں بسر کرتے ہیں کوئی بستر مرض پر کروٹیں بدلتا ہے تو کوئی کسی کی عیادت کو جاتا ہے کوئی ایسا ہے کہ لوگ اس کی عیادت کو آتے ہیں کوئی نزع کے عالم میں ہے کسی کو بچنے کی امید نہیں۔ کوئی کفن پہنے ہوئے ہے مگر لوگ دنیا کے طالب ہیں اور موت ان کی طالب ہے۔ وہ غافل ہیں مگر موت ان سے غافل نہیں اور گذشتگان کے نقش قدم پر موجودہ لوگ بھی جا رہے ہیں۔

زید بن صوحان عبدی نے عرض کیا یا امیرالمومنین علیہ السلام کس کی سلطنت زیادہ غالب ہوتی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا خواہشات کی، اس نے عرض کیا سب سے زیادہ ذلیل بات کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا دنیا کی حرص۔ عرض کیا کون سا فقر و افلاس زیادہ شدید ہے؟ فرمایا ایمان کے بعد کفر۔ عرض کیا کون سی دعوت سب سے زیادہ گمراہ کن ہے؟ فرمایا اس چیز کی طرف دعوت جو ممکن نہیں۔ عرض کیا کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا تقویٰ۔ عرض کیا کون سا عمل ہے جو سب سے زیادہ نجات دہندہ ہے؟ فرمایا اس شے کی طلب جو خدائے عودجل کے پاس ہے۔ عرض کیا کون سا مصاحب برا ہے؟ فرمایا وہ مصاحب جو تیرے سامنے اللہ عودجل کی معصیت کو مزین کر کے پیش کرے۔ عرض کیا مخلوق میں کون سب سے شقی و بدبخت ہے؟ فرمایا جو اپنے دین کو دوسرے کی دنیا کے لئے فروخت کر دے عرض کیا اور مخلوق میں سب سے زیادہ قوی کون ہے؟ فرمایا حلیم و دربار۔ عرض کیا مخلوق میں سب سے زیادہ حریص و بخیل کون ہے؟ فرمایا جو ناجائز طور پر مال حاصل کرے اور ناجائز طور پر خرچ کرے عرض کیا اور لوگوں میں سب سے چالاک کون ہے؟ فرمایا جو گمراہی میں رہتے ہوئے ہدایت کو دیکھ تو ہدایت کی طرف مائل ہو جائے۔ عرض کیا اور لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم کون ہے؟ فرمایا جو کبھی غصہ میں نہیں آیا۔ عرض کیا اور لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی رائے پر ثابت قدم کون ہے؟ فرمایا جس کو لوگ نہ بہکا سکیں اور جس کو دنیا کا کوئی شوق نہ بہکا سکے۔ عرض کیا اور لوگوں میں سب سے زیادہ احمق کون ہے؟ فرمایا جو دنیا کے حالات کے انقلاب کو دیکھ کر بھی دنیا سے دھوکا کھا جائے۔ عرض کیا اور سب سے زیادہ مایوس کون ہے؟ فرمایا جو دنیا اور آخرت دونوں سے محروم رہے اور یہی کھلا ہوا نقصان ہے۔ عرض کیا اور مخلوق میں سب سے زیادہ اندھا کون ہے؟ فرمایا جو غیر خدا کے لئے عمل کرے اور اللہ سے اپنے اس عمل کا اجر و ثواب چاہے۔ عرض کیا سب سے افضل قناعت کیا ہے؟ فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے اس کو دیا ہے اسی پر قناعت کرے۔ عرض کیا سب سے شدید مصیبت کیا ہے؟ فرمایا کہ دین کی مصیبت۔ عرض کیا سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک کیا ہے؟ فرمایا انتظار فرج (امام زمانہ)۔ عرض کیا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ اچھا کون شخص ہے؟ فرمایا جو سب سے زیادہ خدا کا خوف کرے اور سب سے زیادہ متقی ہو اور سب سے زیادہ وہ دنیا میں زہد اختیار کرے۔ عرض کیا اور اللہ کے نزدیک سب سے افضل کلام کیا ہے؟ فرمایا کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرنا اور اس سے گونگڑا کر دعا کرنا۔ عرض

کیا سب سے زیادہ سچا قول کیا ہے؟ فرمایا اس بات کی گواہی دینا کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے۔ عرض کیا اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا عمل کیا ہے؟ فرمایا اپنے امور حوالہ بخدا کرنا اور درج اختیار کرنا عرض کیا اور لوگوں میں سب سے زیادہ سچا کون ہے؟ فرمایا جو ہر موقع پر سچا ہو۔

اس کے بعد شیخ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے شیخ اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے لوگ پیدا کئے جن پر دنیا تنگ کر دی ان کو دیکھتے ہوئے انہیں دنیا اور اسباب دنیا میں زاہد بنا دیا تو یہ لوگ اس دارالسلام کی طرف راغب ہوئے جس کی انہیں دعوت دی گئی انہوں نے تنگی معاش پر اور دنیا کے مصائب پر صبر کیا اور اس کرم کے مشتاق ہوئے جو خدا نے عروج پس فراہم ہے لہذا اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے انہوں نے اپنی جان قربان کر دی اور ان کے اعمال شہادت پر ختم ہوئے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس شان سے حاضر ہوئے کہ اللہ ان سے راضی و خوش اور وہ اللہ سے راضی و خوش اور انہوں نے کچھ لیا کہ جو گزر گئے اور جو باقی ہیں ان کے لئے موت ہی ایک راستہ ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنی آخرت کے لئے زاد سفر میں سونا اور چاندی ساتھ نہیں لیا مٹے جھوٹے لباس پہنتے رہے اور بلاؤں پر صبر کیا اور نیکیاں آگے بھجھتے رہے اور کسی سے محبت کی تو اللہ کے لئے اور کسی سے نفرت کی تو اللہ کے لئے یہی لوگ چراغ راہ ہدایت اور آخرت میں اہل جنت ہیں والسلام۔

شیخ نے عرض کیا پھر میں جنت کو چھوڑ کر کہاں جاؤں جبکہ جنت اور اہل جنت کو آپ علیہ السلام کے ساتھ دیکھتا ہوں یا امیر المومنین مجھے سامان حرب دیجیئے تاکہ میں آپ علیہ السلام کے دشمنوں کے خلاف جنگ کروں تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس کو سلاح جنگ عطا فرمایا اور وہ اسے لے کر امیر المومنین کے سامنے جنگ کرتا رہا اور ایسی بہادری کے ساتھ جنگ کرتا رہا کہ خود امیر المومنین علیہ السلام اس کے حرب و ضرب پر تعجب کرتے رہے اور جب جنگ سخت ہو گئی تو اس نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور قتل کر دیا گیا اللہ اس پر رحمت نازل فرمائے۔ اور امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک شخص اس کے پیچھے گیا تو دیکھا کہ وہ زمین پر گرا ہوا ہے اور وہاں اس کے گھوڑے کو کھڑا پایا اور اس کی تلوار کو اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان پایا جب جنگ تمام ہوئی تو وہ اس کے گھوڑے اور اس کی تلوار دونوں کو لے کر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس کے لئے رحمت کی دعا کی اور فرمایا کہ خدا کی قسم یہ شخص حقیقت میں سعید و نیک بخت ہے۔ تم لوگ بھی اپنے بھائی کے لئے طلب رحمت کرو۔

(۵۸۳۳) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد تنفیہ رضی اللہ عنہ سے وصیت کے اندر فرمایا اے فرزند جھوٹی تمناؤں پر اعتماد کرنے سے گریز کر داس لئے کہ یہ احمق لوگوں کا سرمایہ ہے اور آخرت کے امور میں ربر کرنا ہے۔ اور آدمی کی خوش قسمتی صالح ساتھی کا ملنا ہے۔ اہل خیر کے ساتھ بیٹھو تم بھی ان میں سے ہو جاؤ گے اور اہل شر سے جدا کی

اختیار کرو۔ اور جو لوگ غلط اور فضول باتیں اور جھوٹی اور خود ساختہ کہانیاں سنا کر تمہیں ذکر خدا اور ذکر موت سے روکتے ہیں ان سے ہوشیار رہو تم پر اللہ کی طرف غلط فہمی اور بدگمانی نہ غالب آجائے اس لئے کہ یہ تمہارے اور تمہارے دوست کے درمیان صلح نہیں چھوڑے گی۔ تم اپنے قلب ادب سے اس طرح پاک کر لو جس طرح آگ لکڑی کو پاک کر دیتی ہے۔ نفس کے لئے ادب اور صاحب عقل کے لئے تجربہ اچھا مددگار ہے۔ تم تمام لوگوں کی آراء کو باہم ملاؤ پھر ان میں سے جو قرین صواب اور شک و شبہ سے دور ہو اس کو اختیار کر لو۔ اسے فرزند اسلام سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں اور تقویٰ سے بڑھ کر کوئی بزرگی نہیں اور پرہیزگاری سے بڑھ کر کوئی حفاظت نہیں اور توبہ سے بڑھ کر کوئی شفیع نہیں۔ اور عافیت سے زیادہ خوبصورت لباس نہیں۔ اور سلامت روی سے بڑھ کر کوئی بچاؤ نہیں۔ اور قناعت سے بڑھ کر غنی کرنے والا کوئی غنا نہیں اور اپنے قوت لایموت پر راضی رہنے سے بڑھ کر کوئی مال و دولت نہیں جو فقر و فاقہ کو دور کر دے۔ اور جس نے اپنی ضروریات کو کم کر لیا اس نے اپنی راحت کا انتظام کر لیا اور سکون کی جگہ بنیہ گیا۔ اور حرص گناہوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ تم صبر کا مزہ کر کے افکار کا بوجھ اپنے سر سے اتار دو۔ اپنے نفس کو صبر کا عادی بناؤ۔ صبر کی عادت بہت اچھی ہے۔ دنیا کے جتنے افکار و مصائب تم پر آئیں ان پر اپنے نفس کو قابو دو۔ کامیاب ہونے والے کامیاب ہوئے اور ان لوگوں نے نجات پائی جن کے لئے اللہ کی طرف سے پہلے ہی نیکیاں لکھ دی گئی تھیں تو یہی ناکہ سے بچاؤ اور سپر ہے۔ اور تم اپنے نفس کو جمیع امور میں خدا کے واحد و قہار کی پناہ میں دو اگر تم نے ایسا کیا تو گویا تم نے ایک مضبوط غار میں بے خطر مقام پر اور محفوظ جگہ پناہ لی اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں انتہائی خلوص سے دعا مانگو اس لئے کہ نیک و بد، دنیا یا نہ دنیا، رسائی اور نارسائی سب اس کے ہاتھ میں ہے۔

اور آنجناب علیہ السلام نے اس روایت میں فرمایا اے فرزند رزق دو قسم کے ہیں ایک رزق وہ جس کو تم تلاش کرتے ہو اور ایک رزق وہ جو تم کو تلاش کرتا ہے۔ پس اگر تم اس کے پاس نہ پہنچو تو وہ خود تمہارے پاس پہنچ جاتا ہے پس تم اپنی ایک دن کی فکر پر اپنے ایک سال کی فکر کا بوجھ نہ ڈالو اور ہر دن تمہارے لئے وہی کافی جو اس دن تم کو ملتا ہے لہذا اگر تمہاری عمر میں ایک سال باقی ہے تو اللہ تعالیٰ ہر کل کے لئے جدید رزق دے گا جو تمہارے مقسوم ہے اور ایک سال تمہاری عمر میں نہیں ہے تو پھر اس کے لئے کیوں فکر کرو جو تمہارے مقسوم میں نہیں اور یہ بھی جان لو کہ تمہارے حصہ کے رزق کو کوئی تلاش کرنے والا حاصل نہیں کر سکتا اور کوئی قبضہ کرنے والا قبضہ نہیں کر سکتا اور جو تمہارے مقدر میں ہے وہ تم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ اور تم نے بہت سے تلاش کرنے والوں کو دیکھا ہے کہ وہ کتنا ہی اپنے نفس کو مشقت میں ڈالیں انکا رزق کم ہی رہتا ہے اور بہت سے ایسے ہیں جو متوسط اور محلول کو شش کرتے ہیں مگر مقدر ان کا ساتھ دیتا ہے مگر یہ سب فنا کے نزدیک ہیں۔ آج کا دن تمہارے لئے ہے مگر تم کل تک پہنچ بھی لو گے یہ غیر یقینی ہے۔ اور اکثر آنے والا آج واپس نہیں آتا اور اول شب صحیح و سالم شخص پر آخر شب آہ و بکا برپا ہو جاتا ہے لہذا

اللہ کی طرف سے طویل عرصہ سے نعمتیں ملنے اور مصیبت نازل ہونے کی تاخیر پر مغرور نہ ہو جاؤ اس لئے کہ اگر اس کو وقت کے فوت ہونے کا ڈر ہوتا تو وہ موت سے پہلے ہی سزا شروع کر دیتا۔

اے فرزند تم حکماء کے مواعظ اور ان کے تدبیر احکام کو قبول کرو اور جو حکم دیا گیا ہے اس کی سب سے زیادہ تعمیل کرنے والے اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے سب سے زیادہ پرہیز کرنے والے بن جاؤ۔ اور دین میں فقیہ بننے کی کوشش کرو اس لئے کہ فقہاء ہی انبیاء کے وارث ہوتے ہیں انبیاء ورثہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ ورثہ میں علم چھوڑتے ہیں لہذا جس نے وہ علم حاصل کیا اس نے بہت کچھ لے لیا اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو کہ طالب علم کے لئے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے استغفار کرتی ہے یہاں تک کہ فضا میں الٹے والے پرندے اور سمندروں کی مچھلیاں بھی اور ملائکہ اس طالب علم کے لئے اپنے پر نکھاتے ہیں جس سے وہ خوش ہوتے ہیں۔ اس میں دنیا کا بھی شرف ہے اور قیامت کے دن حصول جنت میں بھی کامیاب ہو گا اس لئے کہ فقہاء ہی جنت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ کی ذات پر دلیل ہیں۔ اور تمام لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور ان کے لئے وہ بات پسند کرو جو تم اپنی ذات کے لئے پسند کرتے ہو اور جو بات تم اپنے لئے ناپسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے ناپسند کرو اور تمام لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ تاکہ جب تم ان سے غائب رہو تو لوگ تم سے ملاقات کے مشتاق رہیں اور جب مرجاؤ تو تم پر آنسو بہائیں اور کہیں کہ انا للہ وانا الیہ راجعون اور ان لوگوں میں سے نہ بنو کہ تمہارے مرنے پر کہا جائے کہ الحمد للہ رب العالمین (خدا کا شکر کہ یہ مر گیا)۔

اور تم کو معلوم ہے کہ اللہ پر ایمان لانے کے بعد اصل عقل لوگوں کی دلیوی و مدارات ہے اور جن لوگوں کے ساتھ رہیں کہن ضروری ہے ان کے ساتھ جو شخص حسن معاشرت نہیں رکھتا اس میں کوئی اچھائی نہیں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہ پیدا کر دے اس لئے کہ میں نے ان تمام لوگوں کو دیکھا جو لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں یا لوگ اس کے ساتھ رہتے ہیں ان میں دو تہائی لوگ حسن سلوک چاہتے ہیں اور ایک تہائی اس سے غافل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ان میں سب سے اچھا کلام ہے اور سب سے برا (بھی) کلام ہے اسی سے ہجرے روشن رہتے ہیں اور اس سے ہجرے سیاہ پڑ جاتے ہیں اور تمہیں یہ معلوم ہو کہ جب تک تم نے منہ سے بات نہیں نکالی ہے وہ تمہاری گرفت میں ہے اور جب تم نے منہ سے بات نکال دی تو اب تم اس کی گرفت میں ہو لہذا تم اپنی زبان کی حفاظت کرو جس طرح تم اپنے سونے اور دولت کی حفاظت کرتے ہو اس لئے کہ زبان ایک کلٹنے والے کتے کے مانند ہے اگر تم نے اس کو آزاد چھوڑ دیا تو وہ کاٹ کھائے گی۔ اور کچھ کلمات ایسے ہیں جن سے نعمتیں چھین لی جاتی ہیں۔ جو شخص اس کو بے لجام چھوڑے گا وہ اسے ہر کراہت اور نفیحت کی طرف لے جائیگی پھر وہ اسے اللہ کے غضب اور لوگوں کی مذمت کے سوا کسی اور بات کے لئے تا عمر نہ چھوڑے گی۔

جو شخص صرف اپنی رائے پر قائم رہے اور کسی دوسرے کی رائے کی ضرورت نہ سمجھے تو اس نے اپنے نفس کو خطرہ میں ڈال دیا اور جس نے دوسروں کی آراء کو بھی پیش نظر رکھا اس نے سمجھ لیا کہ غلطی کہاں ہے۔ جو بغیر انجام پر نظر رکھے ہوئے اپنے امور کے بھنڈو میں کود پڑا اس کو شدید مصائب کا سامنا ہوا۔ عمل سے پہلے تدبیر تم کو ندامت سے بچائے گا۔ عقلمند وہ ہے جو لوگوں کے تجربوں سے فائدہ اٹھائے۔ تجربوں سے نیا علم حاصل ہوتا ہے اور حالات کے انقلاب میں آدمیوں کے جوہر کھلتے ہیں زمانہ چہارے سامنے چھپے ہوئے اسرار کا پردہ چاک کر کے رکھ دیتا ہے۔ لہذا تم میری اس وصیت کو سمجھو اور اس سے سرسری طور پر نہ گزرو۔ اس لئے کہ بہترین قول وہ ہے جس سے نفع حاصل کیا جائے۔

اے فرزند یہ سمجھ لو کہ چہارے لئے بہترین جستجو اور اس زاد آخرت کی طرف پہنچنا لازم ہے جس سے چہاری پشت بھی ہلکی رہے۔ لہذا اپنی پشت پر اتنا نہ لادو کہ جس کے اٹھانے کی تم میں طاقت نہ ہو۔ اور قیامت کے دن حشر و نشر میں چہارے لئے بوجھ بن جائے۔ اور آخرت کے لئے بدترین زاد سفر اللہ کے بندوں پر ظلم و زیادتی ہے۔

اور یہ بھی سمجھ لو کہ چہارے سامنے بہت سی ہلاکتیں اور بہت سی ہولناکیاں اور بہت سے پل اور گھاٹیاں اور مشکلات ہیں جن میں تم کو اترنا ہے اور اترنا یا جنت کی طرف ہے یا جہنم کی طرف۔ لہذا اس اترنے سے پہلے اپنے لئے یہ منتخب کر لو کہ یہ زاد آخرت کس کی پشت پر لاد کر لے چلو۔ اگر تمہیں کوئی فائدہ کش اور مفلس مل جائے جو چہارے زاد آخرت قیامت کے دن تک لیکر چلے اور کل بروز قیامت تمہیں واپس کر دے جس دن تم کو اس کی ضرورت ہو تو اس کو غنیمت سمجھو اور یہ زاد سفر اس کے کاندھوں پر لاد دو۔ اور جن کو تم اپنا زاد سفر حوالے کر رہے ہو وہ کثیر تعداد میں ہوں جب کہ تم ان کے ڈھونڈنے پر قادر ہو۔ ایک ہوا تو شاید قیامت کی بھیڑ میں تم تلاش کرو اور وہ کہیں نہ مل سکے۔ اور تم اپنا زاد آخرت اٹھانے کے لئے ایسے شخص سے پرہیز کرو جس میں پرہیزگاری اور ایمان داری نہیں ہے ورنہ تمہاری مثال اس پیاسے کے مانند ہوگی جو سراب کو دیکھ کر اس کے پاس پہنچتا ہے تو اس کو کچھ نہیں ملتا اور تم قیامت کے دن اس سے جدا رہ جاؤ گے۔

نیز آنجناب علیہ السلام نے اپنی اس وصیت میں فرمایا کہ اے فرزند بغاوت و سرکشی آدمی کو ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے جو شخص اپنی قدر و منزلت کو پہچانتا ہے وہ کبھی ہلاک نہیں ہوگا۔ اور جو اپنی خواہشات کو قابو میں رکھے گا وہ اپنی قدر و منزلت کی حفاظت کرے گا۔ ہر شخص کی قدر و قیمت اتنی ہی ہے جتنی اس میں خوبیاں ہیں۔ عبرت و سبق حاصل کرنا ہدایت کے لئے مفید ہے۔ خواہشات کو ترک کر دینا سب سے اچھی دولت مند ہے۔ حرص و لالچ، فقر و افلاس موجود ہونے کی دلیل ہے۔ مودت و محبت ایسی قرابت و رشتہ داری ہے جس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ چہارا دوست چہارا حقیقی بھائی ہے مگر ہر حقیقی بھائی چہارا دوست بھی نہیں ہے۔ اپنے دوست کے دشمن کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ چہارے

دوست کو دشمن بنا دے گا۔ بہت سے دور کے لوگ تمہارے قریبی رشتہ داروں سے بھی زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ مفلس شخص سے میل ملاپ ایسے دولت مند کے میل ملاپ سے بہتر ہے جو خشک ہو۔ موقع ایک جائے پناہ ہے اس کے لئے جو اسے قبول کرے۔ جس شخص نے اپنے حسن سلوک پر احسان جتایا اس نے اپنے احسان و حسن و سنوک کو برباد کر دیا۔ جس نے بد خلقی کی اس نے خود کو عذاب میں مبتلا کیا اس سے بہتر تو دشمنی تھی۔ موثق لوگوں کی گواہی کے باوجود اپنے گمان پر فیصلہ کرنا عدل نہیں ہے۔ کتنی بری بات ہے۔ کامیابی و کامرانی پر حد سے زیادہ خوشی منانا اور مصیبت پر حد سے زیادہ محزون و مغموم ہونا، پڑوسی پر نفرت اور بے رحمی کرنا، اپنے مالک کے خلاف ہونا، ایک صاحب مروت سے مروت کے خلاف کرنا اور اپنے بادشاہ سے غداری کرنا۔

نعمتوں سے انکار حماقت ہے۔ احمق کی ہمنشیني غصہ ہے۔ جو تمہارے حق کو پہچانے تم بھی اس کے حق کو پہچانو خواہ وہ شریف ہو یا کمینہ۔ جس نے میانہ روی چھوڑی اس نے ظلم کیا۔ جس نے حق سے تجاوز کیا اس نے اپنی راہ خود تنگ کر لی۔ کتنے مریض ہیں جنہوں نے شفا پالی اور کتنے صحیح اور تندرست ہیں جو مر گئے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو مایوس ہے وہ مقصد کو پا جاتا ہے اور جو لالچ کرتا ہے وہ ہلاک ہوتا ہے۔ جس سے تم کو عتاب کی امید ہے اسے راضی اور خوش کرو۔ غدار شخص کے ساتھ شب نہ بسر کرو۔ مرد مسلمان کا بدترین لباس غداری ہے۔ جس نے غداری کی وہ اس کا سزاوار ہے کہ اس سے وفائے کی جائے۔ فساد کثیر کو بھی تباہ کر دیتا ہے۔ میانہ روی تھوڑی چیز کو بڑھا دیتی ہے۔ ذمیوں سے عہد کا وفا کرنا شرافت ہے۔ جس نے کرم کیا وہ سردار ہوا جس نے مفاہمت کی اس نے ترقی کی۔ اپنے بھائی کو پر خلوص نصیحت کرو اور ہر حال میں اس کی مدد کرو جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مجبور نہ کرے۔ اس کے ساتھ جاؤ جہاں جائے۔ اپنے بھائی کو کسی بدگمانی پر نہ چھوڑو۔ اور بغیر وجہ دریافت کئے ہوئے قطع تعلق نہ کرو شاید اس کے پاس کوئی عذر ہو اور تم اس کو ملامت کر رہے ہو۔ معذرت کرنے والے کی معذرت قبول کرو تو تم بھی شفاعت سے بہرہ ور ہو گے۔

جن لوگوں سے تمہارا میل ملاپ ہے ان کا اکرام کرو اور ان لوگوں کی طویل مصاحبت کو نیکی و اکرام و شرف و تعظیم کے ساتھ زیادہ کر دو اس لئے کہ جو تمہاری تعظیم کرتا ہے اس کی جڑ یہ نہیں ہے کہ تم اس کی قدر و منزلت کو گھٹاؤ اور جو تمہیں خوش کرے اس کی یہ جڑ نہیں کہ تم اس کو ناخوش کرو۔ جہاں تک ممکن ہو اپنے ہم نشین کے ساتھ کثرت کے ساتھ نیکی کرو اس لئے کہ تم جب چاہو گے اس کے رشد و ہدایت کو دیکھ لو گے اور جو حیا کا لباس پہنے رہتا ہے اس کا عیب لوگوں کی نگاہوں سے چھپا رہتا ہے جو شخص کفایت شعاری کا ارادہ کرے گا اس پر اخراجات کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا جو شخص اپنے نفس کی خواہش کو پورا نہیں کرے گا وہ رشد و ہدایت کو پالے گا۔ ہر نفرتی کے ساتھ آسانی ہے۔ اور ہر نعمت گئے میں پھنستا ہے۔ تکلیف اٹھانے کے بعد ہی نعمت ملتی ہے۔ اور جو تم پر غصہ ہو اس کے ساتھ نرمی کرو

تم اپنے مقصد میں کامیاب رہو گے۔ تکالیف کی ساتیں کفارہ کی ساتیں ہیں۔ ساتیں جہاری عمر کو ختم کر دیتی ہیں۔ اس لذت میں کوئی بھلائی نہیں جس کے بعد جہنم ہو۔ اور وہ بھلائی کوئی بھلائی نہیں جس کے بعد جہنم ہو۔ اور وہ شر کوئی شر نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ جنت کے سامنے ہر نعمت حقیر ہے اور جہنم کے سامنے ہر مصیبت عافیت ہے جہارے اور جہارے بھائی کے درمیان جو اعتماد ہے تو اس کے حق کو ہرگز ضائع نہ کرو کیونکہ جس کے حق کو تم نے ضائع کیا وہ جہار بھائی نہیں رہ جائے گا۔ اور جہارے بھائی کا تم سے قطع رحم جہارے صلہ رحم سے قوی تر اور جہارے ساتھ اس کی بدسلوکی جہارے حسن سلوک سے ہرگز قوی تر نہ ہوگی۔

اے فرزند اگر تم کو قوی بنانا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے قوی بنو اور اگر تمہیں کمزور بنانا ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی معصیت کے لئے ضعیف بنو۔ اور اگر تم سے ہو سکے کہ تم اپنی زوجہ سے اس کی حیثیت سے زیادہ کام نہ لو تو ایسا کرو اس لئے کہ اس سے اس کا حسن و جمال برقرار رہتا ہے اس کا دل مطمئن رہتا ہے اس کا حال اچھا رہتا ہے اس لئے کہ عورت ایک بھول ہے وہ سختی کے لئے نہیں ہے ہر حال میں اس کی دلیوی اور مدارات کرو اور اس کے ساتھ بود و باش کو اچھا رکھو جہاری زندگی اچھی بسر ہوگی۔ قضا نے الہی کو خوشی سے برداشت کرو اور اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی حاصل کرو تو جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی حرص و لالچ چھوڑ دو۔ تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ محمد بن حنفیہ کے لئے آنجناب علیہ السلام کی یہ آخری وصیت تھی۔

(۵۸۳۵) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان اور ہشام بن سالم و محمد بن حران سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو ان چار چیزوں سے ڈرتا ہے وہ ان چار چیزوں سے کیوں نہیں مدد چاہتا ہے تعجب ہے کہ جو شخص خوف زدہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیوں نہیں مدد لیتا۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ اس لئے کہ میں نے اس کے بعد یہ قول بھی سنا ہے کہ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ لَعَلَّهُمْ يُشْكِرُونَ (سورہ آل عمران ۱۶۲) پھر چلے آئے مسلمان اللہ کے احسان اور فضل کے ساتھ کچھ نہ اپنی ان کو برائی۔ اور مجھے تعجب اس شخص سے جو کسی غم میں مبتلا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے کیوں نہیں مدد لیتا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے۔ تو پاک ہے۔ بے شک میں ظالموں میں سے ہوں۔) اس لئے کہ میں نے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی سنا ہے فَاسْتَجِبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ (الانبیاء آیت ۸۸) پھر سن لی ہم نے اس کی فریاد اور بہادیا اس کو اس گھٹن سے اور یوں ہی ہم بجاہتے ہیں ایمان والوں کو۔

اور مجھے اس شخص سے تعجب ہے کہ جس شخص سے کمزور فریب کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیوں نہیں مدد لیتا وَأَفْوِضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ (سورہ مؤمن آیت ۲۴) اور میں سوچتا ہوں

اپنا کام اللہ کو بے شک اللہ کی نگاہ میں سب بندے ہیں) اس لئے کہ میں نے اسی کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی سنا کہ
فَوْقَهُ اللَّهُ سَيِّئَاتٍ مَا مَكَرُوا (سورۃ مومن آیت ۴۵) (پھر بپایا اللہ نے برے داؤ سے جو وہ کرتے تھے) اور
 مجھے تعجب ہے کہ جو شخص دنیا اور اس کی زمینیں چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیوں نہیں مدد لیتا **مَا شَاءَ**
اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اس لئے کہ میں نے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی سنا ہے **إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ**
مَالًا وَكَدَّ فَعَسَىٰ رَبِّي أَنْ يُؤْتِيَنَّ خَيْرًا مِنْ جَنَّاتِكَ (سورۃ کہف آیت ۳۰-۳۹) (اگر تو دیکھتا ہے
 مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور اولاد میں۔ تو امید ہے کہ میرا رب مجھے دے اپنی جنت سے بہتر) اور یہاں عسی سے
 مراد لازمی ہے۔

(۵۸۳۶) محمد بن زیاد ازوی نے ابان بن عثمان احمر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی
 کہ ایک شخص آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ فرزند رسول میرے ماں باپ آپ علیہ
 السلام پر قربان مجھے کوئی مو عظمہ تعلیم فرمائیے تو آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ رزق کا ضامن ہے پھر
 چہاری دوڑ دھوپ کیوں ہے۔ اور اگر تقسیم ہو چکا ہے تو پھر لالچ کیسی اور اگر حساب ہے تو پھر مال جمع کرنا کیوں۔ اور
 اگر اللہ کی طرف سے بدلہ ملنا حق ہے تو پھر بخل کیوں ہے۔ اور اگر اللہ کی جانب سے سزا جہنم ہے تو معصیت کیوں ہے
 اور اگر موت حق ہے تو پھر خوشی کیوں ہے۔ اگر اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے تو مکر و فریب کیوں ہے۔ اور اگر شیطان
 دشمن ہے تو پھر اس پر غفلت کیوں ہے۔ اور پل صراط سے گزرنا ہے تو ٹکڑ اور غرور کیوں ہے۔ اور اگر ہر بات اللہ تعالیٰ
 کے قضا و قدر سے ہوتی ہے تو رنج و حزن کیوں ہے۔ اور اگر دینا فانی ہے تو پھر اس پر اطمینان و بھروسہ کیوں ہے۔

(۵۸۳۷) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا مجھے تین شخصوں پر ہزار رحم آتا ہے اور واقعاً وہ اس قابل ہیں کہ ان پر رحم
 کھایا جائے ایک عرت والا شخص جسے عرت کے بعد ذلت نصیب ہو اور ایک دولت مند شخص جو دولت مندی کے بعد محتاج ہو
 جائے اور ایک عالم جسکے گھر والے اسکو جاہل اور بے وقعت کرتے اور مذاق اڑاتے ہوں۔
 (۵۸۳۸) نیز فرمایا پانچ اشخاص ہیں کہ وہ ویسے ہی رہیں گے جیسا کہ میں کہتا ہوں۔ بخیل کو راحت نہیں۔ حاسد کے
 لئے کوئی لذت نہیں۔ اور غلام کے لئے وقار نہیں۔ اور جھوٹے شخص میں مروت نہیں۔ اور سفیہ و بیوقوف شخص سردار
 نہیں بنتا۔

(۵۸۳۹) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کے مال و دولت کے ساتھ پیش نہیں آسکتے تو
 اچھے اخلاق سے تو پیش آؤ۔

(۵۸۴۰) یونس بن قلیان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی
 عبادت کو مشہور کرنے سے اس کے غلو میں شک ہوتا ہے۔ میرے پدر بزرگوار نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے

اپنے جد علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے فرائض کو ادا کر لے وہ سب سے بڑا عبادت گزار ہے۔ اور سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو اپنے مال سے زکوٰۃ کو ادا کرے اور سب سے بڑا زاہد و پرہیزگار وہ ہے جو محرمات سے اجتناب کرے اور لوگوں میں سب سے زیادہ متقی وہ ہے جو حج کبے خواہ اپنے موافق ہو خواہ اپنے مخالف اور سب سے بڑا عادل وہ ہے جو لوگوں کے لئے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرے اور دوسروں کے لئے بھی وہ چیز ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔ اور سب سے زیادہ ہوشیار و چالاک وہ ہے جو موت کو شدت کے ساتھ یاد کرے اور سب سے زیادہ رشک کے قابل وہ شخص ہے جو زیر خاک جانے کے بعد عتاب و سزا سے محفوظ رہے اور اس کو ثواب کی امید ہو۔ اور سب سے زیادہ غافل وہ ہے جو دنیا کے تغیرات ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلتے ہوئے دیکھے اور اس سے نصیحت حاصل نہ کرے۔ اور دنیا میں سب سے بڑا قدر و منزلت والا انسان وہ ہے جو دنیا کی کوئی قیمت نہ سمجھے۔ اور لوگوں میں سب سے بڑا عالم وہ ہے کہ جس کے علم کے اندر تمام انسانوں کے علوم جمع ہو جائیں۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ شجاع وہ ہے جو اپنی خواہشات پر غالب آجائے۔ جو شخص علم میں سب سے زیادہ ہے اس کی قیمت سب سے زیادہ ہے۔ اور سب سے کم قیمت وہ ہے جو سب سے کم علم ہے۔ اور سب سے کم لذت حاصل کرنے والا حاسد ہے اور سب سے کم راحت پانے والا بخیل ہے اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو اس میں بخل کرے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ حق کا سزاوار وہ ہے جو ان میں سب سے زیادہ صاحب علم ہے۔ اور سب سے کم حرمت و عرت والا مرد فاسق اور لوگوں میں سب سے کم وفا دار غلام ہے اور لوگوں میں سب سے کم دوست رکھنے والا بادشاہ ہے۔ اور سب سے زیادہ مفلس و فقیر لالچی ہے۔ اور سب سے زیادہ غنی وہ ہے جو حرص کا اسیر نہ ہو۔ اور ایمان میں سب سے افضل وہ ہے جو سب سے اچھا اخلاق والا ہے۔ اور سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے اور قدر و منزلت میں سب سے بڑا وہ ہے جو بے معنی اور بے مطلب باتوں کو ترک کر دے اور سب سے زیادہ پرہیزگار وہ ہے جو دکھاوے کو چھوڑ دے خواہ وہ اس کا حق رکھتا ہو۔ اور لوگوں میں سب سے کم مروت والا جھوٹ بولنے والا ہے۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ شقی القلب بادشاہ ہوتا ہے۔ اور سب سے زیادہ قابل نفرت متکبر (غزور کرنے والا) ہے۔ اور سب سے زیادہ شدید جہاد کرنے والا وہ ہے جو گناہوں کو ترک کر دے اور سب سے زیادہ سعید و خوش قسمت وہ ہے جو مکرم لوگوں سے غلط ملط رکھے۔ اور سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو سب سے زیادہ لوگوں کی مدارات کرے اور سب سے زیادہ ہمت کا مستحق وہ ہے جو مہتمم لوگوں کی صحبت میں بیٹھے۔ اور سب سے زیادہ سرکش وہ ہے جو اس کو قتل کرے جس نے قتل نہ کیا ہو اور اس کو مارے جس نے مارا نہ ہو۔ اور وہ شخص صاف کرنے کا زیادہ سزاوار ہے جو سزا دینے پر قدرت رکھتا ہو۔ اور سب سے زیادہ گناہ کا سزاوار وہ ہے جو سامنے بیوقوف بنائے اور پیٹھ پیچھے غیبت کرے سب سے زیادہ ذلیل وہ ہے جو لوگوں کی اہانت اور بے عزتی کرے اور سب سے زیادہ حرم و احتیاط والا

وہ شخص ہے جو غصہ کو ضبط کرے اور سب سے زیادہ باصلاحیت وہ شخص ہے جو لوگوں سے صلہ رکھے۔ اور بہترین شخص وہ ہے جس سے لوگ نفع حاصل کریں۔

(۵۸۳۱) ایک مرتبہ امیرالمومنین علیہ السلام ایک ایسے شخص کی طرف سے ہو کر گزرے جو ففول باتیں کر رہا تھا تو آپ علیہ السلام اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے شخص اپنے کراٹا کاتبین کی اس کتاب کو پڑ کر رہا ہے جس کو وہ تیرے رب کے سامنے پیش کریں گے لہذا تو وہ بات کر جو تیرے مطلب کی ہے اور اسے چھوڑ جو تیرے مطلب کی نہیں ہے۔

(۵۸۳۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا جب تک انسان خاموش رہتا ہے (اسکے نامہ اعمال میں) اس کو نیک لکھا جائے گا اور جب بات کرے گا تو پھر اس کو نیک یا بد لکھا جائے گا۔

(۵۸۳۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خاموشی ایک بڑا خزانہ ہے بردبار کی زیست ہے اور جاہل کی پردہ پوشی۔

(۵۸۳۴) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا باطل پر خاموش رہنے سے بہتر حق بات کہنا ہے۔

(۵۸۳۵) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آباؤ کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ فقہاء اور حکماء جب ایک دوسرے کو خط لکھا کرتے تھے تو اس میں تین بات کے علاوہ جو تھی بات نہیں لکھتے تھے۔ جس کو اپنی آخرت کی فکر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے دنیا کے انکار کو دور کر دیتا ہے۔ اور جو اپنے باطن کی اصلاح کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کی اصلاح کر دیتا ہے۔ اور جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان کے معاملہ کو درست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان کے معاملہ کو درست کر دیتا ہے۔

(۵۸۳۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خوش نصیب ہے وہ جس کی عمر طویل ہو اور اس کے اعمال اچھے ہوں پھر اس کی بازگشت بھی اچھی ہوگی جب اس کا رب اس سے راضی ہوگا۔ اور بد بخت ہے وہ جس کی عمر طویل ہو اور اس کے اعمال برے ہوں پھر اس کی بازگشت بری ہوگی جب اس کا رب اس سے ناراض ہوگا۔

(۵۸۳۷) اور عمرو بن شمر نے جابر بن یزید جعفی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی کہ میں جعفر بن ابی طالب کا چار باتوں کے لئے مسمون ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلا کر یہ بات بتائی تو جعفر بن ابی طالب نے عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ بتایا ہوتا تو میں بھی اس کو نہیں بتاتا۔ میں نے کبھی شراب نہیں پی اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ اگر میں اس کو پیوں گا تو میری عقل داخل ہو جائے گی۔ اور میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اس لئے

کہ جھوٹ سے مردت میں نقص آجاتا ہے۔ اور میں نے کبھی زنا نہیں کیا اس لئے کہ میں اس سے ڈرتا تھا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو میرے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جائے گا۔ اور میں نے کبھی بت پرستی نہیں کی اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ یہ نہ ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کاندھے کو تھپ تھپایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ تمہیں دو بازو عطا کرے جس کے ذریعہ تم ملائکہ کے ساتھ جنت میں پرواز کرو۔

(۵۸۳۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے بندے تم سب کے سب گمراہ ہو مگر صرف وہ لوگ جن کی میں نے ہدایت کر دی ہے اور میرے بندے تم سب کے سب فقیر ہو بس صرف وہ کہ جن کو میں نے غنی کر دیا ہے۔ اور تم سب کے سب گنہگار ہو بس صرف وہ کہ جن کو میں نے معصوم بنایا ہے۔

(۵۸۳۹) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو دن بھی آدم علیہ السلام کی اولاد پر گزرتا ہے وہ دن ابن آدم سے کہتا ہے کہ میں ایک نیا دن ہوں میں تیرے اعمال پر گواہ رہوں گا لہذا میرے اندر بچ بولنا اور میرے اندر نیک کام کرنا قیامت کے دن میں تیری گواہی دوں گا اور پھر تو مجھے کبھی بھی نہ دیکھ سکے گا۔

(۵۸۵۰) اور مسعود بن صدقہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک مومن کے دوسرے مومن پر سات حق اللہ کی طرف سے واجب ہیں۔ اپنی آنکھوں میں اس کے لئے بزرگی۔ اپنے دل میں اس کے لئے محبت۔ اور اپنے مال کے ساتھ اس کی مدد۔ اس کی غیبت و برائی کو حرام سمجھئے۔ وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ وہ مرے تو اس کے جنازے کی مشایعت کرے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے متعلق بھلائی کے سوا اور کچھ نہ کہے۔

(۵۸۵۱) ابن ابی عمیر نے ابی زیاد نہدی سے انہوں نے عبد اللہ بن وحب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کے لئے اللہ کی طرف سے یہی نصرت کافی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کی معاصی میں مبتلا دیکھتا ہے۔

(۵۸۵۲) ابن ابی عمیر نے معاویہ بن وحب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا تم نعمت کے دشمنوں (حاسدوں) پر صبر کرو اس لئے کہ جو اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے اس کو اس سے بڑا بدلہ نہیں دے سکتے کہ اللہ نے اس کے متعلق جو حکم دیا ہے اس کی اطاعت کرو۔

(۵۸۵۳) مقلی بن محمد بصری نے احمد بن محمد بن عبد اللہ سے انہوں نے عمرو بن زیاد سے انہوں نے بدرک بن عبد الرحمن سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام آدمیوں کو زمین کے ایک بلند حصے میں جمع کرے گا اور ترازو کر کے شہدا کے خون کو علماء کی روشنائی کے ساتھ تولے گا تو علماء کی روشنائی کا پلہ شہدا کے خون کے پلہ سے جھکا ہوا ہوگا۔

(۵۸۵۴) محمد بن ابی عمیر نے عبد اللہ بن قاسم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے

پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جدناہدار علیہم السلام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے لئے تیار رہو جس کی تم امید نہیں رکھتے۔ وہ اس سے بہتر ہے جس کی تم امید رکھتے ہو۔ اس لئے کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام اپنے اہل و عیال کے لئے آگ تلاش کرنے کے لئے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا اور وہ نبی ہو کر پلے۔ اور ملکہ سبائلی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ مسلمان ہو گئی۔ اور فرعون کے جادوگر فرعون کے لئے عزت بڑھانا چاہتے تھے اور وہ مومن ہو کر پلے۔

(۵۸۵۵) عبداللہ بن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے شریف لوگ حاملین قرآن اور عابد شب زندہ دار ہیں۔

(۵۸۵۶) ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جبریل علیہ السلام مجھے کوئی نصیحت بتاؤ تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک چاہو زندہ رہو بالآخر تمہیں مرنا ہے اور جس سے چاہو محبت کرو بالآخر تمہیں اس سے جدا ہونا ہے اور جو عمل چاہو بالآخر تمہیں اس سے ملاقات کرنی ہے۔ مومن کا شرف نماز شب ہے اور اس کی عزت اس میں ہے کہ لوگوں کو اذیت دینے سے باز رہے۔

(۵۸۵۷) حسن بن موسیٰ شتاب نے غیاث بن کوب سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آباؤں کے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی مصیبت و مرض میں مبتلا ہو اور اگرچہ اس کی مصیبت کتنی ہی عظیم ہو اس کو دعا کا حق اس سے زیادہ نہیں ہے جتنا حق اس شخص کو ہے جو صحیح و تندرست ہے اور مرض و مصیبت میں گرفتار ہونے کا ڈر ہے۔

(۵۸۵۸) علی بن ہزیر نے حسین بن سعید سے انہوں نے حارث بن محمد بن نعمان احوال صاحب طاق سے انہوں نے جمیل بن صالح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آباؤں کے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم ہو جائے تو تقویٰ الہی اختیار کرے اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ متقی ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ غنی ہو جائے تو جو کچھ اس کے قبضہ میں ہے اس سے زیادہ اس پر بھروسہ کرے جو اللہ کے پاس ہے۔ پھر فرمایا کیا تم لوگوں کو بتاؤں کہ لوگوں میں سب سے برا کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں سے بغض رکھے اور لوگ اس سے بغض رکھیں۔ پھر فرمایا کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ اس سے بھی زیادہ برا کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا کہ جو کسی کی ایک لغزش کو بھی نظر انداز نہ کرے اور کسی

کی معذرت کو قبول نہ کرے اور کسی کی خطا کو معاف نہ کرے۔ پھر فرمایا کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ اس سے بھی زیادہ بُرا کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا وہ شخص جس کے شر سے لوگ ڈرتے ہوں اور اس سے خیر کی امید نہ رکھتے ہوں۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بنی اسرائیل کے اندر کھڑے ہوئے اور کہا اے بنی اسرائیل حکمت کی باتیں جاہلوں کو نہ بتاؤ یہ تم حکمت پر ظلم کرو گے اور حکمت کی باتیں اس کے اہل سے نہ چھپاؤ یہ تم اہل حکمت پر ظلم کرو گے۔ اور کسی ظالم کی ظلم میں مدد نہ کرو ورنہ تمہارا فضل و شرف بھی ختم ہو جائے گا۔ اور امور تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ امر کہ جس کی ہدایت تم پر بالکل واضح ہے اس کی اتباع کرو۔ دوسرا وہ امر جس کی گمراہی تم پر بالکل واضح ہے اس سے پرہیز کرو اور تیسرا وہ امر کہ جس میں اختلاف ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو (کہ وہ کیا کہتا ہے)۔

(۵۸۵۹) حسن بن علی بن فضال نے حسن بن جہم سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس چیز کے متعلق تمہارا عزم پختہ اور قوی ہو اس سے بدن میں ضعف نہیں آتا۔

(۵۸۶۰) ابن فضال نے غالب بن عثمان سے انہوں نے شعیب عقرقونی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی شے کی طرف رغبت یا ڈر کے وقت اور خواہش کے وقت اور غصہ اور نفرت کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر جہنم کو حرام کر دے گا۔

(۵۸۶۱) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ دنیا میں زاہد کون ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شخص جو حساب کے خوف سے حلال کو بھی ترک کر دے اور عذاب کے خوف سے حرام کو بھی ترک کر دے۔

(۵۸۶۲) محمد بن ستان نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ تو بخیلوں کو سزا دار ہے کہ وہ اس کی تمنا کریں کہ سب لوگ مالدار ہو جائیں اس لئے کہ جب سب لوگ مالدار ہو جائیں گے تو ان بخیلوں کے مال سے ہاتھ روک لیں گے۔ اور سب سے زیادہ ان لوگوں کے لئے درستی اصلاح اخلاق کی تمنا کرنے کا حق اہل عیوب کو پہنچتا ہے کیونکہ لوگ اگر درست اور صالح ہو گئے تو ان کی عیب جوئی نہ کریں گے۔ اور سب سے زیادہ لوگوں کے لئے حلم و بردباری کی تمنا کرنے کا حق ان سفیہ اور بیوقوفوں کے لئے ہے جنہیں ضرورت ہے کہ ان کی سفاہت اور بے وقوفیوں کو لوگ درگزر کریں مگر (اس کے برخلاف) بخیل اس امر کی تمنا کرتا ہے کہ لوگ فقیر ہو جائیں اور اہل عیوب تمنا کرتا ہے کہ لوگ بھی عیوب میں مبتلا ہوں اور سفیہ و بے وقوف لوگ تمنا کرتے ہیں کہ سب لوگ سفیہ ہو جائیں حالانکہ فقیر لوگ بخیل سے حاجت طلب

کرتے ہیں۔ اور فسادِ اخلاق میں لوگ اہلِ عیوب کی عیب جوئی کرتے ہیں اور سفاہت میں لوگ غلطیوں پر سزا دیتے ہیں۔

(۵۸۶۳) ابی ہاشم جعفری سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں شدید تنگیِ معاش میں مبتلا ہوا تو میں حضرت ابوالحسن علی بن محمد امام علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور باریابی کی اجازت مل گئی جب میں بیٹھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابو ہاشم اللہ تعالیٰ نے تمہیں کون سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جن کا تم شکر ادا کرنا چاہتے ہو؟ ابو ہاشم کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں نے سر جھکایا اور کچھ میں نہیں آتا تھا کہ آئیناب علیہ السلام سے کیا عرض کروں تو آپ علیہ السلام نے خود ہی گفتگو شروع کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان کا رزق دیا ہے اور اس کی وجہ سے تمہارے بدن پر جہنم کو حرام کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں عافیت کی روزی دی ہے جس کے ذریعہ تمہاری اطاعت میں اعانت فرمائی ہے اور اس نے تمہیں قناعت کی روزی دی ہے اور اس کی وجہ سے تمہیں لوگوں کے سامنے ذلت سے بچایا ہے۔ اے ابو ہاشم میں نے تم سے یہ پہلے ہی اس لئے کہہ دیا کہ میرا خیال تھا کہ تم مجھ سے اس ذات کی شکایت کرو گے جس نے تمہیں اس حالت کو پہنچایا ہے۔ اور میں نے تمہارے لئے ایک سو (۱۰۰) دینار کا حکم دے دیا ہے اس کو لے لو۔

(۵۸۶۴) محمد بن سنان نے طلحہ بن زید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ بصیرت و عقل کے خلاف عمل کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اصل راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلے اور اس پر جتنی تیزی کے ساتھ چلتا رہے گا اتنا ہی وہ اصل راستہ سے دور ہوتا جائے گا۔

(۵۸۶۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نیند جسم کے لئے راحت ہے۔ نطق (بولنا) روح کے لئے راحت ہے۔ اور سکوت (خاموشی) عقل کے لئے راحت ہے۔

(۵۸۶۶) محمد بن سنان نے صفی بن عمر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کا دل اس کو نصیحت نہ کرے اور اس کا نفس اس کی زبردستی نہ کرے اور اس کا کوئی مصاحب اس کو ہدایت کرنے والا نہ ہو تو اس کا دشمن اس کی گردن پر سوار ہو جاتا ہے۔

(۵۸۶۷) جعفر بن محمد بن مالک فزاری کوئی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ مجھ سے بیان کیا جعفر بن محمد بن اسلم نے روایت کرتے ہوئے سعید بن محمد سے انہوں نے مسعدہ ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے اہل و عیال اس کے قیدی ہونے میں تو اللہ تعالیٰ اگر اس کو کچھ انعام کرے تو اس کو چاہیے کہ اپنے قیدیوں کو بھی کشادگی دے اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو گمان غالب یہ ہے کہ وہ نعمت اس سے داخل ہو جائے گی۔

(۵۸۶۸) صفوان بن یحییٰ نے ابو الصباح کنانی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ بتائیں کہ یہ مندرجہ اقوال کس کے ہیں۔

میں اللہ تعالیٰ سے ایمان اور تقویٰ کی درخواست کرتا ہوں اور اپنے امور کے برے انجام سے اس کی پناہ چاہتا ہوں۔ سب سے اشرف و بہترین بات اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اصل حکمت اس کی اطاعت ہے۔ اور سب سے سچا قول اور سب سے زیادہ بلیغ موقعہ اور بہترین کہانی اللہ کی کتاب ہے۔ سب سے زیادہ قابل وثوق شے اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے۔ بہترین ملت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے۔ بہترین کشتی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ بہترین ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت ہے۔ بہترین توشہ آخرت تقویٰ ہے۔ بہترین علم وہ ہے جس سے نفع ہو۔ بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے بہترین دولت دنی و آخرت تقویٰ ہے۔ اور تمام باتیں جو دل میں ڈالی جاتی ہیں ان میں سب سے بہتر یقین ہے۔ کلام کی زینت سچائی ہے علم کی زینت احسان ہے۔ بہترین موت قتل شہادت ہے۔ سب سے بہتر کام وہ ہے جس کا انجام بہتر ہو۔ جو چیز کم ہو اور کافی ہو وہ اس چیز سے بہتر ہے جو زیادہ ہو مگر ناکافی ہو۔ بد بخت وہ ہے جو شکم مادر سے بد بخت ہو۔ خوش بخت وہ ہے جو غیر سے سبق حاصل کرے۔ چالاکوں میں سب سے زیادہ چالاک وہو شیار متقی ہے۔ احمقوں میں سب سے زیادہ احمق وہ ہے جو فسق و فجور میں مبتلا ہو۔ بدترین روایت جھوٹ کی روایت ہے۔ تمام کاموں میں بدترین کام بدعت ہے۔ بدترین اندھا دل کا اندھا ہے۔ بدترین ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے۔ اللہ کے نزدیک خطاکاروں میں سب سے بڑی خطاکار جھوٹے شخص کی زبان ہے۔ بدترین کمائی مود کی کمائی ہے۔ بدترین کھانا مال یتیم کا ناجائز طور پر کھانا ہے۔ آدمی کی سب سے اچھی زینت ایمان کے ساتھ سکون و وقار ہے۔ جو شخص لوگوں کے ساتھ ہنسی مزاح کرے گا اللہ اس کے ساتھ ہنسی مزاح کرے گا۔ جو شخص بلا و مصیبت کو پہچانتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے اور جو اس کو نہیں پہچانتا وہ اس پر صبر نہیں کرتا ہے۔ شک کفر ہے۔ جو شخص خود کو بڑا سمجھے گا اللہ اس کو گرا دے گا۔ جو شخص شیطان کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا۔ اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ جو شخص اللہ کا شکر کرے گا اللہ اس کی نعمتوں میں اور اضافہ کرے گا۔ اور جو شخص مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اس کی فریاد رسی کرے گا۔ جو اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ اس کے لئے کافی ہوگا۔ اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ اس کو اس کا اجر دے گا۔ مخلوق میں کسی شخص کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرو۔ اور کسی شخص کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اللہ سے دوری اختیار نہ کرو۔ اس لئے کہ اللہ کے اور مخلوق میں سے کسی شخص کے درمیان کوئی رشتہ نہیں کہ اس کی بنا پر وہ اس کے ساتھ نیکی کرے اور اس کی بدی کو دور کرے یہ صرف اس کی اطاعت اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرنے سے ہوتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے ہر خیر ملتا ہے جو بندہ چاہتا ہے اور ہر شر دور ہوتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو بچاتا ہے جو اس کی اطاعت کرتا ہے اور اس کو نہیں

ہوتا جو اس کی اطاعت نہیں کرتا۔ اور اللہ سے بھاگنے والے کو بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں ملتی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اس کو ذلیل کرنے کے لئے نازل ہو جاتا ہے خواہ مخلوق کو پسند نہ آئے۔ اور جو بھی حکم آنے والا ہے وہ قریب ہے۔ جو اللہ نے چاہا وہی ہوا اور جو اس نے نہیں چاہا وہ ہرگز نہیں ہوا۔ نیکی اور تقویٰ کے کام میں لوگوں سے تعاون کرو اور گناہ اور سرکشی کے کام میں لوگوں سے تعاون نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ تمام اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔

(۵۸۶۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ بزرگ و برتر کا ارشاد ہے کہ جس بندے نے میری اطاعت کی اس کو میں نے اپنے عزیز کے حوالے نہیں کیا اور جس بندے نے میری نافرمانی کی اس کو میں نے اس کے نفس کے حوالے کر دیا اور میں نے پرواہ نہیں کی کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔

(۵۸۷۰) محمد بن ابی عمیر نے عیسیٰ قزاق سے انہوں نے عبد اللہ بن ابی یعفور سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرما رہے تھے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کا ظاہر اس کے باطن سے راجح اور جھکا ہوا ہے۔ اس کی میزان بھی راجح ہے۔

(۵۸۷۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری مخلوق میں سے جو میری معرفت رکھتا ہے۔ اس نے جب بھی میری نافرمانی کی تو اس پر میں نے ایسے شخص کو مسلط کر دیا جو میری معرفت نہیں رکھتا۔

(۵۸۷۲) ابن ابی عمیر نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اسحاق تم منافق سے زبانی طور پر بتائے رکھو اور مومن سے جہادی محبت پر خلوص ہو۔ اور اگر کوئی یہودی بھی تمہارے پاس بیٹھے تو اس سے بھی صحبت اچھی رکھو۔

(۵۸۷۳) مفقّل بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد نادر علیہم السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین ابن علی علیہما السلام سے عرض کیا گیا کہ فرزند رسول آپ علیہ السلام کی صبح کیسی ہوئی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا میری صبح اس طرح ہوئی کہ میرا رب میرے اوپر ہے۔ جہنم میرے سامنے ہے اور موت مجھے تلاش کر رہی ہے میں حساب میں گھرا ہوا ہوں میں اپنے اعمال میں گھرا ہوں جو میں چاہتا ہوں وہ نہیں پاتا اور جس کو میں ناپسند کرتا ہوں اس کو دور نہیں کر سکتا سارے امور میرے غیر کے قبضہ میں ہیں وہ چاہے تو مجھے عذاب میں مبتلا کرے اور وہ چاہے تو مجھے معاف کر دے پھر مجھ سے بڑھ کر کون فقیر و محتاج ہوگا۔

(۵۸۷۴) مفقّل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک مرتبہ

حضرت سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ اور کسی شخص کے درمیان کوئی بات ہو گئی تو اس شخص نے حضرت سلمان سے کہا تم کون ہو اور تمہاری حقیقت کیا ہے۔ تو حضرت سلمان علیہ السلام نے کہا کہ میری ابتداء اور تمہاری ابتداء بھی نطفہ نبی سے ہے اور میری انتہا اور تمہاری انتہا بھی سزا ہوا لاشہ ہے۔ لیکن جب قیامت کے دن میزان نصب کیا جائے گا (اعمال تو لے جائیں گے) تو جس کا وزن بھاری ہو گا وہ کریم ثابت ہو گا اور جس کا وزن ہلکا ہو گا وہ کسیم (قابل ملامت) ہو گا۔

(۵۸۴۵) مفصل کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ لوگ بھی ہم لوگوں کے لئے عجیب بلا ہیں اگر ہم انہیں دعوت دیتے ہیں تو وہ اسے قبول نہیں کرتے اگر ہم انہیں چھوڑ دیتے ہیں تو ہمارے بغیر وہ ہدایت نہیں پاتے۔

(۵۸۴۶) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سارا خیر تین چیزوں میں جمع ہے۔ نظر میں سکوت اور کلام میں ہر وہ فکر جو سبق حاصل کرنے کے لئے نہ ہو وہ سو ہے۔ ہر وہ کلام کہ جس میں ذکر الہی نہیں ہے وہ لغو ہے اور ہر وہ سکوت جو فکر و غور کے لئے نہ ہو وہ غفلت ہے۔ خوش قسمت ہے وہ جس کی نظر عہدت کے لئے ہو اس کا سکوت غور و فکر کے لئے اور اس کا کلام ذکر کے لئے ہو اور اپنی خطا پر گریہ کرے اور لوگ اس کے شر سے بے خطر رہیں۔

(۵۸۴۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) کی طرف وحی کی کہ اے آدم (علیہ السلام) میں نے سارا خیر چار باتوں میں جمع کر دیا ہے۔ جس میں سے ایک بات میرے لئے ہے، ایک بات تمہارے لئے ہے، ایک بات میرے اور تمہارے درمیان ہے اور ایک بات تمہارے اور مخلوق کے درمیان ہے۔ جو میرے لئے ہے وہ یہ کہ میری عبادت کرو اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اور وہ جو تمہارے لئے ہے وہ یہ ہے کہ جس کی تمہیں شدید ضرورت پڑ جائے اس کی میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ اور وہ جو میرے اور تمہارے درمیان ہے وہ یہ کہ تم پر لازم ہے کہ دعا کرو اور مجھ پر لازم ہے کہ میں اسے قبول کروں۔ اور وہ جو تمہارے اور مخلوق کے درمیان ہے تو یہ کہ تم دیگر لوگوں کے لئے بھی وہی بات پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

(۵۸۴۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ صحت و عافیت ایک ایسی نعمت خفی ہے کہ جب تک موجود رہتی ہے اس وقت تک لوگ اس کو بھلائے رہتے ہیں اور جب وہ مفقود ہو جاتی ہے تو اسے یاد کیا جاتا ہے۔

(۵۸۴۹) سکونی نے حضرت جعفر علیہ السلام بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو کلمے جو عالم عزت و مسافرت میں ادھر ادھر ہیں تم انہیں اٹھا لو۔ ایک حکمت کا کلمہ جو کسی سفید و بیوقوف کے منہ سے نکلے تو اسے قبول کر لو۔ اور ایک سفاهت و بیوقوفی کا کلمہ جو کسی حکیم کے منہ سے نکلے تو اس کو محاف کر دو۔

(۵۸۸۰) عمرو بن شمر نے جابر بن یزید یعنی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد امیر المومنین علیہ السلام نے جو خطبہ دیا اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اسلام سے اعلیٰ کوئی شرف نہیں اور نہ کوئی بزرگی تقویٰ سے بڑھ کر ہے اور نہ کوئی زرہ پرہیزگاری سے زیادہ محافظ ہے۔ اور توبہ سے بڑھ کر کوئی سفارش نہیں۔ علم سے بڑھ کر نفع دینے والا کوئی خزانہ نہیں۔ حلم و برداشت سے بلند تر کوئی عزت نہیں اور ادب سے بڑھ کر کوئی حسب نہیں ہے۔ اور غضب سے بڑھ کر کوئی عداوت نہیں۔ اور عقل سے بڑھ کر کوئی حسن و جمال نہیں۔ اور جھوٹ سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں۔ اور خاموشی سے بڑھ کر کوئی محافظ نہیں۔ عافیت سے زیادہ خوب صورت کوئی لباس نہیں اور موت سے زیادہ اور کوئی غائب چیز قریب نہیں ہے۔ اے لوگو! جو شخص روئے زمین پر چل رہا ہے۔ وہ زمین کے شکم میں چلا جائے گا۔ اور رات اور دن دونوں عمر کے ختم کرنے کے لئے تیزی سے گردش کر رہے ہیں۔ اور وہ چیز جس میں ایک رستہ بھی حیات ہے اس کے لئے خوراک ہے اور ہر دانے کے لئے غذا ہے اور تم موت کی خوراک ہو اور جو شخص زمانہ کو پہچانتا ہے وہ استعداد سے غافل نہیں رہے گا۔ اور کوئی دولت مند اپنی دولت کی وجہ سے موت سے نہیں بچے گا اور نہ کوئی فقیر اپنی فقری کی وجہ سے۔ اے لوگو! جو شخص اپنے رب سے ڈرا وہ علم سے باز رہا۔ جو شخص اپنی گفتگو میں محتاط نہیں ہوتا وہ فحش بکے لگتا ہے۔ اور جو شخص خیر و شر میں امتیاز نہیں کرنا جانتا وہ بمنزلہ بہائم اور جانوروں کے ہے اور کل کے عظیم فائدہ کے مقابلے میں آج کی مصیبتیں کتنی چھوٹی ہیں۔ افسوس تم لوگ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے صرف اس لئے کہ جہارے اندر محاسن و ذنوب (گناہ اور برائیاں) ہیں۔ دنیا کی راحت سے آخرت کی تکلیف اور دنیا کی تکلیف سے آخرت کی نعمت کتنی قریب ہے۔ وہ شر کوئی شر نہیں جس کے بعد جنت ہو اور وہ خیر کوئی خیر نہیں جس کے بعد جہنم ہو۔ اور جنت کے سامنے ہر نعمت حقیر ہے اور جہنم کے سامنے ہر مصیبت عافیت ہے۔

(۵۸۸۱) اسماعیل بن مسلم نے ایک روایت میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے بعد اپنی امت کے لئے تین باتوں سے ڈرتا ہوں۔ ہدایت کے بعد گمراہی اور گمراہ کرنے والے فتنے اور شکم و شرمگاہ کی شہوت۔

(۵۸۸۲) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگوں کی طرف سے ہو کر گزرے تو دیکھا کہ وہ سب ایک دوسرے کے مقابلے میں ہتھ اٹھائے ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ یہ تم لوگ ہتھ کیوں اٹھائے ہوئے ہو تو انہوں نے عرض کیا یہ دیکھنے کے لئے کہ ہم میں سے کون زیادہ طاقتور اور قوی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو یہ بتاؤں کہ تم لوگوں میں سب سے زیادہ طاقتور اور قوی کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے زیادہ طاقتور اور قوی وہ

ہے کہ جب خوش ہو تو یہ خوشی اس کو کسی گناہ یا امر باطل میں نہ مبتلا کر دے۔ اور جب ناراض ہو تو یہ ناراضی اس کو کچی بات کہنے سے نہ روک دے۔ جو چیز اس کے قبضہ میں ہو تو وہ چیز نہ لے جو اس کے لئے نہیں ہے۔ اور دوسری حدیث ہے کہ جب اس کی قدرت میں ہو تو وہ چیز نہ لے جس کے لینے کا اس کو حق نہ ہو۔

(۵۸۸۳) حسن بن محبوب نے ابی دآد حنظلہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق، وبالوالدین احساناً (سورہ انعام آیت ۱۵۱) اس احسان سے کیا مراد ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ احسان سے مراد یہ ہے کہ دونوں سے سنگھت و صحبت کو بہتر رکھو۔ اور ان کو اس کی تکلیف نہ دو کہ وہ اپنی ضرورت کی چیزیں تم سے مانگیں خواہ وہ خود اس سے مستغنی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (سورہ آل عمران آیت ۹۲) (ہرگز نہ حاصل کر سکو گے نیکی میں کمال جب تک خرچ نہ کرو اپنی پیاری چیز سے کچھ)۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا اور (قول خدا) اما یبلغن عندک الکبر احدہما او کلاہما فلا تقل لہما اف ولا تنہرہما (سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۳) (اگر پہنچ جائیں تیرے سامنے بڑھاپے کو دونوں یا ان میں سے ایک تو ان سے جھڑک کر نہ بول)۔ اگر وہ دونوں تم کو ڈانٹیں ولا تنہرہما تم ان دونوں کو نہ جھڑکو اگر وہ دونوں تم کو ماریں وقل لہما قولا کریم (اور تم ان دونوں کے لئے قول کریم کہو) اور قول کریم یہ ہے کہ تم ان دونوں سے کہو کہ اللہ آپ دونوں کی مغفرت فرمائے تو یہ ہے جہاں قول کریم واخفض لہما جناح الذل من الرحمة (سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۳) (اور تم ان دونوں کے لئے نہایت مہربانی کے ساتھ بازو جھکا دو) اور یہ کہ تم ان دونوں کی طرف غصہ سے بھری ہوئی نگاہ بھی نہ ڈالو بلکہ مہربانی اور نرمی کی نگاہ سے دیکھو اور تم ان دونوں کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو اور نہ ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ بلند کرو اور نہ ان کے آگے چلو۔

(۵۸۸۴) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے عائذہ حمس سے انہوں نے ابی حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آگاہ ہو تم لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ ہے جس کا عمل سب سے اچھا ہے اور تم لوگوں میں سے اللہ کے پاس سب سے بڑا حصہ ثواب اس کا ہے جس کو اللہ کے پاس سے ثواب لینے کی زیادہ خواہش ہے اور سب سے زیادہ عذاب الہی سے وہ بچے گا جو اللہ سے زیادہ ڈرے گا۔ اور سب سے زیادہ اللہ سے قرب اسے حاصل ہوگا جو سب سے زیادہ وسیع الاخلاق ہوگا اور سب سے زیادہ اللہ کی رضا اسے حاصل ہوگی جو اپنے اہل و عیال کو سب سے زیادہ عطا کرے گا اور اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہوگا۔

(۵۸۸۵) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے انہوں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے

روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے اپنے کسی فرزند سے فرمایا کہ اے فرزند تم پر میری خبر کرو اس امر سے اللہ تعالیٰ تم کو اس مصیبت میں مبتلا دیکھے جس سے اس نے تم کو منع کیا ہے اور پرہیز کرو اس امر سے کہ اللہ تعالیٰ اس اطاعت کے وقت تم کو غیر حاضر پائے جس کی اطاعت کا اس نے تم کو حکم دیا ہے۔ تم پر جدوجہد لازم ہے اور عبادت الہی میں کوتاہی ہونے کی وجہ سے اپنے نفس کو اس سے نہ نکالو۔ اس لئے کہ اللہ کی اتنی عبادت نہیں کی جاسکتی جتنی اس کی عبادت کا حق ہے۔ اور مزاح کو چھوڑ دو اس لئے کہ اس سے فوراً ایمان جاتا رہتا ہے اور اس سے تمہاری مروت کم ہو جائیگی اور کسل و اکتاہٹ سے بچو اس لئے کہ یہ دونوں تمہیں تمہارے حصہ سے محروم کر دیں گے۔

(۵۸۸۶) علی بن حکم نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی جو دنیا کا طالب ہے اس کو موت طلب کر لیتی ہے اور وہ اس دنیا سے نکل جاتا ہے اور جو آخرت کا طالب ہے اس کو دنیا طلب کرتی ہے تاکہ وہ اس کا رزق پورا کر دے۔

(۵۸۸۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک مومن کے لئے اللہ کی طرف سے یہ نصرت ہی کافی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کی معصیت میں مبتلا دیکھتا ہے۔

(۵۸۸۸) اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جنت کے باغ کی طرف جانے میں جلدی کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کا باغ کیا؟ فرمایا وہ حلقہ جس میں ذکر الہی ہوتا ہے۔

(۵۸۸۹) محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن آدم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام ابو الحسن رضا علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علی (علیہ السلام) تم کسی بزدل سے ہرگز مشورہ نہ کرنا اس لئے کہ وہ تمہارے لئے مشکل سے نکلنے کا راستہ تنگ کر دے گا۔ اور کبھی کسی بخیل (کنجوس) سے مشورہ نہ کرنا اس لئے کہ وہ تمہارے مقصد تک پہنچنے میں کوتاہی کا سبب بنے گا اور کبھی کسی لالچی اور حریص سے مشورہ نہ کرنا اس لئے کہ وہ برائی کو خوبصورت بنا کر پیش کرے گا اور یہ جان لو کہ بزدلی و بخل اور حرص یہ وہ فطرت ہے جس کو بدگمانی جمع کرتی ہے۔

(۵۸۹۰) حسن بن محبوب نے ہشیم بن واقد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ جس کو اللہ تعالیٰ گناہوں کی ذلت سے نکال کر تقویٰ کی عزت بخشتا ہے تو پھر اسے بغیر مال کے غنی بنا دیتا ہے، بغیر کنبہ کے عزت دیتا، بغیر انس کے اس کا جی بہلاتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے ہر شے کو اللہ تعالیٰ ڈراتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو اس کو اللہ تعالیٰ ہر شے سے ڈراتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارا رزق ملنے پر راضی ہے اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہوتا ہے اور جو شخص

طلب معاش میں کوتاہی نہیں کرتا ہے اس کا خرچ آسانی سے چلتا ہے اور وہ اپنے اہل و عیال پر انعام کرتا ہے اور جو شخص دنیا میں زہد اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں حکمت جاگزیں کر دیتا ہے اور اس کی زبان سے حکمت کی باتیں نکالتا ہے اور دنیا کے عیوب اور اس کا مرض اور اس کا علاج اس کو دکھاتا ہے اور وہ دنیا سے صحیح سلامت نکل کر سیدھا دارالسلام کی طرف جاتا ہے۔

(۵۸۹۱) ابو حمزہ ثمالی کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میرے والد علیہ السلام کا وقت وفات قریب ہوا تو مجھے انہوں نے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا اے فرزند حق پر صبر کرنا اگرچہ کہ وہ تلخ ہے، تم کو اس کا حساب دیا جائے گا۔

(۵۸۹۲) ابن مسکان نے عبد اللہ بن ابی یعفور سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے دل کو اپنے قریب رکھو اور اس سے مشورہ کیا کرو۔ اور اپنے علم کو اپنے والد کے برابر سمجھو اور اس کی پیروی کیا کرو۔ اور اپنے نفس کو اپنا دشمن سمجھو اور اس سے جہاد کیا کرو۔ اور اپنے مال کو چند روزہ عاریت کے طور پر سمجھو اس کو تمہیں واپس کرنا ہے۔

(۵۸۹۳) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے نفس سے اسی طرح جہاد کرو جس طرح تم اپنے دشمن سے جنگ و جہاد کرتے ہو۔

(۵۸۹۴) حسن بن راشد نے ابی حمزہ ثمالی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ تعلیم کیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں کے قبضہ میں ہے اس سے ناامید ہو جاؤ اس لئے کہ یہی دولت حاضر ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ اور۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا طمع اور لالچ سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ فقر و افلاس حاضر ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ کچھ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے انجام کو سوچ لو اگر اس کا انجام بہتر اور درست ہے تو اس کے پیچھے جاؤ اور اگر انجام برا اور نگرہا ہی ہے تو اس کو چھوڑ دو۔

(۵۸۹۵) حسین بن یزید نے علی بن عزاب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص تنہائی میں کوئی گناہ کرنے جائے اور اسے خیال آئے کہ اللہ تعالیٰ یہاں بھی دیکھتا ہے اور وہ اپنے محافظ فرشتوں سے حیا کرے کہ (وہ دیکھتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دے گا خواہ وہ دو جہان کے گناہوں کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(۵۸۹۶) عباس بن بکارتی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سلیمان کوئی بزار نے انہوں

نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عمرو بن خالد نے روایت کرتے ہوئے زید بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علی بن الحسین سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حسین بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص جمعرات کو بعد زوال سے لے کر جمعہ کے دن زوال کے وقت وفات پائے اور وہ مومن ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو فضاہ قبر سے محفوظ رکھے گا اور قبیلہ ربیعہ و مضر کے افراد کی تعداد کے برابر اس کی شفاعت قبول کرے گا اور جو شخص مومنین میں سے سینچر کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اور قوم یہود کو جہنم میں تاابد جمع نہیں کرے گا اور مومنین میں سے جو شخص اتوار کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو قوم نصاریٰ کو ایک ساتھ جہنم میں تاابد جمع نہیں کرے گا۔ اور جو شخص مومنین میں سے دو شنبہ (پیر) کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اور ہمارے دشمنوں کو نبی امیہ میں سے ایک ساتھ تاابد جہنم میں جمع نہیں کرے گا اور جو شخص مومنین میں سے منگل کے دن وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اسے ہم لوگوں کے ساتھ رفیق اعلیٰ میں محصور کرے گا اور جو شخص مومنین میں سے چہار شنبہ کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی غمست و سختیوں سے محفوظ رکھے گا۔ اور اس کے اپنی مجادرت سے سرفراز کرے گا اور اپنے فضل و کرم سے دارالمقامہ (جنت) میں داخل کرے گا اور اسے کوئی تھکن محسوس ہوگی اور نہ کوئی تکلیف محسوس ہوگی۔

پھر آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کسی حالت میں وفات پائے اور کسی دن کسی ساعت میں اس کی روح قبض ہو وہ صدیق و شہید ہوگا اور میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے اگر کوئی مرد مومن دنیا سے اس طرح نکلے کہ اس پر تمام روئے زمین کے گناہوں کے برابر بوجھ ہو تو اس کی موت اس کے تمام گناہوں کی کفارہ بن جاتی ہے۔

پھر فرمایا جو شخص لا الہ الا اللہ خلوص دل سے کہے وہ شرک سے بری ہے اور جو دنیا سے اس طرح نکلے کہ اس نے اللہ کا کسی کو شریک نہ کیا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا پھر آپ علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء (اللہ تعالیٰ اگر اس کے ساتھ شرک کیا جائے تو اسے ہر گز نہیں بخشے گا اور اس کے علاوہ سب بخش دے گا جسے چاہے گا) (سورۃ النساء آیت ۴۸) ہمارے شیعوں اور تم سے محبت کرنے والوں میں سے یا علی علیہ السلام۔

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ آیت میرے شیعوں کے لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں قسم اپنے پروردگار کی یہ ہمارے شیعوں ہی کے لئے ہے۔ یہ لوگ اپنی قبروں سے قیامت کے دن یہ کہتے ہوئے نکلیں گے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابی طالب حجة اللہ تو ان کے لئے جنت سے سبز لباس لایا جائے گا اور ان کے سر پر شاہی تاج کرامت اور جنت کا تاج رکھا

مات کا بخت کے کھوڑے اے حائیں گے اور ان میں سے ہر ایک کو جنت کی سبز پوشاک پہنائی جائے گی۔ اور ان کے سروں پر شہابی گان اور تاج کرامت رکھا جائے گا پھر وہ اپہائے جنت (جنت کے گھوڑے) پر سوار ہونگے اور ان پر سید کر جنت کی صرف پرواز کر جائیں گے۔ ان کو فرع اکبر نہیں ستائے گا اور ان سے ملائمہ ملاقات کر کے کہیں گے کہ یہ دس تم لوگوں کا ہے جس کا تم لوگوں سے اعدہ کیا گیا تھا۔

(۵۸۹۶) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا حسن نطق کی حد کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنے پہلو کو نرم رکھو، خوش گفتاری سے کام لو اور اپنے بھائی سے مسکراتے ہوئے پھرے کے ساتھ ملو۔

(۵۸۹۸) نیز آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ سخاوت کی حد کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنے مال سے اتنا حصہ نکال دو جتنا اللہ تعالیٰ نے تم پر واجب کیا ہے اور اس کو اس کے مستحق کے حوالے کر دو۔

(۵۸۹۹) یعقوب بن یزید نے احمد بن حسن بیثی سے انہوں نے حسین بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ کار خیر میں خرچ کرو اور یقین رکھو کہ اس کا عوض ضرور ملے گا اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص اللہ کی اطاعت میں صرف نہیں کرے گا وہ ایسے حالات میں گرفتار ہوگا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں صرف کرنا پڑے گا۔ اور جو شخص خدا کے دوست کی حاجت ردائی کے لئے نہیں جائے گا وہ الباپھننے گا کہ کسی دشمن کی حاجت ردائی کے لئے جانا پڑے گا۔

(۵۹۰۰) احمد بن اسحاق بن سعد نے عبد اللہ بن میمون سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے بیان فرمایا کہ فضل بن عباس کا بیان ہے کہ کسریٰ یا قیسر میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک بخلہ (خچر) ہدیہ بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر بالوں کا جھول ڈالا اور سوار ہوئے اور پیچھے بچھے بٹھالیا۔ اور مجھ سے فرمایا اے لڑکے تم خدا کو یاد کرو خدا تم کو یاد کرے گا تم خدا کو یاد کرو تو تم اس کو اپنے آگے پاؤ گے۔ تم کشادگی کے زمانے میں اللہ کو پہچانو تو اللہ تعالیٰ تنگی کے زمانے میں تم کو پہچانے گا۔ اور اگر کسی سے کچھ مانگنا ہے تو اللہ سے مانگو اگر تم کسی سے مدد کے طلبگار ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد کے طلبگار ہو۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کو قلم قدرت لکھ چکا۔ اگر ساری دنیا کو شش کرے کہ تمہیں ایسے معاملہ میں نفع پہنچائے جس کو قلم قدرت نے نہیں لکھا ہے تو وہ تمہیں نہیں پہنچا سکتی اور اگر ساری دنیا کو شش کرے کہ تمہیں ایسے امر میں نقصان پہنچائے جس کو قلم قدرت نے نہیں لکھا ہے تو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اگر تم سے ہو سکے تو یقین کے ساتھ صبر کرو اور ممکن نہ ہو تو صرف صبر کرو۔ اس لئے کہ مصیبت پر صبر میں بھی بہت بھلائی ہے۔ اور یہ جان لو کہ صبر کے ساتھ ہی اللہ کی مدد بھی ہے اور تکلیف کے ساتھ کشادگی ہے اور مشکل کے ساتھ آسانی۔ بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

(۵۹۰۱) محمد بن علی کوئی نے اسماعیل بن مہران سے انہوں نے مرازم سے انہوں نے جابر بن یزید سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بچہ مار کے پیٹ میں پڑتا ہے تو اگر لڑکا ہے تو اس کا چہرہ ماں کی پشت کی طرف رہتا ہے اور اگر لڑکی ہے تو اس کا چہرہ ماں کے پیٹ کی طرف رہتا ہے اور اس کے دونوں ہاتھ اس کے دونوں رخساروں پر اور اس کی ٹھڈی اس کے دونوں گھٹنوں پر سولی ہے مخزون کی شکل میں، وہ جیسے اپنی ناف کے ساتھ اپنی ماں کی ناف سے بندھا رہتا ہے اور اسی ناف کے ذریعہ وہ ماں کے طعام و غذا سے غذا حاصل کرتا ہے وقت ولادت تک جو مقرر رہتا ہے پس اللہ تعالیٰ ایک ملک کو بھیجتا ہے جو اس کی پیشانی پر لکھ دیتا ہے۔ متقی ہے یا سمیع، مومن ہے یا کافر، غنی ہے یا فقیر اور اس کی اجل اور اس کا رزق اس کی بیماری اس کی صحت کو لکھتا ہے اور جب ماں کی ناف سے اس کا مقرر رزق منقطع ہو جاتا ہے تو وہ ملک اس کو ڈانٹتا ہے تو وہ بچہ ڈانٹ کی آواز سن کر ڈرتا ہے اور الٹ جاتا ہے اور اس کا سر مخزج کے سامنے آجاتا ہے اور جب وہ زمین پر گرتا ہے تو ایک عیب خوف و عذاب عظیم میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اگر اس کے جسم کو ہوا یا ہاتھ مس ہو تو اتنی تکلیف محسوس کرتا ہے کہ جتنی کسی آدمی کے جسم کی کھال اتری ہوئی ہو اور وہ تکلیف محسوس کرے اب وہ بھوکا ہے تو نہ خود سے کھا سکتا ہے اور پیاسا ہے تو نہ خود سے پانی پی سکتا ہے۔ اس کو کہیں درد محسوس ہوتا ہے تو وہ کسی کو مدد کے لئے بھی نہیں بلا سکتا لہذا وہ اللہ کی مہربانی اور اپنی ماں کی شفقت و محبت پر بھروسہ کرتا ہے اور وہ اس کو اپنی جان کی بازی لگا کر گرمی سرنی سے بچاتی ہے اور کبھی کبھی اس پر جان بھی نذا کر دیتی ہے۔ اور اس کی مہربانی اس حد تک ہوتی ہے کہ اس کو اپنی بھوک کی پروا نہیں اگر بچہ شکم سیر ہو جائے تو اس کو اپنی پیاس کی فکر نہیں اگر بچہ کی پیاس بجھ جائے۔ خود تنگی رہے اور بچے کو کپڑا پہنا دے۔ اللہ نے اس بچہ کا رزق اب ماں کی دونوں چھاتیوں میں رکھ دیا ہے ایک میں اس کا پانی ہے اور ایک میں اس کا کھانا ہے جب تک وہ دودھ پیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر روز جو اس کا رزق مقرر ہے اس میں پیدا کر دیتا ہے اور جب بڑا ہوتا ہے تو اس میں اپنے گھر والوں کی اور ماں کی کچھ آتی ہے اور اس میں لالچ و خواہش پیدا ہوتی ہے اور اس کے ساتھ وہ ہر طرح کی بلاؤں، آفتوں اور امراض میں مبتلا ہوتا رہتا ہے اور ملائکہ اس کی ہدایت و رہنمائی کرتے ہیں اور شیاطین اس کو بہکانے اور گھیراؤ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اگر اللہ اس کو نہ بچائے تو وہ ہلاک ہو جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کا ذکر اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سَلْمَةٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نَظْفًا ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ قَرَّارًا مَكِينًا ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النَّفْطَةَ عِلْقَةً فَخَلَقْنَا الْعِلْقَةَ مَضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمَضْغَةَ عِظْمًا فَكَسَوْنَا الْعِظْمَ لَحْمًا ۝ ثُمَّ أَنْشَأْنَا خَلْقًا آخَرَ فَتَبَرَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝ ثُمَّ أَنْكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ أَنْكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ تَبْعَثُونَ ۝ (سورة مومنون آیات ۱۲ سے ۱۶ تک) اور ہم نے انسان کو جی ہوئی مٹی سے بنایا۔ پھر ہم نے اس کو پانی کی بوند کر کے ایک

جے ہوئے ٹھکانے میں رکھا۔ پھر ہم نے اس بوند سے جما ہوا ہلو بنایا پھر اس جے ہوئے خون سے گوشت کی بوٹی بنائی۔ پھر ان گوشت کی بوٹیوں سے ہڈیاں بنائیں۔ پھر ان پر گوشت چڑھایا۔ پھر ایک نئی صورت میں اسے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ بڑی برکت اللہ کی ہے جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر تم اس کے بعد مرو گے۔ پھر تم قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤ گے۔

جابر بن عبد اللہ انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ہم لوگوں کی پیدائش کا حال ہے یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصیاء کی پیدائش کا کیا حال ہے؟ اس سوال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذرا خاموش ہوئے پھر فرمایا اے جابر تم نے ایک امر عظیم کا سوال کر لیا اس کو وہی برواشت کر سکتا ہے جسے عقل کا بڑا حصہ ملا ہو۔ سنو انبیاء اور اوصیاء اللہ تعالیٰ کے نور عظمت سے خلق ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے انوار کو اصلاط طیبہ اور احرام طاہرہ میں ودیعت کیا اور اس کی حفاظت لپٹے مانگ سے کراتا رہا۔ اپنی حکمت سے ان کی پرورش کرتا رہا اور اپنے علم سے انہیں غذا دیتا رہا۔ پس ان لوگوں کا معاملہ بیان سے بالاتر ہے اور ان لوگوں کے حالات اتنے دقیق ہیں کہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گے۔ اس لئے کہ یہ سب اللہ کی زمین پر اس کے ستارے ہیں اس کے بندوں میں اس کے خلفاء اور اس کے ملک میں اس کے انوار اور اس کی مخلوق پر اس کی جہت ہیں اے جابر یہ ایک علم مخفی و مخزون ہے اس کو تم بھی نااہل سے پوشیدہ رکھنا۔

(۵۹۰۲) مفصل بن عمر نے ثابت ثمالی سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے مولا امیر المومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ ہم اہلبیت شراب نہیں پیچے بام پھل نہیں کھاتے اور موزوں پر صبح نہیں کرتے پس جو بھی ہمارا شیعہ ہے وہ ہماری پیروی کرے اور ہماری سنت پر عمل کرے۔

(۵۹۰۳) حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حکمت آل داؤد میں ہے کہ عقلمند کو چاہیئے کہ اپنے حالات پر نظر رکھے۔ اپنی زبان پر قبضہ رکھے اور اپنے زمانے کے لوگوں کو پہچانے۔

(۵۹۰۴) صفوان بن یحییٰ و محمد بن ابی عمیر نے موسیٰ بن بکر سے انہوں نے زرارہ اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ احسان۔ تو یہ احسان صاحبِ حسب کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے۔ ہر متقی کے لئے نماز تقرب کا ذریعہ ہے اور حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔ ہر شے کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ اچھی طرح گزر کرنا ہے۔ تم لوگ صدقہ دے کر اپنا رزق آسمان سے اتار لو۔ جس کو بدلہ ملنے کا یقین ہوتا ہے وہ عمدہ عطیہ اور تحفہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مدد بھی بقدر ضرورت نازل کرتا ہے۔ زکوٰۃ

دے کر اپنے اموال کی حفاظت کرو۔ ایک انداز سے چلنا نصف عیش ہے۔ جو شخص کفایت شکاری سے کام لیتا ہے وہ محتاج نہیں ہوتا۔ اہل دخیال کی کمی بھی کشادہ حالی کا ایک سبب ہے۔ بغیر خود عمل کئے لوگوں کو دعوت دینا ایسا ہے جیسے بغیر تیر کے تیر چلانے والا۔ آپس میں مودت نصف عقل ہے۔ فکر نصف بڑھاپا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصیبت کے برابر صبر نازل کر دیتا ہے۔ جو شخص کسی مصیبت کے وقت زانو پر اپنا ہاتھ مارے گا اس کا اجر وثواب ضبط ہو جائے گا۔ جو اپنے والدین کو رنج پہنچائے گا وہ ان دونوں کی طرف سے عاق ہو جائے گا۔

(۵۹۰۵) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں میں اخلاق کو بھی اسی طرح تقسیم کیا جس طرح تم لوگوں میں جہار و رزق تقسیم کیا ہے۔

(۵۹۰۶) ابی حمیلہ سفیہ بن ساریح سے روایت ہے انہوں نے سعد بن طریف سے انہوں نے اصبع ابن نباتہ سے انہوں نے حضرت اسیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئے اور کہا کہ اے آدم علیہ السلام مجھے حکم ہوا ہے کہ میں آپ کو تین باتوں میں سے ایک بات کا اختیار دوں اور دو کو چھوڑ دوں اور وہ باتیں عقل و حیا۔ دین ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں عقل کو اختیار کرتا ہوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حیا و دین سے کہا کہ تم دونوں واپس چلو اور اس کو چھوڑ دو۔ تو ان دونوں نے کہا اے جبریل ہم دونوں کو تو حکم دیا گیا ہے کہ ہم دونوں عقل کے ساتھ رہیں جہاں وہ ہو۔ تو جبریل علیہ السلام نے کہا اچھا تم دونوں کی مرضی ہے یہ کہہ کر وہ پرداز کر گئے۔

(۵۹۰۷) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے عبداللہ بن ولید سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا چار چیزیں ضائع چلی جاتی ہیں وہ محبت جو ایسے سے کی جائے جس میں وفاء نہ ہو۔ اور وہ احسان جو ایسے شخص پر کیا جائے جو شکر گزار نہیں ہوتا اور وہ علم جو ایسے شخص کو سکھایا جائے جو سنتا نہیں ہے اور وہ راز جو ایسے شخص کو ودیعت کیا جائے جو اس کی حفاظت نہیں کرتا۔

(۵۹۰۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے چند قطعہ زمین ہیں جن کا نام مشقہ ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو مال دیتا ہے اور وہ اس میں سے اللہ کا حق نہیں نکالتا تو اللہ تعالیٰ ان پر زمین کے ان قطعوں میں سے ایک قطعہ کو مسلط کر دیتا ہے اور وہ اس کے مال کو ضائع کر دیتا پھر وہ مرجاتا ہے۔ وہ قطعہ چھوڑ جاتا ہے۔

(۵۹۰۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ خود کیا کہتا ہے اور لوگ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں تو وہ شیطان کا شریک ہے۔ اور جو اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ اس کو گناہوں میں مبتلا دیکھیں گے تو بھی شیطان کا شریک ہے اور جو شخص اپنے برادر مومن کی غیبت اور برائی کرتا ہے بغیر اس کے کہ دونوں کے درمیان جھگڑا ہو تو وہ بھی شریک شیطان ہے اور جو حرام محبت میں شغف رکھتا ہے اور دنیا کی خواہش رکھتا

ہے وہ بھی شریک شیطان ہے۔

پھر فرمایا کہ والد الزنا کی چند نشانیاں ہیں ان میں سے ایک ہم اہلیت سے بغض ہے دوسرے یہ کہ اسے اس حرام کا شوق ہو جس سے وہ پیدا ہوا ہے۔ تیسرے دین کا استخفاف کرنا۔ اور چوتھے لوگوں کے لئے اس کی موجودگی پسند نہ ہونا۔ اور اپنے بھائیوں کی موجودگی صرف اسی کو بری محسوس ہوگی جو اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی اولاد ہوگا یا اس کی ماں حالت حیض میں حاملہ ہوئی ہوگی۔

(۵۹۸) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو دنیا میں صرف اس پر راضی ہو جائے جو اس کے لئے جائز ہے تو اس کے لئے دنیا میں سے کم سے کم ہی کافی ہوگا اور جو دنیا میں سے جو اس کے لئے جائز ہے اس پر راضی نہیں ہے تو پھر اسے دنیا کی کوئی شے بھی کافی نہ ہوگی۔

(۵۹۹) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ آسمان سے ماہ بقدر حاجت نازل ہوتی ہے۔

(۶۰۰) حسن بن علی بن فضال نے سیر سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آسمان سے جو باتیں بذریعہ وحی نازل کی ہوئی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ اگر ابن آدم کے لئے وادیوں میں سونے چاندی کا سیلاب بھی آجائے تو وہ ایسی ہی وادیاں اور چاہے گا۔ اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد تیرا شکم تو سمندروں میں سے ایک سمندر ہے اور وادیوں میں سے ایک وادی ہے اس کو مٹی کے سوا کوئی پر نہیں کر سکتا۔

(۶۰۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو گالی دینا فسق ہے، اسے قتل کرنا کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ کی معصیت ہے اور اس کے مال کی بھی حرمت اتنی ہی ہے جتنی اس کے خون کی۔

(۶۰۲) احمد بن محمد بن سعید کوئی نے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن فضال نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت ابوالحسن علی بن موسی الرضا علیہما السلام سے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امام کی چند عادتیں ہیں۔ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ عالم، لوگوں میں سب سے زیادہ اچھا فیصلہ کرنے والا، سب سے زیادہ متقی، سب سے زیادہ شجاع، سب سے زیادہ سختی، سب سے زیادہ عبادت گزار ہو اور تختہ شدہ پیدا ہوگا اور پاک پیدا ہوگا وہ پس پشت اسی طرح دیکھے جیسے اپنے آگے دیکھتا ہے اس کے جسم کا سایہ نہ ہو اور شکم مادر سے جب زمین پر آئے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر ٹیکے اور با آواز بان شہادتین پڑھے اور اس کو خواب میں احکام نہ ہو۔ اس کی آنکھ سونے مگر دل بیدار رہے۔ وہ فرشتوں سے بات کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذرہ اس کے جسم پر ٹھیک ہو۔ اس کا پیشاب پانچاں نہ دیکھا جائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے ذمہ یہ کام سپرد کیا ہے کہ جو کچھ نکلے وہ اسے نکل جائے اور وہ مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہو۔ اور وہ لوگوں کی جانوں کا لوگوں سے زیادہ مالک ہو۔ اور ان پر اپنے

ماں باپ سے زیادہ مہربان ہو اور لوگوں سے زیادہ اللہ کے لئے متواضع ہو اور سب سے زیادہ اللہ کے حکم پر عمل کرے اور اللہ نے جس سے منع کیا ہے اس سے دست کش رہے اور اس کی دعا مستجاب ہو جہاں تک کہ اگر کسی چٹان کے لئے بھی دعا کرے تو وہ یچ سے دو ٹکڑے ہو جائے۔ اور اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسٹکے ہوں اور ان کی تلوار ذوالفقار ہو اور اس کے پاس وہ صحیفہ ہو جس میں اس کے دوستوں کے تاقیامت نام لکھے ہوں اور اسکے دشمنوں کے تاقیامت نام ہوں۔ اور اس کے پاس جامعہ ہو اور وہ ایک صحیفہ ہے جو ستر ہاتھ طولانی ہے اس میں وہ سب کچھ ہے جس کی ضرورت نبی آدم کو ہے۔ اور اس کے پاس جبر اکبر و اصغر ہو۔ ایک بکری اور ایک سینڈھے کی کھال کے جن میں تمام علوم ہیں حتیٰ کہ ایک فراش کی دنت بھی اور ایک بلد و نسف جلد اور ایک تہائی جلد کی بھی اور اس کے پاس مصحف فاطمہ علیہا السلام ہو۔

(۵۹۱۵) ہم لوگوں سے عبدالواحد بن عبدوس نیشاپوری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ بیان کیا مجھ سے علی بن محمد بن قتیبہ نے فضل بن شاذان سے نقل کرتے ہوئے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو سنا وہ فرماتے تھے کہ جب حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کا سراقہ شام لے جایا گیا تو یزید ملعون حکم دیتا وہ سراقہ رکھا جاتا اور اس پر دست خوان بٹھایا جاتا اور اس کے دوست آتے اور اس پر رکھتے اور شراب پیتے اور جب اس سے فارغ ہوتے تو حکم دیتا اور سراقہ طشت کے اندر اس کے تخت کے نیچے رکھ دیا جاتا۔ اور تخت پر شطرنج کی بساط بھائی جاتی اور یزید ملعون اس پر بیٹھ کر شطرنج کھیلتا اور حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام اور ان کے باپ دادا کا ذکر کر کے ان کا مذاق اڑاتا۔ اور جب تک وہ شطرنج کھیلتا درمیان میں شراب لے کر تین مرتبہ پیتا اور چونچ رہتی وہ اس طشت سے متصل زمین پر بہا دیتا۔ لہذا جو بھی ہمارا شیعہ ہے وہ شراب پینے اور شطرنج کھیلنے سے اجتناب کرے اور جس کی نظر بھی شراب یا شطرنج پر پڑے وہ امام حسین علیہ السلام کو یاد کرے اور یزید اور آل زیاد پر لعنت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دے گا خواہ وہ ستاروں کی تعداد کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(۵۹۱۶) امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کا جسم دشمن کا اسیر نہ ہو اور اس کا راستہ نہ ٹکا ہو اور اس کے پاس اس دن کا کھانا ہو تو گویا اس کے پاس دنیا آگئی۔

(۵۹۱۷) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ دلوں کی فطرت یہ ہے کہ جو ان پر احسان کرے اس سے محبت اور جو اس سے بد سلوکی کرے اس سے نفرت کریں۔

(۵۹۱۸) اور سعد بن طریف نے اصبح بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو! سنو میری بات اور مجھے سمجھو اس لئے کہ جدائی قریب ہے۔ میں تمام مخلوق کا امام ہوں اور

بہترین مخلوق کا وحی ہوں اور امت کی تمام عورتوں کی سردار کا شوہر اور عترت طاہرہ اور ائمہ ہادیہ کا باپ ہوں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی، ان کا وحی، ان کا ولیعہد، ان کا وزیر، ان کا صحابی، ان کا مخلص، ان کا حبیب، ان کا خلیفہ ہوں۔ میں مومنین کا امیر و حاکم، شہد سواران کا قائد، تمام اوصیاء کا سردار ہوں۔ میری جنگ اللہ کی جنگ، میری صلح اللہ کی صلح، میری اطاعت اللہ کی اطاعت، میری ولایت اللہ کی ولایت ہے۔ میرے دوستدار اللہ کے دوستدار ہیں میرے مددگار اللہ کے مددگار ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھ کو پیدا کیا جبکہ میں کچھ بھی نہ تھا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے وہ لوگ جن کا حافظہ درست ہے وہ جانتے ہیں کہ ناکثین و قاسطین و مارقین کے لئے نبی امی کی زبان پر لعنت جاری ہوئی ہے اور جو افتراء باندھے اور جھوٹ کہے وہ نامراد اور نقصان اٹھانے والا ہوگا۔

(۵۹۱۹) اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پروردگار میرے خلفاء پر رحم فرما تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے اور میری حدیث و سنت کی روایت کریں گے۔

(۵۹۲۰) معلیٰ بن محمد بصری نے جعفر بن سلمہ سے انہوں نے عبد اللہ بن حکم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی (علیہ السلام) ہی میرے وحی اور میرے خلیفہ ہیں اور ان کی زوجہ فاطمہ علیہا السلام تمام عالمین کی عورتوں کی سردار میری دختر ہیں اور حسن و حسین دونوں جو انان اہل جنت کے سردار میری اولاد ہیں جس نے ان لوگوں سے دوستی رکھی اس نے مجھ سے دوستی رکھی جس نے ان لوگوں سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔ جس نے ان لوگوں سے ٹھکڑا اور نزاع کیا اس نے مجھ سے ٹھکڑا اور نزاع کیا، جس نے ان لوگوں پر ظلم و جفا کی اس نے میرے اوپر ظلم و جفا کی۔ جس نے ان لوگوں کے ساتھ نیکی کی اس نے میرے ساتھ نیکی کی، جس نے ان لوگوں سے میل رکھا اس نے اللہ سے میل رکھا جس نے ان لوگوں کو چھوڑا اس کو اللہ نے چھوڑا، جس نے ان لوگوں کی مدد و اعانت کی اس کی اللہ نے مدد کی، جس نے ان لوگوں کی نصرت ترک کی اس کی اللہ نے نصرت ترک کی۔ اے اللہ تیرے انبیاء اور تیرے رسولوں کے ثقل اور اہلبیت ہیں تو علی (علیہ السلام) و فاطمہ علیہا السلام و حسن (علیہ السلام) و حسین (علیہ السلام) میرے اہلبیت اور میرے ثقل ہیں ان سے ہر پلیدی (نجاست) کو دور رکھ اور انہیں پاک رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے۔ (اے رب العالمین)۔

الحمد لله من لا یحضرہ الفقیہ تألیف شیخ عالم فقیہ سعید مویذ ابی جعفر محمد بن علی بن حسین بن

موسیٰ بن بابویہ قمی رضی اللہ عنہ کی جلد چہارم کا اردو ترجمہ تمام ہوا۔ سید حسن امداد ممتاز الانا فصل (غازی پوری)

۲۳ رمضان المبارک بروز سہ شنبہ ۱۴۱۶ھ بمطابق منگل ۱۳ فروری ۱۹۹۶ء

راویوں کے اِسْمَاءِ گرامی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اس کتاب کے مصنف محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں جتنی

احادیث

۱ عمار بن موسیٰ ساباطی سے ہیں اس کی روایت میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعید بن سعید بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے عمرو بن سعید مدائنی سے انہوں نے مصدق بن صدقہ سے انہوں نے عمار بن موسیٰ ساباطی سے کی ہے۔

۲ اس کتاب میں جو بھی حدیث علی بن جعفر علیہ السلام سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے عمر کی بن علی بوئکی سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے برادر محترم حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے کی ہے۔

نیز اس کی روایت میں نے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور سعد بن عبد اللہ سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور فضل بن عامر سے انہوں نے موسیٰ بن قاسم بکلی سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے اپنے برادر محترم حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے کی ہے اور اسی طرح جو بھی اس کتاب میں علی بن جعفر علیہ السلام سے ہے اس کو میں نے انہی اسناد سے روایت کیا ہے۔

۳ اور جو کچھ اس میں اسحاق بن عمار سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبد اللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے کی ہے۔

۴ اور جو کچھ اس کتاب میں یعقوب بن عثیم سے ہے اس کی روایت میں نے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے یعقوب بن عثیم سے روایت کی ہے اور نیز میں نے اس کی روایت کی ہے اپنے والد رحمہ اللہ اور انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے یعقوب بن عثیم سے روایت کی ہے۔

- ۵ اور جو کچھ اس میں جابر بن یزید جعفی سے ہے اس کی روایت میں نے محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عمرو بن شمر سے اور انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے کی ہے۔
- ۶ اور جو کچھ اس میں محمد بن مسلم ثقفی سے ہے میں نے اس کی روایت علی بن احمد بن عبد اللہ ابن احمد بن ابی عبد اللہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے جد احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد محمد بن خالد سے انہوں نے علاء بن رزین اور انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔
- ۷ اور جو کچھ اس میں کردوبہ ہمدانی سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے کردوبہ ہمدانی سے کی ہے۔
- ۸ اور جو کچھ اس میں سعد بن عبد اللہ سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے سعد بن عبد اللہ بن ابی خلف سے کی ہے۔
- ۹ اور جو کچھ اس میں ہشام بن سالم سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن بن احمد ابن ولید رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن جعفر حمیری سے ان سب نے یعقوب بن یزید اور حسن بن ظریف سے اور ایوب بن نوح سے انہوں نے نصر بن سوید سے انہوں نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے۔
- نیز اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور علی بن حکم سے اور ان سب نے ہشام بن سالم جو البقی سے روایت کی ہے۔
- ۱۰ اور جو کچھ اس میں عمر بن یزید سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے اور انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے۔
- نیز یہ روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے بھی کی ہے اور انہوں نے عبد اللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عبد الحمید سے انہوں نے محمد بن عمر بن یزید سے انہوں نے حسین بن عمر بن یزید سے انہوں نے اپنے والد عمر بن یزید سے روایت کی ہے نیز یہ روایت میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے (اس طرح) بھی کی ہے کہ انہوں نے عبد اللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عبد الجبار سے انہوں نے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے محمد بن عباس اور انہوں نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں زرارہ بن اعین سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبد اللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور حسن بن ظریف سے اور علی بن اسماعیل بن عیسیٰ سے اور ان سب نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریر بن عبد اللہ سے اور انہوں نے زرارہ بن اعین سے روایت کی ہے۔

اور اسی طرح جو کچھ اس میں حریر بن عبد اللہ سے ہے اس کی روایت میں نے ان ہی اسناد کے ساتھ اور اس طرح جو کچھ اس میں حماد بن عیسیٰ سے اس کی بھی روایت (انہی اسناد سے کی ہے)۔

اور جو کچھ اس میں اس یہودی گروہ کے متعلق دیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند مسائل دریافت کئے اور ان کے سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ بتائیے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کس سبب سے ان چار اعضاء پر وضو کرتے ہیں اور اسی کے مانند ان کے اور بھی سوالات۔ تو میں نے اس کی روایت کی ہے علی احمد بن عبد اللہ برقی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے جد احمد بن ابی عبد اللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابی الحسن علی بن حسین برقی سے انہوں نے عبد اللہ بن جبہ سے انہوں نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حسن بن عبد اللہ سے انہوں نے اپنے آبا سے اور انہوں نے اپنے جد حسن بن علی بن ابی طالب علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں زید شحام سے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن عبد الحمید سے انہوں نے ابی حمید سے انہوں نے زید شحام ابی اسامہ سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں عبد الرحمن بن ابی عبد اللہ بصری سے ہے اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے ایوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر وغیرہ سے انہوں نے عبد الرحمن بن ابی عبد اللہ سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن جابر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبد اللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے اسماعیل بن جابر سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں سماء بن مہران سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ عامری سے اور

انہوں نے سماعہ بن مہران سے روایت کی ہے۔

۱۷ اور جو کچھ اس میں زرعد سے اور انہوں نے سماعہ سے روایت کی ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے اپنے بھائی حسن سے انہوں نے زرعد بن محمد حضرمی سے انہوں نے سماعہ بن مہران سے۔

۱۸ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن ابی یصور سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے احمد بن محمد بن یحییٰ عطار رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے عبداللہ بن ابی یصور سے روایت کی ہے۔

۱۹ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن بکیر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے اور انہوں نے عبداللہ بن بکیر سے روایت کی ہے۔

۲۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن علی حلبي سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے یوسف بن نوح سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے اور انہوں نے محمد بن علی حلبي سے روایت کی ہے۔

۲۱ اور جو کچھ اس میں حکم بن حکیم ابن برادر خلّاد سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے کی ہے اور انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حکم بن حکیم سے روایت کی ہے۔

۲۲ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابی محمود سے ہے اس کی روایت میں نے کی محمد بن علی ، ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابی محمود سے روایت کی ہے۔

نیز میں نے اس کی روایت اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن احمد مالکی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابراہیم بن ابی محمود سے کی ہے اور نیز میں نے اس کی روایت محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیینہ سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابی محمود سے روایت کی ہے۔

۲۳ اور جو کچھ اس میں حنان بن سدر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد سے اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے ان سب نے محمد بن عیینہ بن عبید سے اور انہوں نے حنان سے روایت کی ہے۔

اور میں نے اس کی روایت کی ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے عبدالصمد بن محمد سے اور انہوں نے حنان سے اور اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حنان بن سدر سے۔

۲۴ اور جو کچھ اس میں محمد بن نعمان سے ہے اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر اور حسن بن محبوب سے اور ان سب نے محمد بن نعمان سے۔

۲۵ اور جو کچھ اس میں ابی الاعرج نقاس سے ہے اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابی الاعرج نقاس سے روایت کی ہے۔

۲۶ اور جو کچھ اس میں ہے جو لکھا امام رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کو ان کے مساعی کے جواب میں تو اس کی روایت کی ہے میں نے علی بن احمد بن موسیٰ وثاق اور محمد بن احمد سنانی اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مکتب رضی اللہ عنہم سے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن اسماعیل برکی نے انہوں نے علی بن عباس سے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا قاسم بن ربیع صفار سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے امام رضا علیہ السلام سے۔

۲۷ اور جو کچھ اس میں عبید اللہ بن علی حلبی سے تو اسے روایت کیا میں نے اپنے والد سے اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے احمد و عبداللہ، محمد بن عیینہ کے فرزندوں سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے عبید اللہ بن علی حلبی سے روایت کی ہے۔

اور اسی کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن اور جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ

عنہم سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے انہوں نے عبید اللہ بن علی طہی سے روایت کی ہے۔

۲۸ اور جو کچھ اس میں معادیہ بن سیرہ سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے معادیہ بن سیرہ بن شرح قاضی سے روایت کی ہے۔

۲۹ اور جو کچھ اس میں عبدالرحمن بن ابی بجران سے روایت ہے تو اس کی روایت میں نے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے کی ہے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے عبدالرحمن بن ابی بجران سے روایت کی ہے۔

۳۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن حران اور جمیل بن دراج سے روایت ہے تو اس کو میں نے روایت کیا اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن حران اور جمیل بن دراج سے روایت کی ہے۔

۳۱ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے تو اس کی روایت میں نے کی ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے ایوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے۔

یہ وہ ہیں جن کا ذکر جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سلسلے کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم جان لو کہ یہ بڑی عمر والے ہیں۔

۳۲ اور جو کچھ اس میں احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت کی ہے تو اس کی روایت میں نے کی ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب سے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے۔ اور اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہما سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت کی ہے۔

۳۳ اور جو کچھ اس میں ابی بصیر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔

۳۴ اور جو کچھ اس میں عبید اللہ رافعی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ

عنه سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے ابی احمد محمد بن زیاد ازدی سے اور انہوں نے عبید اللہ رافقی سے روایت کی ہے۔

۳۵ اور جو کچھ اس میں سعدان بن مسلم سے ہے کہ جن کا نام عبدالرحمن بن مسلم تھا تو اسے میں نے روایت کیا محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے عباس بن معروف اور احمد بن اسحاق بن سعد سے اور ان سب نے سعدان بن مسلم سے روایت کی ہے۔

۳۶ اور جو کچھ اس میں ریان بن صلت سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ بن متوکل اور محمد بن علی ماجلیہ اور حسین بن ابراہیم رضی اللہ عنہم سے۔ انہوں نے علی بن ابراہیم ابن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ریان بن صلت سے۔

۳۷ اور جو کچھ اس میں حسن بن جہم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حسن بن جہم سے۔

۳۸ اور جو کچھ اس میں عبدالرحیم قسیر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن علی بن حسن ابن علی بن عبداللہ بن مغیرہ کوئی سے انہوں نے اپنے جد حسن بن علی سے انہوں نے عباس بن عامر سے قصبانی سے انہوں نے عبدالرحیم قسیر اسدی سے اور انہیں اسدی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ نبی اسد کے غلام تھے۔

۳۹ اور جو کچھ اس میں حسین بن ابی علاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے۔ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے موسیٰ بن سعدان سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قاسم سے اور انہوں نے حسین بن ابی علاء خفاف غلام نبی اسد سے۔

۴۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن حسن صفار رحمہ اللہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے محمد بن حسن صفار سے۔

۴۱ اور جو کچھ اس میں علی بن بلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن بلال سے۔

۴۲ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن عباد کئی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ اسدی کوئی سے انہوں نے موسیٰ بن عمران نخعی سے انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید سے اور انہوں نے یحییٰ بن عباد کئی سے روایت کیا ہے۔

۴۳ اور جو کچھ اس میں ابی نمیر غلام حارث بن مغیرہ نعلری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حمزہ بن محمد علوی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے

اور انہوں نے ابی نضر سے روایت کیا ہے۔

۳۴ اور جو کچھ اس میں منصور بن حازم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے محمد بن عبد الحمید سے انہوں نے سیف ابن عمیرہ سے اور انہوں نے منصور بن حازم اسدی کوئی سے روایت کیا ہے۔

۳۵ اور جو کچھ اس میں مفصل بن عمر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن الحسن رحمہ اللہ سے انہوں نے حسن بن تیل دقاق سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے مفصل بن عمر جعفی کوئی سے اور وہ غلام تھے۔

۳۶ اور جو کچھ اس میں ابی مریم انصاری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے لپٹے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ بن ایوب سے انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں نے ابی مریم سے روایت کیا ہے۔

۳۷ اور جو کچھ اس میں ابان بن تغلب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے لپٹے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے ابی ایوب سے انہوں نے ابی علی صاحب اکل سے انہوں نے ابان بن تغلب سے۔ ان کی کنیت ابو سعید تھی وہ کندی کوئی تھے۔ دور امام صادق علیہ السلام میں فوت ہوئے تو آپ علیہ السلام نے ان کا اچھے انداز میں ذکر کیا اور فرمایا "اللہ اس پر رحم کرے" ابان کی موت سے میرے دل کو شدید تکلیف پہنچی ہے۔ اور آپ علیہ السلام نے ابان بن عثمان کے متعلق فرمایا "بلاشبہ ابان بن تغلب نے مجھ سے کثیر روایت نقل کی ہیں تو جس نے ہمارے لئے مجھ سے روایت کی ہے تو تمہیں اجازت ہے کہ اسے میری طرف سے روایت کرو۔ اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے ملاقات کی تھی اور دونوں حضرات سے روایت کی ہے اور جو کچھ اس میں فضل بن عبد الملک سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے لپٹے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے۔ انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے فضل بن عبد الملک سے روایت کی ہے جو ابی عباس بقباق کوئی کے نام سے مشہور تھے۔

۳۹ اور جو کچھ اس میں حسن بن زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے۔ محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے انہوں نے حسن بن زیاد صیقل سے اور وہ کوئی غلام تھے اور

ان کی کنیت ابو ولید تھی۔

۵۰ اور جو کچھ اس میں فضیل بن عثمان اعمور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے فضیل بن عثمان اعمور مراری کوئی سے روایت کیا ہے۔

۵۱ اور جو کچھ اس میں صفوان بن مہران جمال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے صفوان بن مہران جمال سے روایت کیا ہے۔ اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے انہوں نے موسیٰ بن عمر سے انہوں نے عبداللہ بن محمد جمال سے اور انہوں نے صفوان بن مہران جمال سے روایت کیا ہے۔

۵۲ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن عبداللہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن حسین قطان سے انہوں نے احمد بن محمد بن سعید ہمدانی غلام نبی ہاشم سے انہوں نے عبدالرحمن بن جعفر حمیری سے اور انہوں نے یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

۵۳ اور جو کچھ اس میں ہشام بن حکم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان سب نے ہشام بن حکم سے روایت کیا ہے جن کی کنیت ابو محمد تھی اور وہ بنی شیبان، بیاع کراہیں کے غلام تھے اور بغداد سے کوئٹہ منتقل ہو گئے تھے۔

۵۴ اور جو کچھ اس میں جراح مدائنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے نصر بن سويد سے انہوں نے قاسم بن سلیمان سے اور انہوں نے جراح مدائنی سے روایت کیا ہے۔

۵۵ اور جو کچھ اس میں حفص بن بختری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان سب نے یعقوب ابن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حفص بن بختری کوئی سے روایت کیا ہے۔

۵۶ اور جو کچھ اس میں احمد بن ابی عبداللہ برقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہما سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے اور انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ

برقی سے روایت کیا ہے۔

۵۷ اور جو کچھ اس میں زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابی جوزاء المنجبہ بن عبداللہ سے انہوں نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمرو بن خالد سے اور انہوں نے زید بن علی بن حسین بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کیا ہے۔

۵۸ اور جو کچھ اس میں اسماء بنت عمیس سے روایت ہے رو شمس کے بارے میں جو حضرت علی امیر المومنین علیہ السلام کے لئے حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوا تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن حسن قطان سے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو حسین محمد بن صالح نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عمر بن خالد مخزومی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابو نباتہ نے انہوں نے روایت کیا محمد بن موسیٰ سے انہوں نے عمارہ بن مہاجر سے انہوں نے محمد بن جعفر کی صاحبزادی ام جعفر اور ام محمد سے اور انہوں نے اسماء بنت عمیس سے جو ان کی جدہ تھیں۔

اور میں نے روایت کیا ہے اسے احمد بن محمد بن اسحاق سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن موسیٰ نقاس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عبداللہ بن موسیٰ نے انہوں نے روایت کیا ابراہیم بن حسن سے انہوں نے فاطمہ بنت حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے اسماء بنت عمیس سے روایت کیا ہے۔

۵۹ اور جو کچھ اس میں جویریہ بن مسہر سے رو شمس کے بارے میں ہے جو حضرت علی امیر المومنین علیہ السلام کے لئے بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے ان دونوں کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے احمد بن عبداللہ قروی سے انہوں نے حسین بن مختار قلانی سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے عبدالواحد بن مختار انصاری سے انہوں نے ام المقدام ثقفیہ سے اور انہوں نے جویریہ بن مسہر سے روایت کیا ہے۔

۶۰ اور جو کچھ اس میں حدیث سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا "فطفق مسحاً بالسوق والا عناق" (تو گھوڑوں کی گردنوں اور ناکوں کو کاٹنے لگے) (سورہ ص آیت ۳۳) اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ کوئی سے انہوں نے موسیٰ بن عمران مخفی سے انہوں نے اپنے چچا حسین ابن یزید نوفلی سے انہوں نے

علی بن سالم سے اور انہوں نے امام جعفر صادق بن محمد علیہما السلام سے روایت کیا ہے۔

۶۱ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن خالد بجلی سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے سلیمان بن خالد بجلی قطع کوئی سے اور جنہوں نے زید بن علی علیہ السلام کے ساتھ خروج کیا اور مارے گئے۔

۶۲ اور جو کچھ اس میں معمر بن یحییٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے معمر بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔

۶۳ اور جو کچھ اس میں عائد الحمسی ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ بن ایوب سے انہوں نے جمیل سے اور انہوں نے عائد بن حبیب الحمسی سے روایت کیا ہے۔

۶۴ اور جو کچھ اس میں مسعد بن صدقہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے ہارون بن مسلم سے اور انہوں نے مسعد بن صدقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۶۵ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن وہب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے ابو قاسم معاویہ بن وہب بجلی کوئی سے روایت کیا ہے۔

۶۶ اور جو کچھ اس میں مالک جہنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی ابن موسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر کندی سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن ابن محبوب سے انہوں نے عمرو بن ابی مقدم سے اور انہوں نے ابی محمد مالک بن اعین جہنی سے اور وہ عربی اور کوئی تھے اور آل سنن سے نہیں تھے۔

۶۷ اور جو کچھ اس میں عبید بن زرارہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین ثقفی سے اور انہوں نے عبید بن زرارہ بن اعین سے روایت کیا ہے اور وہ احوال تھے۔

۶۸ اور جو کچھ اس میں فضیل بن یسار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابی عمیر سے انہوں نے عمر بن اذینہ سے اور انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کیا ہے جو کوئی تھے اور نبی نہد کے غلام تھے۔ وہ کوفہ سے بصرہ منتقل ہو گئے تھے۔ اور جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو فرمایا "رغبت کرنے والوں کو بشارت دو۔" اور ربیع بن عبداللہ نے فضیل بن یسار کے نہلانے والے کا ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا کہ جب میں نے فضیل کو غسل دیا تو انہوں نے اپنے پوشیدہ عضو کو اپنے ہاتھ سے چھپا رکھا تھا تو یہ خبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو پہنچائی گئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "اللہ فضیل بن یسار پر رحم کرے وہ ہم اہلبیت میں سے ہے۔"

۶۹ اور جو کچھ اس میں بکیر بن اعین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی ابن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے بکیر بن اعین سے روایت کیا ہے۔ وہ کوئی تھے ان کی کنیت ابو جہم تھی اور وہ نبی شیبان کے غلاموں میں سے تھے۔ اور جب امام جعفر صادق علیہ السلام کو بکیر بن اعین کی موت کی اطلاع دی گئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "خدا کی قسم اسے خدائے عروج نے اپنے رسول اور امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہما کے درمیان اتارا۔"

۷۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن یحییٰ خثعمی سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ذکریا مومن سے اور انہوں نے محمد بن یحییٰ خثعمی سے روایت کیا ہے۔

۷۱ اور جو کچھ اس میں بکر بن محمد ازدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے عباس بن معروف اور احمد بن اسحاق بن سعد اور ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے بکر بن محمد ازدی سے روایت کیا ہے۔

۷۲ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن رباح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے اسماعیل بن رباح کوئی سے روایت کیا ہے۔

۷۳ اور جو کچھ اس میں ابی عبداللہ فرآ سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابی عبداللہ فرآ سے روایت کیا ہے۔

۴۳ اور جو کچھ اس میں حسین بن مختار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ، حمیری، محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن ادریس سے اور ان سب نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسین بن مختار قلانسی سے روایت کیا ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسین رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسین بن مختار قلانسی سے روایت کیا ہے۔

۴۵ اور جو کچھ اس میں عمر بن حنظلہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے داؤد بن حصین سے اور انہوں نے عمر بن حنظلہ سے روایت کیا ہے۔

۴۶ اور جو کچھ اس میں حریر بن عبد اللہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ، حمیری، محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن ادریس سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید اور علی بن حدید اور عبد الرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ جہنی سے انہوں نے حریر بن عبد اللہ بھستانی سے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم سے انہوں نے عبد اللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے علی بن اسماعیل اور محمد بن عیسیٰ اور یحییٰ بن یزید اور حسن بن طریف سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حریر بن عیسیٰ بھستانی سے روایت کیا ہے۔

۴۷ اور جو کچھ اس میں حریر بن عبد اللہ سے زکاة کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے عباس بن معروف سے انہوں نے اسماعیل بن ابن سہل سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حریر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حماد سے اور انہوں نے حریر سے روایت کیا ہے۔

۴۸ اور جو کچھ اس میں خالد بن ماد قلانسی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبد اللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عبد الجبار سے انہوں نے نضر بن شعیب سے اور انہوں نے خالد بن ماد قلانسی سے روایت کیا ہے۔

۷۹

اور جو کچھ اس میں ابی حمزہ ثمالی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے محمد بن فضیل سے اور انہوں نے ابی حمزہ ثابت بن دینار ثمالی سے۔ اور دینار کی کنیت ابو صفیہ تھی وہ قبیلہ نجی ثعل کی ایک بستی میں رہتے تھے ان کا نسب ثمالہ کی طرف جاتا ہے ان کا گھر اسی بستی میں ان کے ساتھ تھا اور ان کا انتقال ۱۵۰ھ میں ہوا وہ ثقہ اور عادل تھے انہوں نے چار ائمہ علیہم السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا یعنی حضرت علی بن الحسین و محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسیٰ بن جعفر علیہم السلام۔ اور ان سے سلسلہ روایات کثیر ہیں لیکن میں نے صرف ایک پر اکتفا کیا ہے۔

۸۰

اور جو کچھ اس میں عبد اللہ بن علی سے ہے جو آل سام کے غلام تھے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن قتیل سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے خالد بن ابی اسماعیل سے اور انہوں نے عبد اللہ بن علی جو آل سام کے غلام تھے سے روایت کیا ہے۔

۸۱

اور جو کچھ اس میں اصبح بن نباتہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے ہشیم بن عبد اللہ نہدی سے انہوں نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمرو بن ثابت سے انہوں نے سعد بن طریف سے اور انہوں نے اصبح بن نباتہ سے روایت کیا ہے۔

۸۲

اور جو کچھ اس میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن ابی عبد اللہ کوفی سے انہوں نے محمد بن اسماعیل برکی سے انہوں نے جعفر بن احمد سے انہوں نے عبد اللہ بن فضل سے انہوں نے مفضل بن عمر سے انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے۔

۸۳

اور جو کچھ اس میں صالح بن حکم سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے صالح بن حکم احوال سے روایت کیا ہے۔

۸۴

اور جو کچھ اس میں عامر بن نعیم قمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے عامر بن نعیم قمی سے روایت کیا ہے۔

۸۵ اور جو کچھ اس میں علی بن مہزیار سے روایت ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے حسین بن اسحاق تاجر سے اور انہوں نے علی بن مہزیار سے روایت کیا ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ اور حمیری سے اور ان سب نے ابراہیم بن مہزیار سے اور انہوں نے اپنے بھائی علی بن مہزیار سے روایت کیا ہے۔ اور اسے میں نے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے عباس بن معروف سے اور انہوں نے علی بن مہزیار ابو ازی سے روایت کیا ہے۔

۸۶ اور جو کچھ اس میں صفوان بن یحییٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔

۸۷ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی کوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کی ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن حسن بن علی کوفی سے انہوں نے اپنے والد سے اور میں نے روایت کی ہے جعفر بن علی بن حسن کوفی سے انہوں نے اپنے دادا حسن بن علی کوفی سے روایت کی ہے۔

۸۸ اور جو کچھ اس میں ابی جارد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے محمد بن علی قرشی کوفی سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے ابی جارد زیاد بن منذر کوفی سے روایت کیا ہے۔

۸۹ اور جو کچھ اس میں حبیب بن مصلیٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن ولید غزالی (ریشم کے سوداگر) سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے حبیب بن مصلیٰ خثعمی سے روایت کیا ہے۔

۹۰ اور جو کچھ اس میں عبد الرزاق بن قجاج سے روایت ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے احمد بن محمد بن یحییٰ عطار رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن ابی عمیر اور حسن بن محبوب سے اور ان سب نے عبد الرزاق بن قجاج بخلی کوفی سے روایت کیا ہے اور وہ غلام تھے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور ان سے روایت کی اور جب موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے سامنے ان کا ذکر کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: "بے شک یہ دلوں میں بہت وزنی بوجھ ہے۔"

۹۱ اور جو کچھ اس میں موسیٰ بن عمر بن بزیع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ

اللہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے موسیٰ بن عمر بن یزید سے روایت کیا ہے۔

۹۲ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن قاسم سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے عیسیٰ بن قاسم سے روایت کیا ہے۔

۹۳ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن جعفر جعفری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے اور انہوں نے سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کیا ہے۔

اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کیا ہے۔

۹۴ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے اور انہوں نے سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کیا ہے۔ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن عیسیٰ سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے ان کا ارشاد ہے کہ بیان کیا ہم سے علی بن ابراہیم نے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اسماعیل بن عیسیٰ سے روایت کیا ہے۔

۹۵ اور جو کچھ اس میں جعفر بن محمد بن یونس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے جعفر بن محمد بن یونس سے روایت کیا ہے۔

۹۶ اور جو کچھ اس میں ہاشم حنظل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور احمد بن اسحاق بن سعد سے اور انہوں نے ہاشم حنظل سے روایت کیا ہے۔

۹۷ اور جو کچھ اس میں ابی حمزہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے اور انہوں نے ابی حمزہ مفضل ابن صارح سے روایت کیا ہے۔

۹۸ اور جو کچھ اس میں داؤد صری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ

سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور علی بن ابراہیم بن ہاشم سے اور ان سب نے محمد بن عیسیٰ ابن عبید سے اور انہوں نے داؤد صری سے روایت کیا ہے۔

اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن مہزیار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حمیری سے اور انہوں نے ابراہیم بن مہزیار سے روایت کیا ہے۔

اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن ابی عمران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے یحییٰ بن ابی عمران سے روایت کیا ہے جو یونس بن عبدالرحمن کے شاگرد تھے۔

اور جو کچھ اس میں مسجع بن مالک بصری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے ابان سے اور انہوں نے مسجع بن مالک بصری سے روایت کیا ہے اور ان کو

مسجع بن عبدالملک بصری کہا جاتا تھا اور ان کا لقب کردین تھا وہ عرب تھے بنی قیس بن ثعلبہ میں سے تھے اور ان کی کنیت ابوسیار تھی۔ اور کہا جاتا ہے کہ جب پہلی مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے انہیں

دیکھا تو دریافت فرمایا "تمہارا کیا نام ہے؟" انہوں نے کہا "مسجع" آپ علیہ السلام نے دریافت کیا کس کے بیٹے ہو؟ انہوں نے جواب دیا مالک کا بیٹا ہوں۔ تو امام نے فرمایا "نہیں بلکہ مسجع بن عبدالملک ہو"

اور جو کچھ اس میں محمد بن اسماعیل بن بزیع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کیا ہے۔

اور جو کچھ اس میں علی بن ریان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن ریان سے روایت کیا ہے۔

اور جو کچھ اس میں یونس بن یعقوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے یونس بن یعقوب بخلی سے روایت کیا ہے۔

اور جو کچھ اس میں علی بن یقطین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن یقطین سے انہوں نے اپنے بھائی حسین سے اور انہوں نے اپنے پدر علی بن یقطین سے روایت کیا ہے۔

اور جو کچھ اس میں علی بن یقطین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن یقطین سے انہوں نے اپنے بھائی حسین سے اور انہوں نے اپنے پدر علی بن یقطین سے روایت کیا ہے۔

۱۰۶ اور اس میں جو کچھ رفاعہ بن موسیٰ نقاس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے رفاعہ بن موسیٰ نقاس سے روایت کیا ہے۔

۱۰۷ اور جو کچھ اس میں زیاد بن سوقة سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ایوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے زیاد بن سوقة سے روایت کیا ہے۔

۱۰۸ اور جو کچھ اس میں حماد بن عثمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حماد بن عثمان سے روایت کی ہے۔

۱۰۹ اور جو کچھ اس میں یاسر خادم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے یاسر خادم امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ اور جو کچھ اس میں حسن بن محبوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری اور محمد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسن بن محبوب سے روایت کی ہے۔

۱۱۰ اور جو کچھ اس میں داؤد بن ابی زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے داؤد بن ابی زید سے روایت کی ہے۔

۱۱۱ اور جو کچھ اس میں علی بن نجیل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن قتیل وفاق سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی قطاب سے انہوں نے ابی عبداللہ حکم بن مسکین ثقفی سے اور انہوں نے علی بن نجیل بن عقیل کوئی سے روایت کی ہے۔

۱۱۲ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن عمار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے معاویہ بن عمار دہنی غنوی کوئی سے روایت کی ہے وہ جیل کے غلام تھے اور ان کی کنیت ابو القاسم تھی۔

۱۱۳ اور جو کچھ اس میں حسن بن قادن سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حمزہ بن محمد علوی رحمہ اللہ سے

۱۱۵ انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حسن بن قارن سے روایت کی ہے۔
اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن فضالہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی
اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے
والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے بندار بن حماد سے اور انہوں نے عبداللہ بن فضالہ سے
روایت کی ہے۔

۱۱۶ اور جو کچھ اس میں خالد بن یحییٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے
عبداللہ ابن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے
خالد بن یحییٰ جو ان سے روایت کی ہے۔

۱۱۷ اور جو کچھ اس میں حسن بن سری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے
انہوں نے حسن بن قتیل دقاق سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشر
سے اور انہوں نے حسن بن سری سے روایت کی ہے۔

۱۱۸ اور جو کچھ اس میں عباس بن بلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن ابراہیم بن قاتانہ رضی
اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عباس بن بلال سے
روایت کی ہے۔

۱۱۹ اور جو کچھ اس میں حارث بن مغیرہ نصری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیوی رضی
اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے
یونس بن عبدالرحمن اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے حارث بن مغیرہ نصری سے روایت کی ہے۔
۱۲۰ اور جو کچھ اس میں ابی بکر حضرمی اور کلیب اسدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ
عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے عبداللہ بن
عبدالرحمن اصم سے اور انہوں نے ابی بکر عبداللہ بن محمد حضرمی اور کلیب اسدی سے روایت کی ہے۔

۱۲۱ اور جو کچھ اس میں ہشام بن ابراہیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیوی رضی اللہ عنہ
سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے ہشام بن ابراہیم سے
روایت کی ہے جو امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھے۔

۱۲۲ اور جو کچھ اس میں حضرت بلال اور مؤذنوں کے ثواب کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے
احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد

سے انہوں نے احمد بن عباس اور عباس بن عمرو فقیہی سے، ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم سے بیان کیا ہشام بن حکم نے انہوں نے روایت کیا ثابت بن ہرمز سے انہوں نے روایت کیا حسن بن ابی حسن سے انہوں نے احمد بن عبد الحمید سے انہوں نے عبد اللہ بن علی سے ان کا کہنا ہے کہ میں اپنے سامان کو بصرہ سے مصر تک لے گیا اور میں نے اس پوری حدیث کا ذکر کیا ہے۔

۱۲۳ اور جو کچھ اس میں فضل بن شاذان سے روایت ہے ان علتوں کے بارے میں جو حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کی گئیں تو اسے میں نے روایت کیا ہے عبد الواحد بن عبدوس عطار نیشاپوری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن محمد بن قتیبہ سے انہوں نے فضل بن شاذان نیشاپوری سے اور انہوں نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۱۲۴ اور جو کچھ اس میں حماد بن عیسیٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم اور یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے حماد بن عیسیٰ جہنی سے روایت کیا ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے روایت کیا ہے۔

۱۲۵ اور جو کچھ اس میں عبد اللہ بن جندب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبد اللہ بن جندب سے روایت کیا ہے۔

۱۲۶ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن ابی جہم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے عباس بن معروف سے انہوں نے سعدان بن مسلم سے اور انہوں نے یحییٰ بن ابی جہم سے روایت کیا ہے اور انہیں ابن ابی جہم کہا جاتا تھا۔

۱۲۷ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن عبد الحمید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے عباس بن معروف سے انہوں نے سعدان بن مسلم سے اور انہوں نے ابراہیم بن عبد الحمید کوئی سے روایت کیا ہے۔

اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابراہیم بن عبد الحمید سے روایت کیا ہے۔

۱۲۸

اور جو کچھ اس میں سلیمان بن حفص مروزی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے اور انہوں نے سلیمان بن حفص مروزی سے روایت کی ہے۔

۱۲۹

اور جو کچھ اس میں احمد بن ابی عبداللہ برقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہما سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے اور انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے روایت کی ہے۔

۱۳۰

اور جو کچھ اس میں عبدالکریم بن عتبہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے انہوں نے یث مرادی سے اور انہوں نے عبدالکریم بن عتبہ ہاشمی سے روایت کی ہے۔

۱۳۱

اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن مسلم سکونی الکوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے حسین بن یزید نوفلی سے اور انہوں نے اسماعیل بن مسلم سکونی سے روایت کی ہے۔

۱۳۲

اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن مغیرہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن علی کوفی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے جد حسن بن علی سے اور انہوں نے اپنے جد عبداللہ بن مغیرہ کوفی سے روایت کی ہے۔ اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کی ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم اور ایوب بن نوح سے اور انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کی ہے۔

۱۳۳

اور جو کچھ اس میں محمد بن ابی عمیر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے ایوب بن نوح اور ابراہیم بن ہاشم اور یعقوب بن یزید اور محمد بن عبدالجبار سے اور ان سب نے محمد بن ابی عمیر سے روایت کی ہے۔

۱۳۴

اور جو کچھ اس میں حسین بن حماد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے

برنظی سے انہوں نے عبدالکریم بن عمرو سے اور انہوں نے حسین بن حماد کوئی سے روایت کی ہے۔
 اور جو کچھ اس میں علاء بن رزین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ
 عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد
 بن خالد سے اور انہوں نے علاء بن رزین سے روایت کی ہے۔

۱۳۵

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن
 عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے محمد بن ابی صہبان سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے
 علاء سے روایت کی ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن سلیمان زراری کوئی
 سے انہوں نے محمد بن خالد سے اور انہوں نے علاء بن رزین قلاء سے روایت کی ہے۔
 اور اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے
 انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے اور انہوں نے حسن بن محبوب
 سے اور انہوں نے علاء بن رزین سے روایت کی ہے۔

۱۳۶

اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن مسکان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن
 رضی اللہ عنہما سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے
 صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے روایت کی ہے وہ کوئی تھے اور حمزہ کے غلاموں
 میں سے تھے اور (یہ بھی) کہا جاتا ہے کہ رُکُل کے غلاموں میں تھے۔

۱۳۷

اور جو کچھ اس میں عامر بن جذاع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے
 انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین
 سے اور انہوں نے عامر بن جذاع ازوی سے روایت کی ہے اور ان کا نام عامر بن عبداللہ بن جذاع تھا اور وہ
 کوئی اور عرب تھے۔

۱۳۸

اور جو کچھ اس میں نعمان رازی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے
 انہوں نے حسن بن شکیل دقاقی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے محمد بن سالم سے انہوں
 نے محمد بن شان سے اور انہوں نے نعمان رازی سے روایت کی ہے۔

۱۳۹

اور جو کچھ اس میں ابی کہس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے
 سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے انہوں نے

عبد اللہ بن علی زراد سے اور انہوں نے ابی کھس کوئی سے روایت کی ہے۔

۱۳۰ اور جو کچھ اس میں سہل بن سہل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے سہل بن سہل سے روایت کی ہے۔

۱۳۱ اور جو کچھ اس میں بزیع مؤذن سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے بزیع مؤذن سے روایت کی ہے۔

۱۳۲ اور جو کچھ اس میں عمر بن اذینہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے عمر بن اذینہ سے روایت کی ہے۔

۱۳۳ اور جو کچھ اس میں ایوب بن نوح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے اور حمیری سے اور ان دونوں نے ایوب بن نوح سے روایت کی ہے۔

۱۳۴ اور جو کچھ اس میں مرازم بن حکیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے مرازم بن حکیم سے روایت کی ہے۔

۱۳۵ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابی زیاد کزنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے ایوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابی زیاد کزنی سے روایت کی ہے۔

۱۳۶ اور جو کچھ اس میں عبد اللہ بن سلیمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے عبد اللہ بن سلیمان سے روایت کی ہے۔

۱۳۷ اور جو کچھ اس میں عمر بن ابی زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے عمر بن ابی زیاد سے روایت کی ہے۔

۱۴۸ اور جو کچھ اس میں علی بن بجیل کے بھائی محمد بن بجیل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے یثیم بن ابی سروق ہندی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن حسن بن رباط سے اور انہوں نے علی بن بجیل ابن عقیل کوئی کے بھائی محمد بن بجیل سے روایت کی ہے۔

۱۴۹ اور جو کچھ اس میں ابی ذکریاٰ اعور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے ابی ذکریاٰ اعور سے روایت کی ہے۔

۱۵۰ اور جو کچھ اس میں ابی حبیب ناجیہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے معاویہ بن حکیم سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے انہوں نے شتیٰ حطاط سے اور انہوں نے ابی حبیب ناجیہ سے روایت کی ہے۔

۱۵۱ اور جو کچھ اس میں اسماعیل جعفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان اور صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے اسماعیل بن عبدالرحمن جعفی کوئی سے روایت کی ہے۔

۱۵۲ اور جو کچھ اس میں حفص بن سالم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے حفص ابی ولاد بن سالم کوئی سے روایت کی ہے اور وہ غلام تھے۔

۱۵۳ اور جو کچھ اس میں وہب بن حفص سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے محمد بن علی ہمدانی سے اور انہوں نے وہب بن حفص کوئی سے روایت کی ہے جو متوفی کے نام سے جانے جاتے تھے۔

۱۵۴ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن میمون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے معاویہ بن حماد سے اور انہوں نے ابراہیم بن میمون سے روایت کی ہے جو ہروی کپڑے کے تاجر تھے اور آل ذبیر کے غلام تھے۔

- ۱۵۵ اور جو کچھ اس میں داؤد بن حصین سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن حصین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم ابن مسکین سے اور انہوں نے داؤد ابن حصین اسدی سے روایت کی ہے اور وہ غلام تھے۔
- ۱۵۶ اور جو کچھ اس میں ابی بکر ابن ابی سمائل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حصین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حصین بن سعید سے انہوں نے فضالہ سے انہوں نے عثیم سے اور انہوں نے ابی بکر بن ابی سمائل سے روایت کی ہے۔
- ۱۵۷ اور جو کچھ اس میں زیاد بن مروان قندی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید اور یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے زیاد بن مروان قندی سے روایت کی ہے۔
- ۱۵۸ اور جو کچھ اس میں ابی مغرا حمید بن شتی مجلی سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن حصین بن ابی خطاب سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ابی مغرا حمید بن شتی مجلی سے روایت کی ہے اور وہ کوئی عرب اور ثقہ تھے اور ان کی کتاب بھی ہے۔
- ۱۵۹ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن شرحبہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے اور انہوں نے معاویہ بن شرحبہ سے روایت کی ہے۔
- ۱۶۰ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن داؤد بنقری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے قاسم بن محمد اصہبانی سے اور انہوں نے سلیمان بن داؤد بنقری سے روایت کی ہے جو ابن شاذ کوئی کے نام سے جانے جاتے تھے۔
- ۱۶۱ اور جو کچھ اس میں ربیع بن عبد اللہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حصین بن سعید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ربیع بن عبد اللہ بن جارد دہلی سے روایت کی ہے اور وہ بصرہ کے عرب تھے۔
- ۱۶۲ اور جو کچھ اس میں عبد العظیم بن عبد اللہ حسنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن

مستوفی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے اور انہوں نے عبد العظیم بن عبد اللہ حسن سے روایت کی ہے جن سے خدا راضی ہے۔

اور میں نے اسے علی بن احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ سے بھی روایت کیا ہے انہوں نے محمد بن ابی عبد اللہ کوئی سے انہوں نے اسل بن زیاد آدمی سے اور انہوں نے عبد العظیم سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں داؤد بن سرحان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما

اللہ سے۔ انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی اور عبد الرزاق حمزہ بن ابی نجران سے اور انہوں نے داؤد بن سرحان عطار کوئی سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں معلیٰ بن خنیس سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے انہوں

نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عبد الرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے سمسہ سے اور انہوں نے معلیٰ بن خنیس سے روایت کی ہے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام تھے کوئی تھے بزاز تھے اور انہیں داؤد بن علی نے قتل کیا۔

اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابی بلاد سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے انہوں

نے عبد اللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے ابراہیم بن ابی بلاد سے روایت کی ہے اور ان کی کنیت ابو اسماعیل تھی۔

اور جو کچھ اس میں ابی ایوب خزّاز سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن مستوفی رضی اللہ

عنہ سے انہوں نے عبد اللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے ابی ایوب ابراہیم بن عثمان خزّاز سے روایت کی ہے جنہیں ابراہیم بن عیسیٰ کہا جاتا تھا۔

اور جو کچھ اس میں ابی ولاد حنّاط سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں

نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے حیثم بن ابی مسروق ہندی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے ابی ولاد حنّاط سے روایت کی ہے اور ان کا نام حفص بن سالم تھا اور وہ بنی مخزوم کے غلام تھے۔

اور جو کچھ اس میں محمد بن خالد برقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور انہوں نے محمد بن خالد برقی سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں سیف ثمار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن مستوفی رحمہ اللہ سے

انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے انہوں نے حسن بن محبوب

- ۱۶۰ سے انہوں نے حسن بن رباط سے اور انہوں نے سیف ثمار سے روایت کیا ہے۔
اور جو کچھ اس میں ذکر کیا بن آدم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے احمد بن اسحاق بن سعد سے اور انہوں نے ذکر کیا بن آدم ثقی سے روایت کی ہے جو امام رضا علیہ السلام کے مصاحب تھے۔
- ۱۶۱ اور جو کچھ اس میں بحر سقاء سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے ابراہیم بن مہزیار سے انہوں نے اپنے بھائی علی سے انہوں نے عتاد بن عیینہ سے انہوں نے حریر سے اور انہوں نے بحر سقاء سے روایت کی ہے جن کا نام بحر بن کنیر تھا۔
- ۱۶۲ اور جو کچھ اس میں جابر بن اسماعیل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے سلمہ بن خطاب سے انہوں نے محمد بن لیث سے اور انہوں نے جابر بن اسماعیل سے روایت کی ہے۔
- ۱۶۳ اور جو کچھ اس میں ابی جریر بن ادریس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابی جریر بن ادریس مصاحب موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے۔
- ۱۶۴ اور جو کچھ اس میں ذکر کیا نقض سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عبد اللہ بن مسکان سے انہوں نے ابی العباس فضل بن عبد الملک سے اور انہوں نے ذکر کیا نقض سے روایت کی ہے جن کا نام ذکر کیا بن مالک جعفی تھا۔
- ۱۶۵ اور جو کچھ اس میں معروف بن خربوذ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیینہ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے مالک بن عطیہ الحمسی سے اور انہوں نے معروف بن خربوذ ثقی سے روایت کی ہے۔
- ۱۶۶ اور جو کچھ اس میں سعید اعرج سے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیینہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بن ظنی سے انہوں نے عبد الکریم بن عمرہ خثعمی سے اور انہوں نے سعید بن عبد اللہ اعرج کوئی سے روایت کی ہے۔
- ۱۶۷ اور جو کچھ علی بن عطیہ سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیینہ سے انہوں نے علی بن حسان سے اور انہوں نے علی بن عطیہ

اصم ستا کوئی سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں معمر بن خلاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل اور محمد بن علی ماجلیہ اور احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہم سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے معمر بن خلاد سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں ہارون بن حمزہ غنوی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن حسین ابی خطاب سے انہوں نے یزید بن اسحاق شعر سے اور انہوں نے ہارون بن حمزہ غنوی سے روایت کیا ہے۔

اور جو کچھ اس میں جعفر بن بشیر بجلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے اور انہوں نے جعفر بن بشیر بجلی سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں حفص بن غیاث سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن ابی عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن ابی بشیر سے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے حسین بن ہشام نے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے سلیمان بن داؤد منقری نے اور انہوں نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے قاسم بن محمد اصہبانی سے انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے اور انہوں نے حفص بن غیاث معنی قاضی سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں علی بن رباب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ اور حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے علی بن رباب سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں عبد الرحمن بن کثیر ہاشمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے علی بن حسان واسطی سے اور انہوں نے اپنے چچا عبد الرحمن بن کثیر ہاشمی سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ سلیمان دہلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما اللہ سے

انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے عباد بن سلیمان سے انہوں نے محمد بن سلیمان سے اور انہوں نے اپنے والد سلیمان واسطی سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں علی بن فضل واسطی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن فضل واسطی سے جو حضرت امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھے۔

اور جو کچھ اس میں موسیٰ بن قاسم بعلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے فضل بن عامر اور احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے موسیٰ بن قاسم بعلی سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں یونس بن عمار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے مالک بن عطیہ سے اور انہوں نے ابوالحسن یونس بن عمار بن فہس صیرفی التھلبی الکوفی سے روایت کی ہے جو اسحاق بن عمار کے بھائی تھے۔

اور جو کچھ اس میں محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما اللہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے اور احمد بن ادریس سے اور ان دونوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں ہارون بن خارجہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ہارون بن خارجہ کوفی سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں محمد بن خالد قسری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رحمہ اللہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے حفصہ سے اور انہوں نے محمد بن خالد بن عبداللہ بعلی قسری سے روایت کی ہے اور وہ کوفی عرب تھے۔

اور جو کچھ اس میں مبارک عقرقونی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن ابراہیم تاتار رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے مبارک عقرقونی اسدی سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں ابو حسین محمد بن جعفر اسدی رضی اللہ عنہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی

بن احمد بن موسیٰ، محمد بن احمد سنائی اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مؤدب رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے ابو حسین محمد بن جعفر اسدی کوئی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۱۹۳ اور جو کچھ اس میں عمرو بن جمیع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے احمد بن ادریس سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے حسن بن حسین لؤلؤی سے انہوں نے حسن بن علی بن یوسف سے انہوں نے معاذ جوہری سے اور انہوں نے عمرو بن جمیع سے روایت کی ہے۔

۱۹۴ اور جو کچھ اس میں مردان بن مسلم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد ابن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے انہوں نے سہل بن زیاد سے انہوں نے محمد بن حسین سے انہوں نے علی بن یعقوب ہاشمی سے اور انہوں نے مردان بن مسلم سے روایت کی ہے۔

۱۹۵ اور جو کچھ اس میں عاصم بن حمید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی نجران سے اور انہوں نے عاصم بن حمید سے روایت کی ہے۔

۱۹۶ اور جو کچھ اس میں محمد بن عبدالبار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد سے اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری اور محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن ادریس سے اور ان سب نے محمد بن عبدالبار سے روایت کی ہے اور وہ محمد بن ابوصہبان کہلاتے تھے۔

۱۹۷ اور جو کچھ اس میں یعقوب بن شعیب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن قتیل سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابو خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے یعقوب بن شعیب بن یثیم اسدی سے روایت کی ہے اور وہ کوئی غلام تھے۔

۱۹۸ اور جو کچھ اس میں درست بن ابو منصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی وشاء سے اور انہوں نے درست بن ابو منصور واسطی سے روایت کی ہے۔

۱۹۹ اور جو کچھ اس میں وہب بن وہب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابو بختری وہب بن وہب قاضی القرشی سے روایت کی ہے۔

۲۰۰ اور جو کچھ اس میں ابو خدیجہ سالم بن مکرم جمال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیہ رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابوقاسم سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابوباشم سے اور انہوں نے ابو خدیجہ سالم بن مکرم جمال سے روایت کی ہے۔

۲۰۱ اور جو کچھ اس میں قاسم بن سلیمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے نصر بن سید سے اور انہوں نے قاسم بن سلیمان سے روایت کی ہے۔

۲۰۲ اور جو کچھ اس میں زکریا بن مالک جعفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عبداللہ بن مسکن سے انہوں نے ابو عباس فضل بن عبدالملک سے اور انہوں نے زکریا بن مالک جعفی سے روایت کی ہے۔

۲۰۳ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن محمد ہمدانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کی ہے۔

۲۰۴ اور جو کچھ اس میں مصادف سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن رتاب سے اور انہوں نے مصادف سے روایت کی ہے۔

۲۰۵ اور جو کچھ اس میں مصعب بن یزید انصاری عامل امیرالمومنین علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے ابراہیم بن عمران شیبانی سے انہوں نے یونس بن ابراہیم سے انہوں نے یحییٰ بن ابی اشعث کندی سے اور انہوں نے مصعب بن یزید انصاری سے روایت کی ہے ان کا کہنا ہے کہ "امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مجھے مدائن کی چار بستیوں پر عامل بنایا تھا" اور میں نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۶ اور جو کچھ اس میں طلحہ بن زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ خزاز اور محمد بن سنان سے اور ان دونوں نے طلحہ بن زید سے روایت کی ہے۔

- ۲۰۷ اور جو کچھ اس میں ابو ورد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے حمیری سے انہوں نے محمد بن حسن بن ابو خطاب سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن رباب سے اور انہوں نے ابو ورد سے روایت کی ہے۔
- ۲۰۸ اور جو کچھ اس میں فضل بن ابو قرۃ سمندی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابو عبد اللہ برقی سے انہوں نے شریف بن سابق تغلبی سے اور انہوں نے فضل بن ابو قرۃ سمندی سے روایت کی ہے۔
- ۲۰۹ اور جو کچھ اس میں وستانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن فضال سے اور انہوں نے عبید اللہ بن ولید وستانی سے روایت کی ہے۔
- ۲۱۰ اور جو کچھ اس میں ولید بن صیج سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن مختار سے اور انہوں نے ولید ابن صیج سے روایت کی ہے۔
- ۲۱۱ اور جو کچھ اس میں زہری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے قاسم بن محمد اصہبانی سے انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے انہوں نے سفیان بن عیینہ اور انہوں نے زہری سے روایت کی ہے ان کا نام محمد بن مسلم بن شہاب تھا اور انہوں نے حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کی ہے۔
- ۲۱۲ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی وشتاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے حسن بن علی وشتاء سے روایت کی ہے۔ جو ابن بنت الیاس کے نام سے جانے جاتے تھے۔
- ۲۱۳ اور جو کچھ اس میں حسن بن راشد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ اور احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان سب نے قاسم بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اس کی روایت کی ہے محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے اور انہوں نے اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔
- ۲۱۴ اور جو کچھ اس میں ابان بن عثمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے یعقوب بن یزید، ایوب بن نوح، ابراہیم بن ہاشم اور محمد بن عبدالباق سے اور ان سب نے محمد بن ابی عمیر اور صفوان بن یزید سے اور انہوں نے ابان بن عثمان احمر سے روایت کی ہے۔

۲۱۵

اور جو کچھ اس میں عمرو بن خالد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے ہشام بن ابی مسروق ہمدانی سے انہوں نے حسین بن علوان سے اور انہوں نے عمرو بن خالد سے روایت کی ہے۔

۲۱۶

اور جو کچھ اس میں منصور بن یونس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبد اللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حدید اور محمد بن اسماعیل بن بزیج سے اور ان دونوں نے منصور بن یونس ہزارج سے روایت کی ہے۔

۲۱۷

اور جو کچھ اس میں محمد بن فضیل تیمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے احمد بن ادریس سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے انہوں نے داؤد بن اسحاق حذاء سے اور انہوں نے محمد بن فضیل تیمی سے روایت کی ہے۔

۲۱۸

اور جو کچھ اس میں عبدالمومن بن قاسم انصاری کوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے۔ انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے، انہوں نے ابی ہکیم سے اور انہوں نے عبدالمومن بن قاسم انصاری، کوفی، عربی سے روایت کی ہے جو ابو مریم عبد الغفار بن قاسم انصاری کے بھائی تھے۔

۲۱۹

اور جو کچھ اس میں ادریس بن ہلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلوی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے ادریس بن ہلال سے روایت کی ہے۔

۲۲۰

اور جو کچھ اس میں قاسم بن عروہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبد اللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے ہارون بن مسلم بن سعدان سے اور انہوں نے قاسم بن عروہ سے روایت کی ہے۔

۲۲۱

اور جو کچھ اس میں محمد بن قیس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عبد الرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے عاصم بن حمید سے اور انہوں نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے۔

- ۲۰۷ اور جو کچھ اس میں ابو ورد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے حمیری سے انہوں نے محمد بن حسن بن ابو خطاب سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن رباب سے اور انہوں نے ابو ورد سے روایت کی ہے۔
- ۲۰۸ اور جو کچھ اس میں فضل بن ابو قرۃ سمندی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابو عبد اللہ برقی سے انہوں نے شریف بن سابق تفسیسی سے اور انہوں نے فضل بن ابو قرۃ سمندی سے روایت کی ہے۔
- ۲۰۹ اور جو کچھ اس میں وصافی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن فضال سے اور انہوں نے عبید اللہ بن ولید وصافی سے روایت کی ہے۔
- ۲۱۰ اور جو کچھ اس میں ولید بن صبیح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن مختار سے اور انہوں نے ولید ابن صبیح سے روایت کی ہے۔
- ۲۱۱ اور جو کچھ اس میں زہری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے قاسم بن محمد اصہبانی سے انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے انہوں نے سفیان بن عیینہ اور انہوں نے زہری سے روایت کی ہے ان کا نام محمد بن مسلم بن شہاب تھا اور انہوں نے حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کی ہے۔
- ۲۱۲ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی وشاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے حسن بن علی وشاء سے روایت کی ہے۔ جو ابن بنت الیاس کے نام سے جانے جاتے تھے۔
- ۲۱۳ اور جو کچھ اس میں حسن بن راشد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ اور احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان سب نے قاسم بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اس کی روایت کی ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے اور انہوں نے اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔
- ۲۱۴ اور جو کچھ اس میں ابان بن عثمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے

۲۲۲ اور جو کچھ اس میں بشیر بن مال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی باجلیویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے بشیر بن مال سے روایت کی ہے۔

۲۲۳ اور جو کچھ اس میں عبدالکریم بن عمرو سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے لہنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بن نعلی سے انہوں نے عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے روایت کی ہے جن کا لقب کرام تھا۔ یعنی بہت زیادہ کرم کرنے والے۔

۲۲۴ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن ابی منصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے عیسیٰ بن ابی منصور سے روایت کی ہے ان کی کنیت ابو صالح تھی اور وہ کوئی غلام تھے۔ نیز اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے یعقوب ابن یزید سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابراہیم بن عبدالحمید سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے ابن ابی یمنور سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ عیسیٰ بن ابی منصور وہاں آئے تو امام علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا: "اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا اور آخرت کے بہترین فرد کو دیکھو تو انہیں دیکھو۔" اور جو کچھ اس میں عمرو بن شمر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے لہنے والد سے انہوں نے احمد بن نصر غزاز سے اور انہوں نے عمرو بن شمر سے روایت کی ہے۔

۲۲۵ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن عمرو سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے احمد بن علی سے انہوں نے عبداللہ بن جبہ سے انہوں نے علی بن شجرہ سے اور انہوں نے سلیمان بن عمرو احمر سے روایت کی ہے۔

۲۲۶ اور جو کچھ اس میں عبدالملک بن عتبہ ہاشمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے لہنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے محمد بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے عبدالملک بن عتبہ ہاشمی سے روایت کی ہے۔

- ۲۲۸ اور جو کچھ اس میں علی بن ابی حمزہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بن علی سے اور انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے۔
- ۲۲۹ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن ابی علاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ بن ایوب سے انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں نے یحییٰ بن ابی علاء سے روایت کی ہے۔
- ۲۳۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن حکیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریر سے اور انہوں نے محمد بن حکیم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن حکیم سے روایت کی ہے۔
- ۲۳۱ اور جو کچھ اس میں علی بن حکم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے علی بن حکم سے روایت کی ہے۔
- ۲۳۲ اور جو کچھ اس میں علی بن سواد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے ان دونوں نے علی بن حکم سے اور انہوں نے علی بن سواد سے روایت کی ہے۔
- ۲۳۳ اور جو کچھ اس میں ادریس بن زید اور علی بن ادریس سے ہے یہ دونوں امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ادریس بن زید اور علی بن ادریس سے اور ان دونوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔
- ۲۳۴ اور جو کچھ اس میں محمد بن حران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن حران سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے ایوب بن نوح اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے صفوان بن یحییٰ اور ابن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے محمد بن حران سے روایت کی ہے۔

۲۳۵ اور جو کچھ اس میں سعید نقاش سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن منان سے اور انہوں نے سعید نقاش سے روایت کی ہے۔

۲۳۶ اور جو کچھ اس میں قاسم بن یحییٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے قاسم بن یحییٰ سے روایت کی ہے۔

۲۳۷ اور جو کچھ اس میں حسین بن سعید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے اور انہوں نے حسین بن سعید سے روایت کی ہے نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسین بن سعید سے روایت کی ہے۔

۲۳۸ اور جو کچھ اس میں غیاث بن ابراہیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع اور محمد بن یحییٰ غرقاز سے اور انہوں نے غیاث بن ابراہیم سے روایت کی ہے۔

۲۳۹ اور جو کچھ اس میں علی بن محمد نوفلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلوی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن محمد نوفلی سے روایت کی ہے۔

۲۴۰ اور جو کچھ اس میں عبد اللہ بن لطیف تفسیسی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبد اللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے عبد اللہ بن لطیف تفسیسی سے روایت کی ہے۔

۲۴۱ اور جو کچھ اس میں ابن ابی نجران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے عبد الرحمن بن ابی نجران سے روایت کی ہے۔

۲۴۲ اور جو کچھ اس میں محمد بن قاسم بن فضیل بصری صحابی امام رضا علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے حسین بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عمرو بن عثمان سے اور انہوں نے محمد بن قاسم بن فضیل بصری سے روایت کی ہے۔

- ۲۳۲ اور جو کچھ اس میں سیف بن عمیرہ نخعی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن سیف سے انہوں نے اپنے بھائی حسین بن سیف سے اور انہوں نے اپنے والد سیف بن عمیرہ نخعی سے روایت کی ہے۔
- ۲۳۳ اور جو کچھ اس میں محمد بن عیسیٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے اور انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید اللقطنی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید اللقطنی سے روایت کی ہے۔
- ۲۳۵ اور جو کچھ اس میں محمد بن مسعود عیاشی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جعفر بن محمد بن مسعود سے اور انہوں نے اپنے والد ابی نصر محمد ابن مسعود عیاشی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔
- ۲۳۶ اور جو کچھ اس میں میمون بن مہران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن محمد بن یحییٰ عطار رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے جعفر بن محمد بن مالک سے انہوں نے ابو یحییٰ ابو ازی سے انہوں نے محمد بن جمہور سے انہوں نے حسین بن عمار سے جو کفن فروخت کرتے تھے اور انہوں نے میمون بن مہران سے روایت کی ہے۔
- ۲۳۷ اور جو کچھ اس میں محمد بن عمران عجمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے انہوں نے احمد بن ابو عبد اللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابو عمیرہ سے اور انہوں نے محمد بن عمران عجمی سے روایت کی ہے۔
- ۲۳۸ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن عبد اللہ ہاشمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متاکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے محمد بن عبد اللہ سے اور انہوں نے عیسیٰ بن عبد اللہ بن علی بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے۔
- ۲۳۹ اور جو کچھ اس میں ابو ہمام اسماعیل بن ہمام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن جعفر حمیری سے ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے ابو ہمام اسماعیل بن ہمام سے روایت کی ہے۔

۲۵۰ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن یونس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن محمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے قتاد بن عثمان سے اور انہوں نے عیسیٰ بن یونس سے روایت کی ہے۔

۲۵۱ اور جو کچھ اس میں حذیفہ بن منصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے حذیفہ بن منصور سے روایت کی ہے۔

۲۵۲ اور جو کچھ اس میں داؤد رقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن احمد بن عبد اللہ بن احمد رازی سے انہوں نے حریر ابن ساریج سے انہوں نے اسماعیل بن مہران سے انہوں نے زکریا بن آدم سے اور انہوں نے داؤد بن کثیر رقی سے روایت کی ہے۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ میرے نزدیک داؤد رقی کی وہی منزلت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مقداد کی تھی۔

۲۵۳ اور جو کچھ اس میں اسحاق بن برید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر برنطی سے انہوں نے ثنی بن دسید سے اور انہوں نے اسحاق بن برید سے روایت کی ہے۔

۲۵۴ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن عمر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے قتاد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ابراہیم بن عمر یامانی سے روایت کی ہے۔

۲۵۵ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی بن فضال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے روایت کی ہے۔

۵۶ اور جو کچھ اس میں نضر بن سوید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن عطار سے انہوں نے محمد بن مسیٰ بن جبید سے اور انہوں نے نضر بن سوید سے روایت کی ہے۔

۲۵۶ اور جو کچھ اس میں شہاب بن عبد ربہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے اور

انہوں نے شہاب بن عبد ربیع سے روایت کی ہے۔

۲۵۸

اور جو کچھ اس میں حسن صقیل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے اور انہوں نے حسن بن زیاد صقیل کوئی سے روایت کی ہے جن کی کثرت ابو ولید تمیمی اور وہ غلام تھے۔

۲۵۹

اور جو کچھ اس میں عمرو بن ابی مقدم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے اور انہوں نے حکم ابن مسکین سے روایت کی ہے جن کا کہنا ہے کہ بیان کیا مجھ سے عمرو بن ابی مقدم نے۔ اور ابی مقدم کا نام ثابت بن ہریر تھا اور وہ لوہار تھے۔

۲۶۰

اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابویحییٰ مدائنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن عبد الجبار سے انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے حریف بن ناصح سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابویحییٰ مدائنی سے روایت کی ہے۔

۲۶۱

اور جو کچھ اس میں عبد الملک بن اعین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلوی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابوقاسم سے انہوں نے احمد بن ابو عبد اللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے اور انہوں نے عبد الملک بن اعین سے روایت کی ہے جن کی کثرت ابو ضریر تھی اور امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ میں ان کی قبر پر تشریف لائے تھے۔

۲۶۲

اور جو کچھ اس میں علی بن اسباط سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے اور انہوں نے علی بن اسباط سے روایت کی ہے۔

۲۶۳

اور جو کچھ اس میں ابی ربیع شامی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے، انہوں نے حسن بن رباط سے اور انہوں نے ابی ربیع شامی سے روایت کی ہے۔

۲۶۴

اور جو کچھ اس میں عمار بن مروان کلبی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے ابویوب خزاعی سے اور انہوں نے عمار بن مروان سے روایت کی ہے۔

- ۲۶۵ اور جو کچھ اس میں بکر بن صالح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے بکر بن صالح راڑی سے روایت کی ہے۔
- ۲۶۶ اور جو کچھ اس میں ایوب بن اعمین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے ایوب بن اعمین سے روایت کی ہے۔
- ۲۶۷ اور جو کچھ اس میں منذر بن جلیف سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور انہوں نے منذر بن جلیف سے روایت کی ہے۔
- ۲۶۸ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن میمون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے عبداللہ بن میمون سے روایت کی ہے۔
- نیز روایت کیا ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ بن متوکل اور محمد بن علی ماجیلو یہ رضی اللہ عنہم سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن میمون سے روایت کی ہے۔
- ۲۶۹ اور جو کچھ اس میں جعفر بن قاسم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور محمد بن یحییٰ اور احمد بن ادریس سے اور ان سب نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے جعفر بن قاسم سے روایت کی ہے۔
- ۲۷۰ اور جو کچھ اس میں منصور صقیل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عبد الجبار سے انہوں نے ابو محمد ذہلی سے انہوں نے ابراہیم بن خالد عطار سے انہوں نے محمد بن منصور صقیل سے اور انہوں نے اپنے والد منصور صقیل سے روایت کی ہے۔
- ۲۷۱ اور جو کچھ اس میں علی بن میرہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی وشاء سے اور انہوں نے علی بن میرہ سے روایت کی ہے۔
- ۲۷۲ اور جو کچھ اس میں محمد بن قاسم استرآبادی سے ہے تو میں نے ان سے براہ راست روایت کی ہے۔

- ۲۷۳ اور جو کچھ اس میں حماد نوادہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابوقاسم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن خالد برقی سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے ابن مسکان سے اور انہوں نے حماد نوادہ سے روایت کی ہے۔
- ۲۷۴ اور جو کچھ اس میں خالد بن ابی علاء خفاف (چڑے کے موزے بنانے والے) سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے خالد بن ابی علاء خفاف سے روایت کی ہے۔
- ۲۷۵ اور جو کچھ اس میں کاہلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے اور انہوں نے عبد اللہ ابن یحییٰ کاہلی سے روایت کی ہے۔
- ۲۷۶ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن فضل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبد اللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے عبد الرزاق بن محمد سے انہوں نے فضل بن اسماعیل بن فضل سے انہوں نے اپنے والد اسماعیل بن فضل باثمی سے روایت کی ہے۔
- ۲۷۷ اور جو کچھ اس میں ابو حسن نہدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے انہوں نے حسن بن علی وشاء سے اور انہوں نے ابو حسن نہدی سے روایت کی ہے۔
- ۲۷۸ اور جو کچھ اس میں عمران حلبي سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خثاف سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے عمران حلبي سے روایت کی ہے جن کی کئی ابو فضل تھی۔
- ۲۷۹ اور جو کچھ اس میں حسن بن ہارون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے عبد الکریم بن عمرو سے اور انہوں نے حسن بن ہارون سے روایت کی ہے۔
- ۲۸۰ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن سفیان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابوقاسم سے انہوں نے محمد بن علی کوئی سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے ابراہیم بن سفیان سے روایت کی ہے۔

۲۸۱ اور جو کچھ اس میں حسین بن سالم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے عبداللہ بن جبہ سے انہوں نے ابی عبداللہ خراسانی سے اور انہوں نے حسین بن سالم سے روایت کی ہے۔

۲۸۲ اور جو کچھ اس میں یوسف خاھری سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے یوسف بن ابراہیم خاھری سے روایت کی ہے۔

۲۸۳ اور جو کچھ اس میں فضالہ بن ایوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے اور انہوں نے فضالہ بن ایوب سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حسین بن سعید سے اور انہوں نے فضالہ بن ایوب سے روایت کی ہے۔

۲۸۴ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن اوزق سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں نے یحییٰ بن حسان اوزق سے روایت کی ہے۔

۲۸۵ اور جو کچھ اس میں علی بن نعمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے علی بن نعمان سے روایت کی ہے۔

۲۸۶ اور جو کچھ اس میں احمد بن محمد بن مطہر صغابی ابی محمد علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن مطہر صغابی حضرت ابی محمد علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۲۸۷ اور جو کچھ اس میں ابو عبداللہ خراسانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے ابو عبداللہ خراسانی سے روایت کی ہے۔

۲۸۸ اور جو کچھ اس میں حارث، غلیجوں کے تاجر، سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور

انہوں نے حارث سے جو غائبوں کی تجارت کرتے تھے روایت کی ہے۔

۲۸۹ اور جو کچھ اس میں عمرو بن سعید سابعی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن محمد بن یحییٰ عطار رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے اور انہوں نے عمرو بن سعید سابعی سے روایت کی ہے۔

۲۹۰ اور جو کچھ اس میں علی بن محمد حصینی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابوقاسم سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے علی بن محمد حصینی سے روایت کی ہے۔

۲۹۱ اور جو کچھ اس میں سوید قلاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار اور حسن بن متیل سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے علی بن نعمان سے اور انہوں نے سوید قلاء سے روایت کی ہے۔

۲۹۲ اور جو کچھ اس میں شثی بن عبد السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے معاویہ بن حکیم سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور انہوں نے شثی بن عبد السلام سے روایت کی ہے۔

۲۹۳ اور جو کچھ اس میں جعفر بن ناجیہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل وفاق (آٹا بیچنے والے) سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشر بن علی سے اور انہوں نے جعفر بن ناجیہ سے روایت کی ہے۔

۲۹۴ اور جو کچھ اس میں ذریع محاربی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ذریع بن یزید بن محمد محاربی سے روایت کی ہے۔

نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے صالح بن رزین سے اور انہوں نے ذریع سے روایت کی ہے۔

۲۹۵ اور جو کچھ اس میں کلیب اسدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن خالد سے انہوں نے فضالہ بن ایوب سے اور انہوں نے کلیب بن معاویہ اسدی صیداوی سے روایت کی ہے۔

- ۲۹۶ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن جعفر حمیری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے عبداللہ بن جعفر بن جامع حمیری سے روایت کی ہے۔
- ۲۹۷ اور جو کچھ اس میں محمد بن عثمان عمری سے قدس اللہ روحہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور انہوں نے محمد بن عثمان عمری (قدس اللہ روحہ) سے روایت کی ہے۔
- ۲۹۸ اور جو کچھ اس میں صالح بن عقبہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان اور یونس بن عبدالرحمن سے اور ان دونوں نے صالح بن عقبہ بن قیس بن سمعان بن ابی ربیعہ سے روایت کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے۔
- ۲۹۹ اور جو کچھ اس میں حسین بن محمد قمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حسین بن محمد قمی سے اور انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔
- ۳۰۰ اور جو کچھ اس میں حسین بن زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے یحییٰ بن نوح سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے۔
- ۳۰۱ اور جو کچھ اس میں نعمان بن سعد صحابی امیر المؤمنین علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے ثابت بن ابی صفیہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے نعمان بن سعد سے روایت کی ہے۔
- ۳۰۲ اور جو کچھ اس میں حمدان دیوانی سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حمدان دیوانی سے روایت کی ہے۔
- ۳۰۳ اور جو کچھ اس میں حمزہ بن حران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں

نے حمزہ بن حمران بن اعین سے روایت کی ہے جو بنی شیبان کوئی کے غلام تھے۔

۳۰۳ اور جو کچھ اس میں محمد بن اسماعیل برکی سے ہے تو اسے یہ، نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ اور محمد بن احمد سنائی اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام (کتابت کی تعلیم دینے والے) رضی اللہ عنہم سے انہوں نے محمد بن ابی عبد اللہ کوئی سے اور انہوں نے محمد بن اسماعیل برکی سے روایت کی ہے۔

۳۰۵ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن فضل سے ذکر حقوق از علی بن حسین سید العابدین علیہما السلام کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن جعفر کوئی اسدی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن اسماعیل برکی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن احمد نے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے اسماعیل بن فضل نے انہوں نے ثابت بن دینار ثمالی سے اور انہوں نے سید العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے۔

۳۰۶ اور جو کچھ اس میں اسیر المؤمنین علیہ السلام کی وصیت کے بارے میں ہے جو آپ علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے کی تھی تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے اس سے جس سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ذکر کیا اور ان اسناد میں اکثر لوگوں نے غلطی کی ہے کہ حماد بن عیسیٰ کی جگہ حماد بن عثمان کو لیا ہے جبکہ ابراہیم بن ہاشم نے حماد بن عثمان سے ملاقات نہیں کی تھی بلکہ انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے ملاقات کی تھی اور انہی سے روایت کی ہے۔

۳۰۷ اور جو کچھ اس میں عطاء بن سائب سے ہے تو میں نے اسے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی صہبان سے انہوں نے ابی عبد اللہ محمد بن زیاد ازدی سے انہوں نے ابان احمر سے اور انہوں نے عطاء بن سائب سے روایت کی ہے۔

۳۰۸ اور جو کچھ اس میں احمد بن عائد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی و قشاش سے اور انہوں نے احمد بن عائد سے روایت کی ہے۔

۳۰۹ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن محمد ثقفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبد اللہ بن حسین مؤدب سے انہوں نے احمد بن علی صہبانی سے اور انہوں نے ابراہیم بن محمد ثقفی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے احمد

- ۳۱۰ بن علویہ اصہبانی سے اور انہوں نے ابراہیم بن محمد ثقفی سے روایت کی ہے۔
اور جو کچھ اس میں عمرو بن ثابت سے ہے جنہیں عمرو بن ابی مقدم بھی کہا جاتا ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار اور حسن بن قتیل اور ان دونوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے عمرو بن ثابت ابی مقدم سے روایت کی ہے۔
- ۳۱۱ اور جو کچھ اس میں علاء بن سیابہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی وثقا۔ سے انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں نے علاء بن سیابہ سے روایت کی ہے۔
- ۳۱۲ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن حکم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے انہوں نے سہل بن زیاد آدمی سے انہوں نے جریری سے جن کا نام سفیان تھا، انہوں نے ابی عمران ارسنی سے اور انہوں نے عبداللہ بن حکم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے احمد بن ادریس سے انہوں نے محمد بن حسان سے انہوں نے ابی عمران موسیٰ بن نجویہ ارمی سے اور انہوں نے عبداللہ بن حکم سے روایت کی ہے۔
- ۳۱۳ اور جو کچھ اس میں علی بن احمد بن اشیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے اور انہوں نے علی بن احمد بن اشیم سے روایت کی ہے۔
- ۳۱۴ اور جو کچھ اس میں علی بن مطر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے علی بن مطر سے روایت کی ہے۔
- ۳۱۵ اور جو کچھ اس میں یاسین ضرر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے ان کا ارشاد ہے کہ بیان کیا ہم سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے، ان دونوں نے روایت کی محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے یاسین ضرر بصری سے روایت کی ہے۔
- ۳۱۶ اور جو کچھ اس میں علی بن غراب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے احمد بن ادریس سے انہوں نے محمد بن حسان سے انہوں نے ادریس بن حسن سے اور

انہوں نے علی بن غراب سے روایت کی ہے جو ابن ابی مغیرہ ازدی کہلاتے تھے۔

۳۱۷

اور جو کچھ اس میں قاسم بن برید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے قاسم بن برید بن معاویہ عجمی سے روایت کی ہے۔

۳۱۸

اور جو کچھ اس میں احمد بن ہلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے اور انہوں نے احمد بن ہلال سے روایت کی ہے۔

۳۱۹

اور جو کچھ اس میں ابو ہاشم جعفری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے انہوں نے ابو ہاشم جعفری سے روایت کی ہے۔

۳۲۰

اور جو کچھ اس میں علی بن عبد العزیز سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن ابو عبد اللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حمزہ بن عبد اللہ سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے علی بن عبد العزیز سے روایت کی ہے۔

۳۲۱

اور جو کچھ اس میں محمد بن عذافر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ اور حمیری سے ان دونوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے اور انہوں نے محمد بن عذافر صیرفی سے روایت کی ہے۔

۳۲۲

اور جو کچھ اس میں سدر صیرفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے انہوں نے عمرو بن ابی نصرمانطی سے اور انہوں نے سدر بن حکیم بن صہیب صیرفی سے روایت کی ہے جن کی کنیت ابو فضل تھی۔

۳۲۳

اور جو کچھ اس میں ایوب بن حر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نصر بن سید سے انہوں نے یحییٰ حلبی سے اور انہوں نے ایوب بن حر جعفی کوئی سے روایت کی ہے جو ادیم بن حر کے بھائی تھے اور غلام تھے۔

۳۲۴

اور جو کچھ اس میں حسن بن علی بن ابی حمزہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے انہوں نے محمد بن علی صیرفی سے انہوں نے اسماعیل

بن مہران سے اور انہوں نے حسن بن علی بن حمزہ بطائی سے روایت کی ہے۔

۳۲۵ اور جو کچھ اس میں فضل بن ابی قرۃ سمندی کوئی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے انہوں نے شریف بن سابق نقیسی سے اور انہوں نے فضل بن ابی قرۃ سمندی کوئی سے روایت کی ہے۔

۳۲۶ اور جو کچھ اس میں عبد الحمید بن عوام طائی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے عمران بن موسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن نعمان سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبد الحمید بن عوام طائی سے روایت کی ہے۔

۳۲۷ اور جو کچھ اس میں عبد الصمد بن بشیر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن قتیل دقاقی سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے جعفر ابن بشیر سے اور انہوں نے عبد الصمد بن بشیر کوئی سے روایت کی ہے۔

۳۲۸ اور جو کچھ اس میں عبد اللہ بن محمد جعفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے اور انہوں نے عبد اللہ بن محمد جعفی سے روایت کی ہے۔

۳۲۹ اور جو کچھ اس میں یشی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن حسن بن زیاد سے اور انہوں نے احمد ابن الحسن یشی سے روایت کی ہے (جن کا پورا نام احمد ابن الحسن بن اسماعیل بن شعیب بن میثم تمار کوئی تھا)

۳۳۰ اور جو کچھ اس میں ابی ثمامہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیوہ اور محمد بن موسیٰ بن متوکل اور حسین بن ابراہیم رضی اللہ عنہم سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابو جعفر ثانی امام محمد تقی جو اعلیٰ علیہ السلام کے صحابی ابی ثمامہ سے روایت کی ہے۔

۳۳۱ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن ابی فدیك سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے مفصل ابن عمر سے اور انہوں نے اسماعیل بن ابی فدیك سے روایت کی ہے۔

۳۳۲ اور جو کچھ اس میں صباح بن سیابہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر بجلي سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے صباح بن سیابہ سے روایت کی ہے جو عبدالرحمن بن سیابہ کوئی کے بھائی تھے۔

۳۳۳ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ہاشم سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان دونوں نے ابراہیم بن ہاشم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے اور انہوں نے اپنے والد ابراہیم بن ہاشم سے روایت کی ہے۔

۳۳۴ اور جو کچھ اس میں روح بن عبدالرحیم سے ہے اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن علی بن حسن ابن علی بن عبداللہ بن مغیرہ کوئی سے انہوں نے اپنے دادا حسن بن علی کوئی سے انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے غالب بن عثمان سے اور انہوں نے روح بن عبدالرحیم سے روایت کی ہے۔

۳۳۵ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن حماد انصاری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے عبداللہ بن حماد انصاری سے روایت کی ہے۔

۳۳۶ اور جو کچھ اس میں سعید بن یسار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے مفصل سے اور انہوں نے سعید بن یسار علیٰ ارج سے روایت کی ہے جو کوفہ کے گیہوں فروش تھے۔

۳۳۷ اور جو کچھ اس میں بشار بن یسار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن اوریس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی صہبان سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے بشار بن یسار سے روایت کی ہے۔

۳۳۸ اور جو کچھ اس میں محمد بن عمرو بن ابی مقدم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے محمد بن عمرو بن ابی مقدم سے روایت کی ہے۔

۳۳۹ اور جو کچھ اس میں عبدالملک بن عمرو سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے عبدالملک بن عمرو احوال کوئی سے روایت کی ہے جو عرب تھے۔

۳۲۰ اور جو کچھ اس میں یوسف بن یعقوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے یوسف بن یعقوب سے روایت کی ہے جو یونس بن یعقوب کے بھائی تھے اور دونوں بڑے سردار تھے۔

۳۲۱ اور جو کچھ اس میں محمد بن علی بن محبوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن ستکل اور احمد بن محمد بن یحییٰ عطار اور محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہم سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے اور انہوں نے محمد بن علی بن محبوب سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد اور حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے احمد بن ادریس سے اور انہوں نے محمد بن علی بن محبوب سے روایت کی ہے۔

۳۲۲ اور جو کچھ اس میں محمد بن سنان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے انہوں نے محمد بن علی کوئی سے اور انہوں نے محمد بن سنان سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے محمد بن سنان سے روایت کی ہے۔

۳۲۳ اور جو کچھ اس میں محمد بن ولید کرمانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے محمد بن وئید کرمانی سے روایت کی ہے۔

۳۲۴ اور جو کچھ اس میں محمد بن منصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن ابی صہبان سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے محمد بن منصور سے روایت کی ہے۔

۳۲۵ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن قاسم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے جن کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے ابو عبداللہ رازی نے انہوں نے عبداللہ بن احمد بن محمد بن خثام اصہبانی سے روایت کی اور انہوں نے عبداللہ بن قاسم سے روایت کی ہے۔

۳۲۶ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن جبند سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد

بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عبدالباقی سے اور انہوں نے عبداللہ بن جبہ سے روایت کی ہے۔

۳۳۷ اور جو کچھ اس میں محمد بن عبداللہ بن مہران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعدآبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ ہتلی سے اور انہوں نے محمد بن عبداللہ بن مہران سے روایت کی ہے۔

۳۳۸ اور جو کچھ اس میں محمد بن فہف سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن فہف سے روایت کی ہے۔

۳۳۹ اور جو کچھ اس میں ثعلبہ بن میمون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے عبداللہ بن محمد بن جمال اسدی سے اور انہوں نے ابو اسحاق ثعلبہ بن میمون سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے انہی بزرگواروں سے انہوں نے حمیری سے انہوں نے عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے جمال سے اور انہوں نے ثعلبہ سے روایت کی ہے۔

۳۴۰ اور جو کچھ اس میں عباس بن عامر قصبانی سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے علی بن حسن بن علی کوفی سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عباس بن عامر قصبانی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے جعفر بن علی بن حسن بن علی کوفی سے انہوں نے اپنے دادا حسن بن علی سے اور انہوں نے عباس بن عامر قصبانی سے روایت کی ہے۔

۳۴۱ اور جو کچھ اس میں رومی بن زرارہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے رومی بن زرارہ سے روایت کی ہے۔

۳۴۲ اور جو کچھ اس میں داؤد بن اسحاق سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے داؤد بن اسحاق سے روایت کی ہے۔

۳۴۳ اور جو کچھ اس میں بکار بن کردم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے

بکا بن کردم سے روایت کی ہے۔

۳۵۳ اور جو کچھ اس میں مختلف مقامات پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے فیصلوں کے متعلق ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عبد الرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے عاصم بن حمید سے انہوں نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے ابی جعفر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۳۵۵ اور جو کچھ اس میں ادريس بن عبد اللہ قی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے ادريس بن عبد اللہ بن سعد اشعری قی سے روایت کی ہے۔

۳۵۶ اور جو کچھ اس میں سلمہ بن خطاب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے اور انہوں نے سلمہ بن خطاب براوسانی سے روایت کی ہے۔

۳۵۷ اور جو کچھ اس میں ادريس بن زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن علی بن زیاد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ادريس بن زید قی سے روایت کی ہے۔

۳۵۸ اور جو کچھ اس میں محمد بن اسلم سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے محمد بن اسلم بن اشعری سے روایت کی ہے۔

۳۵۹ اور جو کچھ اس میں جعفر بن عثمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن موسیٰ کندانی سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے ابو جعفر شامی سے اور انہوں نے جعفر بن عثمان سے روایت کی ہے۔

۳۶۰ اور جو کچھ اس میں عثمان بن زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے عبدالواحد بن محمد بن عبدوس عطار نیشاپوری سے انہوں نے علی بن محمد بن قتیبہ سے انہوں نے حمدان بن سلیمان سے انہوں نے محمد بن حسین سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے عبد الصمد بن بشیر سے اور انہوں نے عثمان بن زیاد سے روایت کی ہے۔

۳۶۱ اور جو کچھ اس میں اسمیہ بن عمرو سے ہے کہ انہوں نے روایت کی ہے شعیری سے تو میں نے اسے روایت کیا ہے احمد بن محمد بن یحییٰ عطار رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن ہلال

- ۳۶۲ سے انہوں نے امیہ بن عمرو سے اور انہوں نے اسماعیل بن مسلم شہیری سے روایت کی ہے۔
اور جو کچھ اس میں مہال قصاب ہے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے مہال قصاب سے روایت کی ہے۔
- ۳۶۳ اور جو کچھ اس میں مسدد بن زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری اور ان دونوں نے ہارون بن مسلم سے اور انہوں نے مسدد ابن زیاد سے روایت کی ہے۔
- ۳۶۴ اور جو کچھ اس میں داؤد بن ابی یزید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے ، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عباس بن معروف سے انہوں نے ابی محمد تجال سے اور انہوں نے داؤد بن ابی یزید سے روایت کی ہے۔
- ۳۶۵ اور جو کچھ اس میں ثور بن ابی فاختہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے ، انہوں نے ہشیم بن ابی مسروق نہدی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے مالک بن عطیہ سے اور انہوں نے ثور بن ابی فاختہ سے روایت کی ہے اور ابی فاختہ کا نام سعید بن علاقہ تھا۔
- ۳۶۶ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن اعین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن احمد بن علی بن صلت سے انہوں نے ابی طالب عبداللہ بن صلت سے انہوں نے عبداللہ بن مضمرہ سے اور انہوں نے عیسیٰ ابن اعین سے روایت کی ہے۔
- ۳۶۷ اور جو کچھ اس میں محمد بن حسان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہم سے انہوں نے احمد بن ادریس سے اور انہوں نے محمد بن حسان سے روایت کی ہے۔
- ۳۶۸ اور جو کچھ اس میں احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری سے روایت کی ہے۔
- ۳۶۹ اور جو کچھ اس میں عمر بن ابی شعبہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیو رضی اللہ عنہ

۳۴۰ سے ، انہوں نے محمد بن یحییٰ سے ، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے عمر بن ابی شعبہ طبری سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں عمر بن قیس بن ماصر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما اللہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ستان وغیرہ سے اور انہوں نے عمر بن قیس ماصر سے روایت کی ہے۔

۳۴۱ اور جو کچھ اس میں ابی سعید خدری سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت علی علیہ السلام کی وصیت کے بارے میں ہے جس کے شروع میں ہے کہ "یا علی جب دہن چہارے مکان میں داخل ہو" تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابو سعید حسن بن علی عدوی سے انہوں نے یوسف بن یحییٰ امہانی ابو یعقوب سے انہوں نے ابو علی اسماعیل بن حاتم سے جن کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے ابو جعفر احمد بن صالح بن سعید مکی نے کہ بیان کیا ہم سے عمرو بن حفص نے انہوں نے اسحاق بن نجیح سے انہوں نے حسیف سے انہوں نے مجاہد سے اور انہوں نے ابو سعید خدری سے جن کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت کی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اور فرمایا "یا علی جب دہن چہارے گھر میں داخل ہو" اور یہ حدیث طوالت کے ساتھ اس کتاب میں درج ہے۔

۳۴۲ اور جو کچھ اس میں علی بن حسان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور انہوں نے علی بن حسان واسطی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے حسن بن موسیٰ خشاب سے اور انہوں نے علی بن حسان واسطی سے روایت کی ہے۔

۳۴۳ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن مہران سے کلام حضرت فاطمہ علیہا السلام کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن احمد بن خالد برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اسماعیل بن مہران سے انہوں نے احمد بن محمد خراسانی سے انہوں نے محمد بن جابر سے انہوں نے عباد عامری سے انہوں نے حضرت زینب بنت امیر المومنین علیہا السلام سے اور انہوں نے حضرت فاطمہ علیہا السلام سے روایت کی ہے۔

۳۴۴ اور جو کچھ اس میں شعیب بن واقد سے ممانعت کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حمزہ بن محمد بن احمد ابن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے ان کا بیان

ہے کہ ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ عبد العزیز بن محمد بن عیسیٰ ابہری نے کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبد اللہ محمد بن ذکریا جوہری غلابی بصری نے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے شعیب بن واقد نے کہ بیان کیا ہم سے حسین بن زید نے انہوں نے حضرت صادق جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے انہوں نے اپنے آباء کرام سے اور انہوں نے حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابت کی حالت میں کھانے سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ وراثت میں فقر کا باعث ہوتا ہے اور یہ طویل حدیث ہے جو اس کتاب میں موجود ہے۔

اور جو کچھ اس میں علی بن اسماعیل یشی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے صفوان بن یشی سے اور انہوں نے علی بن اسماعیل یشی سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں یعقوب بن یزید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن جعفر حمیری اور محمد بن یشی عطار اور احمد بن ادیس رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے یعقوب بن یزید سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں حسن بن علی بن نعمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے اور انہوں نے حسن بن علی بن نعمان سے روایت کی ہے۔ اور جو کچھ اس میں عبد الحمید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجلیہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے انہوں نے محمد بن علی قرشی سے انہوں نے اسماعیل بن بشیر سے انہوں نے احمد بن حسیب سے انہوں نے حکم خیاط سے اور انہوں نے عبد الحمید ازدی سے روایت کی ہے۔

اور جو کچھ اس میں سئلے بن تمام صحابی امیر المؤمنین علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے اور انہوں نے سلمہ بن تمام سے روایت کی ہے (علی اکبر غفاری کا کہنا ہے کہ یہاں سلسلہ روایت میں غلطی ہوئی ہے کیوں کہ محمد بن حسین بن ابی خطاب اور سلمہ بن تمام میں زمانی طور پر بہت فاصلہ ہے اور ان کا ایک دوسرے سے روایت کرنا ناممکن ہے)

اور جو کچھ اس میں محمد بن اسلم جبلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن قتیل سے انہوں نے محمد بن حسان رازی سے انہوں نے محمد بن زید رزائی خادم امام رضا علیہ السلام اور انہوں نے محمد بن اسلم جبلی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے

والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے اور انہوں نے محمد بن اسلم جبلی سے روایت کی ہے۔

۳۸۱ اور جو کچھ اس میں محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ علیہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن عصام کلینی اور علی بن احمد بن موسیٰ اور محمد بن احمد سنائی رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے محمد بن یعقوب کلینی سے روایت کی ہے۔

۳۸۲ اور جو کچھ اس میں محمد بن حسین بن ابی خطاب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری اور محمد بن یحییٰ اور احمد بن ادریس سے اور ان سب نے محمد بن حسین بن ابی خطاب زیات سے روایت کی ہے جن کا نام ابی خطاب زید تھا۔

۳۸۳ اور جو کچھ اس میں عباس بن معروف سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور انہوں نے عباس بن معروف سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور احمد بن ابو عبداللہ برقی سے اور ان دونوں نے عباس بن معروف سے روایت کی ہے۔

۳۸۴ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن حکیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے معاویہ بن حکیم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور انہوں نے معاویہ بن حکیم سے روایت کی ہے۔

۳۸۵ اور جو کچھ اس میں ابی جوزاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے ابی جوزاء شہب بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور انہوں نے ابی جوزاء سے روایت کی ہے۔

۳۸۶ اور جو کچھ اس میں حمدان بن حسین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن حاتم اجازہ سے ان کا بیان ہے کہ "ہمیں خبر دی قاسم بن محمد نے کہ" بیان کیا ہم سے حمدان بن حسین نے۔

۳۸۷ اور جو کچھ اس میں حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امیر المؤمنین علیہ السلام سے وصیت کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی الغفاری سے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے ابو حادہ احمد بن محمد بن احمد بن حسین نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابو یزید احمد بن خالد

خالدی نے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن احمد بن صالح تمیمی نے ان کا کہنا ہے کہ ہمیں خبر دی میرے والد احمد بن صالح تمیمی نے ان کا کہنا ہے کہ ہمیں خبر دی محمد بن حاتم قنّان نے انہوں نے روایت کی حماد بن عمرو سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن علی النّشاء سے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے ابو حاتم نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو یزید نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن صالح تمیمی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے میرے والد نے ان کا کہنا ہے کہ مجھ سے بیان کیا انس بن محمد ابو مالک نے انہوں نے روایت کی اپنے والد سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنجناب علیہ السلام سے فرمایا: اے علی (علیہ السلام) میں تم سے وصیت کرتا ہوں اس کی حفاظت کرو۔ اور یہ طویل حدیث ہے۔

۳۸۸ اور جو کچھ اس میں احمد بن محمد بن سعید ہمدانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن ابراہیم ابن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے احمد بن محمد بن سعید ہمدانی کوئی سے روایت کی ہے جو بنی ہاشم کے غلام تھے۔

۳۸۹ اور جو کچھ اس میں معّلیٰ بن محمد بصری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہم سے انہوں نے حسین بن محمد بن عمار سے اور انہوں نے معّلیٰ ابن محمد بصری سے روایت کی ہے۔

۳۹۰ اور جو کچھ اس میں عبدالواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری سے ہے تو اسے میں نے براہ راست ان سے روایت کیا ہے۔

۳۹۱ اور جو کچھ اس میں سعد بن طریف خفاف سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے یثیم بن ابی مسروق نہدی سے انہوں نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمرو بن ثابت سے اور انہوں نے سعد بن طریف خفاف سے روایت کی ہے۔

کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے تمام اسناد اللہ کے شکر اور احسان کے ساتھ تمام ہوئے۔
والصلاۃ علی محمد وآلہ الطاہرین۔

کمال الدین و تمام النعمۃ

مولفہ

شیخ صدوقؒ

- (۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں یہ وہ واحد کتاب ہے جسے خود امام زمانہؑ کی خواہش پر تحریر کیا گیا؟
- (۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ غلیفہ منتخب کرنے کا اختیار کس کو ہے؟
- (۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ نصیحت کے اثبات اور اس کی حکمت کیا ہے؟
- (۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے وجود اور ان کی امامت پر اللہ تعالیٰ کی قسم کیا ہے؟
- (۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام قائمؑ پر رسول خداؐ کے نعروں کیا ہیں؟
- (۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں جو مولاناؒ نے کائنات حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے فرمایا ہے؟
- (۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں تمام ائمہؑ نے کیا فرمایا ہے؟
- (۸) کیا آپ جانتے ہیں وہ روایت جو حضرت فخر کی نصیحت کے بارے میں آئی؟
- (۹) کیا آپ جانتے ہیں وہ روایت جو حضرت ذوالقرنینؑ کی نصیحت کے بارے میں وارد ہوئی؟
- (۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن لوگوں نے حضرت قائمؑ کا انکار کیا؟
- (۱۱) کیا آپ جانتے ہیں ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے حضرت قائمؑ کی زیارت کی؟
- (۱۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ نصیحت امام زمانہؑ کا سبب کیا ہے؟
- (۱۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ تائیدین کے لیے یہ توقعات جاری کی گئیں؟
- (۱۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کی طول عمر کے اثبات کیا ہیں؟
- (۱۵) کیا آپ جانتے ہیں ذوال اور دوسری علامات ظہور کے بارے میں؟
- (۱۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ اعطاء ظہور کا ثواب کتنا ہے؟
- (۱۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کا نام لینے کی ممانعت کیوں کی گئی ہے؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الگ سا پیپر شریز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

خصال

مولفہ

شیخ صدوق²¹

شیخ صدوق۔ نے ائمہ اربعہ کی مناسبت سے احادیث جمع کی ہیں جن میں مندرجہ ذیل حقائق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

- (۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ نیکی اور بدی کی حقیقت کیا ہے؟
- (۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ بہترین جہاد کیا ہے؟
- (۳) کیا آپ جانتے ہیں اس تحفہ کے بارے میں جو امت محمدیہ کو دیا گیا؟
- (۴) کیا آپ جانتے ہیں اس عادت کے بارے میں جو ہاں کو زندہ کرتی ہے؟
- (۵) کیا آپ جانتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو زلیل ہو کر جنت میں داخل ہوگا؟
- (۶) کیا آپ جانتے ہیں اس عادت کے بارے میں جو مومن میں نہیں ہوتی؟
- (۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ نے اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ وضو کیا؟
- (۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ کون دوا شفا جس جنت کی بوتل نہ سمجھیں گے؟
- (۹) کیا آپ جانتے ہیں اس عادت کے بارے میں جو شیعوں میں ہوتی ہے؟
- (۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ کون کچا مومن ہے؟
- (۱۱) کیا آپ جانتے ہیں اس عادت کے بارے میں جو فقر و فاقہ دور کرتی ہے اور عمر کو طویل کرتی ہے؟
- (۱۲) کیا آپ جانتے ہیں ان عادتوں کے بارے میں جو ایمان کی حقیقتیں ہیں؟
- (۱۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ ان عادتوں کے بارے میں جو رزق لاتی ہیں؟
- (۱۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ حج کرنے کا کیا ثواب ہے؟
- (۱۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضور کے پاس جو انگلیاں تھیں ان پر کیا لکھا ہوا تھا؟
- (۱۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن تین باتوں کے بارے میں اللہ مومن سے نہیں پوچھے گا؟
- (۱۷) کیا آپ جانتے ہیں ان اشخاص کے بارے میں جو اللہ کے زیادہ قریب ہوتے؟
- (۱۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن تین مقامات پر جموت ہونا جائز ہے؟
- (۱۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ تمام خوبیاں کن تین عادتوں میں ہیں؟
- (۲۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ چار باتوں میں عورت کی بات ماننے والے کی کیا سزا ہے؟
- (۲۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت علی کے پاس کون سی چار انگلیاں تھیں؟

(۲۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ جنت میں کون بہترین پادشاہ ہیں؟

(۲۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ گناہ کی کیا چار وجوہات ہیں؟

(۲۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ کون سی چار چیزیں دل کو برباد کرتی ہیں؟

(۲۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن پانچ باتوں سے مال جمع ہوتا ہے؟

(۲۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن پانچ چیزوں پر غصہ دینا واجب ہے؟

(۲۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ کون سے کام ہیں جو عید کے دن سب سے بہتر ہیں؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکساء پبلشرز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

الکساء پبلشرز کی آمیدہ پیشکش

قصص العلماء

مولفہ

میرزا محمد تنکا بنی

مذہب تشیع کے متقدم علماء کے حالات پر مبنی کتاب جس میں ان کی زندگی کے عام حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور دینی خدمات پر بھی نیز مناظرے، مساجد، مواعظ، مزاج، حاضر جوابی، انگلیسار، جلال، وقار، ایثار، اخلاق، جو عالم کی طبیعت کا خاصہ ہیں اس کتاب میں دل نشین انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر نہ صرف ہم ان کے واقعات سے آگاہ ہو سکتے ہیں بلکہ ان کی زندگیوں کے لائحہ عمل کو اپن کر دنیا اور آخرت کے فوائد بھی حاصل کر سکتے ہیں۔
مذکورہ کتاب ان شاء اللہ جلد آپ کے مطالعہ کے لئے پیش کی جائے گی۔

راویطہ - فیضیاب رضوی

7/10 - 5-B

Nazimabad Karachi

Tel: 6610547

انصار حسین نقوی

R-159

Sec. 5-B/2

North Karachi

Cell: 0300-2406150